UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226283

UNIVERSAL
LIBRARY

قولِ حضرت عیسیٰ ؑ تو لیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو
کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا ؑ
لوقا باب ۱۸

یعون اللہ تعالےٰ وفصلہ کتاب مستطاب

تنبیہ المخالفین

فی جواب

امہات المومنین

از تصنیفِ جناب مولانا مولوی سید فیض حسن صاحب حیدرآبادی

در مطبع فیض الکریم واقع حیدرآباد دکن بزیورِ طبع مزین گردید

التماس مصنف

اس کتاب مین کہین کہین بائبل کے بعض مطالب پر اور اُس کی عبارت سے چند انبیاء علیہا السلام کو الزام کے لئے اعتراض کئے گئے ہین جیسا کہ اکثر علماے متاخرین اسلام کا طریقہ ہے۔ مگر حقیقت مین ہمارا اور کل علماے اسلام کا قطعی اعتقاد یہہ ہے کہ جملہ انبیا علیہم السلام دراصل ان تمام تعریضون سے بری اور گناہون سے معصوم تھے علی الخصوص حضرت عیسی علیہ السلام کہ خدا کے پیارے بندے اور پیمبران اولوالعزم سے ہین ابتداے عمر سے آخر عمر تک تمام معصیتون سے معصوم اور پاک تھے۔ توریت و انجیل جسکا ذکر قرآن شریف مین موجود ہے اور جسکی تصدیق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمائی ہے بیشک کلام خدا ہے۔ مگر چونکہ خود قرآن اور احادیث سے ثابت ہے کہ ان کتابون مین تحریفین ہوئی ہین۔ اور ملاحظہ سے بھی یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ بعض بعض مقامات پر ان کتابون مین قطعاً تحریف ہے اور عبارتین داخل کردی گئین ہین۔ لہذا یہہ مروجہ بائبل پوری طرح سے قابل اعتبار نہین اسی لئے بعض مضامون پر اعتراض کیا گیا ورنہ جسقدر کلام خدا ہے وہ بالکل معائب سے بری ہے اور ہرگز اہل اسلام کا انپر اعتراض نہین۔ فافہم ولاتکن من الغافلین۔

ملتمس

خادم الاسلام سید فیض حسین عفی عنہ

قولِ حضرت عیسیٰ ؑ "تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنے خدا"
لوقا باب ۱۸

بعون اللہ تعالیٰ و فضلہ کتاب مستطاب

تنبیہ المخالفین

فی جواب رسالۂ

اُمہات المومنین

از تصنیف جناب مولوی السیّد فیض الحسین صاحب در سنہ ۱۳۱۷ ہجری موافق سنہ ۱۸۹۹ عیسوی

در مطبع فیض الکریم واقع حیدرآبادِ دکن بزیورِ طبع مزین شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ الطاہرین واصحابہ المکرمین۔
فی الحال ایک کتاب جس کا نام امہات المومنین ہی بندہ کی نظر سے گذری۔ اس نے جو صدمہ میرے دلکو دیا ہی اسکے بیان کے لئے مجھے کوئی لفظ نہین ملتا۔ اِس کتاب کے مصنف اور مشتہر پادری ڈاکٹر احمد شاہ شایق ہین۔ اِس مصنف نے اِس کتاب مین ہمارے رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرتِ ازدواج کے بارہ مین تعرضین کرکے اسقدر بے ادبیان کی ہین اور ایسے ناشایستہ الفاظ لکھے ہین جنکی کوئی انتہا نہین فقط بیہودہ مضحکون اور بدگوئیون سے کتاب کو بھر دیا ہی۔ حضرت کی توہین کرنے مین کوئی درجہ اُٹھا نہین رکھا۔ اہلِ اسلام کی حالت پر نہایت افسوس کا مقام ہو کہ شارعِ اسلام کی نسبت مخالفین ایسی منھہ زوریان کرین اور اہلِ اسلام دیکھتے اور سنتے رہین۔ یہہ فقط ہمارے بعض اعمال کی سزا ہی اور ہمارے آپس کے اختلاف کا نتیجہ۔ ہمارا یہہ راست اور پاکیزہ دین ایسا نہین ہی جو کوئی صاحبِ عقلِ سلیم

سلیم اسپر اعتراض کر سکے۔ اور ہمارے ہادی اور پیغمبر جو کل انبیا سے افضل ہین
نہین ہین جو کوئی اہل انصاف اُنپر کوئی تعرض کر سکے۔ بلکہ اکثر ہمارے مخالفین جو
کسی قدر انصاف رکھتے ہین برابر ہمارے مذہب اور شارع مذہب کی توصیف
مین رطب اللسان ہین۔ دیکھو تائید المحمد والقران ترجمۂ اپولوجی فار محمد اینڈ
قران مصنفۂ جان ڈیون پورٹ صاحب اور تاریخ تمدن عرب مصنفۂ
ڈاکٹر لی بان صاحب اور دوسرے محققین علماے نصاری کی کتابین۔
جن سے بعض عبارتین آیندہ اپنے اپنے مقام پر اور خاتمہ مین اِس کتاب کے
نقل کی جائین گی۔ مگر بعض وہ کج فہم اور ناعاقبت اندیش لوگ جن کی آنکھون
پر زخارف فانیۂ دنیوی کی محبت نے غفلت کا پردہ ڈالدیا ہی۔ اور چند روزہ
عیش اور ناپائدار دولت کی ہوس نے جن کے دلون کو سیاہ کردیا ہی حقیت کو
چھوڑکر جو بعض بیجا تعریضات اور جھوٹے الزامات آنحضرت کی نسبت لگاتے
ہین۔ اِن کے جوابات محکمہ اور تردیداتِ واضحہ موجود ہین مگر بہت افسوس ہی
اہل اسلام پر کہ اپنے پیارے اور عزیز دین کی طرف توجہ تک نہین کرتے اور اپنی
قابل ترحم حالت پر بالکل رحم نہین کھاتے۔ آپس مین ایک دوسرے کی تکفیر
اور توہین و تذلیل مین جانین لڑادین گے۔ مگر مخالفین اسلام اور طاعنین حضرت
خیر الانام کی تقریر و تحریر کی طرف بھول کر بھی کبھی نہ دیکھین گے کہ کیسے کیسے بیجا حملے
اپنے رسول مقبول پر ہو رہے ہین۔ نہین معلوم آپس کے اختلاف سے کب
باز آئین گے اور خواب غفلت سے کب بیدار ہون گے۔
المختصر ہر چند مصنف امہات المومنین نے اِس کتاب مین مولوی سید امیر علی صاحب

کی تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام کے چودوین باب کا جواب دیا ہی اور ضمناً مولوی محمد علی[۴۱] صاحب کانپوری۔ اور حکیم نورالدین[۴۲] صاحب بہیروی اور مولوی فیروزالدین[۴۳] صاحب فیروز اور مولوی ابوسعید محمد حسین[۴۴] صاحب بٹالوی کے بعض بعض اقوال کو بھی اپنی دانست مین رد کیا ہی۔ مگر کوئی اہل فہم و انصاف غور کرے تو کوئی تعریض اس کتاب مین ایسی نہین ہی جو ادنی توجہ سے باطل نہو سکے

ہرچند مصنف اپنے خیال مین اس کتاب کو ممتنع الجواب جانتا ہی چنانچہ شروع کتاب مین کہتا ہی کہ ۔۔۔ دوم یہ آپ کو نیک نیتی سے ایک امر حق کا یقین دلاتا ہون کہ دارالاسلام مین کوئی مولوی موجود نہین ہی جو اس رسالہ کے دلائل کو باطل کرکے آنحضرت کو معصوم اور بے گناہ ثابت کرسکے اور اب آپکو ذاتی تجربہ بھی ہوجائیگا کہ دراصل عیسائیون کے دعوی کو نہ تو آپ اور نہ آپکا کوئی اور معاون محمدی عالم باطل کرسکتا ہی "۔ مگر فی الحقیقت یہہ دعوی سراسر لغو اور باطل ہی چنانچہ جب بندہ نے اس کتاب کو دیکھا تو بندہ کی حرارت ایمانی اور مخاطب کی بیہودہ زخرفوانی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ اس کتاب کا جواب لکھے۔ اور نیز مخاطب کی عام فریبیون اور تدلیسات سے اہل اسلام کو بچانا اور اپنے بیجھوٹے الزامات سے تبرا ثابت کرنا اشد ضروری تھا۔ لہذا اس حقیر نے بہت قلیل مدت مین کہ وہ چار ماہ سے بھی کم ہی بحول وقوت الٰہی کل کتاب کو منقوض کردیا اور نہایت روشن دلیلون سے اس کے تمام تعریضات کا جواب دیکے آنحضرت کو نبی برحق اور معصوم ثابت کردیا ہی۔ امید اہل انصاف وفہم سے یہہ ہی کہ بندہ کی کتاب کو حق جوئی اور انصاف کی نظرون سے ملاحظہ فرمائینگے۔

۴۱ [illegible]

۴۲ [illegible]

۴۳ [illegible]

۴۴ [illegible]

مخفی نرہے کہ ہر مقام پر کتاب اُمّہات کی تھوڑی سی عبارت کو بطور خلاصہ نقل کر کے اُس کا مدلّل جواب دیا ہے اور حتی الامکان کوئی مطلب ترک اعتراض کا ایسا نہیں ہے جو کہ رد نہیں کیا ہے اور اس کتاب کا نام **تنبیہ المخالفین** فی جواب کتاب اُمّہات المومنین رکھا۔ اب خداوند عالم سے دعا کرتا ہوں کہ اس کتاب سے اپنے تمام بندوں کو فائدہ پہونچائے اور سبکو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرے آمین یارب العالمین۔ بحق محمد سید المرسلین وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ ص ابطال نبوت محمدیہ میں اہل کتاب کی محکم دلیل ہمیشہ سے یہہ رہی ہے کہ حضرت محمد صاحب کا چلن شایان شان پیغمبری و نبوت ہرگز نہ تھا وہ صفحہ تاریخ کو الٹا الٹا کر مدام دکھلاتے رہے ہیں کہ شہوت پرستی اور خونریزی محمد مدنی کی سوانح عمری کے جزء اعظم ہیں۔

اقول اثبات نبوت محمدیہ میں اہل اسلام کی محکم دلیل ہمیشہ سے یہہ رہی ہے کہ حضرت محمد مصطفی ص کا چلن شایان شان پیغمبری و نبوت بے شک تھا وہ صفحہ تاریخ کو الٹا الٹا کر مدام دکھلاتے رہے ہیں کہ معجزات اور خرق عادات اور حسن اخلاق محمد مدنی کی سوانح عمری کے جزء اعظم ہیں۔ مگر ہمارا مخاطب جو تعدد ازواج اور جہاد کو شایان شان پیغمبری نہیں جانتا اور ان امور کو چند ناشایستہ لفظوں سے تعبیر کر کے اپنی محکم دلیل ابطال نبوت کی جانتا ہے وہ محض مخاطب کی نافہمی پر دال ہے۔ اور دو وجہوں سے باطل اور منقوض ہے۔

اوّل یہہ کہ کثرت ازدواج عہد قدیم سے ہمیشہ مروج اور انبیا اور غیر انبیا میں برابر

جاری ہے۔ اور عہدِ جدید مین بھی اس کی کوئی ممانعت نہین ہوئی چنانچہ اناجیلِ مروجہ اس پر شاہد ہین۔ پس یہہ امر انبیای سلف سے ہمارے پیغمبر تک برابر واقع ہوتا آیا ہے اسیطرح آنحضرت نے موافق سنن انبیاء کرام اور مطابق اذن خدا ے علام گیارہ یا بارہ بی بیون سے نکاح کئے۔ پس اس طریقہ کو جس کے عامل انبیاے کرام رہے ہین شہوت پرستی کہنا۔ آیا عین ضلالت ہے کہ نہین

افسوس ہے اس مخاطب پر کہ جوش عناد و تعصب مین اپنے دین و مذہب سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔ اتنا نہ خیال کیا کہ اس ناشایستہ لفظ کے سزاوار وہ انبیا بھی ہوتے ہین جن کی نبوت کے معتقد کل نصاری بھی ہین۔ اہل عقل سمجھ سکتے ہین کہ انبیاے مقبول پر طعن کرنے والا آیا کوئی دیندار ہو سکتا ہے یا بیدین۔

جاننا چاہیے کہ حضرت ابراہیم کی تین بی بیان تھین اور حضرت یعقوب کی چار عورتین تھین اور حضرت داؤد نے سو عورتون سے نکاح کیا اور حضرت سلیمان نے ایک ہزار عورتین کین اور اسی طرح حضرت جدعون پیغمبر کی بہت سی جورویں تھین جنکا ثبوت توریت سے عنقریب دیا جائیگا انشاء اللہ تعالی۔

اسیطرح جہاد بھی انبیاے سلف سے بہت واقع ہوا ہے اور اکثر پیغمبرون نے ہزارون کفار و مخالفین کو قتل فرمایا ہے جس کا بیان کتب مقدسہ مین موجود ہے۔ چنانچہ کتاب **استثنا** کے دوسرے باب آیت ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ مین حضرت موسی فرماتے ہین "و تب صیحون یہص مین ہمارے مقابلہ کے لئے نکلا وہ اور اسکی ساری قوم تاکہ ہم سے لڑین۔ سو خداوند ہمارے خدا نے اُسے ہمارے حوالہ کر دیا اور ہم نے اُسے اور اُس کے بیٹون کو اور اُس کی سب قوم کو ہلاک کیا اور

اور ہمنے اُسیوقت اُس کے سارے شہرون کو اور مردون اور عورتون کو اور بچون کو ہر ایک شہر مین حرم کیا اور کسیکو باقی نہ چھوڑا۔ سوا چارپایون کے جنھین ہم نے اپنے لئے غنیمت جان کے پکڑا اور سوا مال کے جو ہم نے شہرون مین سے لوٹا"

اور **اسی** کتاب کے تیسرے باب مین مرقوم ہی کہ "حضرت موسی نے عوج بادشاہ ملک بشن سے بھی جنگ کی اور اُسکو اور اُسکی تمام قوم کو مار ڈالا یہان تک کہ ان مین سے کوئی باقی نرہا اور تمام شہر چھین لئے اور ہر ایک شہر کے مردون اور عورتون اور لڑکون کو قتل کیا اور تمام شہرون کا مال اور اسباب اور سارے مواشی کو لوٹ لیا"

انتہی ملخصاً **اور کتاب** اول سموائیل کے باب ۱۵ آیت ۳ مین سموائیل پیغمبر کہتے ہین وہ سو تو اب جا اور عمالیق کو مار اور سب جو کچھہ کہ اُنکا ہی حرم کر اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت ننھے بچے اور شیر خوار اور بیل اور بھیڑ اور اُونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر"۔ **اور کتاب** یشوع کے باب ۹ و ۱۰ و ۱۱ مین مرقوم ہی کہ حضرت یوشع بن نون نے جسے یشوع کہتے ہین بہت سے بادشاہون سے جنگ کی اور لاکھون آدمیون کو قتل کیا اور اپنے دشمنون سے کسی کو زندہ نچھوڑا۔

اور کتاب تواریخ اول کے باب ۱۸ مین مذکور ہی۔ کہ حضرت داؤد نے بہت سی لڑائیان کین اور لاکھون آدمیون کو مار ڈالا۔ اسی طرح تمام مجموعہ **توریت** مین موجود ہی کہ کئی انبیا نے بہت سے بندگان خدا کو جو اُن کے مخالف تھے قتل کیا۔

بہرحال ان انبیاء کرام نے اسقدر متنفسین کو بیجان کیا ہی جن کے عشر عشیر بھی ہمارے حضرت کے عہد مین قتل نہین ہوئے چنانچہ **جان** ڈیون پورٹ

لکھتے ہین کہ "وہ آنحضرت نے ہرگز اسقدر خونریزی نہین کی جسقدر حضرت موسیٰؑ نے بت پرستی کی بیخ کنی کے واسطے کی تھی" دیکھو تائید المحمد والقرآن صفحہ ۷۰ اور لطف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنے مخالفین کے قتل کرنے کا حکم کیا تھا چنانچہ **لوقا** کی انجیل باب ۱۹ آیت ۲۷ مین مرقوم ہے "وہ پر میرے اُن دشمنون کو جنھون نے نہ چاہا کہ مین اُنپر بادشاہی کرون یہان لاؤ اور میرے سامنے قتل کرو"

مگر افسوس ہے کہ کسی شخص نے حضرت کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ بہرحال جب ثابت ہوا کہ تعدد ازواج و قتل کفار فعل انبیاے عظام تھا تو پھر ہرگز کسی صاحب فہم کی مجال نہین ہے کہ ہمارے پیغمبر پر کسی طرح کی تعریض کر سکے۔

دوسرے یہ کہ ان دونون فعل یعنے تعدد ازواج اور جہاد پر طعن کرنا ایسا بیہودہ اور باطل امر ہے کہ بعض محققین نصاری نے خود اس کا باطل ہونا ثابت کر دیا ہے دیکھو تائید المحمد والقرآن صفحہ ۱۱۱ سے ۱۳۴ تک کہ انمین جان ڈیون پورٹ صاحب نے کل الزامات کو قطعی دلیلون سے باطل کر دیا ہے۔ ہرچند ہم تعدد ازواج کے الزام کے بارہ مین کتاب مذکور کی بعض عبارت کو آیندہ نقل کرین گے مگر یہان جہاد کی نسبت جو کچھ صاحب موصوف نے لکھا ہے اس مین سے بعض کلام کو واسطے ملاحظہ منصفین کے نقل کرتے ہین۔

کتاب مذکور کے صفحہ ۱۱۸ مین مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہ ہے "الزام دوم آپ نے اسلام کو شمشیر کے ذریعہ سے رواج دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو کچھ خدا تعالی نے ایک دفعہ حکم کر دیا وہ کسی زمانہ مین بے انصافانہ نہین خیال کیا جا سکتا چونکہ عیسائیون پر فرض ہے کہ وہ یقین کرین کہ خدا نے بنی اسرائیل کو اہل کنعان کے

کے قتل کا انکی بت پرستی کے سبب سے حکم دیا تو یہہ بھی اقرار کرنا چاہئے۔ کہ اگر آنحضرت نے بھی اپنا اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلایا تو اسمین کچھہ بے انصافی نہین کی۔ ورنہ یہہ بات کہنی پڑے گی کہ خدائے تعالیٰ کو بت پرستی اُس زمانہ مین زیادہ بُری معلوم ہوتی تھی اور اب اتنی بُری معلوم نہین ہوتی۔ آنحضرت بہت سی لڑائیان لڑے مگر آپ کی سب لڑائیان حضرت موسیٰ کی لڑائیون سے مختلف تھین۔ کیونکہ آپ کی لڑائیان اس مطلب کے واسطے نہ تھین کہ قومِ عرب کو بالکل نیست و نابود کردین بلکہ اسواسطے تھین کہ بت پرستی چھڑائین اور اُنھین خدائے واحد مطلق اور خالق کی پرستش سکھائین۔ مگر ہمیشہ آپ نے عورتون اور لڑکون اور بچون کو قتل سے بچایا ہے برخلاف اس کے حضرتِ موسیٰ سب قومون کو قتل کر ڈالتے تھے نہ کسی پر کوئی شرط پیش کرتے تھے اور نہ کسی کی کوئی شرط مانتے تھے آنحضرت نے کبھی ایسا نہین کیا۔ حضرتِ یوشع نے تمام ملک اور تمام بادشاہون کو قتل کر ڈالا اور کسی ذیروح کو بنی اسرائیل کے خدا کے حکم کے موافق زندہ نچھوڑا۔ حضرت اسموایل نے سال سے کہا جا اور اے ملک[۱] قوم کو قتل کر اور اُن مین مرد چھوڑ نہ عورت اور نہ دودھ پیتا بچہ چھوڑ اور نہ روٹی کھاتا اور نہ بیل چھوڑ نہ اونٹ نہ گدہا اور نہ بھیڑ۔ تو کسی ذیروح کو زندہ نہ چھوڑ اور تو اپنے خدا کے حکم کے موافق نہین بالکل نیست و نابود کردے" انتہی ملخصاً فاعتبروا یا اولی الابصار۔

[۱] یہہ خلاصہ ہے

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب لاکھون عورتون اور بچون کو جنکا کوئی قصور نہین ہوسکتا۔ حضرت موسیٰ و یوشع و اسموایل نے قتل کر ڈالا اور اس خونریزی سے کوئی طعن اِن انبیا پر نہین ہوسکتا تو پھر کس طرح سے کوئی منصف مزاج آدمی

ہمارے حضرت کے جہاد پر جو محض بت پرستی کے استیصال کے لئے تھا اور جس مین کوئی عورت اور بچہ قتل نہین کیا گیا ہی طعن کر سکتا ہی۔ نہین ہرگز نہین۔

پس بہرحال کوئی شخص جسے خدا تعالیٰ نے عقل سلیم عطا فرمائی ہی اور جس کی آنکھون پر تعصب کے پردے نہین پڑے ہین کسی صورت سے ہمارے رسولِ مقبول پر معترض نہین ہو سکتا ہی۔ بلکہ اس طعن کو جسے بقولِ مخاطب تمام عیسائی ابطالِ نبوت کی محکم دلیل سمجھتے ہین خللِ دماغ کی دلیل اور تعصب کی حجت جانیگا۔

قولہ متقدمین مورخین کی نگاہ مین تو یہہ کوئی عیب نہ تھا اسلئے وہ خصایصِ نبوی سمجھکر بلا تامل انکو قلم بند کر گئے۔

اقول جب کوئی کام حقیقت مین برا نہو بلکہ وہ افعال انبیاے کرام سے اور حکم خدا کے موافق ہو تو متقدمین کیا اور متاخرین کیا کسی کی نگاہ مین وہ عیب نہوگا۔ ہان جو لوگ مثل مخاطب کے دین سے بے پرواہین اور انبیا پر طعن کیا کرتے ہین اُن کی نگاہ مین اگر عیب ہو تو اُس سے کوئی نقصان نہین ؎ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭

قولہ مگر جب مسلمانون کو اہلِ کتاب خصوصاً عیسائیون سے مناظرہ درپیش آیا تو اپنے نبی کی ذات کو بچانے کی غرض سے اُنکو وقتاً فوقتاً طرح طرح کے عذر تراشنے اور مختلف پہلو بدلنے پڑے۔ الخ

اقول سراسر یاوہ گوئی ہی۔ کیونکہ ہمارے نبی کی ذاتِ مقدس کو خود خداوندِ عالم نے بچایا ہی اور تمام گناہون سے پاک کیا ہی ہان حاسدین اور مخالفین کے جوابات مسکتہ علماے اسلام نے متعدد وجوہ سے دیئے ہین اور ہر ایک نے اپنے مذاق

مذاق کے موافق گفتگو کی ہو اور جو شبہ مخاطب اُن جوابات مین بیان کریگا ہم اُسکے مقام پر اُس کا بطلان ظاہر کردین گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہ ص۲ سید امیر علی صاحب جنکی کتاب کے ایک جزو کا تفصیلی جواب لکھنے کے لئے ہمنے قلم اُٹھایا ہے۔ الخ

اقول کیون صاحب اسکی کیا وجہ ہو کہ آپ ایک جزو کا جواب لکھتے ہین۔ باقی اجزا کا جواب کون لکھے ظاہر امعلوم ہوتا ہو کہ اِن کا جواب لکھنا آپ کے احاطۂ قدرت سے باہر ہے۔

قولہ ص۳ ہم نے صرف اُس کے (یعنے تنقید الکلام کے) چودھوین باب کا جواب لکھا ہو جس مین سید صاحب نے تعدد ازواجی سے بحث کر کے خاص کر حضرت کی کثرتِ مناکحت کے لئے بے بنیاد و فرضی اغراض دکھلا کر اُن کے لئے معذرت چاہی ہو۔

اقول جو وجوہ تعدّد ازواجی کے سید صاحب نے بیان کئے ہین اگر مخاطب کے ناپسند ہون تو کچھ ضرور نہین کہ تمام عقلا اُسکو ناپسند کرین۔ اور بالفرض کوئی وجہ انمین کی مطبوعِ عقلا نہو تو اِس سے لازم نہ آئیگا کہ اصل امر نامطبوع اور قابلِ تعریض ہو وہ امر جو فی الحقیقت ناپسندیدہ نہو اور معمول بہ انبیا و عقلا کا ہوا ور مطابق حکمِ خدا کے ہو وہ کسی طرح ناپسند نہین ہوسکتا۔ یہہ بات بالکل ظاہر اور بدیہی ہو جس مین حاجت فکر و تامل نہین۔

قولہ ص۳ شارعِ اسلام کے اخلاق عورات کے باب مین اپنی اصل مین کیسے نفرت انگیز تھے اور اسلام پر اِنکا اثر کیا ہوسکتا ہو اور اِن کے اظہار کے واسطے

کس قسم کے کلمات ناگزیر ہین۔

اقول شارعِ اسلام کے اخلاق عورات کے باب مین فی نفسہٖ نہایت پسندیدہ اور ہدایت انگیز تھے اور اسلام پر انکا عمدہ اثر ہوسکتا ہی اور اُن کے اظہار کے واسطے بہت شایستہ کلمات ناگزیر ہین۔ نہ مثل مخاطب کے معتقدہ کتبِ مقدسہ کے کلمات جسمین مذکور ہو کہ خدا کے جوروین تھین اور وہ جوروین زنا بھی کرواتی تھین وغیرہ وغیرہ اور خدا یعقوب پیغمبر سے تمام رات کشتی لڑا اور مغلوب ہوگیا اور داؤد پیغمبر نے اوریا کی بی بی سے شوہر کی زندگی مین زنا کیا جس سے حمل ٹھیر گیا اور داؤد نے اوریا کو قتل کراکے اُسکی جورو کو اپنی بی بی بنالیا اور لوط پیغمبر نے اپنی بیٹیون سے شراب پی پی کر زنا کیا۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ اے مخاطب تمکو ایسے کلمات سن سنکر اور اپنی مقدسہ کتابون مین دیکھ دیکھکر عادت ہوگئی جو تمنے بھی اپنی کتاب مین ایسے کلمات لکھے ہین اور تم اپنے خدا و پیغمبرون کی نسبت کہہ سکتے ہو کہ ان کے اخلاق کے اظہار کے لئے کتبِ مقدسہ کی بنا پر کیسے نفرت انگیز کلمات ناگزیر ہین نہ ہمارے پیغمبر کے اخلاق کے اظہار کے لئے۔

قولہ ص ۳ مجھے یہ کہنے مین تامل نہین کہ اسنے (یعنے سید امیر علی صاحب نے) شاذ ہی کہین سچ بولا ہی اور اگر بولا بھی تو ادھورا اور جس بیباکی سے وہ تاریخی واقعات کا انکار کرتا ہی اُسکی مثل ہمکو زمانۂ حال کی مغربی تصنیفات مین تو نہین مل سکتی گو مشرقی جاہل علما کی تحریرات مین فراوانی سے ہو۔

اقول ہمکو نہایت تعجب ہی کہ مخاطب نے مولوی امیر علی صاحب پر تو دروغ بیانی کا طعن کیا ہی اور خود جابجا جھوٹ کا مرتکب ہوا ہی اور اکثر مقام پر افترا پردازی کی ہی چنانچہ

چنانچہ ہم آگے چلکر اُن مقامون کا اشارہ کرتے جائینگے اور اُس کی جھوٹ کو ثابت کر دینگے۔

مخفی نرہے کہ جس مقام پر مولوی سید امیر علی صاحب نے سر سید احمد خان صاحب کی تقلید کرکے امر متفق علیہ اہل اسلام کا انکار کیا ہو وہان تو ہم سید امیر علی صاحب کا ساتھ نہین دیسکتے اور باقی مقامات مین البتہ ہم امر حق اور قول صادق کی تائید کرینگے پس کہتے ہین کہ مطلقاً تاریخی واقعات کے انکار کا دعوی اور طعن سید صاحب پر بالکل بیجا بلکہ مخاطب کی نافہمی کو ظاہر کرتا ہی۔ کیونکہ معلوم اور مسلم ہی کہ ہر خبر سچ نہین ہوسکتی اور نہ ہر خبر کا یقین کسی عاقل کو حاصل ہوسکتا ہی۔ بلکہ اس کی کیفیت یہی ہی کہ۔ الخبر یحتمل الصدق والکذب ۔ اسی لئے عقلاء نے اسکو دو قسم پر تقسیم کیا ہی ایک احاد دوسرے متواتر۔ خبر احاد سے کسی امر کا یقین نہین ہوسکتا تاوقتیکہ کوئی قرینۂ قویہ اُس کی سچائی پر دال نہو۔ ہان البتہ خبر متواتر قطعیات سے ہی۔ اور علمائے خبر احاد کی بھی کئی قسمین باعتبار بیان کرنے والون کے مقرر کی ہین۔ یعنے خبر دینے والون مین بعض جھوٹے ہوتے ہین اور بعض فاسق اور بعض راست گو ہوتے ہین۔ اور ثقہ اور عادل اور ثقہ پر بھی سہو اور نسیان کا عارض ہونا انکار نہین کیا جاتا۔ اور بعض ایسے بھی ہین کہ حقیقت مین کاذب یا فاسق ہین مگر ظاہرا لوگ اُنکو راست گو اور ثقہ جانتے ہین۔ پھر کیونکر کوئی عاقل کہہ سکتا ہی کہ ہر خبر ایک طرح کی اور سچی ہی۔ اور اسی بنا پر خبر احاد کئی اقسام پر یعنے صحیح و موثق وضعیف وغیرہ پر منقسم ہی اور یہان صحیح بھی بمعنی حقیقی نہین بلکہ صحیح کے یہہ معنی ہین کہ تمام راوی اُس کے ثقہ ہون۔ جیسا کہ علم حدیث سے ظاہر ہی۔ پس جس شخص کو اخبار کے تواتر اور احاد اور صحت و

سُقم سے خبر نہو اور علمِ حدیث کو نجانتا ہو اور ہر خبر کو ایک طرح کی سمجھتا ہو وہ کیونکر مسلمانون کے مقابلہ مین قلم اُٹھا سکتا ہی۔ اور یون تو بد زبانی اور بیہودہ گوئی ہر عامی وجاہل کا کام ہی۔ اگر کسی مخالف کو آنحضرت کی حالت پر اعتراض کرنا منظور ہو تو اُسے لازم ہی کہ نص قرآن یا اخبارِ متواترہ اور علی التنزل خبرِ صحیح متفق علیہ سے استدلال کرے ورنہ قول اُسکا واہی اور مہمل سمجھا جائیگا اور ہرگز قابل التفاتِ عُقلا نہوگا

قولہ ص۴ حامیانِ اسلام بھی ایک طرح سے مجبور ہین عیسائیون نے اپنے مناظرہ کو اُن کے مقابلہ مین وہ جلادی ہی کہ عُلماے محمدی عنانِ صبر و قرار ہاتھہ سے کھو چکے ہین۔

اقول یہہ فقط دیوانون کی سی بڑہ ہی ورنہ کجا عیسائیون کے پادری اور کہان اسلام کے علما۔ معلوم ہی کہ ابتک جسقدر مناظرے تحریراً و تقریراً اہل اسلام اور عیسائیون مین واقع ہوے ہین اُن سب مین اہلِ اسلام ہی غالب رہے ہین اور یہہ امر آنحضرت کے وقت سے برابر جاری ہی کہ ہمیشہ اہلِ حق غالب ہون۔ واقعۂ مباہلہ کہ حضرت کے زمانہ مین نصارا ے نجران سے ہوا تھا اور متواترات سے ہی۔ تری محکم دلیل حقیت کی ہی اسی طرح بہت سے مناظرے جو بعض کتبِ اسلام مین مرقوم ہین اور بعض غیر مرقوم لاتعد ولاتحصی ہین اور فی الحال ہندوستان مین جو مشہور مناظرے ہین مولوی حافظ ولی اللہ صاحب۔ اور عماد الدین صاحب کرسچن کے بمقامِ آمرتسر ہوے (دیکھو کتابِ مباحثۂ دینی مطبوعۂ اسلامیہ پریس لاہور) اور مابین ڈاکٹر محمد وزیر خانصاحب اور پادری فنڈر صاحب بمقامِ اکبر آباد ہوے (دیکھو دوسرا حصہ مباحثۂ مذہبی کا جو وہ بھی مطبوعہ ہی)۔ اور جو مناظرے مولوی محمد رحمت اللہ صاحب اور پادری فرنچھیاجی مین

بمقامِ اکبرآباد ہوے (دیکھو البحث الشریف فی اثبات النسخ والتحریف) اور جو مباحثہ مسلمانون اور عیسائیون مین بمقام شاہجہان پور ہوا تھا۔ (دیکھو گفتگوی مذہبی واقع میلۂ خداشناسی) اور جو مناظرہ مابین پادری گوازامت اور مولوی غلام نبی اللہ احمد صاحب بمقامِ مدراس واقع ہوا۔

ان سب مین مسلمان غالب رہے ہین۔ پھر مخاطب کا دعوی کسقدر بے اصل اور لغو ہے۔

قولہ ص۵ اور شارعِ اسلام پر جو کچھ طعن و مضحکہ کیا گیا اس مین کچھ بھی طعن و مضحکہ نہین بلکہ وہ نری حقیقت ہی جس کا دفع کرنا علومِ قدیمہ کے امکان مین ہی نہ جدیدہ کے

اقول بیشک نرا مضحکہ اور بالکل طعن ہی۔ اور معاذ اللہ ہرگز حقیقت نہین بلکہ محض افترا اور سراسر بہتان ہی جس کا تفصیلی بیان عنقریب آئیگا انشاء اللہ تعالے۔

یہ شخص علومِ قدیمہ و جدیدہ کے امکان کو کیا کہتا ہی صاحبِ علومِ قدیمہ نے تو بزرگان مخاطب کی تحریرات و تقریرات کی دھجیان اُڑا دی ہین پھر مخاطب کس شمار مین ہے۔ اور مخاطب بھی دیکھ لیگا کہ اسکی کتاب کو ایک ادنی خادم الاسلام کس طرح باطل کر دیتا ہی اور کیونکر اس کے تار و پود درہم و برہم ہو جاتے ہین انشاء اللہ تعالے۔

قولہ ص۸ حیات القلوب ملا باقر مجلسی جس کی جلدِ دوم اس رسالہ کے کام مین آئی شیعون کی معتبر تاریخ ہی۔ اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ کی بابت شاہ عبدالعزیز صاحب جو مسلمانانِ ہند کے واسطے آخری امام ہوے عجالہ نافعہ مین فرماتے ہین "وہ بالفعل نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث اگر بہم رسد کہ خالی از الحاق و تحریف باشد بہتر از ہمہ تصانیفِ این باب است و مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث و سیرت شامیہ و مواہبِ لدنیہ مبسوط ترین سیرتہا اند" الخ

اقول افسوس ہر کہ ہمکو ایسے شخص سے مقابلہ ہوا ہی جو نہ فنِ حدیث سے واقف اور نہ کلامِ علما کو سمجھتا ہی۔ لکن مجبور اُمنصفین کے سمجھنے کے لئے حتی الامکان ہمین سمجھانا ضرور ہے۔

جاننا چاہئے کہ ہرچند یہہ کتابین جن کا نام مخاطب نے لکھا ہی معتبرین اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے روضتہ الاحباب کو اور تاریخی کتابون سے بہتر کہا ہی مگر بہتر کہنے یا معتبر جاننے کے یہہ معنی نہین ہین کہ تمام خبرین اِن کتابون مین کی قطعی الصدور یا صحیح ہون۔ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہی کہ قطعی الصدور وہی خبر ہی جو متواترات سے ہو۔ اور جو خبر احاد ہی وہ ہرگز یقینی نہین الا با قرانِ قطعیہ۔ چنانچہ کتبِ کلام واصول سے یہہ امر بخوبی ظاہر ہی۔ اِس بیان سے فائدہ یہہ ہی کہ اگر کوئی خبرِ احاد مخالف اور اخبارِ متواترہ و روایاتِ کثیرہ کے ہو یا معارض دلیلِ قطعی کی ہو تو البتہ وہ مطروح اور غیر صحیح سمجھی جائیگی۔ اور اُسے غیر صحیح سمجھنے یا قبول نہ کرنے سے یہہ بات لازم نہین آتی کہ اِن کتابون کو غیر معتبر کہا جاے یا اُن کے مصنفین پر دروغ بیانی کا اطلاق کیا جاے۔ صاحبِ فہم و ادراک جانتے ہین کہ اِن کتابون مین اپنی درایت کو بیان نہین کیا ہی بلکہ روایت کو بیان کیا ہے اور اختلافِ روایات جو ان کتابون مین موجود ہی وہ خود اِس امر پر دال ہی کہ تمام تر اِن قطعی یا صحیح نہین ہین۔ اور جو کہین درایت بیان کی ہی اگر وہ مستدل دلیل قطعی سے ہو تو مسلم ہی ورنہ اُسپر بھی گفتگو کی جگہہ اور کلام کا مقام ہی۔ پس اگر کوئی روایت کسی کتاب کی بسبب معارض ہونے خبرِ یقینی یا دلیلِ قطعی کے مطروح اور غیر صحیح مانی جائے تو کوئی تعریض نہین ہو سکتی۔

بندہ نے جو کچھہ اِس مقام پر بیان کیا ہی وہ ایک امرِ حقیقی کو ظاہر کیا ہی اور دفعِ دخل کر دیا ہی جو نہایت بکار آمد ہے۔

قولہ ص ۱۱ فصل اوّل تعدّدِ ازواج تمام عیسائی قائل ہین کہ عہدِ قدیم مین کثرتِ ازواجی اُس زمانہ کی تہذیب کے اندازہ سے حلال اور مشروع تھی۔ بنی اسرائیل نے اِس رسم کو اپنے پیشینیون کی تقلید مین جاری رکھا اُن کے انبیا و صلحا نے اُس کے جواز کو تسلیم کیا۔

اقول انبیا و صلحا نے اُس کے جواز کو فقط تسلیم ہی نہین کیا بلکہ خود بھی عامل تھے۔

قولہ ص ۱۱ مگر عہدِ جدید مین جو مسیحِ موعود کی بعثت سے شروع ہوا اور جس نے بنی آدم کی ترقی تہذیب کا نیا سنہ جاری کیا وہ رسم جو طلاق کے ساتھ ہمیشہ رہی ہی اُٹھہ گئی اُسکے اور اِس کے جواز کی سچی فلسفی کو خداوند مسیح نے ایک ہی جگہہ اس طرح بیان کر دیا کہ اب کثرتِ ازدواجی کے حرام و نامشروع ہونیمین کسی عیسائی کو شک کی گنجایش نہین رہ سکتی "موسی نے تمھاری سخت دلی کے سبب سے تمھین اپنی جورؤنکو طلاق دینے کی اجازت دی ہی پر شروع سے ایسا نہ تھا" متی ۱۹/۱۸

اقول کئی وجوہ سے باطل اور منقوض ہی۔

اوّل یہہ کہ خود بعض عیسائی محققین کی تحریر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اب بھی کثرتِ ازدواجی کے حرام و نامشروع نہ ہونیمین کسی عیسائی کو شک کی گنجایش نہین رہ سکتی مخاطب کس خوابِ خرگوش مین ہی ذرا چونکے اور اپنے علما کی تحریر ملاحظہ کرے۔

جان ڈیون پورٹ صاحب کہتے ہین "وہ جس رسم کی انجیل مین ممانعت نہو ہم اُسکو کس دلیل سے بُرا کہین کیونکہ انجیل نے کسی ملکی قانون کو جو اُس سے پہلے رائج تھا بُرا نہین کہا

انجیل مین صرف یہہ حکم ہی کہ آئیڈراور وڈیلن پادری وہ لوگ بنائے جائین خوصرف ایک جورو رکھتے ہین۔ اِسکے یہہ معنی نہین ہین کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا گناہ ہی کیونکہ اگر گناہ ہوتا تو یہہ حکم سب کے واسطے عام ہوتا صرف پادریون ہی کے واسطے نہوتا اِس حکم مین یہہ حکمت ہی کہ ایک جورو والے دنیا کے کاروبار مین اِسقدر گرفتار نہون گے جتنا کہ زیادہ جورُون والے۔ اِس لئے یہہ لوگ گرجے کا کام بخوبی کرسکین گے۔ اور چونکہ اِس فقرے کے موافق کئی بی بیان مجتمع کرنے کی صرف پادریون کو ممانعت ہی اور اور لوگون کو نہین ہی اور یہہ ممانعت بھی کچھہ گناہ ہونے کے سبب سے نہین ہی۔ اِس لئے جیسا ہمنے اوپر بیان کیا اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ سب کو ایک سے زیادہ بی بیان جمع کرنے کی اجازت ہی اور اکثر لوگون نے اِس رسم کو اختیار کیا ہی" دیکھو تائید المحمد ص ۱۳۱ و ۱۳۲

دوسرے یہہ کہ جو امور مروجہ انجیلی مسیح کی تعلیم سے جاری ہوئے ہین وہ دو حال سے خالی نہین۔ یا یہہ کہ یہہ اُمور موافق تعلیم تورات کے ہون گے یا مخالف پہلی صورت مین مسیح کے زمانہ کو ترقی تہذیب کی ابتدا کا پہلا سنہ کہنا بیجا۔ اور صورت ثانی مین۔ حضرت مسیح نے ایک بالکل ناجائز فعل کیا۔ کیونکہ اِنھین توریت کی مخالفت کا کوئی حق نہ تھا۔ اور کسی امر مین وہ اُسکی مخالفت نہین کرسکتے تھے۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہین یہہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتابون کو منسوخ کرنے آیا۔ مین منسوخ کرنے نہین بلکہ پوری کرنے آیا۔ کیونکہ مین تم سے سچ سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نجائے ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹیگا جب تک کہ سب کچھہ پورا نہو۔ پس جو کوئی اُن حکمون مین سے سب سے چھوٹے کو ٹالدیوے اور ویسا ہی آدمیون کو سکھلاوے۔ آسمان کی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلاویگا" دیکھو

دیکھو انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ ۔

اِس سے ثابت ہوا کہ حضرتِ عیسیٰ نے حضرتِ موسیٰ اور کسی نبی کی تعلیم کی مخالفت نہین کی اور نہ کوئی انھین مخالفت کا حق تھا ۔

تیسرے یہہ کہ سلمنا کہ حضرتِ عیسیٰ نے خلاف مین توریت کے کوئی تعلیم کی ہو مگر اِس زمانہ کو ابتدائے تہذیب کا زمانہ کہنا دوسرے انبیائے سلف کی نسبت نہایت سوءِ ادبی ہو اِس قول سے مخاطب کے ظاہر ہوتا ہو کہ دوسرے انبیائے سلف کا زمانہ بی تہذیبی کا تھا اور وہ انبیا بھی معاذ اللہ غیر مہذب تھے ۔

چوتھے یہہ کہ مروجہ انجیلی مسیح نے جو تعلیمین کی ہین اور اِنسے جو افعال صادر ہوئے ہین اُنسے جو کچھہ تہذیب ظاہر ہوتی ہو اہلِ عقل بخوبی سمجھہ سکتے ہین ۔ یہان مصنفین کے ملاحظہ کے لئے چند مثالون پر اکتفا کرتا ہون ۔

اول یہہ کہ حضرتِ عیسیٰ نے اپنی والدہ سے کہا "اے عورت مجھے تجھہ سے کیا کام" **یوحنا** باب ۲ آیت ۴ ۔ یہہ فقرہ کسقدر بے احترامی کا ہو جو انجیلی مسیح سے حضرت مریم کی نسبت واقع ہوا ہو حالانکہ والدہ کا احترام نہایت ضرور ہو چنانچہ خود حضرتِ عیسیٰ اپنے شاگردکو نصیحت کرتے ہین کہ "اپنے باپ اور اپنی مان کی عزت کر" دیکھو انجیل متی باب ۱۹ آیت ۱۹ ۔ افسوس ہو کہ مان باپ کی تعظیم کے بارے مین دوسرون کو نصیحت کرین اور خود اِس کا خلاف کرین ۔ اور جو الفاظ حضرتِ عیسیٰ نے اپنی مان کی نسبت کہے ہین اِن کے خلاف ادب ہونے مین ہرگز شک نہین ہو سکتا جس کے علمائے مسیحی ہی بھی معترف ہین چنانچہ تفسیر بارنس صاحب کے حصہ دوم صفحہ ۲۱۹ مین اُس آیت کی شرح مین لکھا ہو کہ "مسیح نے اپنی والدہ کو اِس آیت مین بہت ہی ملامت اور

بے عزتی اور حقارت کے الفاظ بولے ہین کہ ایسا کوئی لفظ مشتمل بر حقارت نہوگا جیسے کہ اے عورت۔ حضرت مسیح کی عمر زیادہ نہین ہوئی کہ آپ نے خلافِ حکمِ الٰہی مان کو حقارت سے خطاب کیا" دیکھو **کتاب خروج** باب ۲ آیت ۱۲۔

دوسرے یہہ کہ حضرتِ عیسیٰ نے تمام انبیاے سلف کو چور اور بٹمار کہا چنانچہ **یوحنا** کی انجیل باب ۱۰ آیت ۸ مین مرقوم ہے" سب جتنے مجھ سے آگے آئے چور اور بٹمار ہین" پس اس کلام سے بالکل بے احترامی کل انبیاے سلف کی ہوتی ہے جو ہرگز جائز نہین ہے۔ کیا انبیاے سلف جن مین حضرتِ ابراہیم اور حضرت موسیٰ بھی ہین ان ناشائستہ الفاظ کے سزاوار ہین۔ ہرگز نہین۔ کیا ان انبیا کی نسبت ایسے الفاظ کہنا گناہِ عظیم نہین۔ بیشک ہے۔

تیسرے یہہ کہ لوقا کی انجیل باب ۹ آیت ۲۰ مین مرقوم ہے" تب اس نے ان سے کہا تم کیا کہتے ہو کہ مین کون ہون پطرس نے جواب مین کہا کہ خدا کا مسیح (۲۱) اُس نے اُن سے تاکید کی اور فرمایا کہ یہہ کسی سے نکہو" اور متی کی انجیل باب ۱۶ آیت ۲۰ مین مذکور ہے" تب اُس نے اپنے شاگردون کو حکم کیا کہ کسی سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون" اس صریح جھوٹ کی ترغیب معلوم ہوتی ہے کیونکہ حضرتِ عیسیٰ نے اپنا نام نہ بتلانے کے لئے اپنے شاگردون کو تاکید کی ہے اور جب اُن سے کوئی شخص پوچھیگا کہ وہ کون ہے تو ضرور وہ کوئی فرضی نام لینگے یا جان بوجھ کر انکار کرینگے اور یہہ صریح جھوٹ ہے۔

چوتھے یہہ کہ یوحنا کی انجیل باب ۷ مین مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کو یہودیون کے عید خیمہ مین جانے کے لئے کہا گیا تو آپ نے انکار کیا اور ٹالنے کے لئے

کے لئے فرمایا کہ ہنوز میرا وقت نہیں آیا اور جب وہ لوگ چلے گئے تو پھر آپ بھی عید خیمہ میں چھپکے گئے ۔ آیا یہہ جھوٹ اور خلف وعدہ ہے یا نہیں ۔

پانچوین یہہ کہ حضرت مسیح نے ایک چور سے جو اُن کے ساتھہ صلیب پر کھینچا گیا تھا کہا کہ آج تو میرے ساتھہ بہشت میں ہوگا دیکھو لوقا باب ۲۳ آیت (۴۳) اور یہہ وعدہ ۴۲ گھنٹہ سے تجاوز نہیں کر سکتا ۔ حالانکہ حضرت مسیح اُسدن ہرگز جنت میں نہیں گئے ۔ تو چور کا ساتھہ لیجانا معلوم کیونکہ عیسائی مدعی ہیں کہ حضرت مسیح صلیب پانے کے بعد تین دن رات جہنم میں گئے (معاذ اللہ) دیکھو حل الاشکال پادری فنڈر صاحب مطبوعہ ۱۸۷۴ء ص ۱۰۶ سطر ۱۳ ۔

چھٹے یہہ کہ متی کی انجیل باب ۱۶ آیت ۲۸ میں مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کہا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انمیں سے جو یہاں کھڑے ہیں بعضے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اپنی بادشاہت میں آتے دیکھہ نہ لیں موت کا مزہ نہ چکھیں گے" حالانکہ جن لوگوں سے حضرت کا یہہ وعدہ تھا وہ سب کے سب مر کھپ گئے مگر ابن آدم کا آسمان پر سے آنا ہنوز دلی دور کا مصداق ہے ۔

ساتوین یہہ کہ متی کی انجیل کے باب ۱۰ آیت ۳۴ میں عیسیٰ فرماتے ہیں ۔ "یہہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہوں" اور یہہ صریح جھوٹ ہے کیونکہ حضرت مسیح نے تمام عمر کبھی تلوار نہیں چلائی اور نہ تلوار چلانے کا ایسا حکم دیا جس کی تعمیل کی گئی ہو بلکہ ایک مقام پر اس کے خلاف میں تلوار چلانے کی برائی بیان کی ہے ۔ چنانچہ متی کی انجیل باب ۲۶ آیت ۵۲ میں مرقوم ہے کہ جب عیسیٰ کے ایک رفیق نے ایک دشمن کو تلوار سے مارا تو آپ نے فرمایا

"اپنی تلوار میان میں کر کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں تلوار ہی سے مارے جائینگے"

آٹھویں یہہ کہ حضرت عیسیٰ کے روبرو حواریون نے پرایا مال کھالیا اور حضرت نے اُس کو جائز قرار دیا دیکھو متّے کی انجیل باب ۱۲ آیت ۱ پس یہہ مالِ حرام کھانے کی اجازت تو نہایت تہذیب کے موافق ہوگی اور کوئی گناہ نہ ہوگا۔

نویں یہہ کہ یوحنّا کی انجیل کے باب ۸ میں مذکور ہے کہ حضرت مسیح نے باوجود نبی اور صاحبِ شریعت ہونے کے ایک زانیہ عورت سے اغماض کیا اور بے سزا دئے چھوڑ دیا

دسویں یہہ کہ متّے کی انجیل کے باب ۸ آیت ۲۰ میں مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کہا "پر ابنِ آدم کے لئے جگہہ نہیں جہاں اپنا سر دھرے" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت کے لئے کوئی مکان نہ تھا حالانکہ یہہ امر خلاف واقع ہے چنانچہ یوحنّا کی انجیل باب ۱ آیت ۳۸ و ۳۹ میں مرقوم ہے "اُنھون نے اُس سے کہا اے ربّی تو کہاں رہتا ہے۔ اُس نے انہین کہا چلو دیکھین پس وے آئے اور جہان وہ رہتا تھا دیکھا" اِس سے ظاہر ہے کہ آپ کے لئے مکان موجود تھا۔

گیارویں یہہ کہ حضرت مسیح نے کئی مرتبہ یہودیون کو ریاکار مکّار حرام کار اور سانپون کے بچے کہا ہے۔ اور ایسا کلام کیا قبیح اور خلافِ تہذیب نہین ہے۔

ایسے امور اور بھی ہین جن کا ذکر مروّجہ اناجیل مین موجود ہے۔

پس ایسے زمانہ کو جس مین ایسی کچھہ تہذیب کی تعلیم ہو ہی ہے ترقی تہذیب کا زمانہ کہنا وہی مثل ہے ع برعکس نہند نامِ زنگی کافور۔

پانچویں وجہ یہہ ہے کہ مخاطبِ ذیفہم نے کثرتِ ازواجی کی مناہی پر جو قول حضرت عیسیٰ کا پیش

پیش کیا ہی یعنے "موسیٰ نے تمھاری سخت دلی کے سبب تمھین اپنی جورؤن کو طلاق دینے کی اجازت دی ہر پر شروع سے ایسا نہ تھا" وہ صاف مخاطب کی بے فہمی ظاہر کرتا ہے - کیونکہ اِس قول سے ہرگز تعدد ازواجی یا کثرتِ ازواجی کی حرمت ثابت نہین ہوتی - حضرتِ عیسی نے اِس مقام پر محض طلاق دینے کو منع کیا ہر لاغیر -

اور کثرتِ ازدواجی نہ طلاق دینے کو لازم ہے نہ طلاق دینا کثرت ازدواجی کو لازم ہر - اِن دونون مین کوئی لزومِ عقلی ونقلی نہین کیونکہ ممکن ہر کہ بہت سی شادیان کرین اور طلاق نہ دین اور یہہ بھی ممکن ہر کہ ایک ہی شادی کرین اور طلاق دیدین پھر ممانعتِ طلاق سے کثرتِ ازدواج کی حرمت سمجھنا آیا کسی عاقل کا کام ہر یا دیوانے کا - اِس کا فیصلہ مین منصفین پر چھوڑتا ہون مگر اِس قدر یہان ضرور کہون گا کہ مخاطب کے دعوی کو دلیل سے اور دلیل کو دعوے سے کوئی مناسبت نہین ہے -

چھٹی وجہ یہہ ہر کہ علی التنزل ہمنے مانا کہ عیسیٰ نے کثرتِ ازدواجکو منع کیا ہر اور یہہ بھی تسلیم کیا کہ وہ منع کرنے کے مجاز بھی تھے مگر سوائے بنی اسرائیل کے اور قومون کو یعنے عرب وعجم وغیرہما کو علی العموم اور ہمارے حضرت کو علی الخصوص حضرتِ عیسیٰ کی اتباع ہرگز ضروری نہین کیونکہ وہ خاص بنی اسرائیل کے لئے مبعوث تھے لاغیر چنانچہ خود حضرتِ مسیح کہتے ہین وہ اُس نے جواب میں کہا مَیں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے سوائے اور کسی کے پاس نہین بھیجا گیا" دیکھو انجیلِ متی باب ۱۵ آیت ۲۴ - پھر اِس بنائے فرضی پر کہ حضرتِ عیسی نے کثرتِ

ازدواج کو منع کیا ہی ہمارے حضرت پر اعتراض کرنا بجز خللِ دماغ کے اور کسی چیز پر حمل نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۱۱ یہان سے مرد و عورت کی تعلقات کی بنا ابتدا انشاء خالق تبلایا گیا کہ شروع مین ایک مرد تھا ایک عورت اُنکی مصنوعی جدائی کی جسکو طلاق سے تعبیر کرتے ہین کوئی رعایت فطرت نے نہین رکھی۔

اقول عجیب مہمل کلام ہی جو کسی طرح قابلِ لحاظ نہین۔ اگر ابتدا مین ایک مرد اور ایک عورت ہو تو کچھ ضرور نہین کہ ہمیشہ ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت ہو شروع مین یہہ بھی ہوا کہ آدم کے بیٹے اپنی بہنون سے ہم خبت ہوے تو اب بھی کیا ضرور ہی کہ لوگ اپنی حقیقی بہنون سے شادیان کیا کرین۔ شروع مین یہہ بھی ہوا کہ حضرتِ حوا حضرتِ آدم کی پسلی سے پیدا کی گئین اور وہ آدم کی بیوی ہوین دیکھو توریت کی کتاب پیدائش باب ۲ آیت ۲۲۔ تو اب بھی کیا لازم ہی کہ عورت جب مرد سے پیدا ہو تو اس سے وہ نکاح کرے اور اب تو کوئی پسلی سے پیدا نہین ہوتا ہان نطفہ سے اولاد ہوتی ہی تو کیا ضرور ہی کہ باپ اپنی بیٹی ہی سے شادی کیا کرے (معاذ اللہ) یہہ تو کچھ مجوسیون کی طرفداری معلوم ہوتی ہی۔

ہمین مغالطہ ہوتا ہی کہ اگر اس زمانہ مین مثل عیسائیون کے مجوسیون کے پاس بھی سلطنت اور حکومت ہوتی تو ضرور مخاطب انھین کا مذہب اختیار کرتا۔ یہہ دلیل مخاطب نے عجب ذکر کی ہی جس کی رعایت دنیا مین کوئی عیسائی بھی نہین کرسکتا۔

قولہ ص ۱۱ انسانی سخت دلی نے جورؤن کی تعداد بڑہائی۔

اقول یہہ پہلا جھوٹ ہی اور دعوی بے دلیل۔ حضرتِ عیسی نے سخت دلی

کو طلاق دینے کا سبب بیان کیا ہی نہ تعدد ازدواج کا - علاوہ اس کے اگر تعدد ازدواج کا سبب سخت دلی کہا جاے تو انبیاے عظام پر سخت دلی کا عیب عاید ہوتا ہے جن انبیا مین حضرت ابراہیم اور حضرت داؤد اور حضرت یعقوب وغیرہ شریک ہین ہر چند مخاطب کو اپنے دین و ایمان کا پاس نہین ہی جو کسی نبی پر وہ طعن وارد ہونے کا خوف کرے مگر اور عیسائی علما البتہ اس امر سے احتراز کرین گے اور وہ ہرگز انبیاے سلف کو سخت دلی کا لقب عنایت نفرماوین گے

قولہ ص ۱۱ اور عقلا نے اُس کی برائیون کو طلاق سے کم کیا۔

اقول یہہ دوسرا جھوٹ ہی - اس لئے کہ وہ حال سے خالی نہین کہ کثرت ازدواج اصل مین جایز اور مستحسن تھی یا ناجائز اور قبیح صورت اول مین مخاطب کی تمام تقریر برباد جاتی ہی - اور صورت ثانی غلط ہی کیونکہ انبیاے سلف خود کثرت ازواج یا تعدد ازواج کے عامل ہوے ہین - اور مسلمنا کہ صورت ثانی غلط نہین یعنے تعدد ازدواج ناجایز و قبیح تھا مگر امر ناجایز و قبیح کے نکرنے کے لئے حکم کرنا چاہئے تا اُس کی قباحت سے لوگ محفوظ رہین - نہ یہہ کہ اُسکو جایز قرار دین - اور اگر منشا مخاطب یہہ ہے کہ عقلا طلاق سے عارضی برائیون کو تعدد ازدواج کی کم کرتے تھے ورنہ بذاتہ تعدد ازدواج برا نہ تھا جیسے کثرت ازدواج کے بعد اگر عورتین نالایق نکلین یا شوہر کی اطاعت نکرین تو طلاق دینے سے یہہ برائی کم ہوجاتی ہے - تو ہم تسلیم کرتے ہین اور اب بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے مگر وہ عارضی برائی محض تعدد ازدواج ہی کے لئے نہین ہے بلکہ اگر کوئی ایک عورت سے بھی نکاح کرے تو ممکن ہے کہ وہ برائیان اُسی ایک عورت کے سبب واقع ہون

پس اِس سے کثرتِ ازدواج کی کوئی اصلی برائی ثابت نہوئی۔

قولہ صـ ۱۱ کثرتِ ازدواجی کو اُٹھا دو طلاق جو اُس کا لازم و ملزوم ہے اُٹھ جائے گا۔

اقول یہہ تیرا جھوٹ ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ کثرتِ ازدواج کو طلاق لازم ہی اور نہ طلاق کو کثرتِ ازدواج لازم ہی۔ اور اِنمین کوئی لزوم عقلی و نقلی نہین ہی جیسا کہ ہمنے پہلے بیان کردیا ہی۔ ہان مخاطب کی ٹرہ ہے جس کا کہین ٹھکانا نہین۔

قولہ صـ ۱۱ کثرتِ ازدواجی دینِ عیسائی کے منشا کے خلاف ہی عیسائی اِسکو مسیح کی تعلیم کی ضد سمجھتے ہین۔ ملخصاً

اقول کئی وجوہ سے باطل ہی **اول** یہہ کہ حضرتِ عیسی کی تعلیم کثرتِ ازدواج کے منع کرنے پر ہرگز نہین ہوئی آپ نے کسی زمانہ مین اِسکو منع نہین فرمایا اور کسی وقت اس کی برائی ظاہر نہین کی اناجیلِ اربعۂ مروجہ موجود ہین اگر کسی شخص کو دعوی ہو تو ایک ہی ایسا فقرہ دکھلا دے جس سے ظاہر ہو کہ حضرت نے کثرتِ ازدواج کو منع کیا ہی اور جو کلام طلاق کی مناہی کے بارہ مین مخاطب نے پیش کیا تھا اُس کا جواب گذر چکا۔ پس جب حضرتِ عیسی نے کثرتِ ازدواج کو منع نہین فرمایا۔ تو جس طرح سے کہ یہہ امر زمانۂ انبیاء سلف سے جائز بلکہ مستحسن تھا اُسی طرح اُسکو دینِ عیسائی کے منشا کے موافق سمجھنا چاہئے۔ نہ مخالف۔

دوسرے یہہ کہ جان ڈیون پورٹ صاحب کہتے ہین کہ "عیسائیون نے خود بہت سی کتابین بہت سی بی بیان مجتمع کرنے کے جواز مین لکھی ہین" اور پھر کہتے

کہتے ہین کہ "سب مین بڑا مشہور آدمی جو ایک سے زیادہ عورتین جمع کرنے کی رسم کی حمایت کرتا ہو جان ملٹن تھا اس نے اپنی کتاب موسوم بہ جواب مضمون در باب مذہب عیسائی مین اس امر کے ثبوت مین انجیل کے بہت سے فقرے نقل کئے ہین دیکھو تائید المحمد والقرآن ص ۱۳۱ - پس جب خود عیسائی محققین نے کثرت ازدواج کے جوازمین کتابین لکھی ہین اور جواز کے قائل ہین تو قول مخاطب یعنے عیسائی اسکو مسیح کی تعلیم کی ضد سمجھتے ہین" کسقدر باطل ہوا -

قولہ ص ۱۲ اور حق یہہ ہو کہ فسق وفجور کا نتیجہ ہو اور سخت دلی کا ثمرہ - ملخصاً

اقول حق نہین بلکہ سراسر باطل ہو - اسلئے کہ یہہ وہ امر ہو جس کے عامل انبیاء عظام وصلحاے کرام ہوے ہین - چنانچہ **جان ڈیون پورٹ** صاحب کہتے ہین کہ "مندرجہ ذیل فقرے دیکھنے سے معلوم ہوجائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاحون کو صرف خدا تعالی پسند نہین کرتا بلکہ برکت دینے کا وعدہ کرتا ہو" تائید المحمد ص ۱۳۰ اور پھر اس طرح کہتے ہین کہ "ایرانیون کے تیرا باب پانچ صفحہ چار درس کے موافق اسطرح دلیل کرتا ہون - ایک سے زیادہ بی بیان جمع کرنی - نکاح - یا حرام کاری یا زنا ہوسکتا ہو - حضرت موسی نے کوئی چوتھی صورت بیان نہین کی - اکثر ہمارے نبیون نے ایک سے زیادہ بی بیان مجتمع کی ہین لہذا مجھے یقین ہو کہ کوئی ایسی بے ادبی نہ کریگا کہ اس رسم کو حرام یا زنا ٹھیرائے کیونکہ انجیل مین لکھا ہو کہ حرام کارون اور زانیون کو اللہ تعالی سزا دیگا اور خداے تعالی فرماتا ہو کہ نبی لوگون کا ہین خود محافظ ہون پس ایک سے زیادہ بی بیان جمع کرنی نکاح ٹھیرا اور نکاح ہر طرح حلال اور درست ہو اور حضرت موسی بھی فرماتے ہین کہ نکاح کرنا بہت اچھا ہو اور گناہ نہین ہے -

لہذا آنحضرت نے اُس رسم کو جائز کیا کہ جو رسم صرف عمدہ ہی نہ تھی بلکہ جسکو خدا تعالےٰ نے اپنی قدیم کتاب مین مبارک فرمایا تھا۔ اور پھر اپنی جدید کتاب مین بھی فرمایا کہ جائز ہے اور عمدہ ہے۔ لہذا ہم آنحضرت پر ہرگز یہ الزام نہین لگا سکتے کہ آپ نے ایک سے زیادہ بی بیان جمع کرنے مین کچھ برائی کی" دیکھو تائید المحمد ص ۱۳۲۔ اور توریت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت داؤد کی کثرت ازدواج خدائے تعالیٰ کی مرضی کے بالکل مطابق بلکہ اُسکی ایک نعمت تھی جس کا اظہار خدائے تعالیٰ نے ناتن نبی کی زبانی فرمایا ۲ سموائیل کے باب ۱۲ آیت ۷ و ۸ مین مرقوم ہے "تب ناتن نے داؤد کو کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے۔ خداوند اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا ہے کہ مین نے تجھے مسح کیا تاکہ تو اسرائیلیون پر سلطنت کرے اور مین نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے چھڑایا اور مین نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی جورؤ کو تیری گود مین دیا" الخ پس ہرگز کوئی دیندار آدمی نہین کہہ سکتا کہ انبیا سخت دل اور فاسق و فاجر تھے۔ اور کبھی کوئی باایمان انسان خدا تعالیٰ کو فسق و فجور کرانے والا اور اُس کا باعث نہین ٹھیرا سکتا۔ مگر مخاطب کو دین و ایمان کا پاس کہان ہے وہ جو اپنے دلمین آتا ہے بلاخوف اپنی زبان سے کہہ جاتا ہے۔ نہ انبیا پر طعن کرنے سے کوئی لحاظ۔ نہ خدا پر تعریض کرنے کا کوئی خوف۔

قولہ ص ۱۲۰ بجز عیسائیون کے اِس کا کوئی مانع نہین اور عیسائی دین ہی نے اِس قبح عظیم کی بیخ کنی کی ہے۔

اقول سراسر منقوض ہے کئی وجوہ سے **اول** یہ کہ مطلقاً تعدد ازواج قبیح نہین پس مطلقاً اسکو منع کرنا بیجا۔ **دوسرے** یہ کہ تعدد ازواج کو منع کرنا حضرت عیسیٰ

عیسی کے دین اور منشا کے خلاف ہو جیسا کہ سابق مین بیان کیا گیا ۔ پس اسکو منع کرنے والے حضرت مسیح کے مخالف ہین ۔ نہ موافق ۔

تیسرے یہہ کہ کل عیسائیون نے بھی اسکو منع نہین کیا ہو بلکہ بہت سے عیسائی محققین نے جایز قرار دیا ہو اور اکثر نے اس پر عمل بھی کیا ہو دیکھو تائید المحمد ص ۱۲۸ سے ۱۳۴ تک ۔

قولہ ص ۱۲ برخلاف اس کے اسلام نے کثرتِ ازواجی کو جو غیر مہذب یا نیم مہذب قوم کی ضروریات سے متصور تھی نہ صرف بے عیب تبلا کر روا رکھا بلکہ شارع اسلام اور اُن کے اصحاب نے اسپر عمل کیا ۔

اقول اسمین شک نہین کہ شارع اسلام نے موافق طریقہ سلف و عمل انبیاے کرام و مطابق منشا عیسی مسیحی کے اور حسب ضرورت جمیع اقوام مشرقی اس طریقہ کو جایز رکھا اور خود شارع اسلام اور اُن کے متبعین نے اسپر عمل بھی کیا **مگر جاننا چاہیئے** کہ جواز اور چیز ہو اور وجوب و لزوم اور چیز ۔ اگر کوئی بالخصوص بلحاظ کسی امرِ معاشرتِ خانگی کے تعددِ ازواجی پر عمل نکرے تو کوئی مخالفت اور قباحت نہین ہو بلکہ بہتر ہے ۔ جایز کے یہی معنی ہین کہ چاہے اسپر عمل کرے اور چاہے نکرے ۔ اور تعددِ ازواجکو جو مخاطب نے غیر مہذب یا نیم مہذب قوم کی ضرورت بتایا ہو ۔ اس سے حضرت داؤد و یعقوب وغیرہما انبیا عظام کی روحین بہت خوش ہوئی ہونگی کہ مخاطب سے غیر مہذب کا خطاب انہین ملا ہو بلکہ خداوندِ عالم بھی خوش ہو جائیگا کہ اُس کے احکام اور افعال پر بی تہذیبی کا طعن کرنے والے پیدا ہو گئے ہین ۔ مخاطب کی گردن بہت موٹی ہو جو ایسے مہلک گناہ کا بار اُٹھا سکتا ہو اور وہ اپنے ہم مذہب یعنے عیسائی سلطنت کی پناہ مین بیٹھا جہان دیکھتا ہوگا

کہ خدا کا بھی دست رس نہین ہر اسی لئے وہ ایسے کفریات بکتا ہر ورنہ اور کسی ذیفہم انسان کی تو یہ مجال نہین

قولہ ص ۱۲ پھر بھی یہہ رسم انسانیت اور فلاح قومی کے اسقدر خلاف ہر کہ تہذیب اس کی ترقی کو مسدود کرتی جاتی ہے ۔ ملخصاً

اقول بالکل باطل اور سقوض ہر کئی وجوہ سے **اول** یہہ کہ خود عیسائی محققین نے تعدد ازواج کو انسانیت اور فلاح قومی کے موافق ہونیکا صرف اعتراف نہین کیا ہر بلکہ اسکو مضبوط دلیلون سے ثابت بھی کر دیا ہر ۔ **چنانچہ** ڈاکٹر لی بان جو ایک بڑے محقق عیسائی ہین تعدد ازواج کے استحسان اور عورتون کے حالات کو نہایت بسط سے لکھتے ہین جس کا ترجمہ تمدن عرب مصنفہ شمس العلما مولوی سید علیصاحب بلگرامی مطبوعہ آگرہ مین صفحہ ۳۶۵ سے ۳۸۲ تک ہے ۔ بندہ یہانپر اسمین سے بطور خلاصہ کے نقل کرتا ہے ۔ **ڈاکٹر لی بان** کہتے من فصل اول مشرق مین تعدد ازواج ۔ اگر ہم کسی قوم کی نظامات سمجھنا چاہین تو ضرور ہر کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے مزبوم سے قطع نظر کرکے اپنے کو اُس قوم کی خاص حالت مین لیجائین اور اس عمل کی اور بھی زیادہ ضرورت اُسوقت ہر جب ہم تعدد ازواج پر جس کی نسبت اسقدر غلط خیالات پھیلے ہوئے ہین نظر ڈالین ۔ اس باب کے پڑہنے والے جو تھوڑی دیر کے لئے اپنے یورپ کے تعصبات کو ایکطرف رکھدین قائل ہوجائینگے کہ مشرقی تعدد ازواجکی رسم ایک نہایت عمدہ نظام معاشرت ہے جس نے اُن اقوام کو جنمین یہہ جاری ہر اعلی درجہ ترقی اخلاق تک پہنچا دیا ہے اور اُن کے تعلقات خانگی کو مستحکم کر دیا ہر ۔ اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرنے سے پہلے ہمین یہہ کہنا ضرور ہر کہ تعدد ازواجکی رسم اسلام سے بالکل علیحدہ ہر

ہی کیونکہ یہہ قبل آنحضرت کے کل اقوام مشرقی یہود ایرانی عربون وغیرہ مین موجود تھی
اور جن اقوام نے مذہب اسلام کو قبول کیا اُنہین خاص اس معاملہ مین کوئی فائدہ
نہین ہوا۔ اسوقت تک کوئی مذہب دنیا مین ایسا نہین ہی جو ایسی رسمونکو ایجاد
یا موقوف کر سکے۔ یہہ رسم فقط نتیجہ ہی مشرقی آب وہوا اور قومی خصایص اور
اُن مختلف اسباب کا جس سے مشرقی طرز معیشت وابستہ ہی آب وہوا
اور خصایص قومی کا اثر ایسے اسباب ہین جن پر اصرار کی ضرورت نہین۔
عورتون کی خاص فطرت اُمیت کی ضرورت اور اُن کے امراض وغیرہ اُنھین مجبور
کرتے ہین کہ وہ اکثر اپنے شوہرون سے علیحدہ رہین اور یہہ چند روزہ علیحدگی
آب وہوائے مشرقی اور جبلّتِ قومی کی وجہ سے ناممکن تھی پس تعدد ازدواج
لازمات سے ہوگیا۔ مغرب مین بھی جہان آب وہوا اور فطرت کا تقاضا
اِس رسم کی طرف اسقدر نہین ہی ایک ہی شادی کی رسم کا وجود فقط کتابون ہی
مین ہی۔ اور کوئی شخص انکار نکریگا کہ یہہ رسم ہماری واقعی معاشرت مین نہین
مجھے معلوم نہین ہوتا کہ مشرقیون کا جایز تعددِ ازدواج۔ کس امر مین مغربیون کے
ناجایز تعددِ ازدواج سے کمتر سمجھا جاتا ہی۔ بلکہ اول کو ہر طرح سے دوسرے پر ترجیح
ہی۔ اور سچ ہی کہ مشرقی جب ہمارے شہرون کی حالت دیکھتے ہین تو اُنھین
ہمارے اعتراض پر سخت حیرت ہوتی ہی اور غصہ آتا ہے یہہ رسم جو پہلے فطرتی
اسباب سے پیدا ہوئی۔ قانونِ معاشرت مین داخل ہوگئی۔ مشرقیون کی کثرت
اولاد کی آرزو۔ خانگی زندگی کا مذاق۔ اور نیز اور اسباب جن کا ذکر مین آگے
کرون گا اِس امر کے باعث ہوے کہ اِس رسم کو قانون نے مستحکم کر دیا۔ اگر یہہ

مسئلہ مان لیا جاے کہ بتدریج قانون پابند رسوم ہوجاتا ہے تو یہہ ماننا پڑے گا کہ یورپ کا ناجایز تعددِ ازواج جو ہمارے معاشرت کا ایک جزو ہی کسی روز قانوناً جاری کردیا جائے گا۔

منجملہ اُن اسبابِ تعددِ ازواج کے بعض ایسے ہین جو خاص طبقے کے اقوام سے متعلق ہین۔ یورپ کے مذہبی لوگون نے بھی اِس تعددِ ازواج کے اسباب کو دیکھکر اُس کی ضرورت کو قبول کرلیا ہی مثلاً وہ عالم مصنف موسیو لپلے اپنی کتاب شرقی اقوام مزدوری پیشہ مین کاشتکارون کی تعددِ ازواج کی ضرورت کو دکھاتے ہین اور لکھتے ہین کہ چونکہ خاندان مین بڑے بیٹے بہت ہی کم سنی مین شادی کرتے ہین اُن کی بیبیان اولادین ہونے کے بعد بہت ہی جلد بڑھیا ہوجاتی ہین اور وہ جوان رہتے ہین۔ ایسی صورتین خود اُن کی بیبیان اُنھین دوسری شادی پر آمادہ کرتی ہین یا اقلاً دوسری شادی کی اجازت دیتے ہین۔ یہی مصنف لکھتا ہی کہ منجملہ اسبابِ تعددِ ازواج کے بڑا سبب یہہ بھی ہی کہ شرقیون کو کثیر الاولادی کی ہوس رہتی ہی اِس غرض کے حاصل کرنے کو وہ متعدد بیبیون سے شادی کرتے ہین" انتہی ملخصاً۔

اورجان ڈیون پورٹ صاحب کتاب اپولوجی فار محمد اینڈ قرآن مین کہتے ہین "مشرق مین بہت سے نکاح کرنے کی رسم حضرت ابراہیم کے وقت سے چلی آتی ہی اور یہہ بات انجیل کے بہت سے فقرون سے ثابت ہی کہ یہہ رسم اُس پاک کے زمانے مین بھی بُری نخیال کیجاتی تھی۔ پلوٹارک صاحب لکھتے ہین کہ قدیم اہلِ یونان کے ہان بہت سے نکاح کرنے جایز تھے۔

افلاطون اور پوری پای دیگر حکیمون نے بھی ایک سے زیادہ نکاح کرنے کے جواز
مین کتابین لکھی ہین - قدیم اہل روما حد سے زیادہ مہذب تھے اگرچہ اُنکو ایک
سے زیادہ شادی کرنے کی ممانعت نہ تھی لیکن اُنھون نے کبھی زیادہ شادیان نہین کین
اول مارکٹ این نونے اِس رسم کو ترک اور ربی بیان کی تھین اُس زمانہ سے اکثر اہل روما
اوڈوسی سیشن اور اونوریس اور ارگڈیس بادشاہون کے زمانہ تک ایک
سے زیادہ شادیان کرتے رہے لیکن آرگڈیس نے پہلے پہل ۳۹۳ عیسوی مین
اِس امر کی ممانعت کا قانون جاری کیا بعدازان ارکیدی اِس دمین تیئین بادشاہ
نے منادی کرائی کہ میری رعیت مین سے جسکا جی چاہے جتنی بیبیان کرے کچھ ممانعت
نہین ہے الخ اور پھر کہتے ہین کہ خدا یتعالی نے مردونکو عقل اور طاقتِ جسمانی
سے عورتونپر فوق دیا ہے اور اُنھین عقل وطاقت کے سوائے اور کوئی فضیلت نہین
دی - اللہ تعالی نے عورتون کو حسن عطا کیا ہے اور یہہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب
انکا حسن جاتا رہے تو اُنکا اختیار بھی مردون پر سے جاتا رہے لیکن گرم ولایتون
مین حسن صرف شروع جوانی مین ہوتا ہے اور جون جون عمر زیادہ ہوتی جاتی ہے حسن مین کمی
ہوتی جاتی ہے - لہذا یہہ قانون کہ آدمی کو ایک جورو کرنی چاہئے خاصیتِ ملکی کے لحاظ
سے صرف یورپ کے واسطے مناسب اور ایشیا کے واسطے مناسب نہین ہے الخ
دیکھو تائید المحمد والقرآن ص ۱۳۰ -

اور جان ملٹن صاحب اپنی کتاب موسوم بجوابِ مضمون در باب مذہب
عیسائی مین لکھتے ہین کہ علاوہ اِسکے خدا یتعالی نے اپنی تئین ایک حکایت مین ایک مرد
بنایا ہے جس نے اہولا اور اہولیبا دو بیبیون سے نکاح کیا - اگرچہ یہہ رسم اصل مین بری

ہوتی تو خدا تعالیٰ اپنی نسبت استعانہ مین بھی اِس رسم کو کبھی نہ اختیار کرتا۔ جس رسم کی انجیل مین ممانعت نہو ہم اُسکو کس دلیل سے بُرا اور ذلیل کہین " مخ دیکھو تائید المحمد والقران صل ۱۳۱

اب مین سمجھتا ہون کہ کوئی منصف مزاج عیسائی اِس تحریر کے دیکھنے کے بعد تعدد ازواج پر کوئی تعریض نکریگا اور اِس رسم کو ہرگز انسانیت اور فلاح کے خلاف نکہیگا۔

دوسرے یہہ کہ مولوی سید محمد ابو المنصور صاحب کتاب رقیۃ الوداد کے صفحہ ۶۵ مین لکھتے ہین کہ " انگلستان مین اِس رسم کے ترک ہونے کے سبب بے شمار عورتین غیر منکوحہ رہکر دو گناہ عظیم یعنے زنا اور اُس کے چھپانے کے لئے قتل اطفال ولد الزنا مین کسقدر کثرت سے مبتلا ہوتی ہین چنانچہ ایرش ٹائمس مورخہ ۱۴ آگست ۱۸۵۸ عیسوی مطبوعہ ڈبلن سے دریافت ہوا کہ انگلنڈ خاص مین بحساب تین ہزار سالانہ بچے بیگناہ قتل ہوتے ہین کیونکہ دس برس مین تیس ہزار معصوم قتل ہوئے تکیئے چھوٹی چھوٹی قبرون سے بھرے ہین مگر تین ہزار ان مین سے بے کفن دفن پھینکے گئے بعضے گرجا گھرون مین بعضے اصطبلون مین بعضے مکانون کی چھتون پر بعضے خالی قبرستانون مین بعضے کواغذ کے صندوقون مین بعضے نالون مین گھر کا کوڑا پھینکنے کے مکانون مین گھورون پر گرہون خندقون تالابون مین ریل گاڑی مین نشستگاہون تلے ریلوی گھر مین جہان اسباب رکھا جاتا ہو وہان پوٹلی مین بندھے ہوئے کاغذین اور راہون مین ننھی ننھی لاشین پاخانون مین ٹکڑے کئے ہوئے تابدانون مین ملتی ہین معلوم نہین کہ کتنے بیگناہ مقتول بچے ندیون اور دریاؤن مین ڈبوئے گئے کہ جنکا نشان بھی نہین ملا۔ سال گزشتہ لندن جو پایہ تخت انگلنڈ ہے فقط اُس کے کوچون مین چار سو اکیاسی لاشین بچون کی ملین۔ یہان بہت ایسی عورتین اور بعض مرد بھی ہین جن کا پیشہ ہو کہ بچون کو اوڑھنی لیکر

لیکر اپنے گھرون مین پالنے کو لاتے ہین اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہر کہ بھوک پیاس یا استعمال زہر وغیرہ سے بچون کو ہلاک کرتے ہین بعضی مائین حرام کار ایسے ہین کہ وہ چھہ سو سے ہزار روپے تک اِن قتالون کی نذر کرتی ہین - بچون کو سسک سسک کر ایک مدت مین مارنا اُن کے نزدیک اُن کے گھر کو بھیجدینا ہر - اِن کو فاقہ مین رکھنا اُن کی اصطلاح مین روزی دہندہ کو امداد پہنچانا ہر میزاب مین دفن کرنے کو اُن کے یہان نقلِ مکان کہتے ہین زہر سے بچون کو بیہوش کرنا اور ہمیشہ حالتِ بیہوشی مین رکھنا اُن کے یہان خاموشی کہلاتی ہر اِن لوگون کو بچونکی زراعت کرنیوالے کہتے ہین - بعض غریب گندہ مکانون مین ایک ایک درجے مین سات سات بچون تک بند رکھتے ہین بعض اچھے مکانون مین بھی جو فراخ اور کشادہ مین رہتے ہین افیون کا عرق یعنے لارڈنم اُن بچون کو جو زندہ ہین اکثر خاموش رکھتا ہر نہ روتے ہین نہ چلاتے ہین یون ہی گھل گھل کر مرجاتے ہین دو تین پونڈ یعنے بیس بیس روپے جو اُس ملک مین نہایت ہی کم ہین فی ظالم عورتین لیکر ماؤن سے وعدہ کرجاتی ہین کہ پھر وہ اپنے بچون کی صورت کبھی نہ دیکھین گی - افسوس ایک لحظہ کی عیش غلیظ پر خون بیگناہ اپنے بچون کا اپنی گردن پر لیتی ہین - جو روزنامچہ صاحبان کمشنران محافظت اطفال کا ہر اُس مین ایسے ایسے حوادث بھرے ہین - اگرچہ ہزارون اس طرح قتل ہوتے ہین تب بھی وہ جو زندہ ہین تعداد مین بے شمار ہین - یہہ حال جو لکھا گیا فقط انگلنڈ کا تھا - اِسکاٹلنڈ اور ویلز اور ایرلینڈ جو اور اجزا اِس سلطنت کے ملے ہوے ہین اِس مین نہین داخل ہین

ورنہ فقط ویلز مین مجھکو یاد ہو کہ ایک سال عدد اولادِ نکاحی ایک ربع اور ولد الحرام قریب تین ربع کے تھے" انتہی ملخصاً از اودھ اخبار نولکشور نمبر ۶۲ جلد ۱۳ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۷۸ عیسوی صفحہ ۴۸۰ ۱۲ —

اب عقلا انصاف کر سکتے ہین کہ تعددِ ازواجی کو منع کرنا جو باعث اسقدر بیگناہون کے قتل کا ہوتا ہے۔ انسانیت اور فلاحِ قومی اور تہذیبِ اخلاق کے خلاف ہو یا تعددِ ازواجی کو جایز رکھنا۔ اب اس کا فیصلہ مین منصف مزاجون پر چھوڑ دیتا ہون —

قولہ ص ۱۲ اور مسلمان اس سے فائدہ اُٹھانیکو راضی نہین اور اپنے آرام کے خلاف دیکھکر اس پر عمل نہین کرتے۔ ملخصاً۔

اقول سراسر جھوٹ ہو اس لئے کہ اگر مسلمانانِ عرب وعجم وترک وغیرہ سے قطع نظر بھی کیجاے تو ہندوستان مین لاکھون ایسے مسلمان نکلینگے جنکے پاس متعدد ازواج ہون اور مسلمانون مین ایسا تو ایک شخص بھی نہوگا جو تعددِ ازواج کی حرمت کا قائل ہو ہرچند اُس کے پاس متعدد ازواج نہون۔ اور متعدد ازواج رکھنا کچھ واجب تو نہین جس سے ہر شخص کو اُس پر عمل کرنا ضرور ہو۔ ابھی مخاطب جواز اور وجوب کے معنون سے بھی واقف نہین جو ایسی مہمل کج بحثی کر رہا ہے —

قولہ ص ۱۲ اپنی بیٹیون کو اِس کے مصائب سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہین۔

اقول ۔ منقوض ہو بایں وجہ کہ اگر کوئی شخص کسی نفسانی غرض سے اپنی بیٹی

بیٹی پرسوت نہ آنے کی کوشش کرے تو اُس سے مطلقاً تعدد ازدواج کی برائی اور حرمت ثابت نہین ہوتی۔

اور یہہ بھی کلیہ نہین ہے بلکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود عورت اپنے شوہر کو دوسری شادی کرنے کے لئے خوشی سے اجازت دیتی ہے جس کی تصریح ڈاکٹر لی بان کے قول سے گزر چکی ہے۔ اور علاوہ اسپر یہان ایک مثال جو ہم پیش کرتے ہین نہایت تامل کے لایق ہے۔

مثلاً ایک شخص ایک عورت سے شادی کرے اور اُس سے ایک یا چند بچے پیدا ہون پھر وہ عورت مرجاے اور وہ مرد دوسری شادی کرنا چاہے تو عیسائیون کے حال کے اصول کے موافق بھی یہہ شادی جایز ہے۔ مگر زنِ سابقہ کی اولاد قلباً ہرگز گوارا کریگی کہ باپ دوسری شادی کرے اور سوتیلی مان اور اُس کی اولاد اُنکے حقوق مین شریک ہون۔ تو کیا اُن اولاد کی ناخوشی اور عدمِ رضا کے سبب باپ کو دوسری عورت سے نکاح کرنا حرام ہوجائیگا۔ ہرگز نہین۔ پس جب یہان بسبب ناخوشیِ اولادِ زنِ سابقہ کے دوسری عورت سے نکاح کرنا حرام نہین تو تعددِ ازدواج کو بھی اسیطرح سمجھنا چاہئے کہ اگر کسی عورت کا باپ اپنی اور اپنی بیٹی کی نفسانی غرض سے اپنی بیٹی پرسوت آنے سے راضی نہو تو فی الحقیقت تعددِ ازدواج امرِ قبیح اور حرام نہ ہوجائیگا اور سوائے اِس کے خدایِ تعالی نے تعددِ ازدواج کو فرض نہین کیا ہے بلکہ ہر انسان کو اپنے ملک اور رواج اور اپنے آرام و آسایش اور ضرورت کے لحاظ سے تعددِ ازدواج کو اختیار اور ترک کرنے مین اختیار دیا ہے جسمین کوئی قباحت نہین ہے۔ بلکہ نہایت مستحسن اور عمدہ امر ہے۔

قولہ ص ۱۲ جن کے ذہن نئی روشنی سے منور ہو گئے ہین اس رسم کو نہ صرف قبیح عظیم جانتے ہین بلکہ زناکاری کا تعلق کہہ رہے ہین۔

اقول جو لوگ مطلقاً تعددِ ازواج کو زناکاری کا تعلق کہتے ہین وہ بسبب انکار امرِ متفق علیہ اہلِ اسلام کہ ضروریاتِ دینِ اسلام سے ہے اسلام سے خارج ہو جاتے ہین۔

فی الحقیقت کچے مسلمانون مین تو کیا کچے مسلمانون مین بھی انکا شمار نہین ہو سکتا اور نہ اُن کے ذہن کسی روشنی سے منور ہوے ہین بلکہ وہ یا تو نصاری ہین یا متنصرین کہ عیسائیون کی کاسہ لیسی نے اُن کے ذہنون کو تاریکیِ غوایت سے سیاہ کر دیا ہے یہ لوگ ہر چند ظاہر مین مسلمان کہلاتے ہین مگر دراصل خارج از اسلام اور مخرب دینِ اسلام ہین۔ کہ خلافِ شریعتِ غرا مطلقاً تعددِ ازواج کو زناکاری کا تعلق کہتے ہین۔

قولہ ص ۱۳ اردو خوان محصناتِ حافظ نذیر احمد صاحب سے درس لے چکے ہین

اقول کتابِ محصنات مین ہرگز تعددِ ازواج کو حرام نہین بتایا ہے اور نہ مولوی نذیر احمد صاحب قائلِ حرمت ہین۔ اور باقی مخاطب کی یاوہ گوئی قابلِ جواب نہین

قولہ ص ۱۳ و ۱۴ وہ یعنے (سید امیر علی صاحب) انگریزی کتاب مین اس مضمون کے آخر فرماتے ہین کہ "مین کثرتِ ازواج کو اس زمانہ مین ایک حرامکاری کا تعلق اور منشار اسلام کے خلاف سمجھتا ہون"۔

اقول آیا کوئی امر حلال جسکی حلیت پر نصِ قرآن و سنت و اتفاقِ جمیع اہلِ اسلام موجود ہو وہ کسی سید صاحب یا شیخ صاحب کے کہنے سے حرام ہو سکتا ہے یا کوئی

مسلمان اُسے حرام کاری کا تعلق کہسکتا ہی۔ ہرگز نہین۔

قولہ ص ۱۵ فصل دوم سنتِ نبوی۔ الخ

اقول اِس فصل مین جو مخاطب سید امیر علیصاحب کے ایک نئے مذاق پر جس مین اُنھون نے کل علماے اسلام کی مخالفت کی ہے۔ طعن کرتا ہی اُسکا جواب خود سید صاحب یا اُن کے مریدِ عنایت فرماوین۔ بندہ یہان فقط اِس امر کی تحقیق بیان کرتا ہی کہ آنحضرت نے کل کتنی بیبیون سے شادیان کی تھین اور ایک زمانہ مین حضرت کے پاس کسقدر بیبیان جمع ہوئی تھین۔

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت کے پاس بقولِ اکثر کسی زمانہ مین نو سے زیادہ ازواج جمع نہین ہوئین اور کل گیارہ یا تیرا عورتون سے آپ نے نکاح و زفاف فرمایا ہی چنانچہ مدارج النبوہ ص ۵۹۴ مین شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہین کہ "متفق علیہ یازدہ زن اند" اور حیات القلوب ص ۵۶۵ مین مجلسی فرماتے ہین کہ "ابن بابویہ بہ سندِ معتبر از حضرتِ صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ حضرتِ رسول ص پانزدہ زن تزویج کردہ بہ سیزدہ نفر از ایشان مقاربت نمود و چون بدار آخرت رحلت نمود نہ زن در حبالہ آنحضرت بودند" اور جو حضرت نے چار سے زیادہ نکاح فرمائے اُس کے جواز کی دلیل آیندہ اُس کے مقام پر بیان کیجائیگی انشاء اللہ تعالی۔

قولہ ص ۱۷ فصل سوم قرآن و تعددِ ازواج **دفعہ اوّل** ایک نئی تاویلِ قرآنی سید صاحب سناتے ہین سورۂ نسا مین ہے "نکاح کرو جو تمکو خوش آئین عورتین دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نرکھوگے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھہ کا مال ہی" اور پھر ع مین ہی "تم ہرگز نرکھہ سکوگے عورتون کو برابر اگرچہ اِسکا

شوق کرو سونے پر بھی بجاؤ کہ دال رکھو ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتی ہے" سید صاحب کہتے ہین کہ "شارع اسلام نے ازواج کی ایک تعداد مقرر کردی اور ازواج کے حقوق شوہرون پر مقرر کردیئے اور مقرر کردیا کہ سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاو رکھے اس قید سے آیت کی یہہ معنی ہوتے ہین کہ کوئی شخص ایک سے زیادہ زوجہ نکرے اگر زیادہ سے برابر برتاو نکر سکے جیسا مولوی سید احمد خانصاحب نے فرمایا ہے کہ تعدد ازواج مین بہت سے شدید قیود لگائے گئے جیسا چارون کے حقوق مین مساوات کلی رکھنا اور برابر محبت کرنا وغیرہ وغیرہ۔

پس بہرکیف حکم تعدد ازواج کو از قبیل نواہی سمجھنا چاہیئے نہ از قبیل اوامر"

اب ظاہر ہے کہ قرآن چار عورتون کو بشرط عدل جایز بتاتا ہے اور یہہ بھی کہتا ہے کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے۔ پس یا تو بقول سید صاحب بمفاد فات الشرط تعدد ازواج حرام ہوا اور ہر مسلمان محمد صاحب سے لیکر مابعد کے ایماندارون تک جس نے تعدد ازواج اپنے لئے جایز رکھا حرام کاری کا مرتکب ہوا۔ یا یہہ قول کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے باطل ہے اور اگر دونون قول درست ہین تو عدل سے مراد کچھہ اور ہی ہے جسکا کرنا شوار نہین — الخ۔

اقول اس فصل مین ایک امر تحقیق کی ضرورت رکھتا ہے جو تفسیر قرآن شریف سے متعلق ہے جس مین سید امیر علیصاحب اور سید احمد خان صاحب کو دھوکا ہوا ہے اور وہ خطا پر ہین — ہم یہان مختصر کچھہ بیان کرتے ہین۔ خداوند عالم نے قرآن شریف مین ارشاد فرمایا ہے۔ سورۂ نساء ع ۳ "فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنی وثلث ورباع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم" حاصل ترجمہ یہہ ہے کہ نکاح کرو اُن عورتون سے جو

جو تمھین اچھی معلوم ہون دو دو تین تین چار چار۔ اور اگر تمھین خوف ہو کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت کرو یا اپنی کنیز کو تصرف مین لاو۔ پھر اسی سورہ کے ع مین فرمایا ہے ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقہ "

حاصل یہہ ہے کہ تم مین ہرگز قدرت نہین کہ اپنی عورتون مین عدل کر سکو ہر چند تمھین حرص ہو پس (جس سے کہ تمھین زیادہ محبت ہے اس کی طرف) اسقدر رغبت نکرو کہ دوسری عورت کو بالکل چھوڑ ہی دو مثل معلقہ کے یعنے نہ دو پوری صاحب شوہر رہے نہ بیوہ یہہ ترجمہ موافق تفسیر معالم التنزیل و تفسیر حسینی وغیرہ کے ہے۔ اور دوسری تفسیرون مین اس طرح لکھا ہے کہ وجب تکو عدل کی قدرت نہین ہے تو کسی زوجہ سے بالکل منہہ نہ پھیرلو کہ وہ مثل معلقہ کے ہو جاے " اور حاصل دونون ترجمون کا ایک ہی ہے بہر حال سمجھنا چاہیئے کہ سید امیر علی صاحب اور سید احمد خانصاحب کو عدل کی لفظ پر دھوکا ہوا ہے وہ دونون آیتون مین عدل سے مراد برابر برتاو کرنا محبت وغیرہ مین سمجھے ہین۔ حالانکہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ آیۂ اولی مین یعنے جہان چار نکاح کرنے کا جواز خداے تعالی نے بیان فرمایا ہے عدل سے مراد برابر برتاو کرنا تقسیم شب اور نفقہ مین ہے دیکھو تفسیر جلالین وغیرہ۔ نہ عدل فی المحبت و میل القلب۔ کیونکہ صورت اول ممکن ہے اور صورت ثانی یعنے عدل فی المحبت و میل القلب علی العموم انسان سے عادۃً ممکن نہین ہے پھر کیونکر خداوند عالم ایک امر دشوار بلکہ غیر ممکن عادی کا حکم فرماتا۔ اور آیۂ ثانیہ مین باتفاق جمیع مفسرین اسلام عدل سے مراد استوا اور برابری محبت اور میلان خاطر مین ہے نہ فقط شب باشی اور نفقہ وغیرہ مین۔ چنانچہ معالم التنزیل صفحہ ۲۵۵ مین تحت مین آیۂ۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء کے مرقوم ہے وذلک ای لن تقدروا ان تسووا

بین النساء فی محب ومیل القلب" یعنے تم مین قدرت نہین ہو کہ بین ازواج محبت اور رغبت قلب مین مساوات کرسکو۔ اور تفسیر جلالین مین مرقوم ہے "ولن تستطیعوا ان تعدلوا تسووا بین النساء فی المحبۃ" اور اسی لئے خداوند عالم نے کہ عالم الخفیات ہے اور سب کے دلون کا حال جانتا ہے ایسے عدل کو یعنے عدل فی المحبۃ ومیل القلب کو انسانی قدرت سے باہر فرمایا ہے اور وہ حکم جو انسان سے اُسکی تعمیل ممکن تھی نازل کیا۔ اور ظاہر ہے کہ محبت اور میلان قلب مین سب ازواج سے برابر برتاو کرنا کیونکر ہوسکتا ہے زیادتی وکمی محبت کے لئے کئی اسباب مثل کثرت حسن واطاعت شوہر وغیرہ ہین جن کے سبب میلان قلب کسی کی طرف زیادہ اور کسی کی طرف کم ہوتا ہے اور یہہ انسان کا اختیاری امر نہین ہے بلکہ اسمین آدمی مجبور ہے۔ اسی لئے خداوند عالم نے خبر دی کہ تم سے عدل فی المحبت نہین ہوسکتا اور فرمایا فلا تمیلوا کل المیل یعنے جب تم سے عدل فی المحبت ومیل القلب ممکن نہین تو اسقدر بھی ایک عورت کیطرف مایل نہو جاؤ کہ دوسری عورت کو بالکل چھوڑ ہی دو۔ اور یہہ ممکنات سے ہے چنانچہ موجب اس حکم کے تقسیم راتون کی فرض ہے یعنے چاہئے کہ چار عورتون مین سے ہر ایک کے پاس ایک شب رہے اور نفقہ مین برابری کا لحاظ بقول بعض فقہا لازم ہے اور بقول بعض علما سنت۔ بہرحال اس آیۂ شریفہ سے بصراحت معلوم ہوا کہ نہ تو عدل فی المحبت ومیل القلب پر کلیۃً انسان قادر ہے اور نہ اُسکو خداوند عالم نے تعدد ازواج مین شرط قرار دیا ہے محض تقسیم شب اور نفقہ کی مساوات کے لحاظ سے چار منکوحہ عورتین ہر مسلمان کے لئے حلال قرار دی گئین۔ اور یہی قول تمام علماے اسلام کا ہے جو تمام کتب احادیث وتفاسیر وفقہ سے ظاہر ہے۔ اور کیونکر امر غیر مستطاع کو خداوند عالم شرط قرار دیتا

وہ تو عادل ہی اور اُس نے خود ارشاد فرمایا ہی لایکلف اللہ نفسًا الا وسعہا ۔ یعنی کسی نفس کو خدا اُسکی وسعت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا۔

اِس بیان سے سید احمد خان صاحب اور اُن کے مقلدین کی راے کی غلطی کل صاحبان فہم وانصاف پر مثل آفتابِ عالم تاب کے روشن ومبرہن ہوگئی ۔

قولہ ص۲۰ دفعہ دوم شرط عدل وسنّتِ نبوی ۔ محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ "عدل کو قایم رکھنے کے لئے شریعتِ اسلام نے چار سے زیادہ جورُون کی اجازت نہین دی ہر ایک پر یہ ظن ہوسکتا ہی کہ کثرتِ ازواج کی حالت مین وہ عدل نکرسکیگا اور آنحضرت چونکہ بُرے گمانون سے پاک تھے اور بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے لہذا آپ کے لئے وہ تحدید ضروری نہ تھی اِس لئے آپ کو چار سے زائد جورُون کی رخصت خدا نے دی" پھر فرماتے ہین "مگر یہہ جواب اُن لوگون کے لئے طمانیت بخش ہی جو حضرت کو نبیِ برحق مانتے ہین آنحضرت کے مخالف اِس جواب کو تسلیم نہ کرین گے"

مین دکھلائے دیتا ہون کہ اِس فرضی عدل کو حضرت نے کیسے برتا اور آپ کس درجہ بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے تاکہ مخالف اور مؤالف کی آنکھین کھل جائین ۔ سورۂ احزاب رکوع مین ہی "پیچھے رکھدے تو جسکو چاہے انمین اور جگہ دے اپنے پاس جسکو چاہے اور جس کو جی چاہے تیرا اُن مین سے جو کنارے کردی تھین تو کچھ گناہ نہین تجھپر" اسکی صحیح تفسیر مین حسینی لکھتا ہی "در وسیط آوردہ کہ وجوب قسم بدین آیت از حضرت ساقط شد" تو حضرت پر کسی قسم کا عدل اِس آیت سے واجب نرہا ۔ مسلمانون پر واجب ہی کہ عورتون مین کسی قسم

کی سادات کی رعایت رکھین۔ مگر محمد صاحب آزاد کر دئے گئے۔

اقول مولوی محمد حسین صاحب نے چار سے زیادہ ازواج کے جواز کے بارہ مین آنحضرت کے لئے جو توجیہ فرمائی ہر وہ بہت درست ہے اور آخر مین جو کہا کہ وہ آنحضرت کے مخالف اِس جواب کو تسلیم نکرین گے "، **پس** ہم مخالفین کو دوسری قطعی دلیلون سے مجبور کر دین گے جس سے اُن کو بہر حال تسلیم کرنا پڑیگا وہ دلیلین ثبوتِ نبوت کی ہین جو ہمارے بہت سے علمانے خاص اِس امر مین بہت سی کتابین لکھی ہین اور بشاراتِ انبیاے سابق سے جو اب تک کتبِ عہدِ عتیق و جدید مین موجود ہین اور آنحضرت کے معجزاتِ کثیرہ سے جو باسنادِ متواترہ مروی ہین اور معجزۂ قرآن سے جو اب تک موجود ہے اور قیامت تک موجود رہیگا اور برہانِ عقلی سے آنحضرت کی نبوت کی نبوت کی حقیت کو ظاہر کر دیا ہر جن کتابون کا جوابِ حق نہ اب تک کسی مخالف اسلام سے ہو سکا اور نہ آیندہ ہو سکیگا۔ **پس** جب نبوت اور حقیت حضرت کی قطعی دلیلون سے ثابت ہر اور قرآن کا کلام خدا ہونا بسبب اس کی فصاحت اور عدمِ امکانِ جواب اور اخبارِ غیب کے یقینی ہر تو پھر کوئی تعریض حضرت پر نہین ہو سکتی۔ اور اگر کوئی نادانی سے کوئی تعریض کرے بھی تو اُس کے جوابات شافیہ دیکھکر تسلیم کرنا پڑیگا۔

حیرت ہر کہ مخالفینِ اسلام باوجود دعویِ عقل کے کس طرح سے آنحضرت کے معجزات کا جو تواتر سے ثابت ہین انکار کرتے ہین۔ اور کیونکر معجزۂ قران کے مشاہدہ سے آنکھ بند کر لیتے ہین۔ اور کسطرح بشاراتِ انبیا سنکر کانون پر ہاتھ رکھ لیتے ہین۔ نہین کچھ حیرت کا مقام نہین۔ خداے تعالی نے خود ارشاد فرمایا ہر۔

ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوہ ۔

اور جو مخاطب نے حضرت کے عدل کے بارہ مین طعن کیا ہی اور سورۂ احزاب کی آیت پیش کی ہے اُس کا جواب کئی وجوہ سے دیا جاتا ہے **اول** یہہ کہ جو تفسیر آیۂ شریفہ کی مخاطب نے پیش کی ہی وہ اجماعی نہین اور اِس آیت کی تفسیر مین بہت اختلاف ہی بندہ ان مین سے بعض اقوال نقل کرتا ہی۔ خداوند عالم نے فرمایا ہی۔ (سورہ احزاب ع ۶) ترجی من تشاء منہن و تووی الیک من تشاء و من ابتغیت ممن عزلت فلا جناح علیک ۔ یعنے تو جسکو چاہے اُن عورتون مین سے پیچھے رکھدے اور جسکو چاہے اپنے پاس جگہہ دے اور جسکو چاہے اُن مین سے جن سے کنارہ کیا تھا تو تجھپر کچھہ گناہ نہین۔ شعبی وغیرہ کہتے ہین کہ یہہ آیت طلاق کے بارہ مین نازل ہوئی ہی۔ یعنے جسکو آپ چاہین اپنی عورتون مین سے طلاق دین اور جسکو چاہین رکھہ چھوڑین آپ کو اختیار ہی۔ ابن عباس جو اجلۂ مفسرین سے ہین اِنکا بھی یہی قول ہی دیکھو تفسیر حقانی جلد سادس صہ ۸۴ اور تفسیر معالم التنزیل مین مرقوم ہے "و قال ابن عباس تطلق من تشاء منہن و تمسک من تشاء" یعنے ابن عباس کہتے ہین کہ اِس آیت کے معنی یہہ ہین کہ تو جس کو چاہے اُن عورتون سے طلاق دے اور جسکو چاہے روک رکھے ۔ اور حیات القلوب صہ ۵۷۲ کی جلد دوم مین آیۂ مذکورہ کے تحت مین مرقوم ہی "یعنے دور میگردانی و طلاق میکوئی ہر کرا میخواہی از ایشان و پناہ میہی و بر نکاح میگزاری ہر کرا میخواہی" اور اس مضمون پر اور بھی روایتین وارد ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ یہی قول متفق علیہ ہین الفریقین ہی اور اقوی ہی اور بنا بر اِس قول کے تعریضِ مخاطب بالکل باطل اور منقوض ہی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جو عورتیں اپنا نفس تجھے ہبہ کرتی ہیں اُن میں سے اختیار ہے جسے چاہے قبول کرے اور جسے چاہے نکرے دیکھو معالم التنزیل تفسیر سورۂ احزاب اس میں کسی طرح کی تعریض نہیں ہو سکتی۔

تیسرا قول وہ ہے جو مخاطب نے نقل کیا ہے اور سوائے اِنکے اور بھی اقوال تفسیروں میں منقول ہیں پس جس آیت کی تفسیر میں اسقدر مختلف اقوال منقول ہوں اُن میں سے ایک قول کو اخذ کرکے اُس کی بنا پر آنحضرت پر طعن کرنا بجز بیفہمی یا عداوت کے اور کسی چیز پر حمل نہیں ہو سکتا۔ مخاطب نے تفسیر حسینی سے جو قول نقل کیا ہے باوجود اختلاف اقوال کے ہرگز ممکن نہیں کہ وہی قول متعین ہو جس سے کوئی طعن حضرت پر ہو سکے آنحضرت خدا کے تابع تھے اور آپ پر وحی نازل ہوتی تھی جسکو آپ ہی خوب سمجھ سکتے تھے آپ کسی مفسر کے قول اور فہم کے تابع نہیں تھے پس اگر کسی مخالف کو آپ پر اعتراض منظور ہو تو وہ نص قرآن سے جس کی تفسیر میں سب علما متفق ہوں یا احادیث متواترہ سے استدلال کرے جو قابل لحاظ ہو ورنہ کسی مفسر کے قول سے باوجود اختلاف مفسرین کے استدلال کرکے آنحضرت پر تعریض کرے توہین نادانی اور دیوانگی سمجھی جائیگی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ علی التنزل ہم نے تسلیم کیا کہ جو قول مخاطب نے نقل کیا ہے وہی صحیح اور متعین ہے مگر چونکہ باوجود عطائے اختیار من جانب پروردگار آنحضرت تا وقت انتقال رعایت قسم کی یعنے تقسیم شب کی فرماتے تھے لہذا کوئی تعریض حضرت پر نہیں ہو سکتی۔ تفسیر معالم التنزیل کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے۔

وہ لم یخرج احداً (عن القسم) بل کان رسول اللہ صلعم مع ما جعلہ اللہ لہ من

فوائد

ذلک یسوی بینہن فی القسم" یعنے حضرت نے کسی عورت کو رعایتِ قسم سے خارج نہین فرمایا بلکہ باوجود اس کے کہ خدا نے آپ کو اختیار دیا تھا۔ اپنی عورتون مین مساوات کا لحاظ اور شب باشی کی تقسیم مین برابر برتاؤ فرماتے تھے۔ اور تفسیر حسینی صفحہ ۴۶۵ مین بھی مرقوم ہے کہ "و در زاد المسیر گوید کہ میان ہمہ ازواج غیر از سودہ کہ نوبتِ خود را بعائشہ بخشیدہ بود آنحضرت رعایت فرمودی قسم را تا آخر عمر" اور ہر چند دوسرا قول بھی اس قول کے مخالف تفسیر و نہین منقول ہے مگر وہ ضعیف ہے اور قولِ صحیح یہی ہے جو ابھی بیان کیا گیا اور اسی پر اکثر علما متفق ہین چنانچہ مدارج النبوۃ کے صفحہ ۹۳ ۵ مین شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہین کہ "و آنحضرت صلعم در میانِ زنانِ شریفہ نوبت نگاہداشتی در بیتوتت و ایوا و نفقہ و جمیع حقوق و امور یکہ بر آن قادر بود۔ اما در محبت میفرمود خدایا ونداا این قسم و عدالت من است در آنچہ مالکم من آنزا و در اختیار منست و ملامت مکن مرا در آنچہ مالک نیستم آن را یعنے در محبت الخ اس مضمون کی کئی روایتین کتبِ احادیثِ صحاح و سیر مین مرقوم ہین۔ پس جب حضرت آخر عمر تک رعایتِ قسم کی فرماتے رہے اور مساوات کا لحاظ کرتے رہے تو پھر کوئی اعتراض ممکن نہین۔ اور خدائے تعالی نے جو حضرت کو باختلافِ اقوالِ مفسرین اختیار دیا تھا اور وجوبِ قسم کو ساقط فرمایا تھا وہ اس مصلحت پر مبنی ہو سکتا ہے کہ درصورت خلاف جب ان عورتون کو معلوم ہوتا کہ خدا نے حضرت پر مساوات اور قسم کو واجب فرمایا ہے تو ہر امر مین مناقشہ اور مناقضہ کرتی رہتین اور اُن کے جھگڑون کے طے کرنے مین اکثر اہم امورِ دینی مین فرق آجاتا۔ اور جب انھین معلوم ہو کہ حضرت پر مساوات اور راتون کی تقسیم واجب نہین ہے تو پھر حضرت کی رعایت اور راتون کی تقسیم کو من قبیلِ احسان سمجھکر راضی

۴ جلد اول

ہون اور اسقدر کثیر جھگڑون سے حضرت کو تکلیف نہ دین جس سے اور مقاصد دینی مین فرق آئے۔

تیسری وجہ یہہ ہو کہ علی التنزل موافق قولِ بعض مفسرین کے جو وہ بالکل ضعیف ہو ہمنے فرض کیا کہ آنحضرت بعد نازل ہونے اس آیت کے بعض عورتون مین باتون کی تقسیم کا برابر لحاظ فرماتے تھے اور بعض عورتون مین جب چاہا رعایتِ تقسیم کی فرمائی اور جب نچاہا نفرمائی۔ مگر اس مین بھی فی الحقیقت کوئی تعریض کا مقام نہین ہو اس لئے کہ یہہ آیت اُسوقت نازل ہوئی ہو جس وقت حضرت کے ازواج نے حضرت کو نفقہ وغیرہ کے بارہ مین تنگ کرنا شروع کیا اور آپ خفا ہو کر ایک مہینے تک سب سے علیحدہ ہوئے یہان تک کہ آیۂ تخییر نازل ہوا پس آپ نے سب سے کہا کہ اگر دارِ آخرت منظور ہے تو جس حالت مین رکھا جاے رہنا منظور کرو اور جو دنیا منظور ہو تو سب کو طلاق دے دیتا ہون پس سب ازواج نے آخرت کو اختیار کیا۔ دیکھو قولِ ابو رزین اور ابن زید کا معالم التنزیل مین۔

پس جب عورتون نے خود اس امر کو اختیار کیا تھا تو پھر اگر کسی زوجہ کی نسبت تقسیم شب کی برابر رعایت نہ کیجاے تو کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔

قولہ ص ۲۱ چنانچہ حضرت کی عورات اس ظلم سے نالان ہوئین تھین۔ و بروایتِ دیگر زینب گفت تو عدل نمیکنی میان ما باآنکہ پیغمبرِ خدائی (حیات القلوب)

اقول نہایت حیرت ہو کہ اس مقام پر مخاطب نے اپنے دعوی مین عورات کو شامل کی ظلم ٹھہرایا ہو اور دلیل مین فقط زینب کا حال لکھا ہو۔ شاید زینب سے مراد مخاطب کے نزدیک تمام عورتین ہونگی۔ بہرحال زینب کی شکایت کا جو حال حیات القلوب مین

لکھا ہو بفرضِ صحتِ روایت اِس کا جواب یہہ ہو کہ چونکہ عورتین ناقص العقول ہوتی ہین اور علی الخصوص امورِ خانگی اور کارہاے معاشرت مین اکثر ایسا ہوتا ہو کہ عورتین اپنے شوہرون سے بیجا کج بحثیان کرتی ہین اور علاقۂ زوجیت بسا اوقات ایسے نازکا باعث ہوتا ہو جس سے شوہر کے حفظِ مراتب کا خیال نہین رہتا اور بے ادبی کے الفاظ منھہ سے نکل آتے ہین اور علی الخصوص ایسی حالت مین کہ وہ عورت حسین بھی ہو لہذا اعقلا ان کی باتونپر اعتنا نہین کرتے پس اسی طرح ممکن ہو کہ زینب کی زبان سے ایک امرِ خلاف واقع کی شکایت آنحضرت کی نسبت نکل آئی ہو اس سے کسی ذیفہم کے نزدیک ہرگز ثابت نہین ہوسکتا کہ آنحضرت نے معاذ اللہ خلافِ عدالت کوئی کام فرمایا ہو۔ اور کتابِ حیات القلوب کے اُسی مقام سے جہان سے مخاطب نے یہہ روایت نقل کی ہو ظاہر ہو کہ آیۂ تخییر کے نازل ہونے سے پہلے زینب نے یہہ بات کہی تھی۔ اور ابھی تک آیۂ ترجی من تشاء نازل نہین ہوا تھا اور کل علما کا اتفاق ہو کہ اِس آیت کے نزول سے پہلے آپ برابر عدل فرماتے تھے اگر کسی نے اختلاف کیا ہو تو زمانۂ بعد نزول آیۂ ترجی من تشاء مین اختلاف کیا ہو ہرچند وہ بھی قول بہت ضعیف ہو جسکا بیان گزر چکا۔ پس اِس سے ثابت ہو کہ زینب کی شکایت بالکل بیجا اور حقیقت مین خلافِ واقع تھی۔

قولہ ص ۲۱ فعل کا اثر قول سے زیادہ ہوتا ہے سو اب محمد صاحب کا قول بھی موجود ہو اور فعل بھی۔

اقول بعض افعال حضرت کے ایسے ہین جو آپ کے خصایص سے ہین جنکا ثبوت قرآن و حدیث سے ہوا ہو اور وہ دوسرون پر حرام ہین۔ پس اور لوگ حضرت

کی اُمت سے اس خاص فعل مین متابعت نہین کر سکتے اور نہ کسی نے آج تک وہ فعل کئے ہین جیسے حضرت نے چار سے زیادہ نکاح فرمائے پس چونکہ خداوند عالم نے اس امر کو حضرت کے لئے جائز رکھا اور عام مسلمانون کے لئے چار عورتون تک جواز کا حکم دیا تو اب کوئی شخص ایک زمانہ مین چار سے زیادہ نکاح نہین کر سکتا اور جن افعال کا حضرت کے خصایص سے ہونا معلوم اور ثابت نہین پس البتہ وہ فعل سنّت ہی اور حتی الامکان اسکی اتباع ضرور ہی ۔ اور حضرت کے قول کی اتباع تو ہمیشہ لازم ہی ۔ اور یہہ امر بالکل ظاہر ہی جس مین کسی کو شک نہین ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ مخاطب کی یا وہ گوئی محض عوام کے دھوکا دینے کے لئے ہی ۔

قولہ ص ۲۱ دفعۂ سوم حدِ تعددِ نمایشی نہ حقیقی سید صاحب کا قول کہ شارع الاسلام نے ازواج کی ایک تعداد مقرر کردی ۔ غلط ہی ۔ اتنا سچ ہی کہ کوئی مسلمان ایک ساتھہ چار سے زیادہ منکوحہ عورتین نہین رکھہ سکتا مگر آگے اسی آیت مین ہی ۔ "جو اپنے ہاتھہ کا مال ہی" یہہ لونڈیان ہین انکی کوئی حد نہین اگر کسی کے ہاتھہ ہزار لونڈیان لگ جائین وہ اپنی مدخولہ بنا کر اپنی چار جورُون پر اضافہ کر کے اسلام سے باہر نہین جاتا ۔ انمین عدل وغیرہ کسی قسم کی قید بھی نہین ۔ اور حضرت کے پاس بھی باوجود ایک درجن سے زیادہ عورتون کے چار لونڈیان بھی تہین جن مین ماریہ قبطیہ اور ریحانہ بہت مشہور ہین ۔ انتہی ملخصاً ۔

اقول ہر چند حدِ تعددِ منکوحہ ازواج کے لئے ہی اور کنیزون کی کوئی حد نہین ہی مگر وہ جو شرایط اور آداب کنیز و غلام رکھنے کے اسلام مین مقرر ہین وہ خود کنیزون کی تکثیر کے مانع ہین چنانچہ کتاب حلیۃ المتقین کے دسوین باب پہلی فصل

فصل مین مذکور ہی کہ "وہ در حدیث معتبر از حضرت رسول صلعم منقول است کہ بہ بندگان خود بخورانید آنچہ خود می خورید و بایشان بپوشانید آنچہ خود می پوشید" اور اُس کی رعایت کنیزون کی کثرت کی صورت مین متشکل ہی اور علی التنزل اگر کسی کے پاس ایک ہزار کنیزین ہون تو اُن مین سے ہر ایک کی نوبت تقریباً تین برس کے بعد آئیگی بشرطیکہ ہر روز ایک کنیز کے پاس جاے اور ہر چند یہہ عادۃً محال ہی مگر بفرض وتسلیم بعض عورات سے تین برس تک صبر کرنا ممکن نہین پھر ضرور وہ زنا مین واقع ہون گے اور اس کا گناہ آقا پر بھی ہوگا پھر کیونکر ممکن ہی کہ کوئی پابند شریعت زیادہ کنیزین کر سکے اور اسی بنا پر حضرت امیر المومنین سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا "من اتخذ من الاماء اکثر مما ینکح فانما ثم علیہ ان یغنین" من لایحضرہ الفقیہ باب احکام المالیک یعنے جو شخص چار کنیزون سے زیادہ اختیار کرے اور وہ کنیزین برا فعل کرین تو اُس شخص پر اُس کا گناہ ہی اسی لئے آج کوئی مسلمان پابند شرع ایسا نہین گذرا جس کے پاس ایک ہزار مدخولہ کنیزین ہون پس مخاطب نے جو ایک ہزار کا شمار بیان کیا ہی وہ فقط مخاطب کا فرضی توہم ہی اوّلاً کسی کے پاس ایک ہزار کنیزین جمع ہونا دشوار ثانیاً اُن کو مدخولہ بنانا بھی دشوار ثالثاً اُن کے حقوق کا ادا کرنا دشوار تر۔

اور بالفرض بطور شاذ کسی مسلمان کے ہان ایسا ہوا بھی ہو تو کوئی طعن نہین ہو سکتا جب حضرت سلیمان ایک ہزار عورتین کر کے اور حضرت داؤد ایک سو بی بیان رکھ کے نبوت سے باہر نہین ہوئے تو پھر کوئی مسلمان اگر ایک ہزار کنیزون سے مقاربت کرے تو کیونکر اسلام سے خارج ہوگا۔ علاوہ بران توریت مین بھی کنیزون سے بلا حد تعدد مقاربت کی اجازت موجود ہی چنانچہ کتاب استثنا کے باب ۲۱ آیت ۱

مین مرقوم ہے "اور جب تو لڑائی کے لئے دشمنون پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا انکو تیرے ہاتون مین گرفتار کرے اور تو انھین اسیر کرلائے (۱۱) اور اُن اسیرون مین خوب صورت عورت دیکھے اور تیرا جی اُسے چاہے کہ تو اُسے اپنی جورو بناوے (۱۲) تو تو اُسے اپنے گھر مین لا اُس کا سر منڈوا اور ناخن کٹوا (۱۳) تو وہ اپنا اسیری کا لباس اُتارے اور تیرے گھر مین رہے اور ایک مہینے بھر اپنے باپ اور اپنی مان کے سوگ مین بیٹھی بعد اُس کے تو اُس کے ساتھ خلوت کر" الخ اِس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی کوئی حد معین نہین ہے جہان تک چاہے کرے کیونکہ نہ لڑائی کی کچھ انتہا ہے نہ پسند آنیکی۔

دفعہ چہارم ص ۲۲ مین جو مخاطب نے سید امیر علی صاحب پر کنیزون سے مقاربت کرنے کے انکار پر طعن کیا ہے وہ چونکہ حقیقت مین درست ہے اور امیر علی صاحب کا قول نصِ قرآن وحدیث کے خلاف ہے لہذا مجھے اس کے جواب دینے مین حق مانع ہے۔

اُس کا جواب خود امیر علی صاحب یا اُن کے مرید عنایت فرماوین

دفعہ پنجم ص ۲۴ مین متعۃ النسا کا ذکر کرکے مخاطب کہتا ہے کہ "فصلِ دہم مین ہم اس مسئلہ کا تعلق شریعتِ اسلام کے ساتھ ثابت کرین گے"

لہذا ہم بھی وہین اُس کا جواب دین گے۔

قولہ ص ۲۴ فصل چہارم تنزیہ المطاعن۔ حق تو یون ہے کہ عورتون کے بارہ مین حضرت نے نہ حکمِ خدا کا لحاظ کیا نہ قانونِ قدرت کا نہ قرآن کا نہ اسلام کا نہ رسم ورواجِ شرفائے عرب کا۔ ہر اصولِ حیا واخلاق وتہذیب کا

خون

خون کیا ہو ہم پہلے اُن مطاعن کی تفصیل بیان کرتے ہین تاکہ دیکھین اُن مین سے کن کن کا جواب ہمکو ملتا ہے۔

اقول افسوس ہو کہ مخاطب محض طمعِ زخارفِ فانیۂ دنیوی سے حمایتِ مذہبِ عیسائی اور عداوتِ اسلام اختیار کرکے جو جی مین آتا ہو بکدیتا ہو ورنہ حقیقت مین حضرت نے نہ حکم خدا و قرآن و اسلام کا خلاف کیا اور نہ قانونِ قدرت اور رسم و رواج شرفاء عرب کا اصول حیا و اخلاق و تہذیب کو حضرت نے قایم کیا ہے ہم ہر ایک امر محکم دلیل سے ثابت کرتے ہین۔

حکم خدا سے مخالفت نکرنے کی یہہ دلیل ہو کہ براہینِ قطعیہ یعنے بشاراتِ انبیائے سابق و معجزاتِ متواترہ و دلیلِ عقلی و معجزۂ قرآن سے ثابت ہو کہ آنحضرت خدا کے پیغمبر ہین۔ اور معجزۂ قران نہ فقط باعتبارِ فصاحت و بلاغت کے ہو بلکہ بوجوہ کثیرہ ہے مثل عدمِ امکانِ جواب و اخبارِ مغیبات وغیرہ جنکی تفصیل کتابِ حیات القلوب وغیرہ مین مسطور ہے۔ اور جو خدا کا پیغمبر ہو وہ ضرور ہے کہ تمام گناہون سے معصوم ہو پس آنحضرت تمام گناہون سے معصوم ہین اور یہہ معلوم ہو کہ عصمت مخالفتِ خدا سے جمع نہین ہوسکتی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت نے حکمِ خدا سے ہرگز مخالفت نہین کی ہے۔ اِس دلیل مین سے **قضیۂ صغرا** کا ثبوت تو کتبِ موجودۂ اسلام سے جن مین بشاراتِ انبیائے سابق و معجزاتِ متواترہ وغیرہ براہینِ نبوت مذکور ہین ظاہر ہے **مگر قضیۂ کبرا** یعنے جو پیغمبر ہو وہ ضرور ہو کہ تمام گناہون سے معصوم ہو۔ ہرچند اسکو بھی علمائے اسلام نے کئی قطعی دلیلون سے ثابت کیا ہو مگر یہان بندہ واسطے افادۂ مصنفین کے چند دلائل کے ذکر پر اکتفا کرتا ہو۔

پہلی دلیل چونکہ پیغمبرون کے مبعوث ہونے سے غرض یہہ ہو کہ لوگ اُنکی اطاعت اور اوامر و نواہیِ خدا کو اُن کے بیان کے مطابق قبول کرین۔ پس اگر وہ گناہون سے معصوم نہون تو کذب بھی اُن سے ممکن ہو تو پھر کیونکر انسان کو یقین ہوگا کہ جو یہہ کہتے ہین موافق حکمِ خدا کے کہتے ہین۔ اور یہہ امر غرضِ بعثت کے خلاف ہو پس ضرور ہوا کہ تمام پیغمبر تمام گناہون سے معصوم ہون۔

دوسری دلیل۔ پیغمبر سے گناہ کا صادر ہونا باعثِ اجتماعِ ضدین ہو یعنے اسکی متابعت اور مخالفت دونون لازم ہو جائین گی۔ متابعت اس لئے لازم ہوگی کہ تمام علما کا اس پر اجماع ہو کہ پیغمبرون کی متابعت واجب ہو جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہو "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" سورۂ آل عمران رکوع ۴ یعنے اے نبی کہو کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اور مخالفت اس لئے لازم ہوگی کہ پیروی گنہگار کی حرام ہو اور اجتماعِ ضدین محال ہے پس ضرور ہوا کہ پیغمبر سے کوئی گناہ صادر نہو۔

تیسری دلیل اگر پیغمبر سے گناہ صادر ہو تو منع و زجر اس کا واجب ہوگا۔ اور یہہ امر حرام ہو کیونکہ باعثِ ایذاے پیغمبر ہو چنانچہ خداوندِ عالم نے فرمایا ہو۔ "ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرہ واعد لہم عذابا مہینا" یعنے بدرستیکہ جو لوگ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہین خدا نے اُن پر دنیا و آخرت مین لعنت کی ہو اور مہیا کیا ہو ان کے لئے عذاب خوار کرنے والا۔ سورۂ احزاب رکوع ۷ یہان بھی اجتماعِ ضدین لازم آتا ہے اور وہ باطل ہو پس ضرور ہوا کہ پیغمبر معصوم ہو

چوتھی دلیل اگر پیغمبر سے گناہ صادر ہو تو حال اُس کا عاصیانِ امت سے بدتر

بدتر ہوگا بسبب اس کے کہ پیغمبرون کو خدائے تعالی نے سب سے زیادہ نعمتین عطا کی ہین۔ تمام خلق سے انکو برگزیدہ کیا اور اپنی وحی کا امین اور زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ پس اِن کا مرتکب گناہ ہونا بسبب لذتِ فانیِ دنیا کے عام خلایق کی معصیت سے قبیح تر ہو اور کوئی عاقل اس کا قائل نہین ہوسکتا کہ اِن کا رتبہ تمام خلق سے پست ہو۔

پانچوین دلیل خدائے تعالی نے شیطان کا قول بیان کیا ہو کہ شیطان نے خدا سے کہا وہ تیری عزت کی قسم ہو کہ تمام بنی آدم کو گمراہ کرون گا۔ سوائے اُن بندون کے جو مخلص ہین۔ سورۂ حجر رکوع ۳۔ پس اگر پیغمبرون سے گناہ صادر ہو تو وہ مخلصانِ خدا سے نہون گے بلکہ اُس گروہ مین محسوب ہون گے جن کو شیطان نے گمراہ کیا ہو۔ اور یہہ امر اجماعی ہو کہ تمام پیغمبر مخلصانِ خدا سے ہین اور کوئی عاقل اس کا انکار نہین کرسکتا اور آیاتِ قرانی بھی اِس پر دال ہین۔

چھٹی دلیل اگر انبیا عاصی ہون تو ضرور ہو کہ وہ ظالم ہون کیونکہ عصیان عین ظلم اپنے نفس پر ہے۔ اور جو ظالم ہو وہ ہرگز پیغمبر نہین ہوسکتا۔ جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہو "لا ینال عہدی الظالمین" یعنے امامت و نبوت کا عہد ظالمون کو نہین پہونچتا۔ یہہ آیتِ شریفہ نص ہے کل انبیا کی عصمت پر۔

فائدہ بندہ نے بعض عیسائیون کی کتابون مین یہہ لکھا دیکھا ہو کہ کوئی مسلمان آنحضرت کے معصوم ہونے پر کوئی آیت قرآن کی پیش نہین کرسکتا

پس یہہ دعوی انکا سراسر اُن کی بے فہمی پر دلالت کرتا ہو اِس لئے کہ

یہہ آیۂ شریفہ اثباتِ عصمت پر تمام انبیا کے علی العموم اور اثباتِ عصمت پر ہمارے پیغمبر کے علی الخصوص صراحۃً دال ہی۔ تفصیل اسکی یہہ ہی کہ خدائے تعالی نے ہمارے حضرت کی شان مین فرمایا ہی "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" اور ایسی آیتین بہت ہین جو حضرت کی نبوت و رسالت پر نص ہین۔

اور پھر فرمایا کہ "میرا عہد ظالمین کو نہین پہنچتا" اور ظلم لغت مین بمعنی وضع شی الی غیر محلہ ہی جو ہر گناہ کو شامل ہی پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آنحضرت ہرگز گناہ گار اور ظالم نہین ہین۔

ساتوین دلیل کہ خاص آنحضرت کی عصمت پر دلالت کرتی ہی یہہ ہے کہ خدا تعالی نے فرمایا ہی "ما ضل صاحبکم وما غوی" سورۂ نجم رکوع ۱ یعنے نہ بہکا صاحب تمہارا اور نہ خطا کی اسنے۔

یہہ آیت صریح ہی آپ کی عصمت پر جس مین کسی طرح شک نہین ہو سکتا کیونکہ کوئی کام خلافِ حکمِ خدا بجا لانا اور عصیان کرنا راہِ حق و اطاعتِ پروردگار سے علیحدہ ہونا ہی اور وہی ضلالت ہی اور خداوندِ عالم نے دو لفظون کے ساتھہ اس امر کی حضرت سے نفی کی ہی پس ثابت ہوا کہ آنحضرت معصوم ہین۔

آٹھوین دلیل سورۂ یٰسین مین خداوندِ عالم نے فرمایا ہی "انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم" یعنے بتحقیق کہ تو پیغمبرون سے ہی اور راہِ مضبوط پر ہی۔ اس آیۂ شریفہ مین خدائے تعالی نے آنحضرت کے راہِ مستقیم پر ہونے کو مطلقا ارشاد فرمایا ہی اور کسی وقت اور کسی فعل کی قید نہین کی اور یہہ معلوم ہی کہ اگر کوئی شخص کوئی گناہ کرے تو بوقتِ ارتکابِ عصیان وہ راہِ مستقیم پر نہوگا۔ پس اس نے ثابت

ثابت ہوا کہ حضرت نے کسی زمانہ مین کوئی گناہ نہین کیا ہی۔

نوین دلیل۔ خداوند عالم نے قرآن شریف مین اکثر مقام پر خاص حضرت کی پیروی اور اتباع کا حکم دیا ہی چنانچہ فرمایا ہی "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" جس کا ترجمہ دوسری دلیل مین گزرا اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہی "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" یعنے تمھارے لئے پیغمبر کی اقتدا ے حسنہ ضروری ہی ان آیتون سے وجوب اتباع ثابت ہی پس ضرور ہوا کہ حضرت معصوم ہون کیونکہ گناہ گار کی پیروی حرام ہی۔

دسوین دلیل آیۂ تطہیر ہی امامیہ نے ثابت کر دیا ہی کہ یہہ آیۂ شریفہ اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتا ہی اور جب اہل بیت معصوم ہوے تو پیغمبر بدرجۂ اولی معصوم ہوے کیونکہ ترجیح مرجوح عقلا قبیح ہی علاوہ اس پر بروایت امامیہ آنحضرت بھی اس آیت کی تعریف مین شریک ہین۔ اور اس آیت سے وجہ استدلال کا بیان عصمت اہل بیت پر آیندہ بطور اختصار کے آئیگا۔ ہذہ عشرۃ کاملہ۔

ان کے سوائے اور بھی کئی آیتین ہین جن سے حضرت کی عصمت ثابت ہوتی ہی من لایکفیہ الیسیر لایکفیہ الکثیر۔

پس جب ثابت ہوا کہ آنحضرت تمام گناہون سے معصوم تھے تو پھر کوئی عاقل و منصف نہین کہہ سکتا کہ حضرت نے کوئی کام خلاف حکم الھی کیا ہی۔

اور قرآن سے مخالفت نہ کرنے کی کئی دلیلین ہین۔

اول یہہ کہ جو نکاح زائد حضرت نے کئے وہ دو حال سے خالی نہین یا موافق وحی خدا و مطابق مرضی الھی کئے۔ یا خلاف اُس کے صورت اول مین کوئی عیب

نہین ہو۔ صورتِ ثانی مین ضرور تھا کہ خداوندِ عالم بذریعۂ قرآن اُس پر انکار کرتا اور اُس کی نہی قرآن مین وارد ہوتی۔ جب ایسا نہین ہو تو معلوم ہوا کہ صورت اوّل متعین ہے۔

دوسری یہہ کہ خود قرآن نے چار عورتون سے زائد نکاح کی حضرت کو اجازت دی ہو جس سے ثابت ہو کہ حدِ تعددِ اربع ازواج حضرت کے لئے نہین بلکہ وہ خاص حضرتؐ کی اُمت کے لئے ہے جس کا بیان عنقریب طعنِ اول کے جواب مین آتا ہے۔

تیسری یہہ کہ جو قطعی دلیل حکمِ خدا سے مخالفت نہ کرنے کی ہم نے ابھی بیان کی ہو یہان بھی وہی سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ حکمِ خدا قرآن سے اور قرآن حکمِ خدا سے کسی طرح علیحدہ نہین ہے۔

اور اسلام سے مخالفت نہ کرنے کی وہی دلیلین ہین جو سابق مین مذکور ہوین۔ کیونکہ اسلام حکمِ خدا اور قرآن سے ہرگز جدا اور خارج نہین ہے۔

اور قانونِ قدرت سے مخالفت نہ کرنے کی دلیل یہہ ہو کہ قدرت نے مرد کو عورت سے ہر امر مین کئی درجہ زیادہ قوت دی ہے جس کا انکار کوئی عاقل نہین کرسکتا اور عیسائی محققین بھی اس کے معترف ہین چنانچہ **جان ڈیون پورٹ** بحوالۂ قولِ مون صاحب کہتے ہین کہ "خدائے تعالی نے مردون کو عقل و طاقتِ جسمانی سے عورتون پر فوق دیا اور انھین دونون عقل و طاقت کے سوا اور کوئی فضیلت نہین دی" الخ دیکھو کتاب تائید المحمد والقرآن صفحہ ۱۳۶

پس جب مرد کو عورت سے زیادہ قوت ہوئی تو ازواج کی کثرت بھی ضرور ہو

ہوئی اور اسی طرح کئی اسباب فطرتی ایسے ہین جس سے ضرور ہے کہ کسی زمانہ مین عورت مرد سے علیحدہ رہے اور اسقدر عورت کی علیحدگی کا تحمل مرد نہین کرسکتا پس تعددِ ازواج ضرور ہوا۔ چنانچہ **ڈاکٹر لی بان** کے قول سے اُسکی تصریح سابق مین بیان ہوچکی ہے۔

اور رسم و رواجِ شرفاے عرب کی مخالفت نہ کرنے کی دلیل یہہ ہے کہ کئی سو برس پہلے بلکہ حضرت ابراہیم کے زمانہ سے ہمارے پیغمبر کے زمانہ تک برابر کثرت ازدواج کا رواج رہا ہے جس کا ثبوت **جان ڈیون پورٹ** صاحب اور ڈاکٹر **لی بان** صاحب کے اقوال سے سابق مین دیا گیا اور نیز توریت کے اکثر مقامات سے اِس کا ثبوت ہوتا ہے اور نیز جب آیۂ حدِ تعددِ ازواج نازل ہوا تو اُس وقت کئی اصحاب کے پاس چار سے زیادہ عورتین موجود تھین۔ چنانچہ کتبِ احادیث و تفاسیر و سیر سے یہہ امر ثابت ہے پس حضرت نے بھی موافق رسم و رواجِ عرب بلکہ مطابق سنتِ انبیا چار سے زیادہ شادیان کین۔

پھر اس بارہ مین مخاطب کا ہمارے حضرت کی نسبت بیہودہ گوئی کرنا عینِ عداوت ہے کہ نہین۔ یہہ مخاطب آنحضرت کی نسبت ایسی بے ادبیان کیا کرتا ہے یہودیون نے حضرتِ عیسی کی نسبت اِس سے زیادہ بے ادبیان کی ہین۔ کیا ایسی بے ادبیون اور بیہودہ گوئیون سے کہین کسی پیغمبر کی حقیت جاسکتی ہے اور کہین خاک ڈالے سے آفتاب چھپ سکتا ہے ہرگز نہین۔ ارسلہ بالہدی و دین الحق و لوکرہ المشرکون۔

قولہ ص ۲۵ طعن اول جو تعدادِ قرآن یعنے شریعتِ اسلام نے

ازواج کی مقرر کی حضرت نے اُس سے تجاوز فرمایا۔ کوئی مسلمان ایک ساتھ چار سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا حضرت نے چار چند پر بھی اکتفا نہ کی انتہی ملخصاً۔

اقول جو تعداد قرآن مین خدائے تعالی نے ازواج کی مقرر کی ہے وہ خاص حضرت کی امت کے لئے ہے اور حضرت اس مین شریک نہین۔ بلکہ آنحضرت نے جو موافق رسم و رواج عرب و نیز مطابق وحی و الہام چار سے زیادہ عورتین کین خدائے تعالی نے اسکو جائز رکھا۔ بلکہ چار سے زیادہ ازواج کرنے کا خود خدا نے قرآن مین حکم فرمایا ہے۔ پس چار سے زیادہ نکاح کرنا حضرت کے خصائص سے ہوا۔ اس کا ثبوت کئی وجوہ سے دیا جاتا ہے۔

اول یہ کہ بوقت نکاح زینب بنت جحش جو آیہ شریفہ نازل ہوا یعنے "فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا" جب زید زینب سے اپنی حاجت پوری کرچکا یعنے طلاق دیچکا تو ہمنے زینب سے تیرا نکاح کردیا۔

اُس وقت حضرت کے پاس باتفاق مورخین و محدثین چار منکوحہ بی بیان موجود تھین۔ سودہ۔ عائشہ۔ حفصہ۔ ام سلمہ۔ پس باوجود ان چار ازواج کے خدا تعالی نے بذریعہ آیہ مذکورہ حضرت زینب سے نکاح کرنیکی اجازت آنحضرت کو دی اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آیہ حد تعدد نکاح یعنے فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع الآیہ نکاح کرو جو تمھین اچھی معلوم ہون عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار وہ خاص حضرت کی امت کے لئے تھا جس مین آنحضرت شریک نہین۔ اور آپ کے لئے چار عورتون سے زیادہ نکاح کرنے کو خدائے تعالی نے جائز کردیا۔ اس امر مین کسی عاقل کو شبہہ نہین ہوسکتا

ہوسکتا۔

دوسری یہہ کہ آیہ "فانکحوا ماطاب لکم" کے خطاب مین حضرت کا شامل نہونا اور فقط آپکی امت پر اِس حکم کا نازل ہونا دوسری آیت سے بھی ثابت ہی اور جس آیت کو کہ آیندہ مخاطب اپنے فائدہ کے لئے پیش کریگا وہی اسکی مضر اور ہمارے قول کی مفید ہی سورۂ احزاب رکوع ۶ مین خدائے تعالی نے فرمایا ہی "خالصۃً لک من دون المومنین قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم الایہ" یعنے اگر کوئی عورت تجھے اپنا نفس ہبہ کردے) تو فقط تجھی کو یہہ امر جائز ہی بغیر مومنین کے۔ جو کچھ ہمنے مومنین پر فرض کیا ہی اُن کے ازواج کے مقدمہ مین وہ ہم جانتے ہین۔ یعنے وہ چار سے زیادہ نکاح نکرین اور بغیر مہر کے نکاح نکرین۔ اور اِس آیتہ مین باعتراف مخاطب جو آیندہ نقل کیا جائیگا آیۂ سابقہ کی طرف اشارہ ہی جس مین چار عورتون سے نکاح کرنے کا جواز بیان کیا گیا ہی۔ پس جب خداوندِ عالم نے حضرت کے مقابلہ مین اور خاص حضرت پر جو حکم نازل کیا گیا ہی اُس کے خلاف مین مومنین پر حدِّ تعدّدِ ازواج نازل کر چکنے کا ذکر یہان کیا ہی اِس سے صاف ظاہر ہی کہ اس حدّ تعدّد مین حضرت شریک نہین ہی۔

تیسری یہہ کہ خود شانِ نزول سے صاف ظاہر ہی کہ آیتِ حدِّ تعددِ ازواج مین آنحضرت شریک نہین ہین بلکہ وہ ابتداءً خاص اُن لوگون کے باریمین نازل ہوئی ہی جو مالِ یتیم مین تصرف کرتے تھے دیکھو شانِ نزول اِس آیت اور اُس کے سابق کے آیات کا چنانچہ اِس آیت کے پہلے جو الفاظ نازل ہوئے ہین وہ بھی بندہ کی مدعا پر دلیل ہین۔ یعنے پہلے خداوندِ عالم نے فرمایا "ولا تبدلوا الخبیث

بالطیب " یعنے اچھے مالکو (یتیم کے) بُرے مال سے نہ بدلو " ولا تاکلوا اموالہم الی اموالکم " اور اُنکا مال اپنے مال کے ساتھ نہ کھاؤ " انہ کان حوبا کبیرا " یہہ گناہ عظیم ہی " وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم الآیہ " اور اگر تمھین خوف ہو کہ تم یتیمون مین عدل نکرسکوگے تو نکاح کرو اُن عورتون سے جو تمھین اچھی معلوم ہون دو دو اور تین تین اور چار چار (بشرطِ عدل) اِن آیات کے شانِ نزول مین لکھا ہی کہ لوگ یتیمون کا اچھا مال تصرف کر لیتے تھے اور اُس کے عوض مین برا مال رکھدیتے تھے پس یہ آیتین نازل ہوئین دیکھو تفسیر معالم التنزیل وغیرہ وغیرہ پس شانِ نزول اور الفاظِ آیات سے صاف ظاہر ہی کہ حدِ تعددِ ازواج کا حکم پہلے ایک خاص طور سے خاص لوگون پر نازل ہوا اور پھر اُس کا حکم آنحضرت کے ارشاد سے جو مطابقِ وحی تھا حضرت کی اُمت پر عام ہوگیا جس مین حضرت شریک نہین ہین —

چوتھے یہہ کہ خداوندِ عالم نے سورۂ احزاب مین فرمایا ہی کہ " لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج " یعنے اِن کے بعد اور کوئی عورت تجھے حلال نہین نہ اُن عورتون کو دوسری عورتون سے بدل سکتا ہی یعنے اُن مین سے کسی کو طلاق دیکر دوسری عورت کو نکاح نہین کرسکتا — اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر مین مختلف اقوال واقع ہوئے ہین بعض کہتے ہین کہ وہ منکوحہ نو عورتین جنھون نے بعد نزولِ آیۂ تخییر خدا و رسول کو اختیار کیا تھا حضرت پر حلال تھین اِن کے سوائے دوسری عورت سے نکاح کرنا یا اُن مین سے کسیکو طلاق دیکر دوسری کسی عورت کو تزویج کرنا اِس آیت سے حضرت پر ممنوع ہوگیا یہی قول اکثر

سفرین

مفسرین مثل ابن عباس اور قتادہ وغیرہما کا ہی دیکھو تفسیر حسینی و معالم التنزیل وغیرہ اور ظاہر آیت بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

اور بعض کہتے ہین کہ وہ سب عورتین جن کا ذکر آیات سابقہ یعنے یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللتی الخ مین درج ہی حضرت پر حلال ہین یعنے آپ اُن اقسام سے تزویج کر سکتے ہین اور سوائے اُن اقسام کے تزویج نہین کر سکتے۔ اور بعض اور کچھہ کہتے ہین۔ لاکن باہتِ حالِ یہہ بات اِس آیۂ شریفہ سے صاف ظاہر ہی کہ چار ازواج سے جو آپ نے زیادہ عورتین کی تھین اسکو خداوند عالم نے جائز رکھا اور یہہ جائز رکھنا اور کسیطرح کا اُس پر انکار نکرنا صاف دلالت کرتا ہی اِس امر پر کہ حضرت کا زیادہ چار عورتون سے نکاح کرنا موافق وحی خداوند عالم اور مطابق اُسکی مرضی کے تھا۔ چونکہ یہان مخاطب نے عوام کو فریب دینے کے لئے ایک جھوٹا اعتراض حضرت پر کیا ہی لہذا پھر بندہ اس مقدمہ کو توضیحاً عرض کرتا ہی اور اُس کی تعریض کو تفصیلاً رد کرتا ہی سمجھنا چاہیئے کہ مخاطب نے جو چار سے زیادہ ازواج کے بارے مین آنحضرت پر تعریض کی ہی وہ تین حال سے خالی نہین۔ اول یہہ کہ یہہ الزام محض کثرتِ ازواج کی برائی کی بنا پر ہی۔

دوسرے یہہ کہ یہہ الزام مخالفتِ قرآن کی بنا پر ہی۔ تیسرے یہہ کہ اِس بنا پر یہہ تعریض ہی کہ عام مسلمانون کے حکم مین حضرت کیون نہین شریک ہوئے اور کیون آپ کے لئے ایک خاص حکم مقرر کیا گیا۔ اب ہر ایک کا جواب تفصیل دیا جاتا ہی صاحبانِ فہم و انصاف بغور و تامل ملاحظہ فرمائین۔

اگر یہہ الزام محض تعددِ ازواج کی برائی کی بنا پر ہی تو کئی وجوہ سے باطل ہی

اول یہہ کہ تعدّدِ ازواج اہلِ مشرق کے لئے یعنے اہل عرب وعجم وترک وہند وغیرہ کے واسطے کئی فطرتی اسباب سے بہت ضروری ہی جن کا ثبوت کئی محققینِ علماے نصاری کے قول سے سابق مین دیا گیا ہی۔

دوسرے یہہ کہ تعدّدِ ازواج یا کثرتِ ازواج کی رسم کچھہ حضرت نے ایجاد نہین کی ہی بلکہ یہہ وہ رسم ہی جو ممالک عرب وعجم وغیرہ مین آنحضرت سے کئی سو بلکہ کئی ہزار برس پہلے سے جاری تھی۔ چنانچہ ڈاکٹر لیبان کہتے ہین وہ کہ البتہ قرآن نے تعدّدِ ازواج کو قبول کرلیا ہی لیکن یہہ وہ رسم ہی جو قبل از اسلام کل مشرقی اقوام مین موجود تھی اور قرآن کا اسے جائز رکھنا کوئی جدید فائدہ کی بات نہ تھی دیکھو ترجمہ تمدّنِ عرب صفحہ ۱۲۳ اور پھر ڈاکٹر لیبان کہتے ہین کہ وہ اپنے دعوئی کا ثبوت پیش کرنے سے پہلے ہمین یہہ کہنا ضرور ہی کہ تعدّدِ ازواج کی رسم اسلام سے بالکل علیحدہ ہی کیونکہ یہہ قبل آنحضرت کے کل اقوامِ مشرقی یہود ایرانی عربون وغیرہ مین موجود تھی اور جن اقوام نے مذہبِ اسلام کو قبول کرلیا انھین خاص اس معاملہ مین کوئی فائدہ نہین ہوا" دیکھو ترجمہ تمدنِ عرب صفحہ ۳۶۵ اور جان ڈیون پورٹ صاحب کہتے ہین کہ وہ آنحضرت نے بی بی خدیجہ کے بعد گیارا یا بارہ نکاح کئے اس سبب سے بعض مخالف مورخ آپکا اعتراض کرتے ہین اور آپ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہین۔ معاذ اللہ مگر علاوہ اس بات کے کہ اہلِ عرب اور مشرقی لوگ آنحضرت کے وقتمین ایک سے زیادہ نکاح کیا کرتے تھے اور انکا یہہ فعل قبیح نہ خیال کیا جاتا تھا یہہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک آنحضرت ایک ہی بی بی پر

پر قانع رہے" تائید المحمد والقران ص۲۳ ۔

اور پھر کہتے ہین کہ "وہ جو عیسائی الزام لگاتے ہین کہ آنحضرت شہوت پرست تھے یہہ انکا الزام باطل ہی کیونکہ جب آنحضرت نے ظہور کیا تو اُس زمانے مین اہلِ عرب مین بے انتہا نکاحون کا رواج تھا پس یہہ امر ظاہر ابیہودہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو شہوت پرست ہو وہ بدکاری اور بدرویگی کو خود معدوم کردے" تائید المحمد والقران ص۱۱۱ ۔

اور پھر کہتے ہین کہ "بمقابلہ حضرتِ داؤد کے جو نبی اور پادشاہ تھے اور جنکی تعریف مین انجیل مین لکھا ہی کہ وہ ایسے آدمی تھے جو خدا کا سا دل رکھتے تھے ۔ سال کی دوسری دخترِ فشال حضرتِ داؤد کی پہلی زوجہ تھی اس زوجہ کو اُسکے باپ نے آپ کی جلاوطنی کے زمانہ مین آپ سے لے لیا اور بعد ازان آپ نے برابر کتنے ہی نکاح کئے مگر باایں اپنی زوجہ کا دعوی کئے گئے ۔ حضرتِ داؤد نے ایک غیر مختون پادشاہ کی بیٹی سے بلا تکلف نکاح کرلیا اور اگرچہ آپ کے ہان اکثر بی بیون سے اولاد تھی لیکن پھر بھی اورشلیم مین حرمین کین اور آخر کار یاتشبا کے مقدمہ مین آپ نے حرام اور خونِ ناحق کیا" پھر تھوڑی عبارت کے بعد کہتے ہین کہ "وہ یقینی وہ عیسائی جو آنحضرت پر عیاشی کا اعتراض کرتے ہین اُنھین اِس انگریزی مثل کا ضرور ہی خیال رکھنا چاہیئے وہ جو لوگ شیشہ محل مین رہتے ہین اُنھین پتھر پھینکنے مین پیش قدمی نکرنی چاہیئے" انتہی ملخصاً ۔ تائید المحمد والقرآن ص۱۱۲

تیسرے یہہ کہ تعددِ ازواج یا کثرتِ ازواج کی وہ رسم ہی جس کے عامل انبیائے عظام تھے چنانچہ حضرتِ ابراہیم نے تین عورتین کین جن کا نام سارا ہاجرہ قطورہ

تھا دیکھو توریت کی کتاب پیدائش باب ۱۶ آیت ۳ اور باب ۲۵ آیت ۱ ۔ اور حضرت یعقوب کی چار عورتین یعنے دو منکوحہ بی بیان اور دو حرمین تھین جن کا نام راخیل لیا بلہا زلفا تھا دیکھو کتاب پیدائش کا باب ۲۹ و ۳۰ اور حضرت جدعون کی بہت سی بی بیان تھین جن کی تعداد نہین چنانچہ قاضیون کی کتاب کے باب ۸ آیت ۳۰ مین لکھا ہے "اور جدعون کے ستر بیٹے تھے جو اُس کے صلب سے پیدا ہوے کیونکہ اُس کی جورو ین بہت سی تھین"

اور جدعون کا نبی ہونا اُسی کتاب کے باب ۶ و ۷ سے ظاہر ہے اور حضرت داؤد نے سو عورتین کی تھین جنکا ذکر سموئیل کی دوسری کتاب کے ابواب ۳ و ۵ و ۱۱ و ۱۵ وغیرہ مین ہے ۔ اور حضرت سلیمان کی سات سو بی بیان اور تین سو حرمین تھین دیکھو سلاطین کی پہلی کتاب کے باب ۱۱ آیت ۳ ۔ پس جب ان انبیا نے اس کثرت کے ساتھ عورتین کی ہین تو معلوم ہوا کہ یہہ فعل جایز بلکہ مستحسن تھا پھر کیونکر ہمارے پیغمبر پر اس امر مین کوئی طعن ہو سکتا ہے ۔

اور اگر یہہ اعتراض مخالفت قرآن کی بنا پر ہے تو کئی وجوہ سے باطل ہے ۔ اول یہہ کہ خود قرآن نے حضرت کو چار سے زیادہ عورتون کو نکاح کرنے کے لئے اجازت دی ہے جس کا ثبوت چار محکم وجوہ سے گزر چکا ہے ۔

دوسرے یہہ کہ دو حال سے خالی نہین ۔ یا قرآن کو تم منزل من اللہ جانتے ہو یا نہین ۔ صورت اول مین ضرور ہوگا کہ تم آنحضرت کو پیغمبر برحق اور خاتم المرسلین اور مطیع خدا اور معصوم سمجھو کیونکہ قران مین یہہ سب امور بیان کئے گئے ہین جن مین سے بعض امور ہم نے سابق مین نقل کئے ہین اور جب پیغمبر اور معصوم سمجھے

تو پھر مخالفتِ قرآن کی بحث مہمل اور دیوانگی کی علامت ہی۔ اور درصورتِ ثانی مخالفت وعدمِ مخالفت قرآن کی بحث سے کوئی فائدہ اور حاصل نہین۔ بلکہ اصل قرآن پر بحث کرنی چاہیئے کہ آیا قرآن کلامِ خدا ہی یا نہین۔

اور اگر یہہ اعتراض اس بنا پر ہی کہ حضرت عام مسلمانون کے حکم مین کیون نہین شامل ہوے اور خدا نے کیون آپ کو عام مسلمانون سے علیحدہ حکم دیا اور اس علیحدہ حکم سے اور عام مسلمانون کے حکم مین حضرت کے شامل نہونے سے یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ نہ آپ پیغمبر تھے اور نہ قرآن کلامِ خدا تو کئی وجوہ سے مدفوع ہی **اول** یہہ کہ درصورتِ کثرتِ ازواج حضرت کے عدل کا وثوق تھا بخلاف عام مسلمانون کے جیسے محقق اول نے شرایع اسلام کی کتاب النکاح باب خصائص النبی مین فرمایا ہی "ربما کان الوجہ الوثوق بعدلہ بینہن دون غیرہ" اسیطرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کہتے ہین کہ "ہر ایک پر یہہ ظن ہوسکتا تھا کہ کثرتِ ازواج کی حالتمین وہ عدل نکر سکیگا۔ اور آنحضرت چونکہ برے گمانون سے پاک تھے اور بے اعتدالی کے خوف سے مطمئن تھے لہذا آپ کے لئے وہ تحدید ضروری نہ تھی اسلئے آپکو چار سے زیادہ بی بیون کی رخصت خدا نے دی"

دوسرے یہہ کہ حضرت کے لیے اطمینان تھا کہ باوجودِ کثرتِ ازواج آپ اپنے فرضِ منصبی کے ادا کرنے مین اور ہدایت وغیرہ اہم امور کے بجا لانے مین تقصیر نہوگی اور کثرتِ ازواج آنحضرت کو ان مقاصدِ دینی اور کارہاے ضروری سے نہ روکے گی لہذا حضرت کے لئے زیادہ بیویان جائز رکھی گئین بخلاف عام لوگون کے کہ انکی نسبت یہہ گمان تھا کہ اگر چار سے زیادہ عورتین ان کے

لئے جائز رکھی جائین تو وہ اپنے دوسرے اہم مقاصد کے بجالانے سے باز رہین گے اور کثرتِ ازواج اُن کے امورِ دینی و دنیوی مین خلل انداز ہوگی اِس لئے اُن کے واسطے چار سے زیادہ منکوحہ عورتون کا حکم نہوا۔

تیسرے یہہ کہ معلوم ہی کہ مرتبۂ پیغمبر کا سبب اُس کی شفقت اور ہدایت اور تعلیم راہِ نیک کے عوام النّاس سے بمدارج بہتر اور افضل ہی پس اگر خداوندِ عالم برعایتِ مراتبِ پیغمبر و بمصالحِ چند چند امورین عوام النّاس سے پیغمبر کو ممتاز کرے اور چند خصایص اِس کے لئے مقرر فرمائے تو ہرگز عقلا و منصفین کے نزدیک معیوب اور قبیح نہوگا۔ مثلاً اگر کوئی بادشاہِ عادل اپنی رعایہین سے کسی ایک شخص کو بسبب اُسکی حسنِ خدمت اور حقِ اطاعت اور فرطِ مشقّت وغیرہ کے چند نعمتون سے ممتاز فرمائے اور چند خصایص امور اُسکے لئے ایسے مقرر کرے کہ دوسرون کے واسطے وہ امور نہون علی الخصوص اِس صورت مین کہ اُن خصایص مین کئی مصلحتین ہون تو کوئی عاقل اُس بادشاہِ عادل پر کسیطرح کا اعتراض نہین کرسکتا اور ایسے امور دنیا مین جاری اور ساری ہین پھر اگر خداوندِ عالم بھی کسی ایک اپنے پیارے بندے کو چند خاص نعمتون سے سرفراز فرمائے اور عوام سے اسکو چند اُمور مین مختص اور ممتاز کرے تو کوئی ذیعقل دیندار اِس فعلِ خدا پر ہرگز کوئی تعرّض نہین کرسکتا۔ بشرطیکہ اُن خصایص مین کوئی قباحتِ عقلی نہو۔ اگر کوئی کہے کہ یہہ تینون وجہین اس شخص کے لئے تسکین بخش ہین جو آنحضرت کو پیغمبرِ برحق مانتا ہے اور جو شخص آپ کا مخالف ہی وہ اِن وجہون کو تسلیم نہین کریگا۔

اِس کا جواب یہہ ہی کہ ہمنے فرض کیا کہ آنحضرت کے مخالفین اِن وجہون کو

نامین مگر ہم کہتے ہین کہ ان وجہون کو نہ ماننے سے حضرت کی نبوت مین کوئی نقصان نہین ہوتا اور نہ کوئی چند خصایص کے وجود سے حضرت کی نبوت کے بطلان پر استدلال کرسکتا ہی۔ دو وجہون سے **اول** یہہ کہ ظاہر ہی کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے اور وہ چند احکام مین عوام کا شریک نہو۔ بلکہ چند خاص امور کا عامل ہو۔ مگر وہ امور ایسے ہون جن مین کوئی قباحت عقلی وعرفی مثل زنا و کذب و ظلم و قتل نفوس وغیرہ کے نہو تو فقط ان خصایص سے کوئی عاقل و منصف آدمی اُس مدعی نبوت کی عدم حقیت پر استدلال نہین کرسکتا اور انھین چند خاص فعلون سے جن مین کسیکا نقصان اور کوئی قباحت نہین ہی اُسکی نبوت کی بطلان پر دلیل نہین لاسکتا کیونکہ مخالف کے نزدیک بھی محتمل ہوسکتا ہی کہ یہہ خصایص وجوہ مذکورہ کے سبب سے ہون اور انمین کئی مصلحتین ہون اور ہم نے احتمال کی لفظ کہی ہی تسلیم یا عدم تسلیم کو نہین کہا ہی اور احتمال بیشک ممکن ہی پس جب کوئی احتمال استدلال کے خلاف پیدا ہوا تو استدلال باطل ہوا۔

دوسرے یہہ کہ فن مناظرہ اور ہدایت عقل سے ہویدا ہی کہ اپنے خصم پر کسی امر کے اثبات مین اُس کے مسلمات سے استدلال کرنا چاہیے تا قابل قبول عقلا ہو اور مانحن فیہ مین ہمارا مسلم یہہ امر ہی کہ کثرت ازواج زاید علی الاربعہ جو حضرت کے خصایص سے ہی وجوہ مذکورہ پر مبنی ہی جسمین کسیطرح کا ہرج نہین۔ پھر اس امر سے جس مین بوجوہ مسلمہ کوئی قباحت اور ہرج نہین ہی آنحضرت کی نبوت کے بطلان پر ہرگز استدلال نہین ہوسکتا اور اس کثرت ازواج مین کئی عمدہ مصلحتین موجود ہین جن کا ذکر آیندہ ہوگا۔

اور اگر کوئی بسبب عدم وقفیت فن مناظرہ و بی فہمی کے چند خصایص نبوی کو (معاذ اللہ) شہوت پرستی پر دال سمجھکر آنحضرت کی نبوت کے بطلان پر استدلال کرے

توعقلا کے نزدیک بسبب اسکے کہ وہ مسلمات خصم سے نہین ہی بلکہ مدعی کے نزدیک بھی احتمال صحیح موجود ہی۔ دلیل اُسکی ناتمام ہوگی ۔ فافہم ولاتکن من الغافلین

قولہ ص ۲۵ طعن دوم کوئی مسلمان بے مہر نکاح نہین کرسکتا حضرت نے بے مہر نکاح کیا اور اسکو ہبہ بنفس کہتے ہین جو مسلمانون کے لئے حرام ہے ۔ اس ہبۂ نفس کا حکم حضرت کی ذات سے مخصوص ہے چنانچہ قرآن مین وارد ہوا ہی الی آخرہ ۔

اقول ۔ جب قرآنمین یہہ امر حضرت کے خصایص سے قرار دیا گیا ہی تو پھر تمہارا یا اور کسی کا کیا اجارہ ہی ۔ اور خصایص کی توجیہہ ابھی مذکور ہوچکی ۔

قولہ ص ۲۶ طعن چہارم ہر مسلمان مطلقہ عورت کو اختیار ہی کہ دوسرے شوہر سے ملے حضرت نے اپنی عورات سے یہہ استحقاق چھین لیا ۔ باوجود اس کے کہ اپنے اوپر معمولی مساوات بھی فرض نرکھی ادہر تو فرمایا وَ ازواجہٗ امہاتہم سورۂ احزاب رکوع ۔ جو رو ین اُسکی مسلمانون کی مامین ہین ۔ اور اُدہر یہہ لکہدیا کہ تمکو نہین پہنچتا کہ نکاح کرو اُسکی عورتون کو اُسکے پیچھے البتہ یہہ بڑا گناہ ہی اخراب ع ۔ پس دو جھوٹی اور خلاف غیرت جسکو خدا روا نہین رکھ سکتا محمد صاحب اپنے لئے روا رکھی ۔ اور مسلمانون کو یہہ امر بہت شاق تھا وہ دیکھتے تھے کہ محمد صاحب

ہماری عورتین لے لیتے ہین اور اپنی عورتون کو ہماری مان بنا کر ہم پر حرام کر دیتے
ہین چنانچہ حیات القلوب مین ہی کہ یہہ سنکر کہ محمد صاحب کی جورو مین مسلمانون کی
مائین ہین وہ طلحہ بغضب آمد و گفت محمد زنانِ خود را بر ما حرام میگرداند و خود زنانِ
ما را تزویج مینماید اگر خدا محمد را بمیراند ہر آینہ ما میکنیم بزنانِ او آنچہ او بازنانِ
ما میکرد" اور طلحہ وغیرہ کی بابت اِس قسم کی روایت کا حوالہ اِس آیت کی
شانِ نزول مین اکثر تفاسیر مین آیا ہی دیکھو حسینی احزاب ع۷ اور نیز روضۃ الاحباب
ص۶۱۴ انتہی ملخصاً -

اقول یہہ امر عقلاً پر ظاہر اور مبرہن ہی کہ پیغمبر کا مرتبہ بہ نسبت اُسکی اُمت کے
بہت بڑا ہوتا ہی اور احسانات اور حقوق نبی کے عوام پر بے انتہا ہوتے ہین -
علی الخصوص ہمارے پیغمبر کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ آن
حضرت نے ہماری ہدایت کے لئے بہت سخت مشقتین اُٹھائی ہین اور احسانات
عظیم ہم پر کئے ہین اول تو ملکِ عرب مین نہ دینِ حق مروج تھا نہ دنیوی معاشرت کے
حسن و قبح سے اہلِ عرب واقف - بت پرستی شراب خواری زناکاری قتل
ناحق ظلم و فساد وغیرہ امورِ قبیحہ گویا انکی خمیر مین داخل تھے - حضرت نے اُنکو راہِ راست
دکھائی اپنے اوپر بے انتہا مصیبتین اُٹھا کر دینِ حق کو جاری کیا بت پرستی توقوف
کی خدائے واحدِ حقیقی کی عبادت کی طرف لوگونکو ہدایت فرمائی کل امورِ قبیحہ کا
استیصال کیا معاشرت اور تمدن کے عمدہ عمدہ طریقے دکھلائے گویا تمام
دنیا حیوانات مطلقہ سے مملو تھی حضرت نے سبکو آدمی بنایا یا یون کہیئے کہ تمام
آدمی دنیا مین گویا مرے ہوئے تھے حضرت نے اپنی جان پر کھیل کر سبکو حیات جاوید

عطا فرمائی پس بلحاظ اُن امور کے تمام اُمت پر حقوق عظیمہ آن حضرت کے ہین جو کسی طرح اُن سے ادا نہین ہو سکتے ۔ ایک اُستاد جو کوئی علم اپنے شاگرد کو پڑہا دیتا ہے تو اُس کی رعایت اُس کا ادب مثل باپ کے شاگرد پر لازم ہو جاتا ہے حضرت نے تو سب گمراہون کو راہِ حق کی طرف ہدایت فرمائی دوزخ سے بچا دیا گویا سب کو زندگی جاوید عطا کی جانورونکو آدمی بنا دیا اس سے ثابت ہے کہ باپ سے ہزار درجہ بڑھکر آپ کے حقوق تمام اُمت پر ہین ۔ پس اگر آپ کی اُمت ایک دو امرون مین آپ کی رعایت کرے تو کسی طرح الزام کا مقام نہین ہے ۔ اب تو بذریعۂ قرآن چند امور کی رعایت آنحضرت کی نسبت ہم پر فرض کی گئی ہے اگر قرآن مین یہہ امور نازل بھی نہوتے تو مقتضا ادب اور رعایتِ حقوق کا یہہ تھا کہ ہم اِن امور کے معمل ہوتے ع گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی ۔ بیشک آنحضرت ہمارے نفوس سے اولی بتصرف اور ہمارے مختار ہین اور بیشک حضرت کی ازواج ہماری مائین ہین اور جو مومنین کاملین حضرت کے زمانہ مین تھے بمجرد اِن آیات کے نازل ہونے کے بہ طیبِ خاطر اُن کے احکام کو قبول کر لیا اور اُس کے معمل رہے ہان اگر بعض وہ لوگ جو حضرت کے مرتبہ سے اُس وقت تک پوری طرح سے واقف نہ تھے نادانستگی سے کوئی کلمہ خلافِ ادب کہہ گئے تو اُن کی خطا اور جہالت ثابت ہوگی نہ یہہ کہ اِس رعایتِ ادب کی برائی ۔ باپ جو اپنے بیٹے کی حیاتِ فانی کا باعث ہوتا ہے اِس لئے بہت سے امور مین بیٹے کو رعایت باپ کی فرض ہے اور آنحضرت کہ تمام مسلمانون کی حیاتِ جاودانی کے باعث ہین اگر اِس سبب سے خداوند عالم آنحضرت کی رعایت فرما کر آپکی بی بیون کو تمام اُمت پر حرام کر دے تو عقل کے

کے نزدیک کوئی قباحت لازم نہین آتی اور نہ کسیطرح کا اعتراض ہوسکتا ہے۔
اور سوائے اس کے اس امر مین کسی طرح کا نقصان حضرت کی طرف سے مومنین
کا نہین ہوا۔ کیونکہ نکاح کرنے مین رضامندی عورتون کی ضروری ہے۔ کوئی مرد بغیر
اجازت اور رضامندی عورت کے اُس سے نکاح نہین کرسکتا۔ اور بذریعۂ
آیۂ تخییر حضرت کی عورتون کو اختیار دیدیا گیا تھا کہ چاہین وہ آخرت کو اختیار کرین
اور جس طرح رکھا جاے رہین۔ یا دنیا اختیار کرین۔ درصورتِ ثانی اُنھین طلاق
دیدی جائیگی پس جب خود اُن عورتون نے بطیب خاطر آخرت کو اختیار کیا اور
خدا اور رسول کے حکم کے مطیع و منقاد ہوگئین تو اُنھین یہہ مرتبہ ملا کہ وہ مومنین کی
مائین کہلائین اور سب پر حرام کردیگئین تو پس خود اُن عورتون کو منظور تھا کہ
تا دمِ زیست وہ حضرت کے نام مبارک سے منسوب رہین اور حضرت کی زوجیت
مین محشور ہون اِس سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ عورتین بنصِ قرآن تمام
مومنین پر حرام بھی نہ کیجاتین تب بھی وہ آنحضرت کے بعد کسی شخص سے نکاح
نکرتین۔ پھر حضرت پر اِس مین کسی طرح کی تعریض ہرگز نہین ہوسکتی۔

قولہ ص ۲۷ فصلِ پنجم اُمہات مومنین **اول** حالاتِ بی بی خدیجہ

اقول اِس فصل مین مخاطب نے لاحاصل محض طول دیا ہے جس کا خلاصہ
یہہ ہے کہ حضرتِ خدیجہ آنحضرت سے افضل تھین اور حضرت کو اُن کے نکاح سے
فائدہ ہوا مگر اُن کو حضرت سے کچھہ فائدہ نہین ہوا۔ اور اِس طولِ فضول مین جابجا
بیہودہ گوئیان اور بی ادبیان حضرت کی نسبت کی ہین۔ بندہ اُس کے بعض کلام
کو بخیال نقلِ کفر کفر نباشد بطور خلاصہ نقل کرتا ہے۔

قولہ صہ ۲۸ یہہ سودا گربچی بڑی مالدار شریف حسین اور عاقلہ تھی اِس کا بھائی ورقہ عیسائی ہوگیا تھا خدیجہ اُس سے رجوع کیا کرتی تھی (بخاری پارۂ اول بدروحی) اور اپنے بھائی کے دین کی معتقد تھی۔

اقول بخاری مین اسیقدر لکھا ہی کہ حضرتِ خدیجہ نے آنحضرت پر وحی نازل ہونیکا حال ورقہ سے جاکر کہا تھا اِس سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ خدیجہ ہمیشہ ورقہ سے رجوع کیا کرتی تھی اور ورقہ کے دین کی معتقد ہونے کا دعوی تو بالکل بے دلیل اور محض مخاطب کا جھوٹ ہی۔

قولہ صہ ۳۰ مالدار ایسی کہ حضرت کو اُس کے غلامون مین شمار ہونا باعثِ فخر ہے۔

اقول محض عداوت سے یہہ بے ادبی کا کلمہ مخاطب نے کہا ہی ورنہ اکثر برگزیدگان خدا اور انبیا و اولیا فقیر و محتاج ہین جن کی نسبت کوئی دیندار ایسا کلمہ نہین کہہ سکتا۔ خود عیسی کا حال دیکھو کہ ایسے محتاج تھے جنکو رہنے کے لئے مکان تک میسر نہ تھا خود وہ کہتے ہین "پر ابن آدم کے لئے جگہہ نہین جہان اپنا سر دھرے" متی کی انجیل باب ۸ آیت ۲۰ اور ہزارون آدمی کفار وغیرہ جو حضرت سے مرتبہ مین کم تھے تونگر اور مالدار تھے تو کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ عیسی کو اُن کے غلامون مین شمار ہونا باعثِ فخر تھا معاذ اللہ ہرگز نہین۔ اور خود خدیجہ باوجود اِس تمول کے آنحضرت کی کنیزون مین شریک ہونے کو اپنا فخر سمجھتی تھین چنانچہ حیات القلوب کی دوسری جلد صہ ۹۶ مین مرقوم ہی "خدیجہ گفت واللہ اے محمد کہ من خود را کنیز تو میدانم" حالانکہ یہہ اُسوقت کا ذکر ہی کہ ابھی تک خدیجہ سے حضرت کا نکاح

نہین ہوا تھا۔ اور حقیقت یہہ ہو کہ ایک خدیجہ کیا تمام دنیا کے مرد و زن حضرت کے غلام و کنیز کا مرتبہ رکھتے ہین۔

قولہ ص ۳۰ دین ایسا کہ حضرت سے کہے وجدک ضالاً فہدی۔

اقول کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مخاطب کیا کہہ رہا ہے۔ اور نہین معلوم کہ کس شراب کی نشہ مین بہکی باتین کر رہا ہے منصفو تمھین بتا دو کہ اس آیۂ شریفہ کو خدیجہ سے کیا نسبت ہے یہہ تو خداوند عالم نے حضرت سے خطاب کر کے فرمایا ہے یہان خدیجہ کہان سے آگئین۔

اور اس آیت مین ضال کے معنی گمراہ فی الدین کے نہین ہین دیکھو حیات القلوب ص ۱۰۵ بندہ اس کی بعض عبارت کو نقل کرتا ہے وے وجہ اول آنکہ ترا گم شدہ یافت کہ از جذبِ خود گم شدہ بودی در دہاے مکہ یا از حلیمہ دایہ خود گم شدہ بودی پس ہدایت کرد عبد المطلب را بسوی تو۔ وجہ دوم از حضرت امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام رضا منقول است کہ گم بودی در میان گروہی کہ ترا نمی شناختند و بزرگی ترا نمی دانستند پس ہدایت کرد ایشان را تا ترا شناختند۔ انتہی ملخصاً۔

قولہ ص ۳۰ مگر ہان ایک نقص بتایا جاتا ہے کہ وہ سن مین بہت بڑی تھین۔

ہم دیکھتے ہین کہ جس عورت کے خواستگار صنادید قریش ہون اور جو اتنی صفات سے متصف ہو تو سن مین بڑا ہونا جس کا خیال رئیسان قریش بھی نہ کرتے تھے اگر محمد صاحب سے گداے بینوا نے نکیا تو کیا ہوا۔

اقول مژدہ انجیلی مسیح بھی گداے بینوا تھے جنکو رہنے کے لئے ایک جھوپڑا بھی میسر نہ تھا۔ پھر آنحضرت پر اس امر کا طعن بیجا ہے۔

قول گرڈاکٹر لیٹنر ایک یوروپی حامیِ اسلام بی بی خدیجہ کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ عرب کی چہل سالہ عورت یورپ کی پنجاہ سالہ عورت کے برابر خیال کیجاتی ہے۔ یہہ کوئی کلیہ نہین رنج وغم تنگیِ معاش عین شباب مین بڑھاپے کو بلا لیتے ہین۔ اور عیش وآرام فارغ البالی بڈھون کو جوان بنائے رکھتے ہین۔ خدیجہ نے چین سے زندگی کاٹی تھی سب طرح کی نعمتین میسر تھین عمر کی برسون نے اُس کے قوا پر کوئی اثر نہ پیدا کیا تھا اور اُس کے حسن مین کوئی تغیر نہ آیا تھا۔

اقول محض دعوی بے دلیل ہے۔ اور ڈاکٹر لیٹنر صاحب کا قول کہ "وہ عرب کی چہل سالہ عورت یورپ کی پنجاہ سالہ عورت کے برابر خیال کیجاتی ہے" بہت درست ہے یورپ کی پنجاہ سالہ یا عرب کی چہل سالہ عورت ہرچند کیسی ہی حسین ہو اور بسبب عیش وآرام کے کبر سنی نے کوئی اثر اُس کے جسمانی قوا پر نکیا ہو مگر پھر بھی کمسن حسین کے برابر نہین ہوسکتی علی الخصوص ایسی سن رسیدہ عورت جس کے دو نکاح پہلے ہوچکے ہون اور اُس کی اولاد ہوچکی ہو وہ آنحضرت کا مقابلہ کہ یوسف سے بھی زیادہ حسین تھے اور کم عمر تھے نہین کرسکتی۔ اگرچہ اِس مقام پر طول دینے سے کچھ حاصل نہین۔ چون کہ وہ بی بی بڑی سعادتمند اور خوش انجام تھین حضرت سے اِن کا نکاح ہوگیا اور تادمِ مرگ آپ کی اطاعت اور وفاداری اور اعانت مین سرِ مو فرق نکیا۔ مگر مین یہہ بات ضرور کہونگا اور تاریخ سے اِس کا ثبوت دونگا کہ جس قدر حضرت کو اُن سے رغبت تھی۔ اس سے زیادہ خدیجہ کو حضرت سے رغبت تھی اُس کے کئی وجوہ تھے اوّل اُنھون نے حضرت کی نبوت کی بشارتین اور پیشین گوئیان سنی تھین۔ دوسرے اپنی آنکھون سے حضرت کے کئی معجزے دیکھے اور بہت سے معجزے لوگون

لوگون سے سنے تھے تیسرے حسن مین حضرت کا نظیر نہ تھا چوتھے بعض علما نے یہہ بھی بیان کیا تھا کہ جو حضرت سے نکاح کرے وہ بڑی خوش نصیب عورت ہو۔ ہر چند یہہ حالات تمام کتب معتبرۂ سیر و تاریخ مین موجود ہین۔ مگر بندہ ناظرین کی خاطر سے دو معتبر کتابون سے بطور اختصار کے یہہ حال بیان کریگا اور صاحبان فہم سے مستدعی انصاف فرمائی ہوگا کہ اصل واقعات سے بی بی خدیجہ پر آنحضرت کی فضیلت ثابت ہوتی ہو یا برعکس۔

حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۸۳ مین مذکور ہو جس کا خلاصہ یہہ ہو کہ قطب راوندی و ابن شہر آشوب و صاحب عدد نے روایت کی ہو کہ آنحضرت کے ساتھ خدیجہ کی شادی کا سبب یہہ ہوا کہ کسی ایک عید کے روز قریش کی عورتین مسجد الحرام مین جمع تھین ناگاہ ایک یہودی وہان سے گذرا اور کہا کہ عنقریب ایک پیغمبر تم مین مبعوث ہوگا تم مین جس سے ہو سکے سعی کرے کہ اُس کے نکاح مین داخل ہو۔ پس یہہ بات خدیجہ کے دل مین رہی ایک روز ابو طالب نے آنحضرت سے کہا کہ مین چاہتا ہون آپ کی شادی کرون مگر مال دنیا نہین ہو۔ خدیجہ ہماری قرابت مین ہو اور مال کثیر رکھتی ہو اور ہر سال لوگون کو تجارت کے لئے بھیجتی ہو اگر آپ کہئے تو کچھ مال خدیجہ سے لیتا ہون تا آپ تجارت کرین اور خدا منفعت عنایت فرمائے حضرت نے فرمایا بہت اچھا۔ پس ابو طالب خدیجہ کے پاس آئے اور کیفیت بیان کی خدیجہ بہت خوش ہوین اور اپنے ایک غلام سے جس کا نام میسرہ تھا کہا کہ تو اور جسقدر مال تیرے پاس ہو۔ محمد کا ہو انکی خدمت مین روانہ ہو اور کوئی کام ان کے خلاف مرضی نکرنا۔ پس آنحضرت میسرہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ دوسری روایت مین ہو کہ خزیمہ بن حکیم جو خدیجہ کا قرابت دار تھا وہ بھی حضرت کے ساتھ تھا اور اس سفر مین حضرت کا بڑا دوست ہوگیا۔ اثنائے راہ مین

دو اُونٹ خدیجہ کے بیچھ گئے جس سے میسرہ کو خیال ہوا کہ اب انکا بار زمین پر رہیگا
متحیرانہ حضرت سے حال عرض کیا۔ حضرت اونٹون کے پاس آئے اور اپنے دست
مبارک سے اُنھین مس کیا۔ فوراً وہ اُونٹ کھڑے ہو گئے اور سب اونٹون سے آگے
روانہ ہوے جب شہر شام کے قریب پہونچے۔ ایک راہب کے دیر کے نزدیک منزل
کی سب قافلہ متفرق ہو گیا۔ اور حضرت نے ایک درخت کے نیچے مقام فرمایا۔ وہ درخت
برسون سے خشک اور بوسیدہ پڑا تھا اُسیوقت سرسبز ہو گیا اور ڈالیان اور پتے
اور میوے اُسمین نکل آئے اور اُس درخت کے اطراف سبزہ زار ہو گیا جب راہب
نے یہہ حال دیکھا فوراً اپنے صومعہ سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ ہاتھہ مین ایک
کتاب تھی کبھی کتاب کو دیکھتا تھا اور کبھی حضرت کے جمال مبارک کا مشاہدہ کرتا تھا
اور کہتا تھا قسم ہے اُس خدا کی جس نے انجیل بھیجی ہے۔ یہہ وہی ہین۔ جب خزیمہ نے
یہہ سُنا تو ڈرا کہ مبادا کچھہ حضرت کو ضرر پہونچاے اپنی تلوار کھینچ لی اور پکارا کہ یا آل غالب
یہہ سنتے ہی سب اہل قافلہ جمع ہو گئے۔ راہب اپنے صومعہ مین بھاگ گیا اور دروازہ
بند کر کے چھت پر آیا اور کہا کہ تم لوگ کیون جمع ہو گئے ہو مین قسم کھاتا ہون خدا کی کہ
کوئی قافلہ آج تک تم سے محبوب تر نہین آیا۔ اور اِس کتاب مین جو میرے ہاتھہ مین
ہے لکھا ہے کہ یہہ جوان جو درخت کے نیچے بیٹھا ہے پیغمبر خدا ہے۔ جو اُس کی اطاعت کریگا
نجات پائیگا اور جو مخالفت کریگا گمراہ ہو گا۔ پھر خزیمہ سے راہب نے کہا کہ اے شخص
یہہ جوان پیغمبر آخر الزمان ہے۔ اور مینے اِس کتاب مین پڑھا ہے کہ وہ شہرون پر غالب
ہو گا اور بندون پر نصرت پائے گا اور اُس کے دشمن بہت ہین جن مین اکثر یہودی
ہین۔ پس جب شام کو پہنچے اِس تجارت مین بہت سا فائدہ ہوا پھر واپس ہوے

اور مکہ کے قریب پہونچے اُسوقت میسرہ نے عرض کی کہ یا حضرت اِس سفر مین مَین نے آپ سے بہت سے معجزے دیکھے ہین اور جس درخت یا پتھر کے قریب سے ہم گزرتے تھے وہ آپ پر سلام کرتا تھا اور کہتا تھا۔ السّلامُ علیک یا رسول اللہ۔ اور جو فائدہ اِس سفر مین ہمین ہوا چالیس برس کی مدت مین بھی نہوا تھا پس میری مصلحت یہہ ہی کہ آپ آگے تشریف لیجا کر بی بی خدیجہ کو اِس تجارت کے فائدون سے خوشخبری دیجئے۔ حضرت نے سبقت کی اور خدیجہ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے اُسوقت خدیجہ چند عورتون کے ساتھ ایک دریچہ مین جو سرِ راہ تھا بیٹھی تھین ناگاہ اُن کی نظر ایک سوار پر پڑی کہ دور سے چلا آتا ہی اور اُس کے سر پر ابر سایہ ڈالے ہوے چلا ہی اور دو فرشتے دونون طرف تلوارین کھینچے ہوئے ساتھ ہین اور ایک قبہ یاقوت کا ابر کے اطراف ہوا پر آرہا ہی خدیجہ اِس احوال کے مشاہدے سے متحیّر ہوگئین اور کہا کہ خداوندا ایسا کر کہ یہہ تیرا مقرب میرے گھر آئے۔ جب حضرت نزدیک پہنچے خدیجہ نے پہچان لیا کہ حضرت ہین پا برہنہ آپ کی طرف دوڑین اور پاے مبارک پر بوسہ دیا آپ نے اُنھین خوشخبری سنائی خدیجہ نے پوچھا کہ میسرہ کہون آپ کے ہمراہ نہین ہی آپ نے فرمایا کہ پیچھے آرہا ہی خدیجہ نے عرض کی کہ اے سیّد حرم و بطحا آپ پھر جائیے اور میسرہ کو ہمراہ لیتے آئیے۔ مطلب خدیجہ کا اِس سے یہہ تھا کہ وہ عجائب چیزین جو پہلے حضرت کے ساتھ دیکھی تھین پھر دیکھے۔ پس جب حضرت پھرے ابر بھی پلٹا اور پھر حضرت کے ساتھ اُسنے مراجعت کی۔ خدیجہ کا یقین حضرت کی جلالت پر زیادہ ہوگیا۔ جب میسرہ داخل ہوا عرض کی کہ اے خاتون اِس سفر مین اسقدر نادر امور حضرت سے مین نے دیکھے ہین جنکو مین بیان نہین کرسکتا۔ جب تھوڑا کھانا پینے

حاضر کیا اور حضرت نے اُس پر ہاتھ رکھا بہت سے گروہ اُس سے سیر ہو گئے اور وہ کم نہوا۔ اور جب ہوا گرم ہوتی تھی دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے اور ہر درخت اور پتھر آپ پر سلام کرتا تھا اور رہبان وغیرہ کا قصہ بھی بیان کیا۔ خدیجہ نے اپنے مزید اطمینان کے لئے ایک طبق کھجورین منگوائین اور ایک جماعت کو آپ کے ساتھ کھانیمین شریک کیا سب سیر ہو گئے مگر ایک کھجور بھی کم نہوئی۔ حضرت خدیجہ نے عوض مین اِس بشارت کے میسرہ اور اُس کی اولاد کو آزاد کر دیا اور ہزار درہم اُسے عطا کئے۔ اور حضرت سے عرض کی کہ اب آپ جاکر اپنے چچا کو بُلائیے تا آپ کے لئے مجھے میرے چچا سے خواستگاری کرین۔ اور اپنے چچا کے پاس بھی یہہ بات کہلا بھیجی کہ محمد سے میری شادی کر دیجئے۔ اور اشہر یہہ ہے کہ خویلد خدیجہ کا باپ اُسوقت مرچکا تھا" انتہی ملخصاً۔

اور اُسی کتاب کے صـ ۸۵ مین لکھا ہے کہ "جب خدیجہ کی شادی حضرت سے ہو چکی تو ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن غنم تھا چند شعر کہے جن کا مضمون یہہ ہے کہ ای خدیجہ تمھین مبارک ہو کہ تم سید اولین و آخرین کی زوجہ ہوئی ہو۔ تمام جہان مین کوئی محمد کا مثل نہین ہے۔ محمد وہ ہین کہ موسی اور عیسی نے آپ کی نبوت کی بشارت دی ہے اور کتب آسمانی پڑھنے والون نے معین کر لیا ہے کہ آپ ہی رسول بطحا اور ہادی اہل عرض وسما ہین" انتہی ملخصاً۔

اور نیز ورقہ نے جو باختلاف روایت خدیجہ کا چچا یا چچازاد بھائی تھا اور دوسرے علما نے خدیجہ کو خبر دی تھی کہ آنحضرت پیغمبر ہونیوالے ہین اور تم اُن کی زوجہ ہوگی جن کی تفصیل مین تطویل ہے۔ اور مثل اُن روایتون کے کتاب مدارج النبوہ و معارج النبوہ

وروضۃ الاحباب و روضۃ الصفا و مواہب لدنیہ و حبیب السیر و شواہد النبوۃ وغیرہ کتب سیر و تواریخ مین مرقوم ہی اور سب مورخین مولفین کا اس پر اتفاق ہی کہ ابتدا خدیجہ نے حضرت سے نکاح کی خواہش کی تھی بسبب ظہور معجزات اور علما کی پیشین گوئیون کے - پس منصفین ملاحظہ فرمائین کہ مخاطب نے اصل مطلب کو الٹ پلٹ کر کے کیسے ناشایستہ الفاظ مین بیان کیا ہی جس سے کمال دنیا طلبی اور عداوت مخاطب کی ظاہر ہے -

قولہ ص ۳۲ دفعہ دوم اب اس کے مقابل مین محمد صاحب کی کیفیت یہہ ہی کہ یہ اپنے نسب کے جو کسی طرح خدیجہ کے نسب سے افضل نہ تھا آپ کے پاس کچھہ نہین -

اقول مخاطب تاریخی حالات سے واقف نہین ہی ورنہ ہرگز آنحضرت کے نسب کو خدیجہ کے نسب کے برابر نکہتا ہر چند خدیجہ بھی عالی نسب تھین مگر آنحضرت کا نسب انکے نسب سے بیشک افضل تھا کیونکہ کتب تواریخ گواہ ہین کہ حضرت کے آبا و اجداد سب کے سب رؤسا ے مکہ سے تھے اور صاحب کرامات تھے دیکھو حیات القلوب جلد اول باب اول -

قولہ ص ۳۳ فقر و فاقہ سے حضرت اور ان کے چچا تنگ تھے ابو طالب کو آرزو تھی کہ اپنے بھتیجے کی شادی کرین مگر سرمایہ شادی کا نہ تھا -

اقول دنیا مین کسی کی ایک طرح پر بسر نہین ہوتی کبھی کوئی امیر ہی کبھی فقیر - بہت سے رئیسون کو دیکھا کہ کسی زمانہ مین فقر و فاقہ مین بسر کرتے ہین ہزارون مفلس نظر آئے کہ ایک وقت رئیسون کا مقابلہ کرتے ہین ؎ ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے ۔ یہی دنیا کا کارخانہ ہی - اور علی الخصوص ہر گزیدگان خدا انبیا و اوصیا ہمیشہ تنگدستی مین رہے ہین دیکھو

عیسی علیہ السلام کا حال کہ کیسی مفلسی مین بسر کرتے تھے پھر اگر ہمارے پیغمبر بھی تنگدست تھے تو کوئی تعریض کا مقام نہین۔

قولہ ص۳۳ پس نورالدین صاحب کا یہہ فرمانا کہ حضرت چاہتے تو جوانی مین کئی بیاہ کر لیتے۔ کہنا لغو ہی حضرت کو اپنا پیٹ پالنا دشوار تھا پس حق یہی ہی کہ اگر حضرت چاہتے تو ایک بیاہ نہ کر سکتے اور چاہا اور نکر سکے۔

اقول بالکل لغو ہی اور مولوی نورالدین صاحب کا قول بہت درست ہی کہ اگر حضرت چاہتے تو بیشک اپنی جوانی مین کئی بیاہ کر سکتے تھے مگر حضرت نے خود نہ چاہا۔ چنانچہ حیات القلوب ص۲۵۵ مین بسندِ صحیح مذکور ہی جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ "ایک روز تمام کفارِ قریش ابوطالب کی خدمت مین حاضر ہوے اور کہا تمھارا بھتیجا (یعنے آنحضرت) ہمین بے وقوف سمجھتا ہی اور ہمارے خداؤن کو برا کہتا ہے۔ اگر اس امر کا باعث افلاس ہی تو ہم اسقدر مال اُس کے لئے جمع کر دیتے ہین کہ سب سے زیادہ غنی ہوجاے اور جس عورت کو وہ چاہے ہم اُس سے شادی کرا دیتے ہین اور ہم اُسکو اپنا سردار بنا لیتے ہین گروہ ہمارے خداؤن سے دست بردار ہوجاے۔ جب ابوطالب نے یہہ پیام حضرت کو پہونچایا تو حضرت نے فرمایا کہ یہہ لوگ میرے دہنے ہاتھہ مین آفتاب اور بائین ہاتھہ مین چاند رکھدین اور تمام روی زمین میرے حوالہ کرین تب بھی مین اپنے پروردگار کی مخالفت نکرون گا" الخ مثل اس روایت کے کئی معتبر تاریخون مین مذکور ہی۔ چنانچہ روضۃ الصفا مین لکھا ہی کہ تمام قریش کی جانب سے عتبہ نے آنحضرت سے عرض کی کہ "اگر مقصود تو ازین کار داعیۂ سلطنت است ما باتفاق زمامِ حکومت بکفِ تو نہیم و اگر باعث براین استیلا شہوت است ہر جمیلہ کہ ترا باو رغبت افتد

درنکاح توآریم واگرسبب فقروفاقہ است چندان مال بتو دہیم کہ دیگری در قریش بہ تمول عدیل تو نباشد" الخ اور اس کے بعض مضمون کو بعض عیسائی محققین نے بھی مان لیا ہے چنانچہ جان ڈیون پورٹ کہتے ہین کہ وہ ایک دفعہ آپ کے دشمنون نے کہا کہ آپ اپنے ارادے سے باز آئیے اور ریاست دولت وحکومت لیجئے مگر آپ نے قرآن شریف کی اکتالیسوین سورت اُن کے جواب مین پڑھی[۵۱]۔

اِن روایتون سے علاوہ ہمارے مطلب کے حضرت کی حقیقت بھی صاف ظاہر ہوتی ہے کیون کہ اگر آپ نبی برحق نہ ہوتے تو کفار کے پیشکشون کو قبول کر لیتے اور بادشاہ ہو جاتے مگر آپ نے مالِ دنیا پر ہرگز توجہ نہ فرمائی اور خدائے تعالیٰ کی مخالفت نہ کی مگر متعصبین کو چشمِ بصیرت کہان ہے جو غور سے دیکھین اور راہِ حق اختیار کرین۔ بہرحال اب ہم اہلِ فہم سے پوچھتے ہین کہ آیا مولوی نورالدین صاحب اپنے دعوے مین جھوٹے ہین یا مخاطب اور تاریخی واقعات کسکو سچا کہتے ہین۔ اور اگر اِس روایت سے مخاطب آگاہ نہین تھا تو پھر افسوس کا مقام ہے کہ باوجود ایسے جہل کے کیون مخاطب نے میدانِ مناظرہ مین قدم رکھا اور کیون علماے اسلام کا مقابلہ کیا۔ علاوہ اسپر جس طرح کہ عالمِ عسرت مین حضرت نے حضرتِ عائشہ اور سودہ سے نکاح کیا اسیطرح جوانی مین بھی نکاح کر سکتے تھے

قولہ ص ۳۴ پس ایسی تنگدستی مین یہہ لوگ خدیجہ ہی کے دست نگر تھے چاہتے تھے کہ اُس کے خادمون مین ملکر کچھہ نفع دنیا کا حاصل کرین۔ حضرت نے اُس مالدار عورت کی ملازمت مین کچھہ وجہِ کفاف حاصل کیا۔ رفتہ رفتہ خدیجہ نے محمد صاحب کی قدر کی کہ جیرانے والے کمبل اوڑنے والے فاقہ مست خادم کو بڑے امیرون مین کر دیا۔ الخ۔

اقول اگر مخاطب کو ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ ہمارے حضرت پر کوئی طعن اِن امور مین نکرتا اور ایسے ناشایستہ الفاظ نہ لکھتا۔ کئی پیغمبرون نے بکریان چرائی ہین فاقے سہے ہین لوگون کی خدمتین کی ہین۔ حضرت یعقوب نے اپنی دو جورُون کے لئے چودہ برس تک اپنے سسرے کی خدمت کی ہے اور بکریان چرائی ہین۔ دیکھو کتاب پیدایش باب ۲۹ اور حضرت موسی نے بکریان چرائی ہین۔ دیکھو کتاب خروج باب ۳ آیت ۱ اور حضرت عیسیٰ کا حال پہلے بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مفلس تھے کہ اُن کے رہنے کے لئے مکان تک نہ تھا۔ علاوہ اسپر انجیل کے ملاحظہ کرنے والون پر بخوبی ظاہر ہے کہ مسیح نے دنیا کی کسقدر مذمت کی ہے اور فقر و مسکنت کی کیسی تعریف فرمائی ہے۔ اور درحقیقت دنیا قابلِ مذمت اور تارکانِ دنیا لایقِ ستایش ہین ؎ دیدۂ حاسد کہ برافکند باد ۔ عیب نماید ہنرش در نظرش ۔ اب ہم خدیجہ کے مقابلہ مین چند وہ صفتین حضرت کی نقل کرتے ہین جو خود خدیجہ کے چچا ورقہ نے بیان کی ہین۔ حیات القلوب ص ۹۷ (جسوقت کہ حضرتِ خدیجہ اور ورقہ سے نسبت کے بارہ مین گفتگو ہو رہی تھی) ورقہ نے کہا اہل مکہ نے بھی مثل شیبہ وعقبہ و ابوجہل کے تمھاری خواستگاری کی تھی مگر تمنے جواب دیدیا۔ خدیجہ نے کہا آپ جانتے ہین کہ یہہ لوگ گمراہ اور جاہل ہین۔ ورقہ نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ محمد نے بھی تمھاری خواستگاری کی ہے۔

خدیجہ نے کہا کہ آپ اِن مین کیا عیب پاتے ہین ورقہ نے تھوڑی دیر اپنا سر جھکا لیا پھر کہا کہ اُن کا عیب یہہ ہے کہ وہ کرامت و نجابت کی جڑ ہین اور بزرگی و عزت کی شاخ ہین اور حسن و خلقت اور خُلق مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ اور فضل و کرم اور علم مین شہرۂ آفاق ہین۔ **خدیجہ** نے کہا اے چچا آپنے جیسے اُنکے کمال

کمال بیان کئے ہین کچھ عیب بھی بیان کیجئے **ورقہ** نے کہا عیب اُن کا یہہ ہے کہ وہ دنیا کے چاند ہین اور زمین و آسمان کے سورج ہین اور اُنکی گفتگو شہد سے زیادہ شیرین ہے اور حسن اطوار مین جہان مین اُن کی مثال لیجاتی ہے۔ **خدیجہ** نے کہا اگر کوئی عیب اُنمین ہو بیان کیجئے **ورقہ** نے کہا کہ اُنکا عیب یہہ ہے کہ وہ حسن مین عالی اور نسب مین سرآمد اور سیرت کی نیکی اور دل کی صفا مین سب سے افضل ہین اور خوشروئی و خوشبوئی و خوشخوئی و خوشگوئی مین اپنا مثل نہین رکھتے **خدیجہ** نے کہا مین جسقدر اُن کا عیب پوچھتی ہون آپ فضیلت ہی بیان کرتے ہین **ورقہ** نے کہا میری کیا مجال جو کچھ بھی اُنکی توصیف کرسکون لاکھ صفات مین ایک بھی نہین کہسکتا **خدیجہ** نے کہا مین نے خود اُن کی خواہش کی ہے اور بغیر اُن کے اور کسی سے شادی نکرون گی۔ **ورقہ** نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو تمھین بشارت ہو کہ وہ عنقریب پیغمبر ہون گے اور قیامت مین کوئی نجات نپائیگا مگر وہ شخص جس نے آنحضرت کی اطاعت کی ہو انتہی ملخصاً۔ اس کلام سے ظاہر ہے کہ حضرت خدیجہ نے بسبب کئی فضیلتون کے ابتداً خود حضرت کی خواہش کی تھی اور حضرت نے بھی بسبب اُن کی فضیلت و عقل و شرافت کے اُن کی خواستگاری فرمائی اور بسبب حضرت کی تزویج کے اُنھین شرف دارین حاصل ہوا۔

قولہ مگر محمد صاحب کے حامیون نے تو قسم کھائی ہے کہ وہ سچ نہ بولینگے اور جھوٹ بولنے مین ایک پر ایک سبقت لیجائین گے۔ ڈاکٹر لیٹنر صاحب جنکے ہر دعوے پر اہل اسلام صاد کرنے کو تیار ہین اندھیر مچاتے ہین کہ خدیجہ سے عقد آپ نے اِس خیال سے کیا کہ وہ آپ کی محسنہ تھین اور آپ کی نبوت پر ایمان لاچکی تھین

لکچر مترجم صـ۱۲ ہم آپ کو بتاتین کہ محمد صاحب نے نکاح پہلے کیا اور نکاح کے پندرہ برس بعد اِن میان نے اپنی نبوت کا دعوی کیا اور پھر وہ بی بی ایمان لائی۔

اقول ہرگز حامیان اسلام دروغ نہین بولتے اور نہ اُنھین کوئی ضرورت دروغ بیانی کی ہر اِنکا مذہب بیشک حق ہر جس کی حقیقت مثل آفتاب کے ظاہر اور روشن ہر ہان دروغ بیانی مخاطب لاثانی اور اُس کے امثال پر ختم ہر جس نے جابجا آنحضرت پر افترا پردازی کی ہر اور یہان ڈاکٹر لٹنر صاحب کا قول بہت بجا ہر اور اعتراض مخاطب کا بسبب نافہمی کے ہر اِس لئے کہ ڈاکٹر صاحب کی مراد اور منشا، خدیجہ کے ایمان لانے سے یہہ ہر کہ خدیجہ علماے یہود و نصاری سے حضرت کی نبوت کی بشارتین سنکر قبل از بعثت آنحضرت پر ایمان لا چکی تھین۔

قولہ مگر ہمکو یہی معلوم ہوتا ہر کہ آنحضرت خدیجہ پر ایمان لاے الخ

اقول ہمکو معلوم ہوتا ہر کہ چند روز مین مخاطب کو جنون ہو جائیگا جو ایسی بہکی باتین کرتا ہے جس کا کوئی ٹھکانہ نہین ہر مخاطب کو ضرور ہر کہ اپنے دماغ کا علاج کرے ورنہ آیندہ چلکے پچھتائیگا ہماری تشخیص تو یہی کہتی ہر نہین معلوم اور حکما کیا فرمائین۔

قولہ صـ۳۶ **دفعہ** سوم کیون خدیجہ کے عہد مین حضرت نے دوسری جورو نہین کی غالبًا ہمارے مصنف نہین مانتے ہون گے کہ کسی شوہر کا ایک بی بی کے ساتھ ۲۵ برس تک خوش گزران کرنا متعذر ہر اِسوقت بھی ممالک مغربی و شمالی مین تعدد ازواج مسلمانون مین نادر ہر جب یہہ لوگ ایک ہی عورت کے ساتھ تمام عمر کاٹ ڈالتے ہین۔ اگر محمد صاحب نے ایسا کیا تو کون رستم کا کام کیا خصوصًا جب کہ خدیجہ اُن کی محسنہ تھی۔ الی آخر ہفوا تہ

اقول اس دفعہ مین مخاطب نے آنحضرت کی نسبت ایسے بیہودہ الفاظ لکھے ہین اور اسقدر توہین کی ہے جس کی نقل کو بندہ کا قلم نہین اُٹھتا اگر کسیکو منظور ہو تو اہل ایمان ملاحظہ کرے ہم فقط ضروری بات کا جواب دیتے ہین۔

جاننا چاہئے کہ عیسائی محققین نے بھی اس امر کو قبول کر لیا ہے کہ اگر معاذ اللہ آنحضرت عیاش ہوتے تو اس موسم شباب مین جسے خدیجہ کے ساتھ حضرت نے کاٹدیا ضرور متعدد نکاح کرتے اور ۲۵ برس کی عمر سے جو زمانہ ترقی قوائے جسمانی کا ہے ۵۰ برس کی عمر تک ایک ہی بی بی پر قانع نہ رہتے چنانچہ جان ڈیون پورٹ صاحب لکھتے ہین کہ "وہ کہ آنحضرت نے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد گیارا یا بارا نکاح کئے اس سبب سے بعض مخالف مورخ آپ پر بہت اعتراض کرتے ہین اور آپ کے اس فعل کو شہوت پرستی کی طرف منسوب کرتے ہین معاذ اللہ مگر علاوہ اس بات کے کہ اہل عرب اور شرقی لوگ آنحضرت کے وقت مین ایک سے زیادہ نکاح کیا کرتے تھے اور انکا یہ فعل قبیح نخیال کیا جاتا تھا یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ آپ پچیس برس کی عمر سے پچاس برس تک ایک ہی بی بی پر قانع رہے۔ اب ہم پوچھتے ہین کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک شخص شہوت پرست ہو اور ایسے ملک کا باشندہ ہو جہان ایک سے زیادہ نکاح کرنے جائز ہون اور وہ شخص پچیس برس تک صرف ایک بی بی پر قانع رہے۔ غالب ہے کہ آنحضرت نے جو اپنی آخر عمر کے تیرہ سال کے عرصہ مین بہت سے نکاح کئے وہ صرف فرزند کی امید مین کئے ہون گے" انتہی ملخصاً تائید المحمد والقرآن ص ۲۲ و ۲۳

جب حضرت نے اپنی جوانی کے موسم مین ایک ہی بی بی پر قناعت کی اور بعد حضرت خدیجہ کے یعنے پچاس برس سے عمر تجاوز کرنے کے بعد چند نکاح کئے

تو کوئی منصف اور عاقل اِس امر کو ہرگز شہوت پرستی پر حمل نہین کر سکتا۔ ممالکِ مغربی و شمالی کی مثال بالکل بیجا و بے محل ہے کیونکہ آب و ہوائے مغربی و شمالی و رسم و رواجِ ملک خود تعددِ ازواج کا مانع ہے چنانچہ ڈاکٹر لی بان صاحب اور جان ڈیون پورٹ صاحب وغیرہما نے اِس کی تصریح کی ہے پھر اِس صورت مین اگر مغربی و شمالی ملکون کے رہنے والے ایک عورت پر قانع رہین تو کوئی عجب کی بات نہین۔ بحث تو وہان کی ہے جہان کی آب و ہوا و طبیعت تعددِ ازواج پر مجبور کرتی ہے۔ علی الخصوص اس صورت مین کہ کثرتِ ازواج تمام ملک مین جاری و ساری بھی ہو۔ حضرت ملکِ عرب کے رہنے والے تھے اور کثرتِ ازواج کا رواج اُسوقت برابر جاری تھا اور حضرت پورے جوان بھی تھے باوجود اِن تینون امور کے حضرت نے پچیس برس تک دوسرا نکاح نکیا یہہ بڑی دلیل ہے اِس امر پر کہ جس قبیح صفت کو آپ کے دشمن آپکی طرف منسوب کرتے ہین اُس سے آپ بالکل بری تھے۔

قولہ ص ۳۸ کیا گمان کیا جاتا ہے کہ ایک مفلس کے ساتھہ ایک قریش کی شاہزادی نکاح کرتے وقت اپنے رشک کا اسقدر پاس بھی نکرتی کہ شوہر سے کوئی عہد اس امر کا لیتی کہ وہ کبھی سوت نہ بٹھلائے۔ الخ

اقول فقط خللِ دماغ ہے اور کچھہ نہین ورنہ حقیقت یہہ ہے حضرت خدیجہ کئی اسباب سے آنحضرت کی خدمت مین مثل کنیزون کے رہتی تھین اور ہمیشہ مطیع و فرمان بردار تھین اور آپ کی رضاجوئی مین سرِ مو تقصیر نکرتی تھین۔ پہلا سبب یہہ تھا کہ اُنھین علمائے یہود و نصاریٰ کی بشارتون سے اور حضرت کے معجزات سے معلوم ہو گیا تھا کہ حضرت پیغمبر ہونے والے ہین اور آپ جب مبعوث برسالت ہو چکے تو سب سے

پہلے وہی ایمان لائین اور یہہ اُن کی سعادتمندی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے یہہ فضیلت اُنھین عطا کی اور دوسرے اسباب حضرت کے اوصافِ حمیدہ تھے جن مین سے ایک حسنِ خداداد بھی تھا۔ بہرحال یہہ بی بی اپنے تئین حضرت کی کنیزون مین شمار کرنا باعثِ فخر سمجھتی تھین جسکی تصریح خود اُنکی زبانی سابق مین تاریخ سے ثابت کردی گئی ہے پس اگر آنحضرت اُن کی زندگی مین دوسرا نکاح کرنا چاہتے تو ہرگز خدیجہ مانع نہوتین بلکہ بخوشی خاطر اِس امر مین ساعی ہوتین ۔ مگر خود حضرت نے اُن کی خاطر کی اور دوسرے نکاح کا خیال نفرمایا اور جوانی کو اُن کے ساتھہ کاٹدیا ۔

اور مخاطب نے جو اکثر مقام پر حضرت کے افلاس پر تشنیع کی ہے اور اُسکو چند ناشایستہ الفاظ سے تعبیر کرتا ہے یہہ فقط مخاطب کی ضلالت اور عناد ہے ورنہ فقر خاصانِ خدا کے لئے ہمیشہ سے ہے علاوہ اِس پر انقلابِ زمانے سے ایک وقت بڑے بڑے بادشاہون اور امیرون پر تنگی کا آجاتا ہے دنیا اسی کا نام ہے اِس مین کسی طرح کی تعریف کا مقام نہین ہے۔ حضرت کے آبا و اجداد کے تاریخی حالات سے اگر مخاطب واقف ہوتا تو اسقدر بیہودہ گوئی نکرتا مین کچھہ مختصراً بیان کرتا ہون

حالِ ابوطالب و عبدالمطلب وغیرہ ۔ جان ڈیون پورٹ کہتے ہین "وہ آپ کے چچا صاحب جو ایک بڑے امیر سوداگر تھے قافلۂ شام کے ہمراہ جانے لگے حضرت نے بھی ہمراہی کی درخواست کی" الخ تائید المحمد ص ۸ ۔

اور جلاء العیون مین لکھا ہے "کہ جب حضرت علیؑ پیدا ہوے تو ابوطالب نے تمام اہلِ مکہ وغیرہ کو طعامِ ولیمہ کہلایا جس مین ایک ہزار بکرے اور بہت سے اونٹ ذبح کئے تھے" اور مدارج النبوہ ص ۸ مین مذکور ہے "وہ کہ چون مطلب

وفات یافت ریاستِ اہلِ مکہ بہ عبدالمطلب قرار گرفت و منصب حجابتِ خانہ کعبہ و
سقایت برائے وے مفوض شد و اہلِ مکہ بتمامہ مطیع و منقاد وے شدند و او را التعظیم
احترام می نمودند"

اور صفحہ ۹ مین مذکور ہی کہ "بودم عبدالمطلب را چہار صد ناقہ" اور اسی صفحہ مین
لکھا ہی "وچون فیل نظر کرد بر روی عبدالمطلب سجدہ کرد فیل و گویا گردانید خدا تعالےٰ
فیل را و گفت فیل سلام بر نور یکہ در پشتِ تست اے عبدالمطلب" اور یہہ روایت
جس مین مسطور ہی کہ ہاتی نے عبدالمطلب کو سجدہ کیا تھا تمام کتبِ تواریخ مین بیانِ کیفیتِ
اصحابِ فیل مین مذکور ہی۔ اور حیات القلوب صـ ۱۶ مین لکھا ہی "بلکہ از احادیثِ
متواترہ ظاہر میشود کہ اجدادِ آنحضرت ہمہ انبیا و اوصیا و حاملانِ دینِ خدا بودہ اند و
فرزندانِ اسمعیل کہ اجدادِ آنحضرت اند اوصیاے حضرتِ ابراہیم بودہ اند و ہمیشہ
پادشاہی مکہ و حجابتِ خانہ کعبہ و تعمیرات آن با ایشان بودہ است و مرجعِ عامہ خلائق
بودہ اند" اور اسی کتاب کے صـ ۷۰ مین مذکور ہی کہ "آنحضرت ایک مرتبہ
حالِ طفولیت مین گم ہو گئے تھے۔ ابومسعودِ ثقفی اور عقیل ابن ابی وقاص وغیرہ نے
آپ کا پتا ڈہونڈکر نکالا اس کے صلہ مین عبدالمطلب نے ابومسعود کو پچاس اونٹنیان
اور عقیل کو ساٹھہ ناقے اور حلیمہ کے باپ کو ایک ہزار دینار سونے کے اور دس
ہزار درم چاندی کے عطا فرمائے اور حلیمہ کے شوہر کو بہت سا روپیہ دیا اور حلیمہ کے
بچون کو دو سو ناقے عنایت کئے"

اس سے صاف ظاہر ہی کہ کسقدر دولتِ کثیر عبدالمطلب کے پاس تھی اور تمام مورخین
متفق ہین کہ آنحضرت کے آبا و اجداد رؤسائے مکہ سے تھے۔ پھر مقابلہ مین حضرت

حضرتِ خدیجہ کے آنحضرت کی توہین بسبب عسر کے کرنا اور خدیجہ کو آپ کے مقابلہ مین شاہزادی کے لقب سے تعبیر کرکے آپ کو چند ناشایستہ القاب سے منسوب کرنا بغیر فرطِ عداوت اور حق پوشی مخاطب کے کسی اور چیز پر حمل نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۳۹ ابھی حضرت محمد صاحب ورقہ اور خدیجہ کے مکتب مین طالبِ علم تھے۔ الخ

اقول محض یاوہ گوئی۔ اور حضرت کے مرتبہ سے جہل یا تجاہل ہو اور حق یہہ ہو کہ مخاطب یا امثال مخاطب کی حق پوشی اور ناحق کوشی اور باطل فروشی سے حق پوشیدہ نہین ہوتا اور ان کے جہل یا تجاہل سے حضرت کے مرتبہ مین کوئی نقص نہین آتا ؎ گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔ اے مخاطب حضرت کا وہ علم تھا جس کے مدرسۂ تعلیم مین آدم و نوح ابجد خوان تھے اور موسیٰ و عیسیٰ آپ کے خرمنِ علوم سے خوشہ چین ؎ یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ۔ کتب خانۂ چند ملت بشست ۔ ورقہ اور خدیجہ کے علم کو اس عالمِ علوم اولین و آخرین کے علم سے کیا نسبت اگر آپ کے عہد مین کلیم خدا اور روح اللہ ہوتے تو اپنے کو آپ کے خوان علم کے ذلہ بردار و نمک شمار کرنا فخر سمجھتے۔ اور لطفِ مزید یہہ ہو کہ خود ورقہ اور خدیجہ حضرت کے بعثت سے پہلے حضرت کی نبوت پر ایمان لاچکے تھے دیکھو۔ حیات القلوب وغیرہ کتبِ تواریخ و سیر۔ مگر سوء فہمی اور ہٹ دھرمی کا علاج کیا ہو خداوندِ عالم فرماتا ہے۔ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ۔

قولہ ص ۳۹ دفعہ چہارم حضرت بالطبع عیاش مزاج تھے الی آخرہ ہفوات

اقول اس کا جواب بغیر اس کے کچھ نہین لعنت اللہ علی الکاذبین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون - اس دفعہ مین بھی مخاطب نے اپنی تہذیب و اصالت دکھلانے کے لئے پانچ صفحے محض بے ہودہ گوئیون اور بدزبانیون سے بھر دئے ہین اور بجز افترا پردازی اور مہمل زوریون کے اس مین کوئی اور چیز نہین حضرت کی توہین مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نکیا ہر چند بعض ناشایستہ الفاظ اُس کے عبرت اہل ایمان کے لئے مین نے نقل کر دئے ہین مگر اب میرا قلم نہین اُٹھتا جو اُسکے پوچ کلام کو نقل کرون مثال اس مخاطب کی اُن لوگون سے ہے جنھون نے حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی تھی بلکہ مخاطب اُن سے بھی بڑھا ہوا ہے اُنھون نے تو نادانستگی سے ظاہر حال پر شبہ سے کچھ کہدیا ہو مگر یہ شخص حضرت کے مراتب سے آگاہ ہوکر ایسی پوچ گوئی کرتا ہے - حق یہ ہے کہ ان انوار الٰہی اور خاصان کبریائی کی نسبت جنھین خدائے تعالی نے طاہر و طیب گردانا ہے اگر کچھ کوئی بہتان کرے تو خود وہ اپنی عاقبت خراب کریگا اور اپنا مقام جہنم مین بنائیگا مگر ان برگزیدگان خدا کو کوئی عیب اور نقص نہین ہوتا -

قولہ ص ۴۳ دوم حالت بی بی سعیدہ یعنے سودہ -

اقول اس بیان مین بھی مخاطب نے اپنی ناہنجار عادت کے موافق کنایۃً و صراحۃً حضرت کی شان اقدس مین بے ادبیان کی ہین اور ایک امر کے سوائے اور کوئی بات قابل جواب نہین - وہ یہ ہے کہ ۱۰ سنہ ہجری مین بحالت کبر سنی سودہ کو حضرت نے طلاق دی اور جب اُنھون نے کہا کہ یا رسول اللہ مین آپسے کچھ طمع نہین رکھتی کوئی خواہش مجھے نہین رہی ہے لیکن چاہتی ہون کہ قیامت

قیامت کے روز آپ کی زوجین پھر احشر ہوا اور اپنی باری مین نے عائشہ کو بخشی - پس حضرت اُن کی طلاق کے قصد سے درگزرے یا رجوع فرمایا پس حضرت کی حمدلی اور مروت سے یہہ بات بعید تھی کہ کبر سنی مین انھین طلاق دین ہر چند پھر رجعت بھی کی ہو -

اس کا جواب یہہ ہر کہ طلاق دینے کی روایت بالکل ضعیف اور واہی ہے چنانچہ مدارج النبوہ کے ص ۵۹۷ مین شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہین کہ قول صحیح آنست کہ ارادۂ طلاقش کرد - اور ارادہ قلب سے علاقہ رکھتا ہر جس کا حال بجز خداوند عالم کے اور کوئی نہین جان سکتا ہان اسقدر ممکن ہر کہ بسبب بعض گستاخی یا نافرمانی کے حضرت نے تادیباً انھین طلاق دینے کو کہا ہو اور جب وہ متنبہ ہوگئین اور معذرت کی حضرت نے اُن کی خطا کو معاف کیا یا اُن کے اعتقاد کا امتحان منظور ہو بہر حال اِس صورت مین کوئی اعتراض کا مقام نہین ہے -

قولہ ص ۱۴۸ سوم عائشہ کا حال -

اقول اس بیان مین بھی مخاطب نے مثل اپنے نامۂ اعمال کے متعدد صفحہ سیاہ کئے ہین اور مضحکہ اور یاوہ گوئی سے کئی ورقون کو بھر دیا ہر اور جنمین دو امور کے سوائے اور کوئی مضمون لایق جواب نہین -

اقول یہہ کہ آنحضرت کی خواستگاری پر حضرت ابوبکر کو کئی خشے ہوے چنانچہ مخاطب کہتا ہر کہ "جب حضرت نے ابوبکر سے عائشہ کی خواستگاری کی تو انھون نے عرض کی کہ انہا صغیرۃ یعنے وہ تو بہت چھوٹی ہر"

اقول صغیرۃ کا ترجمہ (بہت چھوٹی ہر) کرنا مخاطب کی دروغگوئیون سے ہر

یا ایجادِ خاص ہو ورنہ صغیرہ چھوٹی کو کہتے ہین چونکہ اُسوقت حضرت عائشہ کا سن ساتھہ برس کا تھا اس لئے شاید حضرتِ ابوبکر نے یہہ عذر کیا ہو مگر حضرت کو اُسوقت فقط نکاح منظور تھا جیسا کہ وقوع مین آیا اور کم سنی مین فقط نکاح کرنا نہ شرعاً و عرفاً قبیح ہو نہ اُس ملک کے رسم و رواج کے خلاف ۔ اور جو مخاطب نے مولوی سید امیر علیصاحب کے اِس قول پر کہ "ان کے والد کو ہمیشہ سے یہہ آرزو تھی کہ اپنی دختر کو آپ کے عقد مین دیکر رشتۂ محبت کو مضبوط کرین" اعتراض کیا ہو اور اُسکے خلاف مین یہہ عذر ابوبکر کا پیش کیا ہے بالکل بیجا ہے کیونکہ مذکورہ آرزو اپنے دلمین رکھنے مین اور اس عذر مین کوئی تخالف نہین ہے ممکن ہے کہ حضرتِ ابوبکر کو منظور ہو کہ بعدِ بلوغ جس کی اقلِ مدت عورت کے لئے (باتفاقِ علماے اسلام) نو برس ہے شادی کردین اِس لئے پہلے کم سنی کا عذر کیا اور اور جب حضرت نے محض اس خیال سے کہ نکاح ہوجانے مین ایک نوع کی قربت ہوجائیگی جو سبب ابوبکر کی زیادتیِ محبت اور اطاعت کا ہوگا فقط نکاح کی درخواست کی تو اُنھون نے قبول کرلیا ۔ چنانچہ جان ڈیون پورٹ کہتے ہین کہ "حضرتِ خدیجہ کی وفات کے دو مہینے بعد آنحضرت نے بی بی سودہ سے نکاح کیا یہہ بیوہ تھین اور اُسی وقت حضرتِ عایشہ سے بھی شادی کی اس نکاح سے آپ کی بڑی غرض یہہ تھی کہ میری اور ابوبکر کی دوستی اور بھی مستحکم ہوجاے" ملخصاً دیکھو تائید المحمد ص ۲۲ ۔

قولہ ص ۴۸ دوسرا عذر ۔ چونکہ شرفا اپنی زبان کا پاس کرتے ہین جسکو بہن کہتے ہین اُس کے ساتھہ بہن کا برتاؤ کرتے ہین ۔ اِس طرح ابوبکر نے حضرت

سے کہا کہ عائشہ آپ کی بھتیجی لگتی ہے آپ پر حرام ہے۔

اقول عذر نہیں کیا بلکہ حضرت ابوبکر کے دل میں یہہ خلش پیدا ہوا۔ چنانچہ روضۃ الاحباب وقایع سال دہم بیان کیفیت نکاح عایشہ میں مذکور ہے "ابوبکر را خدعہ بخاطر آمد کہ من با پیغمبر عقد اخوت بستہ ام آیا دختر برادر تواں خواست خولہ نزد آں سرور آمد و صورت خدعۂ صدیق را بعرض آنسرور رسانید۔ فرمود باز گرد و باو بگو کہ میان من و تو اخوت اسلامی ست نہ نسبی و رضاعی کہ موجب حرمت نکاح دختر تو باشد" الخ

پس جب حضرت نے جواب باصواب دیا تو معلوم ہوا کہ یہہ شبہہ بیجا ہے۔ اور مخاطب نے جو کہا کہ "شرفا جس کو بہن کہتے ہیں اُس کے ساتھہ بہن کا برتاو کرتے ہیں" محض فریب دہی عوام ہے جو کئی وجوہ سے باطل ہے۔

اول یہہ کہ حضرت نے عایشہ کو کبھی بہن نہیں کہا تھا جو یہہ مہمل اعتراض واقع ہو مگر مخاطب کی افترا پردازی کا کہان ٹھکانا ہے۔ اور کسی شخص کو کسی نے بھائی کہا ہو تو اُس شخص کی بیٹی اس پر کسی مذہب میں حرام نہیں ہوتی۔

دوسرے یہہ کہ ہندوستان میں اور دوسرے ملکوں میں عام دستور ہے کہ چچا ماموں اور پھپی خالا کی بیٹیوں کو بہن کہتے ہیں اور پھر اُن سے شادی کرتے ہیں۔ اور کسی مذہب کے رو سے یہہ شادی کرنا حرام ہو جاتا ہے اور نہ شرافت کے خلاف ہے۔ **تیسرے** یہہ کہ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں پس اُخوت اسلامی کے سبب کیا ایک کی دختر دوسرے پر حرام ہو جائے گی۔ ہرگز نہیں۔

چوتھے یہہ کہ حضرت ابراہیم نے اپنی زوجہ سارہ کو بہن کہا تھا دیکھو

توریت کتاب پیدایش باب ۱۲ آیت ۱۳ و ۱۹ پھر کیون حضرت ابراہیم نے اُن سے علاقۂ زوجیت باقی رکھا کیا مخاطب کے نزدیک حضرت ابراہیم شرفا مین داخل نہ تھے کیا آپ نے بدانستِ مخاطب فعلِ حرام کیا۔ معاذ اللہ۔ سچ ہے بسبب باطل کوشی کے آدمی کو اپنے دین و ایمان کا بھی خیال نہین رہتا جا ہلانہ جو منھ مین آتا ہے کھہ جاتا ہے۔

قولہ ص ۴۹ تیرا عذر وعدے کی وفا یہہ بڑا عذر تھا مگر حضرت کی نگاہ مین ہیچ تھا چنانچہ ”در خاطرِ صدیق خدشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی عائشہ را برائے پسرِ خود خطبہ نمودہ بود و ابوبکر قبول کردہ وبا وے وعدہ درمیان داشت“ روضۃ الاحباب ص ۱۵۱

اقول نہایت افسوس ہر کہ مخاطب محض تضلیلِ عوام اور دنیا طلبی کے لئے اس قدر فریب دہی کا مرتکب ہوا ہے جس کی انتہا نہین۔ اوّل تو محض خدشات کو عذر کہتا ہے۔ ثانیاً اپنے مطلب کے موافق آدھی روایت تو نقل کی اور آدھی روایت کو جس سے یہہ خدشہ بالکل رفع ہو جاتا ہے تخذیعاً چھوڑ دیا۔

روضۃ الاحباب ذکرِ نکاحِ عائشہ مین مذکور ہے ”باز در خاطرِ صدیق خدشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی عائشہ را برائے پسرِ خود خطبہ نمودہ بود و ابوبکر قبول کردہ وبا وے وعدہ درمیان داشت و ہرگز خلفِ وعدہ نکردہ بود بدان سبب خولہ را گفت تو ہمین جا باش و خود بخانۂ مطعم رفت زن مطعم چون ابوبکر را از دور دید گفت اے ابوبکر امید آن داری کہ پسرِ ما را از دین ما برگردانی و مسلمان سازی و دخترِ خود بوے دہی این ہم نخواہد رسید ابوبکر از مطعم پرسید کہ

توہم چنین می گوئی ۔ گفت آری ۔ صدیق غنیمت دانستہ از آنجا بخانۂ خویش بازگشت وخولہ را گفت پیغمبر را بگوی تا تشریف فرماید" الخ ۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ جب خود مطعم اور اُسکی زوجہ نے اپنے بیٹے کی نسبت توڑ ڈالی ۔ اُسوقت ابوبکر نے عائشہ کا نکاح آنحضرت سے کر دیا مگر مخاطب نے از راہِ فریب اِس بیان کو اُڑا ہی دیا اور اتنا نہ سمجھا کہ آخر جب کوئی تحقیق کریگا اور اصل روایت دیکھے گا تو اُس کی فریب دہی اور تدلیس بالکل ظاہر ہو جائیگی ۔ مگر سچ ہے جب آدمی کو حیا اور دین کا بالکل خیال نہین رہتا تو پھر اُسکو پرواکسی چیز کی نہین رہتی ۔ اذا لم تستحی فاصنع ماشئت ۔

دوسرا امر ۔ اب مخاطب اپنی دانست مین ایک بڑا اعتراض حضرت پر بسبب کم سنی حضرت عائشہ کر کے اپنے مضحکہ اور یاوہ گوئی کو انتہا کو پہونچاتا ہے چنانچہ کہتا ہے :

قولہ ص ۵۰ مگر ۵۳ برس کے بڈھے کا ۹ برس کی لونڈیا بیاہنا کوئی عام مسلمان بھی جائز نہ رکھے گا ۔

(اور پھر کہتا ہے) یہان اصل اعتراض شادی کرنے پر نہین بلکہ صحبت کرنے پر ہے ۔ قرآن مین سنِ بلوغ کا بھی جس مین نکاح کرنا چاہئے ذکر ہے سورۂ نساء جلالین مین اِس کی تفسیر مین سنِ بلوغ موافقِ امام شافعی کے ۱۵ برس ہے ۔ بیضاوی نے بھی ۱۵ برس کو ایک حدیث کی بنا پر سنِ بلوغ تجویز کیا ہے ۔ مگر امام ابوحنیفہ ۱۸ برس کو سنِ بلوغ تجویز فرماتے ہین ۔

اوّل کئی وجوہ سے باطل اور منقوض ہے **اول** یہہ کہ ہر چند بعض روایت مین تصریح وارد ہوئی ہے کہ زفافِ حضرتِ عائشہ کا اُن کے نو برس کے سن مین

واقع ہوا ہو مگر حساب کرنے سے معلوم ہوتا ہو کہ اس سے زیادہ سن تھا۔ کیونکہ نکاح
اُنکا مکہ معظمہ مین سال دھم بعثت مین واقع ہوا ہو دیکھو مدارج النبوۃ وقایع سال دہم
اور اُسوقت اُنکا سن (۷) برس کا تھا چنانچہ خود مخاطب نے اپنی کتاب کے صفحہ
(۵۴) مین لکھا ہو "نکاح کے وقت عائشہ کی عمر ے سال کی تھی۔ ابھی تو فتنہ ہین کچھ دن
ہین قیامت ہون گی" اور تیرہوین سال بعثت مین حضرت نے ہجرت فرمائی۔ اور
سال دوم ہجری مین اُنکا زفاف واقع ہوا دیکھو مدارج النبوہ صـ۵۹۸ حالات
حضرت عائشہ پس اس حساب سے گیارہ برس کی عمر ہوتی ہو۔ نہ نو برس کی۔ اور
حضرت کا سن ہرچند ۵۳ برس کا تھا مگر اس سن مین جسطرح جملہ اہل عرب بلکہ تمام
گرم ملکون والے علی العموم جوان ہوتے ہین حضرت بھی جوان تھے۔ پس اس عمر مین حضرت
عائشہ سے آپ کا نکاح کرنا کوئی تعجب کی بات نہین ہان نہایت تعجب خیز امر تو
یہہ ہو کہ حضرت داؤد جس زمانہ مین بہت بڈھے اور کہن سال تھے ایک نہایت
خوبصورت اور جوان عورت سے محض اپنی بغل گرم کرنے کے لئے نکاح کیا مگر صحبت
نکر سکے۔ دیکھو سلاطین کی پہلی کتاب باب آیت اتاہم اگر مخاطب اپنے پیغمبر داؤد
کی اس حرکت پر ضحکہ کرے تو سزاوار بھی ہے مگر ہمارے حضرت کے نکاح پر کسیطرح
نکتہ چینی نہین کرسکتا۔

دوسرے یہہ کہ ہم نے تسلیم کیا کہ بوقت زفاف حضرت عائشہ کی عمر
نو برس کی تھی مگر نو برس کی عورت سے زفاف کرنا نہ عرفاً و رواجاً ممنوع
ہے اور نہ شرعاً۔

لیکن اول پس اس لئے کہ عرب کی لڑکیان بعض نو برس کی عمر مین جوان ہوجاتی
ہین

ہین چنانچہ ملکِ عرب مین جو رہا ہے اور وہان کی حالات سے واقف ہی اُس پر یہہ
بات صاف ظاہر ہے مین اپنے دعوی کے ثبوت مین ایک بڑے محقق عیسائی کی شہادت
پیش کرتا ہون ۔ سونصاحب جغرافیۂ مدنی کی رو سے لکھتے ہین کہ "گرم ملکون مین ۔
عورتین آٹھ یا نو یا دس برس کی عمر مین شادی کے لایق ہوجاتی ہین" دیکھو تائید المحمد
صل ۱۲۹ اور جان ڈیون پورٹ صاحب بھی اسی قول سے متفق ہین ۔

اور دوسرا امر یعنے شرع کی مطابقت پس اوّلاً ظاہر ہی کہ خود آنحضرت شارع
ہین آپ ہی کے فعل اور قول سے فقہاے اسلام استنباطِ مسائل کرتے
ہین اور آپ ہی کے سب تابع ہین ۔ نہ کہ آپ کسی فقیہہ کے تابع ہون ۔ نہایت
تعجب کا مقام ہی کہ آنحضرت کے مقابلہ مین امام شافعی یا ابوحنیفہ کا قول پیش کیا جاتا ہی
شاید مخاطب یہہ سمجھا ہی کہ آنحضرت بھی شافعی صاحب یا ابوحنیفہ صاحب کے مقلد
ہین افسوس ہی ایسی فہم پر ۔

اور ثانیاً جو مخاطب نے کہا ہی کہ "قرآن بھی سنِ بلوغ کا ذکر ہی" پس محض
بے فہمی یا جھوٹ اور عام فریبی ہی ۔ کیون کہ خدا تعالی نے فرمایا ہی "وابتلوا
الیتامی حتی اذا بلغوا النکاح" سورۂ نساء یعنے آزماؤ یتیمونکو یہانتک کہ جب
پہونچین نکاح کو ۔ اِس آیۂ شریفہ مین فقط بلوغ کا اشارہ فرمایا ہی سنِ بلوغ کا
ذکر نہین ہے مگر مخاطب کی دروغ گوئی کا کہان ٹھکانا ہی اور جو مخاطب نے ۱۵
برس یا ۱۸ برس کا ذکر سنِ بلوغ کے لیئے باختلافِ علما بیان کیا ہی اُس مین بھی
محض تدلیس اور فریب دہی عوام ہی یا جہل اور سوے فہمی اور عدمِ وقوفیت کا سبب
ہی کیونکہ وہ اقوال جو مخاطب نے ذکر کیئے ہین قطعاً اکثر مدتِ بلوغ کے ہین اور

اقلِ مدتِ بلوغ عورت کے لئے باتفاقِ جمیعِ علماے اہلِ اسلام نو برس ہے کسی عالم نے اس مین اختلاف نہین کیا یعنے کسی نے یہہ نہین کہا ہے کہ اقلِ مدتِ بلوغ نو برس سے زیادہ ہے ہان بعض نے نو برس سے بھی کم کو اقلِ مدتِ بلوغ قرار دیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ چنانچہ جامع الرموز کے صـ ۳۶ بیانِ حیض مین مذکور ہے "والبالغۃ مابلغت سنًا لو اقرت ببلوغہا فیہ صدقت وہو تسع سنین علی الاصح" یعنے بالغہ وہ عورت ہے جو ایسے سن کو پہونچے جس مین اُس کے بلوغ کا اقرار مان لیا جاے اور وہ نو برس ہین بمذہبِ اصح۔

اور ایضاً جامع الرموز کے صـ ۵۸۸ ذکرِ سنِ بلوغ مین مسطور ہے "وادنی مدتہ لہا ای للجاریۃ تسع من سنین" یعنے کم سے کم مدتِ بلوغ عورت کے لئے نو برس ہین۔

اور شرحِ وقایہ کے باب الحیض مین مذکور ہے "امراۃ بالغۃ بنت اے بنت تسع سنین" زنِ بالغہ یعنے نو برس کی عورت اور اسی کتاب کے فصلِ بلوغ مین ہے صـ ۳۱۷ "وادنی مدتہ لہ اثنا عشرۃ سنۃ ولہا تسع سنین" یعنے اقلِ مدتِ بلوغ مرد کے لئے بارہ برس ہین اور عورت کے لئے نو برس اسیطرح تمام کتبِ فقہیہ اور کتبِ احادیث و تفاسیر مین مرقوم ہے پس یہان مخاطب کی فریب دہی پر غور کرنا چاہئے کہ کسطرح امرِ حق کو پوشیدہ کر دیا ہے اور محض تلبیساً اکثر مدتِ بلوغ کا تو ذکر کیا اور اقلِ مدت کو ترک کر دیا۔ کیا ایسے ہی فریب اور دروغ بیانی پر اپنی کتاب کے ممتنع الجواب ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اناولا غیری کا دم بھرتا ہے۔ افسوس ہزار افسوس۔

بہرحال بتصریح فقہا سے بھی اظہر من الشمس ہے کہ نو برس کی عمر مین عورت بالغ اور جوان ہو سکتی ہے جس عمر مین شادی کرنا ہرگز قابل تعریض نہین ہے ۔

قولہ ص۵۲ عائشہ رضہ پر الزام زنا ۔ سورہ نور ع مین وارد ہوا ہے وہ جو لوگ لائے ہین یہہ بہتان تمھین مین ایک جماعت ہین یعنے مسلمان خلفاء راشدین کے رشتہ دار حضرت کے صحابیون مین طبقہ اولی والے تفسیر حسینی والا اُنمین سے پانچ کے نام بتاتا ہے وہ عبداللہ بن ابی کہ پیشوائے منافقان است زید بن رفاعہ حسان ابن ثابت شاعر مسطح بن اثاثہ پسر خالۂ ابوبکر صدیق رضہ حمنہ بنت جحش خواہر ام المومنین زینب کا قصہ اس کا حسینی و مدارجین یون لکھا ہے کہ غزوۂ مریسیع مین عائشہ حضرت کے ساتھہ تھین جب غزوہ سے فارغ ہوکر لوٹے ۔ ایک منزل پر عائشہ قضاے حاجت کے لئے گئین لوٹین تو معلوم ہوا کہ ایک ہار اُنکا گم ہوگیا پس وہ اُس کے ڈہونڈنے کو پھرین اِس اثنا مین لشکر حضرت کا کوچ کر گیا عائشہ کے ہودج کو لوگون نے شتر پر رکھا اُنکو یہہ خیال تھا عائشہ اِس مین بیٹھین ہین مگر عائشہ بالکل تنہا رہگئین لہذا اُس منزل پر رات بسر کی دوسرے روز ایک سپاہی لشکری نوجوان صفوان بن معطل کے ہمراہ لشکر محمد صاحب مین پہونچین

اقول ۔ مدارج النبوہ و تفسیر حسینی مین صفوان بن معطل کے وصف مین نوجوان کی لفظ نہین ہے ۔ یہہ مخاطب کی تحریف ہے ۔ بہرحال جب خدا تعالی پر اور اُس کے پیغمبرون پر لوگ جھوٹے اتہام کرنے سے باز نہ آئے تو حضرت عائشہ بیچاری کس حساب مین ہین ۔ قیل انّ الالٰہ ذو ولدٍ ۔ قیل انّ الرسول قد کہنا ۔ مانجی اللہ والرسول معًا من لسان الوری فکیف انا ۔ کم فہم لوگ خدا کو صاحب اولاد کہتے ہین مروجہ توریت مین خدا کی طرف بشریت کے افعال منسوب کئے گئے ہین خدا اور یعقوب سے کشتی لڑوائی

ہی خدائے تعالیٰ کو دو فاحشہ عورتون کا شوہر ٹھہرایا ہی۔ داؤد اور لوط پیغمبرونکو زانی بنایا ہے
بے عقل لوگ حضرتِ مریم کو خدا کی جورو کہتے ہین گروہِ یہود حضرتِ مریم پر زنا کا الزام
لگاتے ہین مخالفینِ اسلام حضرتِ محمد مصطفےٰ کو ساحر و گنہگار ٹھہراتے ہین۔ اگر بعض
منافقین اور اُن کی پیروی سے بعض مستضعف مسلمان بھی حضرتِ عائشہ پر تہمت زنا
کی کرین تو کچھ عجب نہین ہی۔

جاننا چاہیئے کہ جب حضرتِ عائشہ اپنے گم شدہ ہار کی تلاش مین لشکر سے چھوٹ
گئین اور صفوان بن معطل نے جو ہمیشہ لشکر کے پیچھے حضرت کے حکم سے رہتا تھا
اُنھین اپنے اونٹ پر سوار کرا کر لشکر مین پہنچا دیا تو اُسوقت عبداللہ بن اُبی کو جو ایک
بڑا منافق اور ہمیشہ اہل اسلام اور آنحضرت کی عداوت مین رہتا تھا ایک اچھا حیلہ
ملا۔ جس سے اُس نے حضرتِ عائشہ کو زنا سے متہم کر دیا اور چونکہ وہ صاحبِ
دولت اور ایک سرآوردہ آدمی تھا اس لیئے اُس کی اتباع کر کے چند بے عقل
مسلمان بھی بہک گئے اور اُس کی ترغیب سے اتہام مین اُس کے ساتھ شریک ہو گئے
مگر ہرگز کسی طرح کا ثبوت نہ پہونچا سکے بالآخر تمھین نے اپنے کردار کی سزا پائی اب مخالف
بھی اِس اتہام مین عبداللہ بن ابی کی شرکت دینا چاہتا ہی چنانچہ کہتا ہی۔

قولہ ص ۵۳ رات بھر عائشہ کا گم رہنا اور ایک نوجوان کے ساتھ لشکر کے عقب
مین پہونچنا اور قضاے حاجت اور گم شدگی عقد کی وجہ سے لشکر سے چھٹ جانا
اور کسی کو خبر نہونا اور پھر لوگون کا خالی اور پردہ جمین تمیز نکرنا حضرت کی کمسنی
اور جورو کا بارہ برس کی عمر کا ہونا یہہ سب ایسے قرینے تھے کہ لوگون کو یہہ خیال کرنا
پڑا کہ عائشہ صفوان بن معطل کے ساتھ مرتکبِ زنا ہوئی۔

اقول جتنی باتین مخاطب نے بیان کی ہین اسمین سے کوئی بات ایسی نہین جس سے زنا کا ثبوت ہو سکے - مین منصفین اور اہلِ دانش و فہم سے پوچھتا ہون اگر اسوقت کوئی آپ کے آگے ایسا مقدمہ پیش کرے یعنے ایک عورت صالحہ محصنہ رات کو حسبِ اتفاق ایک لشکر سے چھوٹ کر جنگل مین رہجاے اور صبح کو ایک سپاہی کے ہمراہ جو وہ بھی مرد نیک فاضل و عابد ہو (مدارج النبوہ ص ۲۲۱) لشکر مین پہنچے اور عورت جوان بھی ہو اور اُس کا شوہر ایک مردِ نیز بزرگ سن رسیدہ ہو - اور اس عورت کی پاکدامنی اور نیک رویگی سے سب لوگ واقف ہون - پھر چند آدمی اُس عورت پر زنا کی تہمت لگائین اور کوئی ثبوت نہ پیش کرین تو آپ لوگ کیا اُس عورت پر امرِ متہم کو ثابت ٹہرا کر قابلِ سزا جانین گے یا اُن اتہام کرنیوالون کو بارتکابِ جرمِ ازالہ حیثیتِ عرفی و توہین کے سزا دین گے - مین یقین کرتا ہون کہ کوئی عاقل اور منصف بجز اس کے کہ اُن متہمین کو اس نالایق فعل یعنے جھوٹے الزام کی لایق سزا دے اور کوئی فیصلہ نکریگا - اور بفرضِ محال اگر کوئی اس کے خلاف مین فیصلہ کرے تو جتنی عیسائی عورتین دنیا مین ہین اور وہ اپنی ملک و مذہب کے رسم و رواج کے موافق غیر مردون کے ساتھ اکثر تنہا رہ سکتی ہین اور رہتی ہین سب زنا کے الزام مین گرفتار ہو جائین اور فقط غیر مرد کے ساتھ تنہا رہنے کو وجہ ثبوت زنا کے لئے ٹہرا کر حاکم اُسے سزا دیگا پس اگر ایسا ہو تو تمام دنیا عیسائی محصنہ عورتون سے خالی ہو جائیگی - مگر کوئی منصف اور ذیعقل انسان اس فیصلہ کو کہ وہ عین ظلم ہے ہرگز جایز نہ رکھیگا - پھر کیون مخاطبِ متعصب ناحق کو بک بک کرتا ہے اور مقبولانِ بارگاہِ ازلی کی نسبت مضحکہ کرکے اپنی عاقبت کو برباد دیتا ہے - اور یہہ امر بھی قابلِ

لحاظ ہی کہ درحقیقت صفوان بن معطل عنین تھا چنانچہ مدارج النبوہ صـ۲۲۴ مین مرقوم ہی "و قسطلانی شارح بخاری میگوید کہ بتحقیق روایت کردہ شدہ است کہ وے حصور بود و آلت کار گر نداشت مگر مثل ریشہ" اسی لئے خود صفوان نے کہا ہی کہ مین نے کسی عورت سے مقاربت نہین کی ہے۔ مدارج صـ۲۲۴ مین مسطور ہی "و صفوان بن معطل میگفت سبحان اللہ سوگند بخدائے کہ ذات مین در دست اوست برنداشتہ ام پردۂ ہیچ زنی را یعنے جماع نکردہ ام با ہیچ زنی"

قولہ صـ۵۴ مسلمانون کی ایک جماعت کا عائشہ کی نسبت اسطرح کا خیال ہونا تمام قرینے اس قسم کے تھے کہ خود حضرت بھی اپنی پیاری بیوی سے بدظن ہوئے اور کامل ایک ماہ تک بول چال بند کرکے منکر طلاق عائشہ مین رہے۔

اقول قابل نظر ہی کئی وجوہ سے **اول** یہہ کہ مسلمانون کی ایک جماعت سے مراد غیر منافقین ہین تو وہ تین یا چار ہی شخص تھے جنکا ذکر پہلے ہوچکا۔ اور باقی منافقین اور قرآن شریف مین جو عصبۃ منکم وارد ہوا ہی ہرچند عصبہ کے معنی تصریح صاحب مدارج ایسے گروہ کے ہین جس مین دس یا دس سے زیادہ آدمی ہون۔ مگر منکم سے مراد کل پکے مسلمان نہین ہین۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہین جو بظاہر اسلام مین داخل تھے جنمین مسلمان اور منافقین دونون شریک ہین۔ چونکہ منافقین مسلمانون کے ساتھ رہتے تھے اور بظاہر تمام احکام مین شریک اسلئے خداوند عالم نے سب کو ملا کر منکم ارشاد فرمایا اس طرح سے اور مقامات پر بھی قرآن مین وارد ہوا ہی جسکو قرآن شریف پڑھنے والے اور تفسیر جاننے والے جانتے ہین۔ پس لفظ عصبۃ منکم سے ثابت نہین ہوتا کہ وہ تہمت کرنے والے مسلمان تین یا چار سے زیادہ تھے

ان

ہان منافقین البتہ زیادہ تھے چنانچہ مدارج النبوۃ ص۲۱۹ مین مسطور ہی کہ "بنا گاہ گذر ایشان (یعنے گذر عائشہ بسمراہی صفوان) بمنزل گاہ اہل نفاق افتاد کہ عبداللہ بن ابی منافق و موافقان و توابعان او در آنجا نزول کردہ بود ند پس دراز کردند اہل افک زبان را" اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ابتداءً اہل افک یہی منافق تھے اور چند مستضعف یا کم فہم مسلمانون نے بھی ان کی متابعت کی۔ اور امامیہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ تہمت کرنے والے منافق ہی تھے۔

حیات القلوب ص۳۹۵ مین اس قصہ کے بیان مین مذکور ہے "پس عبداللہ بن ابی و گروہے از منافقان گماہائے ناسزا بردند" اور منافقین کی متابعت کرکے چند مسلمان بھی اس افک مین شریک ہوے ہون تو کچھ عجب نہین۔ اس لئے کہ تمام مسلمان معصوم نہ تھے اور ہر غیر معصوم سے لغزشین ہو جاتی ہین۔ شیطان ہر آدمی کے لئے عدو مبین ہی اور ہمیشہ تاک مین رہتا ہی ذرا سی غفلت مین گمراہ کر دیتا ہی علاوہ اسپر حب دنیا اور طمع مال بہت بری شئی ہے ممکن ہی کہ عبداللہ بن ابی منافق نے کہ صاحب دولت کثیر تھا۔ آنحضرت کی عداوت سے چند دنیا طلب مسلمانون کو طمع دلا کر بہکا دیا ہو۔

دوسرے یہہ کہ مخاطب نے جو کہا ہے کہ "حضرت بھی بدظن ہوئے" غلط ہی کیونکہ کوئی وجہ ظاہر ایسی نہین ہی جس سے ثابت ہو کہ حضرت نے ظن بد کیا تھا اور حضرت کی کم التفاتی جو چند روز تک عائشہ کی نسبت مین رہی اسکی دلیل گردانی جائے تو غیر مسلم ہی کیون کہ ممکن ہی کہ حضرت نے اس واسطے کم التفاتی کی ہو کہ۔ عائشہ کیون ایک گم شدہ ہار کے لئے اپنا اونٹ چھوڑ کر چلی گئین اور کیون عقل سے کام نہ لیا جس سے منافقین کو اتہام کا موقع نہ ملتا۔ اور نیز ہو سکتا ہی کہ حضرت کی چند روزہ

کم التفاتی اس لئے کہ تا عائشہ اپنی برائت یا اور لوگ جو عائشہ کے حال سے واقف تھے عائشہ کی برائت بادلیل ظاہر کریں جس سے متہمین کی زبانیں بند ہوں۔

قولہ ص ۵۴ حضرت علی نے ضمناً حضرت کو یہی صلاح دی کہ آپ عائشہ کو طلاق دیجئے اور اُس کی جگہ اور نکاح کیجئے (ایضاً قولہ) علی نے سکوتِ سخن شناس کیا

اقول محض مکر اور عام فہمی ہے کہ مثل لاتقربوا الصلوٰۃ کے آدھی روایت بیان کی اور آدھی کو چھوڑ دیا۔ فی الحقیقت حضرت علی نے نہ محض طلاق کی مشورت دی نہ سکوت کیا۔ ہم اس مقام پر ایک صحیح روایت سنی کی اور ایک معتبر روایت شیعہ کی نقل کرتے ہیں جس سے دروغ بیانی و فریب مخاطب ظاہر ہو۔

مدارج النبوہ ص ۲۲۰ میں شیخ عبدالحق دہلوی کہتے ہیں "علی گفت یا رسول اللہ تنگ نہ ساختہ است خدا تعالیٰ بر تو زنان را غیر عائشہ بسیار اند و بپرس جاریہ یعنے بریرہ را کہ خدمتِ عائشہ را میکرد تا راست بگوید یعنے احوالِ عائشہ را پس طلبید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بریرہ را و فرمود اے بریرہ آیا دیدۂ تو از عائشہ چیزی کہ در شک اندازد ترا۔ گفت بریرہ کہ سوگند بآن خدائی کہ فرستادہ است ترا بحق ندیدم بر عائشہ امر یرا زیادہ از آن کہ وے دختر کی ست خرد سال" اور حیات القلوب ص ۳۹۶ میں علامہ مجلسی لکھتے ہیں کہ حضرت امیر نے بعد کلام اول کے کہا "و اگر خواہی احوالِ او را از کنیز او معلوم کن چون حضرت کنیز او را طلبید او شہادت بر برائتِ او داد"

دونوں عبارتوں کا حاصل ایک ہے۔ عقلا سمجھ سکتے ہیں کہ اس جواب میں حضرت امیر کی محض رائے طلاق نہیں ہے ظاہر ہے کہ جب آپ نے دیکھا کہ آنحضرت اس مفہ

مقدمہ مین متفکر ہین تو وجوبات کہ مقتضاے شریعت تھی وہ عرض کی یعنے کہا کہ فکر کا کوئی مقام نہین اگر آپ چاہین تو بغیر تحقیق ان کے عوض مین دوسرا نکاح کر سکتے ہین۔ اور اگر تحقیق منظور ہو تو عائشہ کا حال اُن کی کنیز سے پوچھئے۔ اگر حضرت علی فقط اتنا کہدیتے کہ عائشہ اِس تہمت سے بری ہین تو اس سے حضرت علی کا محض حسن ظن ثابت ہوتا۔ مگر متہمین کے نزدیک اِس قول سے حضرت عائشہ کی برائت ظاہر نہ ہوتی۔ اِس لئے آپ نے ایک ایسی معقول وجہ برائت پیش کی جس سے بالکل اطمینان دوست دشمن ہو جاے۔ یعنے کنیز سے دریافت کرنے کو عرض کیا۔

یہہ امر قرین قیاس ہو کہ اکثر بلکہ ہمیشہ بی بیون کے حال سے اُنکی کنیزین پوری طرح واقف ہوتی ہین اور اُن کا رویہ جیسا ہو وہ کنیزون سے کسی طرح پوشیدہ نہین رہتا۔ اسیطرح حضرت امیر نے خیال فرمایا کہ چونکہ بُریرہ عائشہ کی حالات سے واقف ہو اور وہ مسلمان بھی ہے اور آنحضرت کو پیغمبر جانتی ہے اِس لئے آپ کے روبرو ہرگز جھوٹ نہ کہیگی۔ پس جب بریرہ عائشہ کی اصلِ حالت یعنے پاکدامنی اور نیک رویگی جس سے وہ قطعاً متصف تھین بیان کردیگی تو علاوہ آنحضرت کی فکر دفع ہونے کے منافقین کی زبان بھی بند ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بریرہ نے عائشہ کی پاکدامنی قسمیہ بیان کردی۔ پس اِس سے صاف ظاہر ہو کہ جو مخاطب نے صہ ۵۶ مین کہا ہو "حضرت علی۔ اس معاملہ کو ناگفتہ بہ سمجھکر طلاق کی صلاح دیرہے ہین اور الزام زنا کی تصدیق فرماتے ہین"

سراسر جھوٹ اور بالکل حضرتِ امیر پر افترا ہے۔ القصہ بلحاظ اس کے کہ کسی کو کوئی شک باقی نہ رہے اور متہمین کی دروغ گوئی سب پر ظاہر ہو اور آنحضرت

سے یہہ نقصت بالکل دفع ہوجائے خداوندِعالم نے کئی آیتین حضرتِ عائشہ کی برائت مین اور متہمین کی مذمت مین نازل فرمائین ۔

قولہ نقلِ کفر کفر نباشد خدا کو بھی اطمینان اس کے بعد ہوا بقول چندین مدت خدائی کردی جھٹ آسمان سے آیت نازل کی کہ عایشہ پاک ہی اور مسلمان جھوٹے ۔

اقول عجب مہمل عبارت ہی جسکے معنی ندارد اگر مطلب یہہ ہی کہ معاذاللہ آنحضرت نے کہا ہی کہ "خدا کو اطمینان اس کے بعد ہوا" اور اس قول کو مخاطب نقل کرکے نقلِ کفر کفر نباشد کہتا ہی تو صریح کذب اور بہتان ہے ۔ اور اگر خود اپنا عقیدہ بیان کرتا ہے تو پھر نقلِ کفر کہنا بیجا ۔ خود ہی تو کفر بکتا ہی نقل کس کی کرتا ہی ۔ اور یہہ جو کہا ہی کہ "مسلمان جھوٹے" تو ہم کا قصور ہی بلکہ منافقین جو بظاہر مسلمان کہلاتے ہین وہ جھوٹے ہین اور اُن کے پیرو ۔ نہ کہ مسلمان ۔ اور در پردہ یہہ جو طعن ہی کہ خدا نے کیون اتنے دنون کے بعد یہہ آیتین نازل فرمائین پہلے ہی کیون نہین عائشہ کی برائت ظاہر کردی ۔ تو اس کے جواب کئی وجوہ سے دئے جاتے ہین ۔

اول یہہ کہ خدائے تعالی نے منافقین پر ختمِ حجت فرمائی کہ وہ ایسا نہ کہین کہ اگر کچھ مدت ہمکو ملتی تو ہم وجہِ ثبوت پیش کرتے ۔ پس جب ایک مہینے تک وہ امرِ متہم کو ثابت نہ کرسکے اُسوقت اُن کی مذمت اور عائشہ کی برائت نازل کی گئی ۔

دوسرے یہہ کہ آنحضرت نے اِس مدت تک اِس مقدمہ کو کہ وہ آپ کے خانگی امور سے متعلق تھا فوراً خدا سے رجوع نکیا بلکہ بظاہر شرع اسکی تحقیقات فرماتے رہے اور جب موافقِ شرع حضرتِ عائشہ امرِ متہم سے بری ہوین تو خدا نے بھی اُس کی تصدیق فرمائی ۔

تیسرے یہہ کہ منظورِ خداوندِعالم یہہ تھا کہ سب پر ظاہر کرے کہ آنحضرت اپنے

اپنے امورِ خانگی مین خصوصاً مقامِ عرض و آبرو مین بھی تابعِ شریعت ہین کہ اول تحقیق بحسب شریعت ظاہر کرتے ہین اور پھر منتظرِ نزولِ وحی رہتے ہین۔ اِن وجوہ کے سوائے ممکن ہو کہ اور بھی مصلحتین خدائے تعالیٰ کی اِس تانی و تاخیر مین ہون۔

قولہ ص ۵۸ اتہام کا ثبوت ایسا تھا اور وجوہ الزام کا بیان ایسا مسکت کہ ایک ماہ تک حضرت کے لب پر مہر لگی رہے اور علی نے سکوت کیا اور محمد صاحب عائشہ سے توبہ کے مستدعی تھے۔ اِس سے بڑھکر ثبوت ہم آپکو کیا دین۔

اقول محض جہالت اور عناد ہی جو باعث ایسی یاوہ گوئی اور دروغ بیانی کا ہی۔ اے منصفو تمھین انصاف سے کہدو کہ ایک ماہ تک حضرت کے خاموش رہنے مین کیا اتہام کا ثبوت ہوسکتا ہی۔ کیا وہ مہمل شبہات جو پہلے مخاطب نے ذکر کئے ہین اِس الزام کو ثابت کر سکتے ہین۔ کیا اُن شبہات اور توہمات کو کوئی عاقل وجوہِ ثبوت کہہ سکتا ہی۔ ہرگز نہین۔ کوئی عاقل ایسا انصاف نہ کریگا اور کسی منصف کی عقل مین یہہ بات نہ آئیگی۔ اگر فقط شبہات اور توہمات سے ایسے امرِ عظیم کو کوئی ثابت سمجھے تو ایسے شخص کو کوئی منصف اور عاقل نہ کہیگا اور اُس سے زیادہ کوئی ظلم دنیا مین نہوگا۔ مگر مخاطب کو کون کہے جس شخص کو انصاف اور ایمان کا ذرہ بھر پاس نہو اُس سے ایسی باتین کچھ بعید نہین۔ اور جو مخاطب نے کہا ہو کہ "محمد صاحب عائشہ سے توبہ کے مستدعی تھے" محض فریب ہی۔ کیونکہ آنحضرت مطلقاً توبہ کے مستدعی نہین ہوئے۔ بلکہ شرط لگائی کہ اگر تم سے کوئی خطا صادر ہوئی ہے تو خدا سے طلبِ آمرزش کرو۔ اور یہہ شرط خود دلالت کرتی ہے کہ حضرت کے نزدیک وہ گناہ ثابت نہ تھا۔ اور علاوہ اسپر اِس کلمہ مشروط سے پہلے حضرت نے جو

الفاظ فرماے ہین اُن سے صاف ظاہر ہو کہ حضرت کے نزدیک وہ الزام بالکل ثابت نہ تھا۔ مگر مخاطب نے فریبِ عوام کے لئے محض جھوٹ کا مرتکب ہوکر نہ شرطِ مذکور کا ذکر کیا نہ حضرت کے پورے کلام کی نقل کی۔ مدارج النبوہ صـ ۲۲۲ مین مرقوم ہو کہ حضرت نے فرمایا وے اے عائشہ تیری طرف سے میرے پاس لوگون نے ایسی ایسی خبرین پہونچائی ہین پس اگر تو پاک اور بری ہو تو قریب ہو کہ خدا بھی تجھے پاک کرے اور پاکدامنی کی خبر دے اور اگر تجھسے یہہ گناہ سرزد ہوا ہو تو توبہ کر،، انتہی ملخصاً پس یہہ کلام حضرت کا صاف دلالت کرتا ہو اِس امر پر کہ حضرت کے نزدیک وہ الزام بالکل ثابت نہ تھا۔ اور جو کہا ہو کہ وحی نے سکوت کیا،، پس محض بہتان ہے جسکا بیان پہلے ہوچکا۔

اور جو مخاطب نے حکیم نورالدین صاحب کی یہہ عبارت صـ ۵۲ مین نقل کی ہو کہ ،، عائشہ کا اتہام صرف اتہام ہو جس کا کوئی ثبوت نہین۔ اپنے گھر مین دیکھئے ایک کنواری کے رحم مین سے لڑکا پیدا ہوا۔ ایک متہم ہوی اور اتہام لگانے والے وجوہ اتہام کے بیان سے عاجز آئے۔ اور دوسری متہم ہوی اور کنوارے پن مین بقول عیسائیون کے لڑکا جن چکی پھر بدنامی سے بچ گئی اور روح القدس سے حاملہ کہلائی،، فصل الخطاب صـ ۱۶۲

اور پھر جو اُس کے جواب مین حضرت مریم کی تنزیہ کے لئے صـ ۵۸ مین قرآن شریف کی آیتین پیش کی ہین وہ محض سوء فہمی ہو کیونکہ اہلِ اسلام حضرت مریم کو قطعاً پاک اور معصومہ جانتے ہین۔

حکیم نورالدین صاحب کا مطلب یہہ معلوم ہوتا ہو کہ عیسائی اپنے مخالفین پر یعنے یہود

یہود و مجوس اور بت پرستون پر حضرتِ مریم کی پاکیزگی اور عصمت کو کسی دلیلِ عقلی سے
ہرگز ثابت نہین کر سکتے ہان مسلمانون کی کتاب یعنے قرآن کا بدلیل معجزۂ فصاحت و
عدمِ امکانِ جواب و اخبارِ غیب وغیرہ کلام خدا ہونا یقینی ہی پس جو مطالب اسمین بیان
کئے گئے ہین وہ بھی یقینی ہین اور چونکہ حضرتِ مریم کی طہارت اور تنزیہ قرآن شریف
مین مذکور ہی لہذا ہمکو یقین ہی اور اپنے مخالفین کو بھی اُسی معجزہ قران وغیرہ سے ہم یقین
دلاتے ہین کہ حضرتِ مریم معصومہ اور طاہرہ تھین - لیکن جب تک کہ کوئی شخص اسلام
کا معتقد نہو تب تک حضرتِ مریم کی طہارت ثابت نہین کر سکتا - توریت و انجیل کے
ثبوت مین کوئی نشانی یا معجزہ نہین رکھا گیا علی الخصوص مروجہ بائبل ایسے غیر مہذب مضامین
پر مشتمل ہی جو کلامِ خدا یا نبی کے شایان نہین ہی علاوہ اور امور کے جو آیندہ بیان ہونگے
ایک مقام پر حضرت داؤد (معاذ اللہ) دو فاحشہ جورُو نکا حال ایسے الفاظ مین لکھا ہی جس
کی نقل مین نہایت شرم آتی ہی - مگر واسطے عبرتِ ناظرین کے بطورِ خلاصہ اُسے نقل کرتا ہون
حزقی ایل نبی کہتے ہین کہ "خدا کا کلام مجھے پہونچا اُس نے کہا کہ اے آدم زاد
دو عورتین تھین جو ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوین اُنھون نے مصر مین زناکاری
کی وے اپنی جوانی مین یار باز ہوین وہان اُن کی چھاتیان ملی گئین اور وہان اُن کے
کنوار کے پستان چھوئے گئے اُنمین کی بڑی کا نام اہولہ اور اُس کی بہن اہولیبہ اور وے میرے
جوروان ہوین اور اہولہ نے جن دنون مین وہ میری تھی چھنالا کرنے لگی اور اپنے یارون
پر یعنے اسوریون پر جو ہمسایہ تھے اور سب دلپسند جوان اور سوار تھے اور ارغوانی پوشاک
پہنے ہوئے تھے عاشق ہوئی اور اُن سب کے ساتھ چھنالا کیا اُسنے ہرگز اس زناکاری
کو جو مصر مین کی تھی نہ چھوڑا - اس لئے مین نے اُسے اُس کے یارون کے ہاتھ مین

کر دیا اُنھون نے اُسے تلوار سے مار ڈالا سو وہ عورتون کے درمیان انگشت نما ہوئی۔
اور اُس کی بہن اہولیبہ نے یہہ سب کچھہ دیکھا پر وہ شہوت پرستی مین اُس سے بدتر
ہوئی اور اُس نے اپنی بہن کی زناکاری کی نسبت زیادہ زناکاری کی۔ تب جیسا میرا
جی اُس کی بہن سے ہٹ گیا تھا اُس سے بھی ہٹا تس پر بھی اس نے اپنی جوانی کے دنون
کو یاد کر کے جب وہ مصر مین چھنالا کرتی تھی زناکاری پر زناکاری کی سو وہ پھر اپنے اُن
یارون پر مرنے لگی جن کا بدن گدھون کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑون کا سا انزال
تھا" الی آخرہ دیکھو کتاب حزقی ایل نبی باب ۲۳ اِس باب مین نہایت طولانی عبارت
مین یہہ قصہ لکھا ہوا ہے۔

بہرحال ذرا صاحبان فہم وحیا غور فرمائین کہ کیسے ناشایستہ الفاظ و مضامین مین یہہ
قصہ درج ہو اور کسطرح خدائے پاک کو دو فاحشہ عورتون کا شوہر بنایا ہو پھر کس صراحت
کے ساتھہ اُن عورتون کی بدکاریون کو بیان کیا جس کو نقل کرتے ہوئے حیا دامنگیر
ہوتی ہو۔ طرفہ اسپر یہہ ہو کہ اُسے خدا کی کتاب مانتے ہین اور اس کو مقدس کا لقب
دیتے ہین۔

اور بعض لوگ جو کہتے ہین کہ حزقی ایل پیغمبر نے دو قومون کو یعنے **سمرون و یروسلم**
کو خدا کی جورون سے استعارہ کر کے اُن کا حال بیان کیا ہو چنانچہ اسی کتاب کے
باب ۲۳ آیت ۴ مین مرقوم ہو کہ "ان مین کی بڑی کا نام اہولہ اور اُس کی بہن اہولیبہ
اور وے میری جورو ان ہوین اور بیٹے اور بیٹیان جنین اُن کے یہہ نام اہولہ سمرون
اور اہولیبہ یروسلم" **پس** اول تو جو کچھہ تفصیل اُن عورتون کے حال کی بیان
کی گئی ہو وہ کسی قوم یا ملک پر اصلا صادق نہین آتی جو کل استعارے صحیح ہوسکین اور

اور ثانیاً علی التنزل والتسلیم ایسے مضامین اور الفاظ ہرگز کلامِ الٰہی یا کلامِ نبی کے شایان نہین ہین پھر کیونکر وہ خدا یا پیغمبر سے منسوب ہو سکتے ہین۔

قولہ ص ۵۹ چہارم حفصہ کے حالات۔

اقول اس بیان مین جو کچھ امیر علی صاحب کی تحریر ہے یعنے وہ حفصہ کا شوہر غزوۂ بدر مین مارا گیا تھا اور آپ اپنے باپ کی طرح ایسی آتش مزاج تھین کہ اُن کے خوشگار دن کو اُن سے عقد کرنے کی جرأت نہوتی تھی اُن کے والد اُن کے اتنی مدت بیوہ رہنے سے عاجز آ گئے تھے اور پہلے حضرتِ ابوبکر بعد ازآن عثمان کو پیامِ عقد بھیجا مگر دونون صاحبون نے نہ قبول کیا اُسوقت حضرت عمر کو ایسا طیش آیا کہ تمام مسلمانون کو باہمی جنگ وجدال کا اندیشہ ہوا جب یہہ نوبت پہونچی اُسوقت آنحضرت نے پدرِ حفصہ کے غیظ کو فرو کرنے کے لئے اِن سے عقد کیا" اِس کا اکثر مضمون کتبِ صحاح وغیرہ سے مستنبط ہے۔

اور مخاطب نے جو امیر علی صاحب کی تحریر کی بنا پر اپنی عادت کے موافق مضحکہ اور طعن کیا ہے لایقِ جواب نہین۔ حضرت نے جو حفصہ سے نکاح کیا تالیفِ قلب کے لئے تھا۔ جس کا خیال حضرت کو اکثر رہا کرتا تھا۔

قولہ ص ۶۱ اُمِّ حبیبہ ام سلمہ زینب ملقب بہ اُمّ المساکین (سید امیر علی صاحب کہتے ہین) اِن تین ازواج سے جو بیوائین تھین آپنے اسواسطے نکاح کیا کہ مشرکین کی عداوت سے اِن کا کوئی والی وارث نہ باقی رہا تھا اور اُن کے اعزا انکا تکفل نہ کر سکتے تھے" یہہ بالکل غلط ہے اِنمین ایک تو اُمِّ حبیبہ ہے جو ابوسفیان کی بیٹی ہے جو بیسون بیواؤن کو پال سکنے کی مقدرت رکھتا تھا۔ مگر نہین اُمِّ حبیبہ حبش مین تھین حضرت

نے اُسکو حبش سے بلا کر عین اُسوقت جبکہ اُس کا باپ آپ سے جنگ کر رہا تھا اُس سے نکاح کیا۔ ایک غرض اُس سے شاید یہہ بھی تھی کہ ابوسفیان کو نیچا دکھلائین اور یہہ بھی امید ہوگی کہ اب وہ مجھے اپنا داماد سمجھکر دشمنی ترک کر دے۔

اقول ہرچند ابوسفیان کو مقدرت تھی مگر چونکہ ام حبیبہ مسلمان ہوگئی تھین اسلئے ابوسفیان اسلام کی عداوت سے ہرگز انکا متکفل نہین ہوسکتا تھا اور نہ ام حبیبہ اُس کے تکفل کو قبول کرسکتی تھین پس سید امیر علی صاحب کا قول نہایت درجہ بے اور نیز وجہ قوی یہان یہہ تھی کہ حضرت کو خیال تھا کہ ابوسفیان جو ایک بڑا دشمن حضرت کا اور تمام مسلمانون کا ہر سبب اس نکاح کے عداوت سے باز آوے اور لڑائی سے دست بردار ہو جو طرفین کی جانون کی حفاظت کا سبب ہر۔ جس کا خود مخاطب معترف ہر پس ایسی وجہ کو جو عقلا کے نزدیک نہایت ضروری اور عین مصلحت ہر تعریضاً بیان کرنا بجز عداوت یا سوء فہمی کے اور کسی چیز پر حمل نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۶۲ ششم۔ دوسری عورت اُم سلمہ کا بھی ایسا ہی حال ہر کہ وہ ہرگز بے والی وارث نہ تھین۔

اقول سید امیر علی صاحب کہتے ہین کہ ان کا کوئی والی وارث نہ تھا اور اگر کوئی ہو بھی تو اُنکی پرورش کا تکفل نکرتا تھا۔ اور مخاطب صاحب فرماتے ہین کہ اُن کا والی وارث تھا۔ اب بار ثبوت مخاطب کے ذمہ ہر کیونکہ مخاطب مدعی اور مثبت ہر اور دو امرونکا ثبوت چاہیئے ایک تو والی وارث ہونے کا دوسرے تکفل کرنے کا ظاہر معلوم ہوتا ہر کہ مخاطب سے یہہ ممکن نہین اس لئے کہ اگر کسی والی وارث کا پتا مخاطب کو ملتا تو شاں ابوسفیان کے یہان اُس کا بھی نام لکھدیتا۔ اور جب کسی والی وارث

اور

اور تکلف کا ثبوت نہین ہر تو امیر علی صاحب ہی سچے ہین۔

قولہ ص ۶۴ ہفتم۔ ام المساکین اس عورت کا حال اسقدر ہر کہ یہہ حضرت کے ساتھہ تین یا چار ماہ رہکر مرگئی اس کی نسبت مشہور ہر کہ اس نے اپنا نفس حضرت کو یون ہی فی سبیل اللہ بخشدیا تھا۔

اقول پھر تمھارا کیا اجارہ ہر جس سے بُرا لگتا ہر۔

قولہ ص ۶۴ ہشتم زینب بنت جحش۔

اقول جاننا چاہئے کہ زینب بنت جحش کی حالات کے بیان مین مخاطب نے بہت طول دیا ہر اور آنحضرت کی نسبت جنکی ذات مقدس معائب سے بری تھی سخت نالایق الزام لگائے ہین اور دشنام دہی اور یوچ گوئی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا ہم اس کے الزامات کے جواب قوی وجھون سے منصفین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرین گے انشاء اللہ تعالی۔

قولہ ص ۶۴ شہوت ایک دیو ہر جب یہہ بسبب کسی کے سر چڑہتا ہر تو پھر حیا وننگ و ناموس کیسا اس کی پاک زندگی پر بڑے بڑے دھبے لگا دیتا ہر جنسے دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق بنتا ہر۔ اس فصل مین ہم جو حالات آنحضرت کے لکھین گے وہ اس مقولہ کی ایک زندہ عبرت بخش نظیر ہین۔

اقول تعالی جنابہ عن ذالک علوا کبیرا۔ ہمین بے انتہا افسوس مخاطب کے حال پر آتا ہر اور نہایت حیرت ہوتی ہر کہ اس نے کیون اسقدر جناب رسالتمآب صلعم کی عداوت مین کمر باندہی ہر اور کیون اتنی ناحق کوشی کرتا ہر۔ ہان سمجھہ ہر دنیا بہت بری چیز ہر جب محبت زر و مال کی اور طمع جاہ و حشم کی اور حرص ملک و دولت کی آدمی کے

دلمین پیدا ہو جاتی ہو تو پھر اُسے نہ اپنی عاقبت کا کچھہ خیال رہتا ہو اور نہ ایمان کا پاس
لذتہاے فانی اور خواہشہاے نفسانی کے استیعاب کی غرض سے ضلالت کے
پردے آنکھون پر پڑ ہی جاتے ہین پھر اُسے حق و باطل کچھہ سوجھتا نہین۔ اسی دنیا واہل دنیا
کی محبت مین لوگون نے بہت سے پیغمبرون کو شہید کر ڈالا ایک زن زانیہ کی خوشنودی
کے لئے یحیی پیغمبر کا سر کاٹا گیا زکریا مار ڈالے گئے جتنی برائیان جہان مین واقع
ہوئی ہین اکثر دنیا کی محبت مین واقع ہوئی ہین ہمارا مخاطب چند روزہ عیش زندگانی
اور ناپایدار دنیا کی حرص و ہوا مین اسقدر مغرور ہو گیا ہو کہ اُسے کچھہ بھی اندیشہ عاقبت
نرہا متاع قلیل فانی کے عوض مین دولت باقیہ دین کو بیچ ڈالا۔ اتنے بہتان تو کسی
کافر نے نہ کئے ہون گے جتنی باطل تہمتین مخاطب نے محض قساوت قلبی سے
آنحضرت کی شان اقدس مین کی ہین اور اُن تہمتون کا باطل ہونا اور ان الزامون کا
جھوٹا ہونا اسقدر ظاہر و باہر ہے کہ خود محققین عیسائی اس کے معترف ہین چنانچہ
جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب اپولوجی فار محمد کے دیباچہ کے شروع مین کہتے ہین
وہ اس کتاب کی تصنیف سے میری غرض یہہ ہو کہ آنحضرت کے وقایع عمری پر جو
جھوٹے الزامات اور بے انصافانہ بہتان ہوئے ہین انکو رفع کرون اور یہہ ثابت
کرون کہ آپ فی الحقیقت خلق اللہ کے بڑے مربی اور نفع رسان تھے۔ وہ
مصنف جنھون نے تعصب مذہبی کے سبب سے اس محی عبادت واحد مطلق کے
شہرہ پر داغ لگایا ہو اُنھون نے یہی نہین ظاہر کیا کہ ہم نامنصف اور اُس عدل سے
خالی ہین جس کی اتباع کے واسطے حضرت عیسی نے اسقدر شد و مد سے تاکید فرمائی
ہو بلکہ اُنھون نے اپنی رائے مین بھی غلطی کی ہو" الخ دیکھو تائید المحمد مطبوعہ ۱۸۹۱ء عیسوی مطبع

مطبع اسلامیہ پریس لاہور ص ۱ اس عبارت سے چند فائدے حاصل ہوتے ہین
اوّل یہہ کہ آنحضرت پر آپ کے مخالفین نے جتنے بہتان کئے ہین سب بے اضافانہ
ہین اور جتنے الزام لگائے ہین سب جھوٹے ہین۔ دوسرے یہہ کہ آپ حقیقت مین
خلق اللہ کے بڑے مربی اور نفع رسان تھے تیسرے یہہ کہ آپ کی ذات پر جنھون نے
اعتراض کیا ہی وہ سب متعصب اور نامنصف ہین اور محض تعصب کی راہ سے اعتراض
کیا ہی چوتھے یہہ کہ آنحضرت پر اعتراض کرنے والے حضرت عیسی کی مخالفت کرتے
ہین پانچوین یہہ کہ ان اعتراضون مین سب نے اپنی رائے مین غلطی کی ہی۔ پس بندہ
کہتا ہی کہ ان جھوٹے الزامات اور باطل بہتانات کی بہت سخت سزا بروز بازپرس
تقسم حقیقی تمام معترضین کو جن مین مخاطب بھی شریک ہی کبھی نہ دیگا۔ وسیعلم الذین ظلموا
ای منقلب ینقلبون۔

اے مخاطب تم ہمارے حضرت پر طعن کرنے کے لئے لکھتے ہو کہ "شہوت ایک
دیو ہی جب یہہ کسیکے سر چڑھتا ہی تو وہ دنیا مین رسوا اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق
بنتا ہی" اور پھر کہتے ہو کہ معاذ اللہ "آنحضرت اس مقولہ کی ایک عبرت بخش نظیر
ہین" حالانکہ آنحضرت کی ذات مقدس بیشک وشبہہ ان عیوب سے بالکل پاک
تھی اور آپ نے جو زینب سے نکاح کیا تھا وہ بعد طلاق شوہر اوّل اور محض حکم خدا
سے کیا تھا جس کا بیان آیندہ عنقریب آتا ہی انشاء اللہ تعالی مگر نہین معلوم تم اپنے
پیغمبر داؤد کی نسبت مین کیا کہتے ہو مین سمجھتا ہون کہ ضرور انکو تم دنیا مین رسوا اور
آخرت مین عذاب الیم کا مستحق جانتے ہوگے کیونکہ بنص توریت جسکی تفصیل عنقریب
آتی ہی داؤد نے اوریا کی جورو سے زنائے محصنہ کیا اور اوریا جو ایک پکا دیندار تھا

اپنا زنا چھپانے کے لئے ناحق قتل کروالا۔

اور ایضاً لوط پیغمبر کو بھی عذابِ الیم کا مستحق سمجھتے ہوگے کیونکہ اُنھوں نے بنص توریت کہ اس کا بیان عنقریب آتا ہے اپنی دو بیٹیوں سے زنا کیا اعاذنا اللہ من ہذا الاعتقاد پس جب ان پیغمبروں کو عذابِ الیم کا مستحق سمجھنا تمھارے مذہبی اعتقاد میں داخل ہے تو حیف ہے ایسے مذہب و اعتقاد پر۔

قولہ ص ۶۴ دفعہ اول زید بن محمد۔ الخ

اقول اس دفعہ میں مخاطب نے کچھ ابتدائی حال زید ابن حارثہ کا لکھا ہے اور اُنکو آنحضرت کا متبنیٰ ثابت کرنے میں کوشش کی ہے ہرچند اس میں بہت گفتگو کی گنجایش ہے مگر ہم علی التنزل تسلیم کرکے کہتے ہیں کہ یہ متبنیت قبل اسلام کی تھی جسکو اسلام نے علی العموم منسوخ اور باطل کردیا۔ جس کا پھر کچھ اعتبار اسلام میں نہیں رہا۔ اور سورۂ نسا میں جہاں خداوند عالم نے زنانِ محرمہ کا ذکر کیا ہے ارشاد فرمایا ہے "وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم" یعنے اُن بیٹوں کی بی بیاں تم پر حرام ہیں جو تمھاری صُلب سے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ جو فرزند صلبی نہیں یعنے متبنیٰ ان کی عورتیں حرام نہیں ہیں۔

قولہ ص ۶۸ فقرۂ الذین من اصلابکم نکاح زینب کے بعد ملحق کیا گیا ہے چنانچہ حسینی میں ہے "چوں حضرتِ رسالت زینب را بعقدِ نکاح درآورد مشرکان عرب سرزنش کردند کہ زنِ پسرِ خود را خواستہ این آیت فرود آمد۔

اقول کئی وجوہ سے باطل ہے اوّل یہ کہ مخاطب کا دعویٰ ہے کہ "فقرۂ الذین من اصلابکم بعد ملحق کیا گیا ہے" جس سے ظاہر ہے کہ فقرۂ وحلائل ابنائکم پہلے

نازل ہوچکا تھا اور اپنے دعوی کے ثبوت پر صاحب تفسیر حسینی کا وہ قول پیش کیا ہے جس سے
صاف عیان ہے کہ وہ پوری آیت بعد نکاح زینب نازل ہوئی ہے۔ پس ناظرین کو معلوم ہوگیا
ہوگا کہ مخاطب کے دعوے کو دلیل سے اور دلیل کو دعوے سے کوئی نسبت نہین
ہے حیف ہے ایسی فہمیون اور دعوی ہاے باطلہ پر۔ دوسرے یہہ کہ صاحب تفسیر
حسینی کا یہہ قول بھی چونکہ در اصل موافق حدیث صحیح کے نہین اس لئے ہرگز لائق اعتنا نہین
تیسرے یہہ کہ اس قول پر کل مفسرین کا اتفاق بھی نہین علاوہ اس پر معلوم ہے کہ یہہ آیہ شریفہ
سورہ نسا مین ہے اور شان نزول دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ سورہ قبل نکاح زینب نازل
ہوا ہے اور جو آیت متضمن نکاح زینب ہے وہ سورہ احزاب مین ہے اور سورہ احزاب سورہ نسا
کے بعد نازل ہوا ہے اور تاریخ سے ثابت ہے کہ زینب کا نکاح آنحضرت سے ۵ھ ہجری
مین واقع ہوا پس سورہ نسا کی آیت کیونکر بعد نکاح زینب نازل ہوسکتی ہے۔ اور
ہم نے جو کہا ہے کہ سورہ نسا، زینب کے نکاح سے اور سورہ احزاب سے پہلے نازل
ہوا ہے یہہ امر علاوہ اس پر کہ آیتون کی شان نزول اور ان سورتون کے قصتون کی
تاریخ دیکھنے سے اور قول مفسرین سے ظاہر ہے مخاطب کے اعتراف سے بھی ثابت
ہے دیکھو امہات المومنین ص ۱۲۹ ۔ چوتھے یہہ کہ ہرچند دعوی الحاق بالکل
بے دلیل اور لغو ہے جس پر ہرگز اعتنا نہین ہوسکتی مگر ہم بخاطر ناظرین اس کے
بطلان کو تفصیل سے ثابت کرتے ہین ۔ پس کہتے ہین کہ دو حال سے خالی نہین
یا یہہ الحاق خود آنحضرت نے اپنی طرف سے فرمایا ہے یا آپ کے بعد آپ کے صحابہ نے
صورت اول باطل ہے بایں وجہ کہ آپ پیغمبر اور معصوم تھے اور جو پیغمبر ہو وہ ہرگز کلام
خدا مین اپنی طرف سے الحاق اور خدا پر افترا نہین کرسکتا۔ اگر کوئی کہے کہ یہہ دلیل

اُس شخص کے لئے تسکین بخش ہو جو حضرت کو پیغمبر برحق جانتا ہو مخالفین کیونکر اس دلیل کو تسلیم کرین گے۔ تو ہم کہین گے کہ پہلے گفتگو آنحضرت کی نبوت اور حقیت کے ثبوت مین کرنا چاہیئے الحاق اور عدمِ الحاق کی بحث بے فائدہ ہو اور آنحضرت کی نبوت بشاراتِ انبیاءِ سابق اور معجزاتِ متواترہ جس کا یقین ہر صاحبِ عقل کو کرنا لازم ہو اور معجزۂ قرآن اور دلیلِ عقلی سے ثابت ہو علاوہ اس پر جسوقت جو آیت نازل ہوتی تھی آنحضرت صحابہ کو سنا دیتے تھے اور وہ اُسی وقت اُس آیت کو لکھ لیتے تھے یا یاد کر لیتے تھے پس جب وہ آیت جس مین زنانِ محرمہ کا ذکر ہو نازل ہو چکی اور لوگون نے اُسے یاد کر لیا یا لکھ لیا۔ اور پھر ایک مدت کے بعد ایک فقرہ حضرت اُسمین الحاق کرتے تو اُسی وقت سب کو معلوم ہو جاتا اور وہ ضرور باعثِ شبہ صحابہ ہوتا اور صحابہ اعتراض کرتے اور اُس کا ذکر کتابون مین درج ہوتا۔ جب یہہ امر واقع نہوا تو معلوم ہوا کہ دعوی الحاق باطل ہو۔

اور صورتِ ثانی باطل ہو باین وجہ کہ تواتر اور اتفاق اہلِ اسلام سے یہہ بات ثابت ہو کہ قرانِ شریف مین کوئی لفظ کسی آدمی کا بڑہایا ہوا نہین ہو یہہ امر قطعی ہو کہ موجودہ قرآن منزل من اللہ ہو۔ اور متواتر ہو۔ اِس سے ظاہر ہے کہ دعوے الحاق صحابہ بھی باطل ہے۔

پانچوین یہہ کہ جب آیۂ وما جعل ادعیاءکم ابنائکم۔ بعد نکاحِ زینب نازل ہوا تو پھر الحاق کی کیا ضرورت تھی۔

چھٹی یہہ کہ چار صورتون سے خالی نہین یا یہہ کہ پوری وہ آیت جس مین زنانِ محرمہ کا ذکر ہو قبل از نکاحِ زینب نازل ہوئی ہے۔ یا بعدِ نکاحِ زینب۔ یا محض حلائل ابنائکم

ابنائکم الذین من اصلابکم بعد نکاح نازل ہوا ہی یا فقط الذین من اصلابکم بعد نکاح نازل ہوا ہے
صورت اول ہماری حجت ہی۔ اور صورتِ ثانی غلط ہی کیونکہ سورہ نسا قبل از طلاق
ونکاحِ زینب نازل ہوا ہی اور کوئی ضرورت نہ تھی کہ جو آیت بعد نازل ہوئی ہو وہ
پہلے سورہ مین داخل کیجاے جس طرح سے کہ آیۂ وما جعل ادعیائکم ابنائکم سورہ احزاب مین
ہے اُسی طرح وہ آیت بھی اُسی سورہ مین رہ سکتی تھی۔ اور علی التنزل اگر فرض کیجاے
کہ وہ آیۂ شریفہ بعد نکاح نازل ہوا۔ تب بھی کوئی تعریض کا مقام نہین اِس لئے کہ جب
خداوندِ عالم نے چاہا کہ متبنی کی زنِ مطلقہ کی حرمت باطل فرمادے تو پہلے آنحضرت کو زینب
سے نکاح کا حکم دیا اور پھر زنانِ محرمہ کے ساتھ فرزندِ صلبی کی زوجہ کی حرمت بیان فرمائی
اور صورت ثالث مثل صورتِ ثانی کے ہی علاوہ اس پر مخاطب کا یہہ دعوی ہی کہ فقط
فقرۂ الذین من اصلابکم بعد طلق کیا ہی نہ حلائل ابنائکم اِس صورت مین صورتِ ثالث
بالکل باطل ہوگئی۔ اور صورتِ چہارم وجہِ اول وچہارم وپنجم سے باطل ہی۔ فافہم ولا
تکن من الغافلین۔

قولہ ص ۶۸ حضرت نے اِس آیت کے قبل۔ تبنیت کی۔ اور اِس کے قبل
زینب کو لے لیا الخ۔

اقول کئی وجوہ سے منقوض ہی۔ اوّل یہہ کہ تبنیت بعثت سے پہلے کی تھی جسکو
حضرت نے اپنی شریعت اور دلیل قطعی عقلی سے توڑ دیا۔ اور شریعت مین حضرت کا
قول اور فعل دونون حجت ہین بشرطیکہ کسی فعل کا آپکے خصائص سے ہونا بدلیلِ خارج
ثابت نہو۔ ہم نہایت حیرت کرتے ہین مخاطب کی عقل پر کہ وہ طریقۂ استدلال سے
بالکل واقف نہین۔ آیا استدلال مسلمات خصم سے چاہئے۔ یا اپنے خیالات اور

توہمات سے۔ اگر مخاطب کو علم نہ تھا تو ضرور تھا کہ ساحتِ مناظرہ مین ہرگز قدم نہ رکھتا علمِ مناظرہ مین یہہ بات مسلّمہ ہو کہ ہر معترض کو اپنے اعتراض پر اور ہر مدعی کو اپنے دعوی پر مسلماتِ خصم سے دلیل لانا لازم ہو ورنہ اعتراض اور دعوی اس کا واہی اور باطل ہوگا۔ مانحن فیہ مین ہمارا مسلّم یہہ امر ہو کہ نکاح زینب کا آنحضرت سے موافق حکم خداوندِ عالم تھا اور یہ فعل حضرت کا مبطل رسمِ جاہلیت تھا۔

دوسرے یہہ کہ ہم نے سابق مین ثابت کر دیا ہو کہ آیۂ وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم۔ نکاحِ زینب سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔

تیسرے یہہ کہ خود خداوندِ عالم نے اس رسمِ جاہلیت کو توڑنے کے لئے اول حضرت کو زینب سے نکاح کا حکم دیا چنانچہ فرمایا ہو "فلما قضی زید منہا وطرا زوجنا کہا" یعنے جب زید زینب سے اپنی غرض پوری کر چکا یعنے طلاق دے چکا تو ہمنے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا اور اسکے پہلے فرما چکا تھا یا (علی الاختلاف) بعد فرمایا وما جعل ادعیاءکم ابنائکم یعنے تمھارے متبنی تمھارے بیٹے نہین ہین۔ اس سے رسمِ تبنیت کا بطلان صاف ظاہر کر دیا گیا پس جب حضرت نے بمتابعتِ آیۂ شریفہ بحکمِ خدا زینب سے نکاح کیا ہو خواہ پہلی آیت کے بعد نہ سہی دوسری آیت کے بعد سہی۔ اسمین کسیطرح کی تعریض نہین ہو سکتی۔

قولہ ص ۶۸ پس رسمِ عرب اور اپنی شریعت کے موافق بھی وہ (یعنے حضرت) ملزم ٹہرتے ہین۔

اقول۔ جو رسمِ عرب کہ خلافِ منشا خداوندِ عالم ہو اور خلافِ عقل ہو اور اس مین کئی نقصان موجود ہون جن کا ذکر عنقریب آتا ہو اور خدا سے تعالی عند الوقوع والقام

والمقام اسے باطل کردے اور اُس کے خلاف کا حکم دے تو اُس نامعقول رسم کی پابندی پر زور دینا بالکل یاوہ گوئی ہو اور جب بعد نزولِ آیہ و موافقِ حکمِ خدا حضرت نے نکاح کیا تو اُس کو آپ کی شریعت کے خلاف کہنا جھک مارنا ہو۔

قولہ ص ۶۸ دفعہ دوم زید و زینب کی ناچاقی (مولوی امیر علی صاحب کہتے ہین) کہ "اِس بی بی کو اس بات کا بڑا رنج تھا کہ میری شادی ایک آزاد کردہ غلام کے ساتھ کردی الغرض دونون مین باہم ملال اتنا بڑھا کہ ایک کو دوسرے سے نفرت ہوگئی" یہہ غلط ہو کیونکہ جو کچھ تامل زینب کو تھا بتحریر نکاح کے وقت تھا جب حکمِ خدا زینب نے سنا تو کہا کہ جب خدا یتعالی کی ایسی مرضی ہو تو مجھے انکار نہین پس کتنی بے انصافی ہو کہ زینب کو باوجود اس فرمان برداری کے یہہ مسلمان باغی بتائین۔ ملخصاً۔

اقول مولوی سید امیر علی صاحب زید کے نکاح کے بعد کا حال بیان کرتے ہین اور مخاطب نکاح سے پہلے کا ؎ برین عقل و دانش بباید گریست۔

یہہ تو مسلّم امر ہو کہ پہلے پہل زینب زید کے نکاح سے ناراض تھین اور جب خدا کا حکم حضرت کے ذریعہ سے پہونچا۔ راضی ہوگئین۔ مگر چون کہ حقیقت مین زید آزاد کردہ غلام تھے ہرچند بعد مین آنحضرت کے متبنی کہلاتے تھے مگر بسبب متبنی کہلانے کے وہ جو ایک غلامی کا نام آگیا تھا نہین مٹتا تھا اور شریف خاندان کی آزاد عورتون کو غلام سے نکاح کرنا اُسوقت بہت بُرا معلوم ہوتا تھا ہرچند خدا و رسول کے حکم سے زینب زید سے راضی ہوگئین۔ مگر رواجاً ممکن نہین کہ معاشرتِ شبانہ روزی مین زینب زید پر ایک آدہ طعن نکرتی ہون بہرحال اکثر کتبِ معتبرہ مین ہے کہ زید و زینب کے درمیان ناچاقی ہوگئی تھی چنانچہ مدارج النبوہ ص ۶۰۸ مین

مذکور ہے "پس میان زید و زینب ناسازگاری پیدا شد و از زینب کج خلقی نسبت بزید ظاہر شدن گرفت تا بغایتی کہ زید تنگ آمد و نزد آنحضرت رفت و از زینب شکایت کرد و گفت یا رسول اللہ میخواہم کہ زینب را طلاق دہم کہ با من بسیار تندخوئی می کند و زبانش بر من دراز گشتہ"

اب بندہ مولوی امیر علی صاحب کے قول کی تائید پر اور اس الزام کے بطلان پر ایک بڑے محقق عیسائی عالم کی شہادت پیش کرتا ہے۔ **جان** ڈیون پورٹ کہتے ہین کہ "اس مقام پر آنحضرت کے اُس الزام کا لکھنا اور ابطال ضرور ہے جو مخالفین تعصب مذہب کے باعث آپ پر لگاتے ہین وہ الزام یہہ ہے کہ حضرت نے اپنے پسر متبنی کی زوجہ مطلقہ کے ساتھ ناجائز نکاح کیا۔

حقیقت حال یہہ ہے کہ اسلام کے رواج سے پہلے اہل عرب کی رسم یہہ تھی کہ اگر کوئی آدمی اتفاقاً اپنی جورو کو مان کہہ اُٹھتا تو اُسوقت سے پھر اُس کے ساتھہ مقاربت نکرتا یا اگر کوئی آدمی اتفاقاً کسی لڑکے کو بیٹا کہہ بیٹھتا تو وہ لڑکا اُس کے صلبی لڑکے کے حکم مین ہو جاتا۔ مگر چونکہ ان دونون رسمون کو قرآن شریف نے منسوخ کر دیا تھا لہذا اگر کوئی آدمی اپنی جورو کو مان کہہ اُٹھتا یا اپنے پسر خواندہ کی زوجہ مطلقہ سے نکاح کر لیتا تو کچھہ مضائقہ نہ تھا۔ آنحضرت مسماۃ زینب سے زمانہ دوشیزگی مین بہت محبت رکھتے تھے اور زید پر بھی ایسے ہی مہربان تھے لہذا آپنے تجویز فرمایا کہ ان دونون کی شادی ہو جاے چونکہ شادی کے بعد انمین موافقت نہوئی۔ زید نے طلاق دینے کا ارادہ کیا حضرت نے بہت سمجھایا مگر اُس نے نہ مانا آپ نے اُسوقت دیکھا کہ یہہ الزام مجھہ پر ہوگا کہ مین نے اس سے شادی کر دی تھی اور آپ کو زینب کی گریہ وزاری اور

اور مصیبت پر بھی رحم آیا۔ چونکہ اور کچھ عوض آپ کے قبضہ مین نہ تھا آپ نے زید کے طلاق کے بعد خود شادی کر لی" تائید المحمد ص ۳۰ و ۳۱ اِس عبارت سے کئی فائدے حاصل ہوتے ہین۔ اوّل یہہ کہ زینب سے نکاح کرنے کا الزام محض تعصّب کی وجہہ سے ہی جو قابلِ اعتنا نہین اور باطل ہی دوسرے یہہ کہ رسمِ تبنیت کو قرآن شریف نے منسوخ کر دیا تھا۔ تیسرے یہہ کہ زید و زینب مین شادی کے بعد موافقت نہونیکی وجہہ سے زید نے طلاق دی۔ علاوہ اِسپر اگر محض رغبتِ خاطر سے آپ زینب کے ساتھہ نکاح کرتے تو قبل از عقدِ زید ہی کر سکتے جس مین کئی باتین ایسی حاصل تھین جو بعد عقدِ زید حاصل نہین تھین۔ اوّل یہہ کہ وہ باکرہ تھین دوسرے یہہ کہ وہ زید سے ناراض تھین اور آپ سے نکاح کرنے کے لئے راضی تھین۔ تیسرے یہہ کہ یہہ امر رسمِ عرب کے خلاف بھی نہ تھا جس سے کسی کے طعن کا خوف ہو۔ پس باوجود اِن اُمور کے نکاح نہ کرنا بہت قوی دلیل ہی اِس امر پر کہ آنحضرت کا نفسِ قدسی لوثِ شہوت سے بالکل پاک تھا۔ پس یہان سے مخاطب کے قول کا بطلان پوری طرح سے ظاہر ہو گیا۔

قولہ ص ۷۰ زید خود کہہ رہا ہی کہ زینب سے کوئی قصور نہین ہوا۔

اقول زید نے جو کہا کہ "زینب سے کوئی قصور نہین ہوا" اور مدارج النبوہ سے جو قول ابھی نقل کیا گیا ہی جس سے ظاہر ہی کہ زید نے حضرت سے زینب کی شکایت کی تھی۔ اِن دونو کلامون مین زید کے کچھہ تعارض نہین ہی۔ اِس لئے کہ زید کے کلام مین قصور سے مراد امرِ خلافِ عصمت ہی کہ وہ ہرگز زینب سے وقوع مین نہین آیا جس کی شکایت زید کو نہین ہی مگر تندخوئی اور شوہر سے بے اعتنائی اور کج بحثی اور عدم اطاعت بسبب غرورِ حسن و شرافتِ خاندانِ زینب اور غلامیِ زید کے ممکن ہی جس کی شکایت

زید نے آنحضرت سے کی۔

قولہ ص۔ جو قصور تھا وہ حضرت کا تھا الخ

اقول اے مخاطب تمکو تو کچھ عاقبت کا خیال نہین ہے اب تم جو چاہو کہو اس کے جواب مین ہم بغیر خاموشی کے کچھ نہین کہتے۔

قولہ ص۔ سید صاحب فرماتے ہین وہ شاید زید کی نفرت کا باعث زیادہ تر یہہ ہوا تھا کہ زینب نے چند کلمات کو جو آنحضرت کی زبان مبارک پر اُس وقت جاری ہوے تھے جب آپ کی نظر اتفاقاً پڑ گئی تھی ایسی طرز سے مکرر کہا کہ اُس کو کچھ عورتین ہی خوب جانتے ہین تفصیل اس کی یہہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت کسی ضرورت سے زید کے مکان پر تشریف لیگئے اور زینب کے چہرہ کو بے نقاب دیکھکر وہ کلمات فرمائے تھے جو فی زمانہ ہر ایک مسلمان کسی خوبصورت تصویر یا لعبت کو دیکھکر بے اختیار کہنے لگتا ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ آنحضرت نے تو یہہ کلمات صرف تعریف کی راہ سے فرمائے تھے مگر زینب کو غرور ایسا دامنگیر ہوا کہ اس آیت کو اُنھون نے متواتر اپنے شوہر کے سامنے پڑہا اس سے زید کو خواہ مخواہ اور زیادہ ملال ہوا (المختصر) اگر یہہ سچ ہے تو زید غضب کا نادان اور احمق تھا الخ۔

اقول ۔ جو کچھ مولوی امیر علی صاحب نے کہا ہے اگر وہ درست ہو تو ظاہر ہے کچھ نقصان نہین اور مخاطب کی تعریض کا جواب عنقریب آتا ہے۔

قولہ ص۔ دفعہ سوم حضرت وعشق زینب۔ ابن بابویہ و دیگران بسندہاے معتبر از حضرت امام رضا روایت کردہ اند کہ حضرت رسول روزی برائے کارے بخانہ زید بن حارثہ رفت وچون داخل خانہ زید شد زینب زن

اورا دید کہ غسل میکند پس حضرت فرمود کہ سبحان اللہ الذی خلقک چون زید بخانہ برگشت
زنش خبر داد کہ رسول خدا آمد وچنین سخنی گفت و رفت زید گمان کرد کہ حضرت این سخن
را برای این گفتہ است کہ حسن او حضرت را خوش آمدہ حیات القلوب ۔

پس حکیم نورالدین صاحب کا یہہ فرمانا کہ "دو معترضین نے عشق کا کوئی ثبوت نہین
دیا" محض حیلہ ہی ہم حضرت کو مجنون یا فرہاد نہین بتاتے ہم صرف یہہ کہتے ہین
کہ زینب حضرت کے دلمین بس گئین اور زینب بھی سمجھ گئی اور زید بھی ۔

اقول اس روایت سے صرف اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ حضرت کی نظر زینب پر
اتفاقیہ پڑ گئی اور جس طرح سے ہر مسلمان کسی اچھی شئی کو دیکھکر بے اختیار تسبیح خدا
مین مشغول ہوتا ہی اسی طرح حضرت نے سبحان اللہ فرمایا جس سے بجز اس کے
کہ حضرت نے خدائے تعالی کی تعریف و توصیف کی اور کوئی بات معلوم نہین ہوتی
پس حکیم نورالدین صاحب کا فرمانا بجا ہی کہ "دو معترضین نے عشق کا کوئی ثبوت
نہین دیا" اور نہ اُس کا کوئی ثبوت دیسکتے ہین کہ زینب حضرت کے دل مین بس گئی
تھین ۔ اور تعصبانہ اتہام قابل اعتنا نہین ۔

اور وہ جو مخاطب نے کہا کہ "دو زینب بھی سمجھ گئی اور زید بھی ۔

پس منقوض ہی باین وجہ کہ زینب پر بھی اس امر کے سمجھنے کا بہتان ہی محض اُنھون نے
تذکرۃً زید سے حضرت کا کلام بیان کیا ۔ یا غرور حسن سے اور فخراً ۔ مگر اس بیان کرنے
سے ثبوت فہم عشق ہرگز نہین ہوسکتا ۔ اور کج فہمی کا علاج نہین اور زید جو سمجھا
کہ زینب کا حسن حضرت کو اچھا معلوم ہوا ہی اُس کی دو معنی ہین اول یہہ کہ حسب طرح
اچھی چیز کو بداتہ ہر شخص اچھا جانتا ہی اسی طرح حضرت نے انکو اچھا جانا اور سبحان اللہ

فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ خدا کی نادر قدرت اور عجیب صنعت ہی جس نے ایسے ایسے حسین پیدا کئے ہین تو یہہ مُسلّم ہو سکتا ہی اور اس مین کچھ عیب نہین - دوسرے یہہ کہ جیسے کسی اچھی چیز کو کوئی شخص اپنے لئے پسند اور منظورِ نظر کر لیتا ہی اسی طرح حضرت نے زینب کو (معاذ اللہ) پسند فرمایا تو لا نسلّم - اور علی التّنزل والتّسلیم زید کے فہم کا قصور ہی حضرت نے زینب کو ہرگز اپنے لئے پسند اور منظورِ نظر نہین فرمایا - بہرحال اگر زید بھی موافق فہم مخاطب کے سمجھا ہو تو اس سمجھنے سے حضرت پر کیونکر اعتراض ہو سکتا ہی زید پر اعتراض کرنا چاہئے کہ غلط سمجھا -

قولہ ص۷۲ زید اہل زبان ہین اور حضرت کے صحابی اشارون کنایون سے ہم

اقول حضرت کے کلام مین نہ کوئی کنایہ تھا نہ اشارہ اور نہ کوئی ایسی لُغت آپنے فرمائی جس کی معنی ہم نہ سمجھین اور زید سمجھگئے اور صحابہ کا محاورہ عام عرب کے محاورے سے کوئی علیحدہ بھی نہ تھا جسکو فقط صحابہ سمجھین اور دوسرے لوگ نہ سمجھین

قولہ ص۷۳ آخر پیشتر بھی تو اسکو (حضرت نے) دیکھا تھا پس آج اس تحسین و آفرین کا کیا سبب ہے -

اقول اس کے کئی جواب ہین اوّل یہہ کہ آج کی خصوصیت کا دعوی بے وجہ ہی کیونکہ ممکن ہی کہ اول بھی کبھی زینب کو دیکھکر حضرت نے کلماتِ تعریف و توصیف خداوندِ عالم ادا کئے ہون - مگر چونکہ یہہ امور جزئیات سے ہین اس لئے کسی نے انکو نقل نہین کیا اور عدمِ نقل سے عدمِ وقوعِ شئی پر دال نہین - دوسرے یہہ کہ ہمنے مانا کہ پہلے کبھی حضرت نے زینب کو دیکھکر یہہ الفاظ نہین فرمائے مگر وجہ اُس کی یہہ ہی کہ زینب حضرت کی پھپی کی بیٹی تھین بچپن سے برابر دیکھتے رہے اور جس کو کوئی ہمیشہ دیکھتا ہی اُس کے

اس کے حسن پر چندان تعجب اُسے نہین آتا۔ اب چونکہ زینب کا نکاح زید سے ہوکر ایک مدت گزری اور بعد ایک مدت کے اتفاقی نظر حضرت کی اُن پر پڑگئی اُس وقت از راہِ تعجب تعریف و توصیف خدا فرمائی۔ تیسرے یہہ کہ جب سے کہ خداوند عالم کا حکم ہوا کہ عورتین اپنے کو غیر مردون سے چھپائین۔ آنحضرت نے زینب کو نہ دیکھا تھا اب جو اتفاقیہ نظر پڑگئی آپنے فرمایا "سبحان اللہ الذی خلقک و تبارک اللہ احسن الخالقین۔ اِس مین کوئی تعدد نہین۔

اور یہہ تمام وجوہ اصل قصہ کی صحت پر مبنی تھے ورنہ اکثر علماے اہلِ سنّت نے بسبب اِسکے کہ یہہ قصہ کتبِ صحاح مین درج نہین اور اسناد اس کے ضعیف ہین اِس کا انکار کیا ہے۔

اور امامیہ کے اصول سے بھی اِس روایت کی بنا پر حضرت پر اعتراض نہین ہوسکتا کئی وجوہ سے اوّل یہہ کہ یہہ روایت احاد سے ہے جو ہرگز قطعی الصدور نہین۔ دوسرے یہہ کہ اسناد اِس قصہ کے صحیح بھی نہین ہین اور معلوم ہے کہ سند معتبر سندِ صحیح بلکہ سندِ حسن سے بھی کم رتبہ ہے تیسرے یہہ کہ اِس روایت کے خلاف مین اور روایتین وارد ہوی ہین چنانچہ تفسیر عمدۃ البیان کی جلد سوم صہ ۴۰ مین مرقوم ہے کہ "ایک مرتبہ رسولِ خدا نے زید کے گھر کسی کام کے واسطے گئے اُسوقت زید گھر مین نہ تھا لیکن زینب زوجہ اُسکی خوشبو پیستی تھی حضرت کی نظر زینب پر جا پڑی اُسوقت فرمایا۔ سبحان اللہ خالق النور و تبارک اللہ احسن الخالقین" ملخصاً۔ یہہ روایت امام جعفر صادق سے مروی ہے۔ اور اسی جلد کے صہ ۶۴ مین لکھا ہے "امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث مین اِس طرح سے ہے کہ رسولِ خدا صلعم نے زید سے زینب کا نکاح کیا

پس وہ زید کے پاس رہی بعد اُس کے اُن دونون مین نزاع واقع ہوا اور اپنا جھگڑا رسولِ خدا کے پاس لائے رسولِ خدا کی نظر زینب پر پڑی تو نہایت تعجب کیا۔ زید نے کہا کہ اگر حضرت حکم دیوین تو مین اسکو طلاق دیدون اسواسطے کہ اس مین تکبر بہت ہے اور اپنی زبان سے مجھکو نہایت ایذا دیتی ہے" ملخصاً اِن روایتون کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ کسقدر انمین اختلاف ہے۔ کسی روایت مین ہے کہ حضرت نے زینب کو نہاتے ہوئے دیکھا کسی مین لکھا ہے کہ خوشبو پیتے ہوے دیکھا۔ ایک روایت مین ہے کہ حضرت کسی ضرورت کو خود تشریف لے گئے تھے۔ دوسرے روایت مین اِن مضامین کا پتا ہی نہین بلکہ اس مین ہے کہ بسبب وقوعِ نزاع ابتداً خود زینب و زید حضرت کے پاس آئے اور درحقیقت یہہ اختلاف ائمہ علیہم السلام کے اقوال مین نہین ہے بلکہ راویون کی غلطی یا سہو سے ہے بہرحال باوجود اختلافِ روایات کیونکر ایک ہی روایت کی صحت متعین ہوسکتی ہے جس کی بنا پر اعتراض صحیح ہوسکے۔

قولہ ص ۷۳ کچھہ دن بعد تو آپ زینب کے وجود سے بھی انکار کر جائینگے

اقول افسوس ہے کہ ہمارا مخاطب ابھی تک تواتر اور احاد سے بھی واقف نہین۔ زینب کا وجود تواتر سے ثابت ہے جس کا انکار نہین ہوسکتا اور وہ قصہ من قبیلِ احاد ہے پس اِس کے انکار سے انکارِ زینب کیونکر مستلزم ہوسکتا ہے۔

قولہ ص ۷۴ یہہ قصہ علیا مُعین نے نہین گھڑا ہے اہلِ بیت سے امام رضا اِس کے راوی ہین اور آپ سے زیادہ حامیِ اسلام سید امیر علی بھی اس سے انکار نہین کرسکتے۔

اقول امام رضا علیہ السلام کا راوی ہونا باسنادِ احاد مروی ہے یعنے امام

امام رضا علیہ السلام تک جو سند پہنچی ہو وہ متواتر نہین بلکہ احاد سے ہو۔ اور اگر مولوی امیر علی صاحب نے اس کی صحت کو تسلیم کرکے جواب دیا ہو تو اس سے اصل قصہ کا قطعی الوقوع ہونا ثابت نہین ہوتا جیسا کہ ہم نے بھی تسلیم کرکے جواب دیا ہے۔

قولہ ص۴۷ جب خدا نے محمد صاحب کو بتا دیا کہ زینب تمھاری جورو ازل مین ہو چکی مگر درمیان مین زید کی جوروکس ازلی غلطی سے ہوگئی کہ حضرت پر داغ لگ گیا

اقول محض تمھارے فہم کی غلطی ہو جو غلط سمجھتے ہو ورنہ کوئی غلطی نہین کیونکہ خدا کے علم مین یہہ بھی تھا کہ زینب پہلے زید کی جورو بنے اور پھر زید کے طلاق دینے کے بعد آنحضرت کی ازواج مین داخل ہو۔ اسی امر سے خدا نے بذریعہ وحی حضرت کو اطلاع دی تھی۔ اور ہرگز کوئی داغ حضرت کو نہین لگا مگر آپ کے مخالفین کے سبب عداوت و دنیا طلبی کے تاریکیِ ضلالت سے سیاہ ہو گئے ہین۔

اور جو مخاطب نے عبدالرحمن الصفوری الشافعی کی نزہت المجالس کے جزو ثانی سے یہہ عبارت پیش کی ہو۔ فقال (ای رسول اللہ) سبحان اللہ مقلب القلوب وکان من خصایصہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رای امراۃ واعجبتہ حرمت علی زوجہا وحرم علی زوجہا امساکہا الخ

پس منقوض ہو باین وجہہ کہ نہ نزہت المجالس کتب صحاح و معتبرہ مین داخل ہو اور نہ یہہ روایت مستند حدیث صحیح سے ہو پھر کیون کر اس کا اعتبار کیا جائیگا اور معلوم ہو کہ جب محققین اہل اسلام نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر بے انتہا حدیثین وضع کی گئی ہین تو اُنھون نے کئی طریقے حدیث کی تحقیق مین نکالے جس سے حدیث صحیح اور موضوع مین فرق ہو جاے اور مقرر کر دیا کہ اعتقادات مین دلیل قطعی چاہئے کہ وہ بجز نصِ قران یا احادیثِ متواترہ کے نہین ہو سکتی اور اعتقادات کے سوائے اور امور حدیثِ صحیح سے بھی ثابت ہو سکتے ہین ۔ اہلِ سنت کے پاس کتبِ احادیث کے کئے طبقے ہین ۔ پہلے طبقہ مین کتب حدیث کے تین کتابین ہین ۔ موطا[1] و صحیح بخاری[2] و صحیح مسلم[3] ان کتابون کی کل حدیثین مقبول اور صحیح ہین ۔

طبقۂ ثانی مین بھی تین کتابین ہین ۔ جامعِ ترمذی[4] و سنن ابوداؤد[5] اور سنن نسائی[6] اور بعض علما مسند احمد حنبل[7] کو بھی اسی طبقہ مین شریک کرتے ہین ان کتابون کی حدیثین ہر چند طبقہ اولی کے برابر نہین مگر اُن کے قریب ہین ۔

طبقہ ثالثہ مین کئی کتابین ہین جن مین صحیح اور حسن اور ضعیف سبھی قسم کی حدیثین موجود ہین ۔ مسند شافعی[1] سنن ابن ماجہ[2] مسند دارمی[3] مسند ابو یعلی موصلی[4] مصنف عبدالرزاق[5] مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ[6] مسند عبد بن حمید[7] مسند ابوداؤد طیالسی[8] سنن دارقطنی[9] صحیح ابن حبان[10] مستدرک حاکم[11] کتب بیہقی[12] کتب طحاوی[13] نقایت طبرانی[14] ۔ یہ کتابین علماے اہلِ سنت کے نزدیک معتبر ہین دیکھو عجالہ نافعہ ص ۵ و ۶ و ۷ مصنفہ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور رسالہ فیما یجب حفظہ للناس مین دوسری ترتیب سے ان کتابون کو بیان کیا ہے اور بعض کتابین اور زیادہ کی ہین چنانچہ کہتے ہین کہ کتب احادیث ایک تو اُس رتبہ کی ہین جن مین فقط صحیح صحیح حدیثین ہین ۔ جیسے موطا[1] صحیح بخاری[2] صحیح مسلم[3] صحیح ابن حبان[4] ۔ صحیح حاکم مختار ضیائی[5] صفحہ دس

مقدوسی صحیح ابن خزیمہ صحیح ابی عوانہ صحیح ابن حبان منتقی ابن جارود۔

دوسری اس رتبہ کی ہین جن مین ایسی حدیثین ہین جو اخذ کی صلاحیت رکھتی ہین جیسے سنن ابی داؤد جامع ترمذی مسند احمد صحیح نسائی تیسرے رتبہ کی وہ کتابین ہین جن مین ہر نوع کی حدیثین ہین حسن صالح منکر جیسے سنن ابن ماجہ مسند طیالسی زیادات ابن احمد ابن حنبل مسند عبد الرزاق۔ مسند سعید ابن منصور مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ مسند ابو یعلی موصلی مسند ہزار مسند ابن جریر تہذیب الآثار اور تفسیر القرآن ابن جریر تاریخ و تفسیر ابن مردویہ اور ایسی ہی باقی تفسیرین اور طبرانی کے تینون معجم کبیر و اوسط و صغیر سنن دارقطنی غرائب دارقطنی حلیہ ابی نعیم سنن بیہقی اور شعب الایمان بیہقی انکے سوائے اور کتابون مین کل حدیثین ضعیف یا موضوع ہین۔

اور امامیہ کے نزدیک بھی احادیث کے کئی اقسام ہین اور علما اور انکی مصنفہ کتابون مین اعتبار اور عدم اعتبار موجود ہی جو کتب رجال دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی۔

بہرحال عبد الرحمن الصفوری کی نزہت المجالس فریقین کے کتب معتبرہ مین ہرگز داخل نہین ہے اور نہ روایت مذکورہ کسی طریقے صحت کو پہنچی ہی۔ پھر کسیطرح نزہت المجالس کی روایت سے اہل اسلام پر استدلال نہین ہوسکتا۔ اور جو روایت مذکورہ مین حضرت کے اس خاصہ کا ذکر ہی کہ جب حضرت کو کوئی عورت نظر آئے اور اُسے آپ پسند فرمائین تو وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوجاتی ہی پس لایق تسلیم نہین ہی اس وجہ سے کہ اس امر کا حضرت کی خصائص سے ہونا نہ قرآن کی نص سے ثابت ہی نہ احادیث صحیحہ سے کوئی دلیل اُس کے

ثبوت پر قایم نہین ہر پھر وہ ہرگز قابلِ اعتبار نہین اور اسیطرح فقرہ مقلب القلوب
اِس روایت مین صحیح و ثابت نہین ہر۔

قولہ ص دفعہ چہارم اخفاے عشق۔ حضرت محض زبان سے کہتے تھے
کہ طلاق مت دے حالانکہ دل سے چاہتے تھے کہ طلاق ہو جاے اور طلاق سے
خوش تھے یہہ قرآن کی نص سے بھی ثابت ہر "جب تو کہنے لگا اس شخص کو جسپر
اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور
ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل مین ایک چیز اللہ اُسکو کھولا چاہتا ہر
اور ڈرتا تھا لوگون سے" اخزاب ع۔

اقول محض افترا و بہتان ہر نہ حضرت کسی پر عاشق ہوے نہ کسی عشق کو چھپایا
اور نہ زینب کے طلاق دینے سے دلمین خوش تھے اور محض زبانسے طلاق
کو منع کرنا اور دلسے چاہنا کہ طلاق ہو جاے ہرگز قرآن سے ثابت نہین ہر
مگر کج فہمی اور اعتساف کا علاج نہین۔ خداے تعالی نے قران شریف مین جو
فرمایا ہر "اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ
وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس" (اخزاب) یعنے جسوقت کہ تو کہتا تھا
اُس شخص سے جس پر خدا نے انعام کیا ہر اور تو نے انعام کیا ہر کہ اپنی زوجہ کو روک
رکھہ اور خدا سے ڈر۔ اور چھپاتا تھا اپنے دل مین اُس چیز کو جسے خدا ظاہر کرنیوالا
ہر اور ڈرتا تھا آدمیونسے۔ اس آیۂ شریفہ سے ہرگز یہہ ثابت نہین ہوتا کہ حضرت
جو زبان سے کہتے تھے اُس کا خلاف دل مین چاہتے تھے یا حضرت نے معاذ اللہ
عشق زینب کو دل مین چھپایا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو خداوند عالم اِس طرح فرماتا

"وتخفی فی نفسک خلافہ" یا اس طرح فرماتا "وتبدی خلافہ" یعنے تو زبان سے جو کہتا تھا اُس کے خلاف کو دلمین چھپاتا تھا یا جو بات کہتا تھا اُس کے خلاف کا ارادہ رکھتا تھا یا یون فرماتا "وتخفی فی نفسک عشقہا" یعنے اپنے دلمین زینب کے عشق کو چھپاتا تھا۔ اس صورت مین دعوی مخاطب صحیح ہوسکتا پس جب خدانے ویسا نہین فرمایا بلکہ فرمایا کہ تو ایک ایسی بات دلمین چھپاتا تھا جسکو خدا ظاہر کرنے والا ہی تو اِس سے ظاہر ہی کہ حضرت جو بات دل مین چھپاتے تھے وہ کوئی اور ہی بات تھی جس سے حضرت کے ظاہر و باطن مین ہرگز مخالفت ثابت نہین ہوسکتی۔

اور وہ بات یہہ تھی جو حیات القلوب صـ۵۷۳ـ مین مروی ہی کہ "چون حقتعالی عدد زنان آنحضرت را در دنیا و آخرت و ناملہاے ایشان را با آنحضرت وحی کردہ بود و زینب ہریکی آنہا بود ایمنی در خاطر شریف حضرت بود و بزید و دیگری اظہار نمود از ترس آنکہ مردم گویند کہ محمد بمولاے خود میگوید کہ زن تو بعد ازین زوجہ من خواہد بود و بروایت دیگر ترسید از آنکہ منافقان گویند کہ زنی کہ در خانہ مرد دیگر است میگوید کہ از زنان من است و ازمادرہاے مومنانست و آنحضرت را عیب کنند باین لہذا حق تعالے فرستاد کہ پنہان میکنی در نفس خود آنچہ را کہ خدا ظاہر کنندہ آنست و می ترسی از مردم" انتہی اور یہہ روایت اُسی روایت کا بقیہ ہی جو امام رضاؑ سے منقول ہی اور جس سے مخاطب نے استدلال کیا ہی اور یہہ معلوم ہی کہ نصف روایت سے استدلال صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ پوری روایت کو ہم نے تسلیم کیا ہی نہ آدہی کو۔ اور اس مین شک نہین ہی کہ امام رضا علیہ السلام وہ شخص ہین جن پر خدا کی طرف سے الہام ہوتا تھا اور وہ مؤید من عنداللہ ہین۔ پس جب حضرت نے

بعض آدمیون کے خوف سے اِس امر کو چھپایا کہ موافق وحی کے زینب آپکی بیوی ہونیوالی ہین اور اُسوقت زید کو طلاق سے منع کیا تو اِس سے کوئی آدمی نہین کہہ سکتا کہ حضرت فقط زبان سے منع کرتے تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ طلاق ہو جاے اور طلاق سے خوش تھے مگر ناحق کوشی اور کجفہمی کا کیا چارہ ہی۔

قولہ ص ۷۶ مفسرین نے فقرۂ "تخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ" کے معنی عشق زینب بتائے ہین چنانچہ جلالین مین ہے "من محبتہا وان لو فارقہا زید تزوجتہا" **اقول** منقوض ہے دو وجہون سے اوّل یہہ کہ یہہ معنی مؤید حدیث صحیح سے نہین ہین پھر اُس کا کچھہ اعتبار نہین۔ دوسرے یہہ کہ اس معنی و تفسیر پر کل مفسرین کا اتفاق نہین بلکہ اس کے قائل اکثر بھی نہین ہین پس بعض مفسرین کے قول سے جو مرکب خطا و نسیان سے ہین آنحضرت پر ہرگز اعتراض نہین ہوسکتا اور اُس آیۂ شریفہ کی تفسیر مین (من محبتہا) لکھنا بیشک خطا اور غلطی صاحب تفسیر جلالین کی ہی اور قطعاً وہ لفظ باطل ہی۔ اِس امر پر ہر شخص کو ہمیشہ عمل اور ضرور اس کا خیال و لحاظ چاہیئے کہ آنحضرت ہرگز کسی مفسر کی راے کے تابع نہین ہین بلکہ آپ تابع خدا و کلام خدا تھے اور کلام خدا سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ آپ نے زینب کی محبت کو دل مین چھپایا تھا پس اگر کسی کو آپ پر اعتراض کرنا منظور ہو تو وہ نص قرآن یا احادیث متواترہ اور اقلاً حدیث صحیح متفق علیہ سے تمسک ہوکر اعتراض کرے جو قابل جواب و لحاظ ہوگا ورنہ خود معترض کی نادانی و سوءفہمی ظاہر ہوگی اور اعتراض اُس کا عقلا کے نزدیک ہرگز قابل لحاظ اور لایق اعتبار نہوگا۔

اور مدارج النبوہ کی اس عبارت سے جو مخاطب نے استدلال کیا ہی کہ

وہ خاطرِ مبارکش می خواست کہ زید او را طلاق دہد صـ ۶۰۸ " پس کئی وجوہ سے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔

اوّلی یہہ کہ یہہ قول ۔ امام رضاؑ کے کلام سے جو سابق مین نقل کیا گیا ہے مخالف ہے اور اہلِ اسلام مین حضرت امام رضاؑ کا قول بیشک اور اقوال سے معتبر تر ہے۔

دوسرے یہہ کہ یہہ قول بعض مورخین اور بعض مفسرین نے اپنی رائے سے بیان کیا ہے نصِ قرآن سے یہہ امر ثابت نہین ہوتا اور نہ کوئی حدیثِ صحیح اس کی مؤید ہے اور معلوم ہے کہ کسی ایک مورخ یا مفسر کی رائے سے آنحضرت پر ہرگز اعتراض نہین ہو سکتا علی الخصوص اس صورت مین کہ دوسرا قول موثق اور صحیح اس کے مقابل مین منقول ہو اور دوسرا احتمالِ قوی اس کے خلاف مین موجود ہو واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

تیسرے یہہ کہ اگر اس قول کی صحت کو فرض بھی کر لین تو کوئی ہرج نہین اور حضرت کی محبت زینب کے ساتھہ اس سے ہرگز ثابت نہین ہوتی اس لئے کہ چونکہ آن حضرت کو خدائے تعالی نے خبر دی تھی کہ زینب آپ کے ازواج سے ہوگی دیکھو مدارج النبوہ صـ ۶۰۸ اور حضرت کا یہہ ارادہ ہو کہ بعد طلاق زینب خود اُن سے موافق حکمِ خدا کے نکاح کر کے رسمِ جاہلیت کو بالکلیہ باطل فرما دین لیکن بخیالِ طعنِ مخالفین اس امر کو ظاہر کرنے مین خوف فرماتے تھے یا یہہ خیال فرماتے تھے کہ ایسا نہو کہ اہلِ ایمان بھی اس امر سے شک و تردد مین پڑ جائین دیکھو مدارج النبوۃ صـ ۶۰۸ تو اس صورت مین کون سے اعتراض کا محل ہے۔

قولہ صـ ۷۷ پس حکیم صاحب کا یہہ فرمانا کہ " اگر لے پالک کی جورو

سے شادی منع ہو تو اُس کا ثبوت توریت یا انجیل یا شرعِ محمدی (قرآن) سے یا دلایلِ عقلیہ سے دیا ہوتا" بالکل باطل ہو۔

اقول تمہارا قول بالکل باطل ہو اور حکیم صاحب کا فرمانا نہایت درست اور بہت بجا ہو جس کا جواب تم سے اور تمہارے امثال سے قیامت تک نہیں ہو سکتا کیونکہ متبنی کی جورو سے شادی کرنا توریت سے ممنوع ہو نہ انجیل سے نہ قرآن سے اور نہ اُس کی منہی پر کوئی دلیلِ عقلی دلالت کرتی ہو پس ایامِ جاہلیت کی ایسی رسم جو توریت و انجیل کی مخالف ہو اور حضرتِ ابراہیم کی شریعت بھی اِس کے مطابق نہو اور کوئی وجہ عقلی بھی اس کے حسن پر دلالت نکرتی ہو ہرگز مستوجبِ عمل نہیں ہو اور اُس کی مخالفت پر کسیطرح کی تعریض نہیں ہو سکتی۔

علاوہ اِسپر آیہ حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم کے مفہوم سے جو سورۂ نساء میں ہے اور اس قصہ سے پیشتر نازل ہوا ہے اور ادعوہم لابائہم کی نص سے وہ رسمِ جاہلیت منسوخ اور باطل بھی ہو گئی۔ اور حکمِ خداوندِ عالم (وزوجنکہا) سے حضرت پر زینب حلال ہو گئیں۔ اور یہہ عذر کہ وہ دونوں پہلی آیتیں نکاحِ زینب کے بعد نازل ہوئی ہیں اگر فرض بھی کیا جاے تو بیجا ہو اِن آیتوں کے پہلے یا بعد نازل ہونیمیں کوئی حرج نہیں اسلئے کہ عقدِ زینب آنحضرت سے جو ہوا وہ خاص حکمِ خدا سے جو قرآن میں سورۂ احزاب میں وزوجنا کہا صریح موجود ہو اور محض رسمِ جاہلیت کے باطل کرنے کے لئے ہوا۔ اگر اِس نکاح سے پہلے حکمِ بطلانِ رسمِ جاہلیت نازل ہوتا اور اُس کے بعد نکاح ہوتا تو جو متعصب معترض اب اعتراض کرتا ہو وہ تب بھی اعتراض کرتا اور کہتا کہ چونکہ زینب سے نکاح کرنا منظور

منظور تھا اس لئے حضرت نے پیش بندی کر کے پہلے ایک آیت اپنے مطلب کے موافق
نازل فرمائی ہر علاوہ اسپر جو آیتین اور جو احکام خداوند عالم کے طرف سے نازل
ہوئے ہین وہ حسب موقع و مقام نازل ہوئے ہین قرآن پڑہنے والا اور اُسکی شان
نزول کو جاننے والا بخوبی سمجھ سکتا ہر کہ تمام آیتین قرآن شریف کی اسی طرح حسب
ضرورت و مناسب مقام نازل ہوئے ہین یعنے جب کوئی ایسا مقدمہ درپیش ہوتا
کہ اس کے متعلق کسی حکم کے نازل کرنے کی ضرورت ہوتی تو اُسوقت خدائے تعالی
بذریعۂ وحی خواہ وہ قرآن ہو یا غیر قرآن اُس حکم سے حضرت کو مطلع فرما دیتا تھا اور
حضرت اُسیوقت وہ حکم سب لوگون کو سنا دیتے تھے بے موقع اور بے ضرورت
کوئی حکم نازل نہین ہوا ہر پس اسی طرح جب زینب کو زید نے طلاق دیدی اور خدا
منظور ہوا کہ رسم زمانۂ جاہلیت کو جس مین قباحت عظیم موجود تھی جس کا عنقریب
ذکر آتا ہر باطل فرمادے اور تبنی کی مطلقہ سے نکاح جاری کرا دے تو حضرت کو
حکم دیا کہ تم زینب سے نکاح کرلو اور بیان فرمادیا کہ تبنیت کوئی شئی نہین ہر ۔
اگر منصف مزاج آدمی جو تعصب نرکھتا ہو وہ غور کرے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ
اِس مین کسی طرح کی برائی نہ تھی اور کوئی نکتہ چینی کا مقام نہین ہر مگر کیا فہمونکو حق
بات کہان سوجھتی ہے ۔

قولہ ص ۷۷ اُس شریعت کے روسے جس مین حضرت نے کبھی کوئی مضرت
ملکی یا اخلاقی نہین دیکھی تھی بلکہ جس کے حسن کے قائل ہوکر خود اُسکو برتا اُسی شریعت
کی روسے زینب محمد صاحب پر حرام تھی ۔ الی آخر ہفوا تہ ۔

اقول سراسر باطل و منقوض ہر کئی وجوہ سے اوّل یہہ کہ وہ رسم جاہلیت

یعنے رسمِ تبنیت جو توریت اور انجیل اور منشاء خداوندِ عالم کے خلاف تھی باقی رکھنے
کے قابل اور واجب التعمیل ہرگز نہ تھی اور کوئی عاقل اسے شریعت نہین کہہ سکتا
اور نہ اُسکی مخالفت سے کوئی اعتراض ہوسکتا ہے اور حضرت نے جو زید کو متبنی
کیا تھا وہ زمانۂ بعثت سے پہلے کا امر تھا حضرت پر اُسوقت وحی نہین آتی تھی حضرت
نے بسبب زید کی محبّت کے انکو زبان سے فرزند کہدیا تھا جسکی رعایت رسمِ
جاہلیت کے موافق نہ شرعاً واجب تھی نہ عقلاً۔

دوسری یہہ کہ اس رسم مین ایک عظیم ملکی اور تمدنی مضرت اور شرعی وعقلی
قباحت موجود تھی یعنے ایک بالکل اجنبی شخص جو (عمر سے مثلاً) کسی قسم کی قرابت
نہین رکھتا محض زبان سے بیٹا کہدینے سے عمر کے کل مال کا وارث ہوجائے
اور اقربا عمر کے محروم رہجائین یا عمر کی اولادِ صلبی کے ساتھہ وہ اجنبی شخص
میراث مین شریک ہوجائے اور اُنھین نقصان پہنچائے اور ایضاً عمر کے نسبت
دائرہ محللہ عورتون کا خلافِ منشاء خداوندِ عالم تنگ ہوجائے اور خلاف شرائع
انبیا متبنی کی زوجہ اور بیٹی اور بہن وغیرہ عورتین عمر پر حرام ہوجائین اسیطرح
متبنی پر اُسکی زوجہ اور بیٹیان اور بہنین وغیرہ محللہ عورتین حرام ہون جن کی حرمت
کسی نبی کی شریعت مین بیان نہین کی گئی ہو اور بالکل وہ خدائے تعالی کے منشاء کے
خلاف ہو۔ اور ایضاً عقل خود حاکم ہے اس امر پر کہ بیٹا وہی ہوگا جو صلب سے
کسی کے پیدا ہوا اسیطرح اور قرابتدار اور باپ بھی وہی ہوگا جس کے صلب سے
بیٹا پیدا ہوا ہے پس غیر کو بیٹا یا باپ یا بیٹی یا ماں وغیرہ کہدینے سے ہرگز حقیقۃً یہہ
لوگ ماں اور باپ اور بیٹا بیٹی نہین ہوسکتے اور اس کا التزام خلاف ہے

پھر

پھر کیونکر اُسکی تعمیل واجب اور مخالفت حرام ہوگی بلکہ قضیہ منعکس ہو یعنے جو امر مخالف حق ہو اُسکی تعمیل غیر جائز اور مخالفت لازم ہوگی۔

قولہ ص۷۷ دفعہ پنجم سچ تو یہہ ہو کہ یہہ غیرت و اطاعت کسی صحابی کے دل مین ہوسکتی تھی کہ زید ہی کی جورو لیجاے اور زید ہی سے کہا جاے کہ جاؤ بیٹا زینب کو ہمارا پیام دے آو الی آخرہ۔

اقول اس مین رواج ملک و قانونِ عقل و شریعت کے اعتبار سے کوئی بغیرتی کی بات نہ تھی جو عورت مطلقہ ہوجاے اور عدہ گذر جاے تو پھر وہ عورت شوہر اول کی نسبت بالکل مثل غیر کے ہوجاتی ہو پس اگر وہ شخص اپنے آقا اور محسن کے حکم سے اُس کا پیام نکاح اُس عورت کے پاس لیجاے تو کوئی بغیرتی کی حرکت نہین ہو بغیرتی کی حرکات عقلا کے نزدیک تو وہ ہین جو مخاطب اور مخاطب کے ہم مشربون مین برابر جاری ہین یعنے اگر کوئی بالکل اجنبی شخص کسی کی جورو کا ہاتھ پکڑ کر خلوت مین چلا جاے تو شوہر صاحب دیکھتے رہجاتے ہین اور چون نہین کرسکتے اگر اسی کو کوئی بغیرتی کہے تو سزاوار ہو۔

قولہ ص۷۸ ڈسکوی صاحب نے ایک اور حیلہ تجویز کیا ہو آپ فرماتے ہین کہ وہ آنحضرت کو خاصکر یہہ فکر تھی کہ اگر زید نے زینب کو چھوڑ ہی دیا تو مین اسکی تلافی اور زینب کی دلجوئی کیونکر کرسکونگا زینب اور اُن کے لواحق کو جو معاملہ کے سرانجام نہونے سے ایک گونہ صدمہ لاحق ہوگیا تھا اُسکی تلافی کے خیال سے آنحضرت کا ارادہ ہوا کہ زینب سے خود نکاح کرلین" دیکھو قاضی جی شہر کے اندیشہ سے دُبلے ہین کوئی اپنی جورو کو طلاق دے آپ کو فکر دامنگیر

ہو کہ اس سے نکاح کون کریگا۔ الخ۔

اقول اگر حسب قولِ مولوی فیروز الدین صاحب ڈسکوی حضرت نے زینب اور اُن کے لواحق کی دلجوئی کا خیال کیا ہو تو کچھ عجب نہیں ہو اور قولِ مخاطب باطل ہو اسلئے کہ زینب سے حضرت کو بسببِ قرابتِ قریبہ ہونے کے ایک قوی تعلق تھا۔ اور پہلے زید کا نکاح بھی زینب سے حضرت کے حکم سے ہوا تھا۔ اور زید حضرت کے آزاد کردہ غلام بھی تھے پس اِن قوی تعلقات سے حضرت کو زینب اور اُن کے لواحق کی دلجوئی اور تلافی کی ضرورت تھی اور بسبب اس کے کہ حضرت کے حکم سے زید کا نکاح زینب سے ہوا تھا اور زید حضرت کے غلام تھے اور اُنھوں نے زینب کو پھر طلاق دیدی اس لئے اسکی جوابدہی اور رعایت حضرت کے ذمہ تھی پس وہ قاضی کی مثل جو بالکل بے تعلق اشخاص کے لئے موضوع ہو یہاں وارد کرنا مخاطب کے خللِ دماغ اور انتشارِ حواس پر دلالت کرتا ہو۔

قولہ ص۸۷ اور ایسی عورت جو اپنے شوہر کا دم ناک میں کرتی تھی وہ کس رعایت کی مستحق تھی۔ ملخصاً۔

اقول زید سے زینب کی ناچاقی جو بیان کی گئی ہو وہ زید کی غلامی اور زینب کی عالی خاندان اور حسین ہونے کے سبب سے تھی۔ نہ یہ کہ زینب بالطبع بدمزاج تھیں۔ اے کرسچنو تمھاری عقل کہاں چھپ رہی ہے اور تم کیوں ایسے کجفہم بنگئے ہو جو ادنی ادنی بات میں کج بحثی کرتے ہو ذرا محبتِ مالِ دنیاے فانی کو کم کرکے عقل کو نزدیک لاؤ اور اُس سے استمداد کرو۔ ورنہ تمھارے ایسے واہی خیالوں اور مزخرف حیلوں سے کچھ

کچھ نہین ہوتا حق بھی کہین پوشیدہ ہوتا ہی اور آفتاب بھی کہین خاک ڈالے سے چھپ جاتا ہی نہین ہرگز نہین جو بات حق ہی وہ صاف ظاہر ہو جاتی ہی اور تمھاری عداوت اور سوء فہمی بھی سب پر روشن ہو جاتی ہی۔

قولہ ص ۷۹ یہہ سب بے صبری تھی حضرت کی جو اُن کے عشق نے اُن سے کرائی چنانچہ لکھا ہی کہ محمد صاحب نے زینب سے نکاح بھی نہین کیا نکوئی شاہد ہوا زینب کو معلوم بھی نہ تھا کہ یکایک اُس کے گھر مین گھسے اور اُس سے مقاربت کر لی چنانچہ مروی ہی کہ حضرت زینب کے گھر تشریف لے گئے درحالیکہ وہ سر برہنہ تھی۔ عرض کی بے گواہ یا رسول اللہ فرمایا اللہ المزوج وجبرئیل الشاہد۔ (الی آخر ہفوا تہٖ)

اقول دو وجہون سے منقوض ہی اول یہہ کہ کتاب حیات القلوب کے مین ص ۷۴ مذکور ہی کہ "چون حضرتِ رسول زینب را بنکاحِ خود در آورد بسیار او را دوست داشت و او را ولیمہ کرد و اصحاب خود را بولیمہ طلب نمود" الخ اور تفسیر حقانی کی چھٹی جلد ص ۷۷ مین مرقوم ہی "کہ بخاری اور ترمذی اور احمد وغیرہ نے روایت کی ہی (الی ان قال) پھر اُس سے (یعنے زینب سے) رسول اللہ نے نکاح کر لیا اور اُس کا ایسا ولیمہ کیا جو کسی بیوی کا ولیمہ نہین کیا" ان روایتون سے ظاہر ہی کہ برسمِ معہود زمین پر حضرت نے زینب سے نکاح کیا تھا پھر اب اُنکی مخالف روایت کے غیر صحیح ہونے مین کون سا شک باقی ہی اور جب وہ خبر غیر صحیح ہی تو اُس سے مخاطب کو اپنے اعتراض پر استدلال بجا ہی دوسرے یہہ علی التنزل و فرضِ صحتِ روایت وہ امر بھی حضرت کے خصائص

سے ہوگا یعنے جب خدا نے خود فرمادیا (زوجنا کہا) تو حضرت نے موافق وحی خدا دوم اعادہ تزویج زمین پر ضرور رنجانا۔

مگر قول مخاطب کہ (یکایک اسکے گھر مین گھسے اور اُس سے مقاربت کرلی) کسقدر جھوٹ اور افترا ہی اہل تتبع جانتے ہین کہ کسی کتاب مین کسی مورخ یا محدث یا مفسر نے نہین لکھا ہی کہ حضرت نے زینب کے مکان مین تشریف لاتے ہی اُن سے مقاربت فرمائی بلکہ ظاہر ہی کہ زینب کے گھر مین تشریف لانے کے بعد ولیمہ تیار فرمایا اور تمام اصحاب کی دعوت کی گئی جب سب لوگ طعام ولیمہ کھانے سے فارغ ہوکر اپنے گھرون کو چلے گئے اُسوقت خلوت فرمائی چونکہ یہہ امر تمام کتابون سے معلوم ہوتا ہی اسلئے بندہ نے کسی ایک کتاب کی عبارت یہان نقل نہین کی اگر کسی کو شک ہو تو وہ کتب حدیث وتفسیر وسیر ملاحظہ فرمائے۔

پس افسوس ہی مخاطب سے کہ محض طمع دنیا کے لئے جھوٹ بولکر لوگونکو گمراہ کرتا ہی اور اپنا دین وایمان برباد دیتا ہی۔

قولہ ہمتو یہی کہتے ہین کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندہا زنا کیا اور اُسکو حکم خدا بتلایا۔

اقول کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا۔

یہہ کلمہ عظیم ہی جو اُن کے منھہ سے نکلتا ہی وہ نہین کہتے ہین مگر جھوٹ۔

یہہ بہتان عظیم جو مخاطب نے کیا ہی اور اس فعل شنیع کی نسبت (معاذ اللہ) ہمارے حضرت کی طرف لگائی ہی تعالی جنابہ عن ذالک علوا کبیرا ایسا امر نہین ہی جس کے لئے ہم فقط تحریری جواب پر اکتفا کرین بلکہ ہم اس کے شایستہ

پاورش

پاداش اور اُس کے لایق جواب کو خداوندِ قہار کے عدل کے حوالے کر دیتے ہین ۔
وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔
نہایت حیرت یہہ ہو کہ مخاطب نے ہمارے حضرت کی طرف تو سراسر ایک جھوٹا الزام لگایا ہو اور محض عداوت سے ایک امر شنیع کا بہتان کیا ہو جس کا ثبوت ہرگز مخاطب نہین دیسکتا مگر مخاطب کی کتاب مین یعنے مجموعہ توریت و انجیل مروجہ مین جو بہت سے امورِ شنیعہ اور افعالِ قبیحہ کی نسبت انبیا بلکہ خدا کی طرف بصراحتہ تمام لگائی گئی ہو نہین معلوم اُس کا جواب مخاطب کیا دیتا ہو اور امثالِ مخاطب اِس مین کیا عذر پیش کرتے ہین ہم واسطے ملاحظۂ منصفین اور عبرتِ ذوی الافہام کے چند امور اُن مین سے نقل کرتے ہین ۔
اسموایل کی دوسری کتاب کے گیارہوین باب مین مرقوم ہو جسکا خلاصہ یہہ ہو کہ ووہ ایک دن شام کو حضرتِ داؤد اپنے فرش پر سے اُٹھے اور اپنے بام پر ٹہلنے لگے وہان سے انھین ایک عورت نظر آئی جو نہا رہی تھی اور نہایت خوبصورت تھی داؤد نے اُس عورت کا حال دریافت کرنے آدمی بھیجے معلوم ہوا کہ وہ عورت اوریا کی جورو ہو داؤد نے اُس عورت کو بلوا بھیجا جب وہ عورت اُن کے پاس آئی داؤد اُس سے ہم بستر ہوے اُس کے بعد وہ اپنے گھر چلی گئی اور اُسے داؤد کا حمل رہگیا تب اُس عورت نے داؤد کو اپنے حمل کی خبر بھیجی ۔ داؤد نے اپنے لشکر کے سردار یوآب کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو میرے پاس بھیجدے ۔ یوآب نے اوریا کو داؤد کے پاس بھیجدیا جب اوریا آیا تو داؤد نے اُس سے پہلے خیر جنگ پوچھی اور بعد اُس کے کہا تو

گھرجا۔ مگر اوریا داؤد کے گھر سے نکلکر اُنکی ڈیوڑی پر خادمون کے ساتھہ سوگیا اور
اپنے گھر نگیا۔ یہہ خبر داؤد کو پہونچی تو اُنھون نے اوریا سے کہا کہ تو سفر سے آیا ہی اپنے
گھر کیون نہین جاتا اوریا نے عرض کی کہ تمام بنی اسرائیل اور ہمارا سردار یواب
جنگل مین ہین مین کیونکر اپنے گھر جاکر آرام کرون بہرحال اوریا وہین رہا دوسرے
روز داؤد نے اوریا کو پلا کر مست کیا مگر پھر بھی وہ اپنے گھر نگیا اور وہین خادمون
کے ساتھہ سوگیا آخر داؤد نے یواب کو ایک خط لکھکر اوریا کے ہاتھہ روانہ کیا
اس خط کا مضمون یہہ تھا کہ عین جنگ کی گرمی کے وقت اوریا کو آگے کرکے
تم لوگ پھر جاوتا اوریا مقتول ہوجاے پس یواب نے حسب تحریر داؤد
اوریا کو ایسے مقام پر جہان دشمنون کے جنگی سپاہی تھے چھوڑ دیا دشمنون
نے چڑھائی کی اور اوریا کو چند اور سپاہیون سمیت مار ڈالا۔ تب یواب
نے ایک قاصد کی زبانی اوریا کے قتل ہونیکی خبر داؤد کے پاس کہلا بھیجی
اوریا کی جورو اپنے شوہر کا مرنا سنکے سوگ مین بیٹھی اور جب سوگ کے دن
گزر گئے تب داؤد نے اُسے اپنے گھر مین بلوالیا اور اُسے اپنی جورو بنالیا
اور وہ اُس کے لئے بیٹا جنی" انتہی ملخصاً۔

دیکھو عیسائیون کے پیغمبر نے بصراحت کتاب مقدس زناے محصنہ کیا اور ایک
پکے دیندار مؤمن کو ناحق قتل کروا ڈالا مگر عیسائیون کے نزدیک انکی نبوت
مین کسی طرح کا نقصان نہین ہوا وافضیحتاہ عجیب مذہب ہی اور عجیب پیغمبر
ہین اور توریت کی کتاب پیدایش کے اُنتیسوین باب مین آیت ۳۰ سے
۳۸ تک اسطرح لکھا ہی۔ اور لوط صغر سے اپنی دونون بیٹیون سمیت

نکلکر پہاڑ پر جا رہا کیونکہ ضعف مین رہنے سے اُسے دہشت ہوئی اور وہ اور اُسکی
دونون بیٹیان ایک غار مین رہنے لگین۔ تب بلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ
ہمارا باپ بوڑھا ہی اور زمین پر کوئی مرد نہین جو تمام جہان کے دستور کے
موافق ہمارے پاس اندر آوے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلاوین اور اُس سے
ہم بستر ہوین تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین۔ سو اُنھون نے اُسی رات
اپنے باپ کو مے پلائی اور بلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی پر اُس نے
اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا کہ بلوٹھی نے
چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات مین اپنے باپ سے ہم بستر ہوئی آؤ آج رات بھی اسکو
مے پلاوین اور تو بھی جا کے اُس سے ہم بستر ہو کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھین سو
اس رات بھی اُنھون نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی اُٹھ کے اُس سے ہم بستر
ہوئی اور اُس نے اُس کے لیٹتے اور اُٹھتے وقت اُسے نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونون
بیٹیان اپنے باپ سے حاملہ ہوئین۔ اور بڑی ایک بیٹا جنی اور اُس کا نام موآب
رکھا وہ موآبیون کا جو اب تک ہین باپ ہوا۔ اور چھوٹی بھی ایک بیٹا جنی اور اُس کا
نام بن عمی رکھا وہ بنی عمون کا جو اب تک ہین باپ ہوا" انتہی۔

سبحان اللہ عجیب پیغمبر ہین کہ بیٹیون سے زنا کرتے ہین اور خبر نہین کہ کیا کیا ایسے پیغمبرون
کے اور اقوال اور افعال پر لوگ بہت اعتماد کرتے ہون گے اور ان سے اچھی ہدایت
ہوتی ہوگی (معاذ اللہ)۔

اب منصفین ذرا مخاطب کے خدا کا بھی حال سن لین کہ مروجہ تورات و انجیل نے اس
خدا کی کیا گت بنائی ہی اور کتنی قباحتین اُس سے منسوب کی ہین۔

اول سبکو اعتقاد رکھنا فرض ہی کہ خدا واحد ہی اُس کا کوئی شریک نہین مگر بائبل اس کے خلاف بتاتی ہی۔ کتاب پیدایش باب ۳ آیت ۲۲ حضرت آدم کے حال مین مرقوم ہی "اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کے مانند ہوگیا" اور ۸۲ زبور کی آیت ۱ مین لکھا ہی۔ خدا اُنکی جماعت مین خدا کھڑا ہی الٰہونکے درمیان وہ عدالت کرتا ہی" خدا تعالے

ایسے مضامین مجموعہ کتب مقدسہ مین اور بھی ہین۔ اور ہمارے قرآن مین خدا تعالے کی صفت اسطرح لکھی ہی "اللہ لا الٰہ الا ہو" یعنے اللہ وہ ہی جس کے سوائے کوئی معبود نہین ہی۔

دوسرے ضرور ہی کہ خدا تعالی سب چیزون پر قادر و توانا اور کسی سے عاجز نہو مگر بائبل اس کے خلاف بیان کرتی ہی۔ چنانچہ قاضیون کی کتاب باب ۱ آیت ۱۹ مین مرقوم ہی "اور خداوند یہوداہ کے ساتھ تھا اور اُس نے کوہستانیون کو خارج کیا پر نشیب کے رہنے والون کو خارج نکرسکا کیونکہ اُن کے پاس لوہے کی رتھین تھین"

اور کتاب پیدایش مین باب ۳۲ آیت ۲۴ سے ۳۰ تک مرقوم ہی جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ حضرت یعقوب سے خدائے تعالی رات بھر کشتی لڑتا رہا اور غالب نہوسکا اور قریب صبح یعقوب سے بولا کہ مجھے جانے دے کہ پو پھٹتی ہی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا کے لئے بھی مثل آدمیون کے جسم ہی کیونکہ کشتی لڑنا اور کہین آنا جانا مستلزم جسمانیت کا ہی۔ اور خدا تعالی بالکل عاجز ہی کہ کشتی لڑنے مین یعقوب پر غالب نہوسکا بلکہ یعقوب سے مغلوب ہوگیا اور اس سے پناہ مانگی۔ ایسے امور

امور مجموعہ کتب قدیمہ وجدیدہ مین بہت ہین - اور قرآن شریف مین خدا تعالےٰ کی صفت اسطرح لکھی ہے "قل اللّٰھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیٔ قدیر" یعنی تو کہہ اے نبی کہ اے پروردگار مالک سلطنت کے تو سلطنت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سلطنت چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جسکو چاہتا ہے تیرے ہاتھ مین سب خوبیان ہین تو ہر چیز پر قادر ہے -

تیسرے سونا اور جاگنا انسانی صفتین ہین اور وہ خدا تعالےٰ کے لایق نہین مگر بائبل ان ناقص صفتون سے خدا کو موصوف کرتی ہے چنانچہ ساتوین زبور کی چھٹی آیت اسطرح مرقوم ہے "اے خداوند اپنے قہر مین اُٹھ اور میرے دشمنون کے جوش وخروش کی مخالفت مین اپنے تئین بلند کر اور میرے لئے جاگتا رہ" اور ۳۵ زبور کی ۲۳ آیت مین اسطرح لکھا ہے "اے میرے خدا اے میرے رب اُٹھ اور میرے انصاف کے لئے اور میرے فیصلہ کے لئے جاگ" اور ۴۴ زبور کی ۲۳ آیت مین مرقوم ہے کہ "بیدار ہو کیون سو رہتا ہے تو اے خداوند جاگ" اور ۷۸ زبور کی ۶۵ آیت مین اسطرح مرقوم ہے "تب خداوند اُس شخص کی طرح جو نیند سے چونکے اور اُس پہلوان کے مانند جو مے کی نشہ مین ہو اُٹھا اور جاگا" اسی طرح زبور کے اور مقامات مین خدا کی طرف سونے اور جاگنے کی نسبت دیگئی ہے -

اور کتاب یرمیاہ کے باب آیت ۱ مین خدا کہتا ہے "اور مین نے سویرے اُٹھ کے تمکو کہا اور کہتا ہی رہا پر تمنے نہ سُنا" اور اسی باب کے آیت ۲۵ مین -

خدائے تعالیٰ کی زبانی اس طرح مرقوم ہے "مین نے تمھارے پاس اپنے سارے نبیون کو بھیجا مین نے ہر روز سویرے اُٹھ کے اُنھین بھیجا ہے"

اور قرآن شریف مین خدائے تعالیٰ کی صفت اسطرح وارد ہے "الحی القیوم لا تاخذہٗ سنۃٌ ولا نوم" یعنے وہ زندہ ہے سب کا تھامنے والا ہے نہین لیتا ہے اُسکو اُونگھنا اور نہ خواب - یعنے نہ وہ اُونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے-

چوتھے خدا تعالیٰ کے مانند کوئی شئے نہین ہے اور نہ وہ کسی شئے سے مثال دیا جاتا ہے مگر بائبل اُسے جانورون سے اور کم رتبہ چیزون سے تشبیہ دیتی ہے چنانچہ کتاب ایوب کے باب آیت ۱۶ مین خدا کی طرف اِس طرح خطاب کیا جاتا ہے "میری مصیبت کو دیکھ کہ وہ زیادہ ہوتی تو تو شیر کے مانند مجکو شکار کرتا اور پھر عجیب صورت مین ہوکے اپنے تئین مجھپر ظاہر کرتا" اور نوحۂ یرمیاہ کے باب آیت ۱۰ مین خدا کی نسبت کہا گیا ہے "وہ میرے لئے ایسا ہوا جیسے ریچھ جو گھات مین بیٹھا ہو اور جیسے شیر ببر جو چھپکے کمین گاہ مین لگا ہو" اور کتاب ہوسیع باب آیت ۱۴ مین خدا کی زبانی مرقوم ہے "مین افرائیم کے لئے شیر ببر کے مانند اور یہوداہ کے گھرانے کے لئے جوان سنگہ کے مانند ہونگا" اور اسی کتاب کے باب آیت ۷ و ۸ مین خدا کہتا ہے "اِس لئے مین اُن کے لئے شیر ببر کے مانند ہوا اُس تیندوا کے مانند جو راہ مین بیٹھا ہو مین اُن کے گھات مین لگا رہا - مین اُس ریچھ کے مانند جس کے بچے چھین لئے گئے ہون اُن سے دوچار ہوا اور اُن کے دل کے پردے کو پھاڑا اور شیرنی کی طرح اُنکو وہان نگل گیا" اور مکاشفات باب آیت ۳ مین خدا کی نسبت کہا گیا ہے "

اور جو اُس پر بیٹھا تھا وہ دیکھنے مین سنگِ یشم اور عقیق سا تھا" ان عبارتون سے ظاہر ہی کہ خدا تعالی کو شیر اور شیرنی اور ریچھ اور تیندوے اور سنگِ یشم اور عقیق سے جو ادنی مخلوق سے خدا کے ہین تشبیہ دیگئی ہی۔ اور قرآن شریف مین خدا کی صفت اسطرح بیان کی گئی ہے لیس کمثلہ شئ یعنے خدائے تعالی کے مانند کوئی شئ نہین ہی۔

پانچوین تھک جانا اور آرام کرنا صفت ناقص مخلوق کی ہی اللہ تعالی کی ذات اِس عیب سے پاک ہی مگر بائبل اِس عیب کو خدا تعالی سے منسوب کرتی ہی چنانچہ کتابِ خروج کے باب ۳۱ آیت ۱۷ مین مرقوم ہی "اس لئے کہ چھ دن مین خداوند نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور ساتوین دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا" اور کتابِ یسعیاہ کے باب اول آیت ۱۴ مین خدا کی زبانی لکھا ہی کہ "میرا جی تمھاری نئے چاندون اور تمھاری عیدون سے بیزار ہی وے مجھپر ایک بوجھ ہین مین اُن کے اُٹھانے سے تھک گیا" اور کتابِ یسعیاہ کے باب ۴۳ آیت ۲۴ مین خدا کی زبانی لکھا ہی "تو نے مجھے اپنے ذبایح کی چربی سے سیر نکیا لیکن تو نے اپنے گناہون سے مجھے باربردار کیا اور اپنی خطاؤن سے مجھے تھکایا"

اور قرآن شریف مین اس بارہ مین خدائے تعالی کی صفت اِس طرح بیان کی گئی ہے "وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظھما" یعنے اُس کی کرسی مین آسمان اور زمین کی گنجایش ہی اور اُن کے تھام نے سے خدا تعالے تھکتا نہین۔ اور دوسرے مقام پر خدا نے اِسطرح ارشاد فرمایا ہی "ولقد خلقنا السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب" یعنے ہمنے

چھ دنمین آسمان و زمین کو اور اُن چیزون کو جو انمین ہین پیدا کیا اور ہم کو کچھ ماندگی نہ آئی۔

چھٹے پشیمان ہونا اور پچتانا ناقص العقل انسان کا کام ہی چونکہ ضرور ہی کہ خدا تعالے امورِ آیندہ کا عالم ہو اس لئے کوئی فعل اُس سے ایسا صادر نہین ہوتا جس سے وہ پشیمان ہوئے اور پچتائے مگر بائبل خدا تعالی کو اس عیب سے متصف کرتی ہی چنانچہ کتاب پیدایش کے باب ۶ مین مرقوم ہی "تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا۔ اور خداوند نے کہا کہ مین انسانکو جسے مین نے پیدا کیا روی زمین پر سے مٹا ڈالونگا انسانکو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندون تک کیونکہ مین اُن کے بنانے سے پچھتاتا ہون" اور کتاب خروج کے باب ۳۲ آیت ۱۴ مین مسطور ہی "تب خداوند نے اُس بدی سے جو چاہا تھا کہ اپنے لوگون سے کرے پچتایا" اور کتاب ۲ سموائل کے باب ۲۴ آیت ۱۶ مین مرقوم ہے "اور جب فرشتے نے اپنا ہاتھ بڑہایا کہ یروسلم کو فنا کرے تو خداوند بدی کرنے سے پچتایا" اور کتاب یرمیاہ کے باب ۱۵ آیت ۶ مین لکھا ہی "خداوند کہتا ہی تو پیچھے پھر گئی اس لئے مین تجھپر اپنا ہاتھ بڑہاؤنگا اور تجھے برباد کرونگا پچتاتے پچتاتے مین تھک گیا"

اور سموایل کی پہلی کتاب کے باب ۱۵ آیت ۳۵ مین مرقوم ہی "اور خداوند بھی پچتایا کہ اُس نے ساؤل کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کیا" اسی طرح خدا تعالی کے پچتانے کا حال بائبل کے اکثر مقامات مین لکھا ہی۔

اور قرآن شریف مین خدائے تعالی کی صفت اسطرح بیان کی گئی ہے۔ و خلق

وخلق کل شئ وھو بکل شئ علیم یعنے خدا نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہر چیز سے واقف وخبردار ہے۔

ساتوین ضرور ہے کہ خدائے تعالیٰ عادل ہو اور ظالم نہو۔ اور یہہ صریح ظلم ہے کہ گناہ کوئی کرے اور اُس کی سزا دوسرے کو دیجائے مگر بائبل خدائے تعالیٰ کو ایسے ظلم سے موصوف کرتی ہے چنانچہ گنتی کی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۱۸ مین مرقوم ہے "وہ ہرحال بے گناہ نہ ٹھہرائیگا بلکہ باپ دادا ؤن کے گناہون کا اُن کے لڑکونسے جو اُن کی تیسری چوتھی پشت مین بدلہ لیتا ہے" اسی طرح کتاب خروج کے باب ۳۴ آیت ۷ مین لکھا ہے اور سموائل کی کتاب دوم کے باب ۱۲ آیت ۱۱ مین حضرت داؤد کے بارہ مین مرقوم ہے اور خداوند یون فرماتا ہے کہ دیکھہ مین ایک آفت کو تیرے ہی گھر سے تجھہ پر اُٹھاؤن گا اور مین تیری جوؤن کو لیکے تیری آنکھون کے سامنے تیرے ہمسائے کو دونگا اور وہ اِس آفتاب کے سامنے تیری جوؤن کے ساتھہ ہم بستر ہوگا" افسوس ہے کہ گناہ داؤد کرین اور اُس کے عوض مین اُن کی جوؤن کی عزت لیجائے اور ایسے مضامین کہ خدا نے کسی شخص کے گناہ پر دوسرون کو سزا دی ہے۔ بائبل مین اکثر مقامات پر مرقوم ہین اور اسی بنا پر حضرت داؤد نے ایک جگہہ عیسائیون کے خدا پر اعتراض بھی کیا ہے اور وہ اعتراض ظاہرا ٹھیک ہے چنانچہ سموایل کی کتاب دوم باب ۲۴ آیت ۱۷ مین مسطور ہے "اور داؤد نے جب اُس فرشتے کو جو لوگون کو مارتا تھا دیکھا تو خداوند سے کہا دیکھہ گناہ تو مین نے کیا اور بدی مجھہ سے ہوئی پر اُن بھیڑون کا کیا قصور ہے پس مجھی پر اور میرے باپ کے گھرانے پر اپنا ہاتھہ چلائیے" اور سب سے زیادہ

بے انصافی اور ظلم یہہ ہے کہ تمام اہلِ دنیا کے گناہون کے عوض ایک بے گناہ کو سزا دیگئی اور سب کے گناہون کا بوجہ ایک معصوم کے سر پر رکھدیا یعنے مروجہ انجیلی مسیح بے خطا اور بے قصور تمام گناہ گارون کے عوض نہایت ذلت اور خواری سے یہودیون کے ہاتھہ مین گرفتار ہوکر قتل کئے گئے اور تین رات دن سزاے جہنم مین مبتلا ہوئے دیکھو حل الاشکال مطبوعہ ۱۸۶۷ عیسوی صہ ۱۰۶ سطر ۱۳ ۔ اور قرآن شریف مین خداے تعالی نے اسطرح فرمایا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخری یعنے ایک کا بوجہ دوسرا نہین اُٹھاتا ۔ اور پھر فرماتا ہے ۔ ان اللہ لیس بظلام للعبید ۔ یعنے خداے تعالی بندون پر ظلم نہین کرتا ۔

آٹھوین خداوند عالم ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے اور کوئی چیز کسی وقت اُس سے پوشیدہ نہین اور چلنا پھرنا اور اُترنا چڑہنا اُسکی ذات پر روا نہین مگر بائبل خداے پاک کو برخلاف اسکے تمام عیوب سے منسوب کرتی ہے چنانچہ کتاب پیدایش کے باب ۳ آیت ۸ و ۹ مین مرقوم ہے "اور اُنھون نے خداوند خدا کی آواز جو ٹھنڈے وقت باغ مین پھرتا تھا سنی اور آدم اور اُسکی جورو نے آپ کو خداوند خدا کے سامنے سے باغ کے درختون مین چھپایا تب خداوند خدا نے آدم کو پکارا اور اُس سے کہا کہ تو کہان ہے" اور کتاب پیدایش کے باب ۱۸ آیت ۲۰ و ۲۱ مین مذکور ہے "پھر خداوند نے کہا اس لئے کہ سدوم اور عمورہ کا چلانا بلند ہوا اور اُنکا جرم نہایت سنگین ہوگیا ہے مین اب اُترکے دیکھونگا کہ اُنھون نے سراسر اُس چلانے کے مطابق جو مجھتک پہونچا ۔ کیا ہے یا نہین اور اگر نہین تو مین دریافت کرونگا" اور اسی کتاب کے باب ۱۱ آیت ۵ مین لکھا ہے کہ "اور خداوند

اُس

اُس شہر و برج کو جسے بنی آدم بناتے تھے دیکھنے اُترا"

اور قرآنِ شریف مین خدائے تعالی کی صفتین اِس طرح مذکور ہین وہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر۔ یعنے تم جہان ہو خدا تمھارے ساتھہ ہی اور تم جو کام کرتے ہو اللہ تعالی جانتا ہی۔

ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ یعنے ہمنے آدمی کو پیدا کیا اور جو آدمی کے دل مین خطرہ ہوتا ہی اُسے ہم جانتے ہین اور اُسکے طرف ہم رگِ جان سے بھی زیادہ نزدیک ہین۔ واللہ ما فی السموات وما فی الارض وکان اللہ بکل شئی محیطا۔ یعنے جو کچھہ آسمان و زمین مین ہے وہ خدا کا مال ہی اور خدائے تعالی ہر شئی پر محیط ہے۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یعنے اُس کے پاس غیب کی کنجیان ہین اُنکو سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا اور جو کچھہ صحرا و دریا مین ہی خدائے تعالے اُسے جانتا ہی۔ اور کوئی پتا نہین گرتا مگر خدائے تعالی اُسے جانتا ہی اور کوئی دانہ زمین کی تاریکی مین ایسا نہین ہی اور نہ کوئی ایسا خشک و تر ہی جسکا ذکر کتابِ مبین مین نہو۔ ہو اللہ فی السموات والارض یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون۔ یعنے وہی خدا آسمان و زمین مین تمھارے ظاہر و باطن کو جانتا ہی اور جو تم کسب کرتے ہو اُس سے واقف ہی۔ ع ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

نوٹ خدائے تعالی عالم ہی اور علم اُس کی صفتِ ذاتی اور ازلی اور ابدی ہونے کے سبب سے اُسپر سہو و نسیان جائز نہین ہی۔ اور اُسکو اپنا وعدہ

یا ارادہ تمام کرنے کے لئے علامت اور یاددہی کے اسباب ضرور نہین۔
مگر بائبل اس کے خلاف بیان کرتی ہر چنانچہ خدائے تعالی نے بعد طوفان نوح
کے وعدہ کیا کہ پھر کوئی جاندار پانی کے طوفان سے ہلاک نہوگا اور اس عہد کی
یاددہی کے لئے یہہ علامت رکھی کہ مین اپنی کمان کو بدلی مین رکھتا ہون اور ایسا
ہوگا کہ جب مین زمین پر بادل لاؤن تو میری کمان بادل مین دکھلائی دیگی اور مین
اُسے دیکھکر اپنے عہد کو یاد کرونگا ملخصاً کتاب پیدایش باب ۹ آیت ۸ سے
۱۷ تک۔ اور دوسرے مقام پر اس طرح مرقوم ہر کہ خدائے تعالی نے مصریون
کے پلوٹھے بچونکو مارنیکا ارادہ کیا اور مصری اور بنی اسرائیل کے گھر قریب
قریب تھے۔ اور یہہ بھی مقرر ہوا کہ خدا اپنی ذات سے آدہی رات کو نکل کے
مصر کے بیچون بیچ مصریون کے مارنے کے لئے جائے۔ اور اسلئے کہ مبادا
کہین بنی اسرائیل پر ہاتھہ نہ پڑ جاے اور فرعونیون کے ساتھہ وہ نہ مرجائین۔
ایک نشانی یعنے یاددہی کا سامان تیار کیا گیا اس طرح سے کہ خدا نے کہا۔
بنی اسرائیل مین ہر ایک مرد ایک بھیڑ کا بچہ ذبح کرے اور اُس کے لہو کو لیکر
دروازے کے دہنے اور بائین اور اوپر کی چوکھٹ پر چھاپا مارین اس لئے کہ
وہ خون تمھارے اُن گھرون پر جہان تم ہو نشان ہوگا اور مین وہ لہو دیکھکر
تم سے درگزرونگا ملخصاً دیکھو کتاب خروج باب ۱۱ آیت ۴ و باب ۱۲
آیت ۱۴ تک۔ ایسے مضمون بائبل مین اور مقامات پر بھی ہین۔

دسوین خدائے تعالی صادق ہر یعنے کلام اُس کا سچا ہر جھوٹ اُس کی
ذات پر روا نہین مگر بائبل سے معلوم ہوتا ہر کہ معاذ اللہ وہ جھوٹا ہر۔ چنانچہ کتاب

کتاب یرمیاہ کے باب ۱ آیت ۱۸ و ۱۹ مین مرقوم ہی جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ "خدا نے یرمیاہ نبی سے وعدہ کیا کہ مین ایک حصین شہر تیرے دشمنون کے مقابل بناتا ہون کہ تیرے دشمن تیرے ساتھہ لڑینگے لیکن تجھہ پر غالب نہون گے" مگر اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ وعدہ پورا نہوا بلکہ اس کے خلاف مین عمل ہوا چنانچہ خود یرمیاہ نبی خدا سے خلفِ وعدہ کی شکایت کرتے ہین "میرا غم کیون دائمی ہی اور میرا گھاؤ لاعلاج کہ صحت پذیر نہین تو میرے لئے سراسر دھوکے کی نہر سا ہوگیا ہی اُس پانی کے مانند جو نہین ٹہرتا" دیکھو کتاب یرمیاہ باب ۱۵ آیت ۱۸ اور دوسرے مقام پر یرمیاہ نبی کہتے ہین کہ "تب مین نے کہا ہائے اے خداوند خدا یقیناً تو نے اس قوم کو اور یروسلم کو یہہ کہکے دغا دی کہ تم سلامت رہوگے حالانکہ تلوار جان پر لگی ہی" دیکھو کتاب یرمیاہ باب ۴ آیت ۱۰ اور کتاب پیدایش کے باب ۲ آیت ۸ و ۹ مین مذکور ہی "اور خداوند خدا نے عدن مین پورب کی طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اُسنے بنایا تھا وہان رکھا اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے مین خوشنما اور کھانے مین خوب تھا اور باغ کے بیچون بیچ حیات کے درخت اور نیک و بد کی پہچان کے درخت کو زمین سے اُگایا" اور اُسی باب کے آیت ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ مین مرقوم ہی "اور خداوند خدا نے آدم کو لیکر باغ عدن مین رکھا کہ اُسکی باغبانی اور نگہبانی کرے اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیکر کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و بد کی پہچان کی درخت سے کھانا کیون کہ جس دن تو اُس سے کھائیگا تو ضرور مرجائیگا" پہلے سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت آدم کو اُسی درخت کے کھانیکی

مناہی کی گئی تھی جس کا نام اسی باب کی آیت ۹ مین نیک و بد کی پہچان کا درخت
ہے اور کہا گیا تھا کہ جس دن آدم اُسے کھائیگا اُسی روز مر جائیگا حالانکہ یہہ قول
خدا کا صریح جھوٹا ہوگیا کیونکہ آدم نے اُس درخت سے کھایا اور اُس دن
کیا کئی سو برس تک نہ مرے طرہ اسپر یہہ ہے کہ سانپ نے یعنے شیطان نے
برخلاف خدا کے پیشین گوئی کی تھی اور اُسی کی بات سچ ہوئی اور مقابلہ مین
شیطان کے معاذ اللہ خدا کی بات غلط نکلی۔ دیکھو کتاب پیدایش باب ۳ آیت ۲
تا ۵ "عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختون کا پھل ہم تو کھاتے ہین مگر اُس
درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچون بیچ ہے خدا نے کہا کہ تم اُس سے نکھانا اور نہ اُسے
چھونا ایسا نہو کہ مر جاو۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مروگے۔ بلکہ خدا
جانتا ہے کہ جسدن اُسے کھاوگے تمھاری آنکھین کھلجائینگی اور تم خدا کے مانند نیک و
بد کے جاننے والے ہوگے" چنانچہ ایسا ہی ہوا دیکھو کتاب پیدایش باب ۳
آیت ۲۲ "اور خداوند خدا نے کہا کہ دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان مین ہم
مین سے ایک کے مانند ہوگیا" افسوس ہے کہ بائبل خدائے تعالی کو تو جھوٹا اور
شیطان کو سچا ٹھہراتی ہے۔ اور کتاب پیدایش کے باب ۴۶ آیت ۲ و ۳ و ۴
مین مرقوم ہے "اور خدا نے رات کو خواب مین اسرائیل سے باتین کین اور کہا
اے یعقوب اے یعقوب وہ بولا مین حاضر ہون۔ اُس نے کہا مین خدا تیرے
باپ کا خدا ہون مصر مین جاتے ہوئے مت ڈر کیونکہ مین تجھے وہان بڑے گروہ
بناونگا مین تیرے ساتھ مصر کو جاونگا اور تجھے بیشک پھر لے آونگا" یہان بھی
خدا یعقوب کے نے معاذ اللہ یعقوب سے جھوٹا وعدہ کیا ہے اور وعدہ وفا نکی کیونکہ

یعقوب مصر جاکر پھر واپس نہ آئے اور وہین انتقال فرمایا دیکھو کتاب پیدایش باب ۴۹
آیت ۳۳ اور بائبل مین اکثر مقامات پر لکھا ہی کہ خدا تعالے نے حضرت ابراہیم اور اسحٰق
اور یعقوب سے بارہا وعدہ کیا تھا کہ ملکِ کنعان وغیرہ بہت سے ملکون کو اُن کے
اور اُن کی اولاد کے قبض و تصرف مین کردیگا ایسا کہ وہ ہمیشہ کے لئے مالک ہون
اور اِس عہد پر قسم بھی کھائی چنانچہ کتابِ پیدایش کے باب ۱۷ آیت ۸ مین مرقوم
ہی کہ خدائے تعالی نے ابراہیم سے فرمایا ہی "اور مین تجھکو اور تیرے بعد تیری
نسل کو کنعان کا تمام ملک جس مین تو پردیسی ہی دیتا ہون کہ ہمیشہ کے لئے ملک ہو"
اسی اور اسی کتاب کے باب ۱۳ آیت ۱۵ مین مثل اسکے مرقوم ہی
اور اسی کتاب کے باب ۲۶ آیت ۳ مین لکھا ہی کہ خدائے تعالی نے حضرت
اسحٰق سے خطاب کرکے فرمایا ہی "تو اِس ہی زمین مین بود و باش کر کہ مین تیرے
ساتھ ہونگا اور تجھے برکت بخشونگا کیونکہ مین تجھے اور تیری نسل کو یہہ سب ملک دونگا
اور مین اس قسم کو جو مین نے تیرے باپ ابرہام سے کی ہی وفا کرونگا" اسیطرح
اکثر مقامون پر مرقوم ہی۔ حالانکہ اس وعدہ کی وفا نہ ابراہیم کے بارہ مین ہوئی نہ اسحٰق
کے نہ یعقوب کے بارہ مین کیونکہ خود حضرت ابراہیم کو ایک مقبرہ کے موافق زمین
جناب سارہ کی قبر کے لئے ملک کنعان مین بہت خوشامد کرنے سے چار سو مثقال
قیمت پر میسر آئی دیکھو کتاب پیدایش باب ۲۳ اور اسیطرح یعقوب نے ملکِ کنعان
مین بہت سا زور دیکر ایک کھیت مول لیا۔ دیکھو کتابِ پیدایش باب ۳۳ آیت ۱۹
اِن عبارتون سے صاف ظاہر ہی کہ خدائے تعالی نے اِن پیغمبرون کے بارہ مین
جو وعدے کئے تھے اُنکو وفا نکیا۔ بلکہ دوسرے مقام پر خود خدائے تعالی اپنے

پہلے وعدے اور قسم کے خلاف کرنے پر اصرار کرتا ہے اور عہدِ سابق کے مخالف
دوسرا عہد کرتا ہے چنانچہ گنتی کی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۳۰ مین خدا کی زبانی مرقوم
ہے "تم ہرگز اس زمین تک نہ پہونچوگے جسکی بابت مینے قسم کھائی ہے کہ تمھین بسا
بساؤنگا" افسوس کا مقام ہے کہ خدائے تعالی پہلے ایک وعدہ کرے اور اُسپر
قسم بھی کھائے اور پھر اُسپر وفا نکرے اور خلافِ وعدہ اور قسم عمل مین لائے
اور عہدشکنی فرمائے اور دوسرے مرتبہ پہلے وعدہ کے خلاف مین پھر وعدہ کرے
اب نہین معلوم وعدۂ ثانی کہانتک صحیح ہوسکتا ہے جب بسبب عہدشکنی اور
دروغ بیانی کے معاذاللہ خدا کا اعتبار ہی نرہا تو پھر اب ہزار وعدے کرے
کوئی کیونکر اُسے صحیح جانے کا اور لطف یہہ ہے کہ خود خدا عہدشکنی کا اقرار بھی
کرتا ہے چنانچہ گنتی کی کتاب کے باب ۱۴ آیت ۳۴ کے آخر مین مسطور ہے کہ خدا تعالی
نے فرمایا ہے "تب تم میری عہدشکنی کو جان لوگے"۔

ایسے مضامین بائبل مین بہت ہین جو خلافِ شانِ الوہیت اور باعث نقصِ
صفاتِ خداوندِ عالم ہین۔

گیارویں ضرور ہے کہ خدائے تعالی کسیکا بیٹا نہوا ور نہ اُسکے لئے کوئی
فرزند ہو کیونکہ اگر خدا کے لئے کوئی اولاد ہوگی تو کئی عیب اُسکی ذات پر وارد
ہون گے یعنے چاہئے کہ خدا کے لئے جسم ہو اور اُسے مکان اور جہت ہو
اور اُسکو شہوت ہو اور اُسپر تغیر وارد ہو اور وہ مرکب ہو اور اُس کے لئے
جورو بھی ہو اور وہ محتاج بھی ہو اور یہہ سب اُمور محالاتِ عقلیہ سے ہین مگر انجیل
مرقس کئی مقام سے تصریح کرتی ہے کہ حضرتِ عیسی خدا کے بیٹے ہین اور عیسائی دعوی کرتے

کرتے ہین کہ یہہ بیٹا ہونا حقیقی ہی یعنے حضرت عیسیٰ حقیقۃً خدا کے بیٹے ہین - اور یہہ عقیدہ ایسا مشہور ہی کہ جس پر شاہد پیش کرنیکی ضرورت نہین ہی - پس اس عقیدے سے ظاہر ہی کہ جتنے عیب سابق مین بیان کئے گئے اُن سب سے خدا موصوف ہی - تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا -

علاوہ اس پر یہہ امر قطعاً ضروری ہی کہ باپ اور بیٹے کی جنس قریب ایک ہی ہو اور دونون کی اجزاے اصلیہ اور مادہ مین فرق نہو - اور یہہ ظاہر ہی کہ حضرت عیسیٰ جنس حیوانی سے تھے اور محتاج تھے ان کے لئے جسم تھا وہ کھاتے پیتے تھے بہرحال جتنے حوائج انسانی ہین سب اُن کے لئے ضروری تھے پس ضرور ہی کہ خدا بھی اِن تمام حوائج انسانی سے موصوف ہو یعنے اُس کے لئے جسم ہو وہ مرکب ہو وہ محتاج ہو اور عقل حاکم ہی کہ جو شخص ایسا ہی یعنے اِن صفاتِ حادثہ سے موصوف ہی وہ ہرگز خدا نہین ہی -

پانچوین ضرور ہی کہ خدا کے لئے کوئی جورو نہو مگر بائبل مین کئی طرح سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا کے لئے ایک کیا کئی جوروین ہین -

اول یہہ کہ کتاب حزقی ایل نبی کے باب ۲۳ مین وارد ہوا ہی کہ خدا کی دو جوروین تھین اور وہ دونون فاحشہ وزانیہ تھین جنکا حال مختصر آسابق مین نقل کر دیا گیا ہی اُنمین سے چھوٹی تو اسقدر فاحشہ تھی جسکے بیان مین کتاب مذکور کے باب ۲۳ آیت ۱۹ و ۲۰ مین مذکور ہی کہ "جب وہ مصر کی زمین مین چھنالا کرتی تھی زناکاری پر زناکاری کی سو وہ اپنے اُن یاردن پر مرنے لگی جن کا بدن گدھون کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑون کا سا انزال تھا "

دوسرے یہہ کہ جب عیسائی حضرتِ عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہتے ہین اور انجیل مین ایسا ہی لکھا ہی تو ضرور ہی کہ خدا کے لئے جورو بھی ہو کیونکہ بغیر جورو کے اولاد نہین ہوسکتی اور متے کی انجیل کے باب ۱ آیت ۱۸ و ۱۹ مین مرقوم ہی "یسوع کی پیدایش یون ہوئی کہ جب اُسکی مان مریم کی منگنی یوسف کے ساتھہ ہوئی تو اُن کے اکھٹے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی تب اُس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا اور نہ چاہا کہ اُسے تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اُسے چپکے سے چھوڑ دے"۔

پس اگر یہان روح القدس سے مراد خود خدا ہی تو ہرچند مریم خدا کی مان ہوئین کیونکہ خدا مریم کے پیٹ مین آیا اور اُن کے پیٹ سے پیدا ہوا مگر عیسیٰ خدا کے بیٹے نہوئے بلکہ عین خدا ہوئے اور اگر روح القدس سے مراد ابن خدا ہی تو مریم خدا کی جورو ہوئین کیونکہ خدا کا بیٹا اُن کے شکم سے پیدا ہوا۔

تیروین ضرور ہی کہ خدا سب پر غالب ہو اور کسی سے عاجز اور مغلوب نہو مگر عیسائیون کا خدا (یعنے حضرتِ مسیح) یہودیون سے عاجز ہوکر کبھی گھٹنے ٹیککر کبھی منھہ کے بھل گر کے اپنی جان بچنے کی دعا مانگتا ہی اور یہودی اُسے گرفتار کر کے کبھی منھہ پر تھوکتے ہین کبھی گھونسے لگاتے ہین کبھی طمانچہ مارتے ہین کبھی اِس خدا کی ہتکین باندھی جاتی ہین غرض کوئی کام بیعزتی کا نہین جو اِس خدا کی نسبت نہ کیا گیا ہو۔ دیکھو متے باب ۲۶۔

چودوین ضرور ہی کہ خدا زندہ اور قایم ہو اور کوئی اُسے قتل نکر سکے مگر عیسائیون کے خدا کو یہودیون نے صلیب پر چڑہا کر نہایت تکلیف سے مار ڈالا

ہرچند اُس نے بوقتِ قتل بہت چلاکر دعا مانگی مگر کچھ اثر نہوا آخر جان گئی
دیکھو متے باب ۲۷ ۔

اب ہم تمام منصفین اور صاحبانِ عقل وفہم سے التماس کرتے ہین کہ از راہِ
انصاف ارشاد فرمائین کہ جو خدا ایسا ہو کہ آدم کے بارہ مین کہے کہ وہ انسان
نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کے مانند ہوگیا ہے اور جو ایسا ضعیف
القوا ہو کہ بسبب لوہے کی رتھین ہونے کے نشیب کے رہنے والونکو خارج
نکر سکے اور جو یعقوب سے رات بھر کشتی لڑتا رہے اور پھر بھی اُسے نہ پٹک
سکے بلکہ اُس سے مغلوب ہوجائے اور اُس سے پناہ مانگے اور جو کبھی سوئے اور
کبھی جاگے اور کبھی نیند سے چونکے اور کبھی ریچہ کے مانند ہو اور کبھی تیندوے
کی طرح اور کبھی بوجھ اُٹھانے سے تھک جائے اور کبھی آرام کرے اور
کبھی تازہ دم ہو اور کبھی بدی کرنے سے بچتا ہے کبھی خود ظلم کرے کبھی ظلم اُٹھائے
اور کبھی ٹھنڈے وقت باغ مین سیر کرتا رہے اور آدم کو ڈھونڈے اور کبھی آسمان سے
سیر کرنے کے لئے زمین پر اُترے اور کبھی مصر کے بیچون بیچ مصریونکو مارنے کے لئے
جائے اور جسکے کئی جوروین اور اولاد ہو ۔ اور آخر ایک عورت کے پیٹ مین
آکر اور خونِ حیض سے پرورش پاکر پیدا ہو اور تمام عمر کھائے پیئے پاخانہ پیشاب
کرے پھر دشمنون مین گرفتار ہوکر نہایت ذلت وخواری اور تکلیف سے مارڈالا جائے
آیا ایسا خدا معبودیت کی لیاقت اور الوہیت کی قابلیت رکھتا ہے اور ایسے شخص
کو کوئی اپنا پروردگار یکتا کہسکتا ہے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

قولہ ص ۸۱ دفعہ ششم زید بن حارثہ ۔ اپنی جوروؤنکو مسلمانون پر حرام

کرنے کے لئے مسلمانون کی مائین بناتے ہین اور ابھی تک زید کو اپنا بیٹا بلاتے رہے اب کہتے ہین کہ محمد باپ نہین کسیکا تمھارے مردون مین الخ

اقول حقیقت مین زید حضرت کے بیٹے نہ تھے اور تبنیت کو جو مخالف تورات و انجیل وعقل کے تھی اور جسمین قباحت عظیم تھی جسکو ہمنے سابق مین بیان کیا ہے خدا یتعالی کے حکم سے حضرت نے باطل فرمادیا اور حضرت کی ازواج کو جو حق تعالے نے مومنین پر حرام ٹھہرایا ہے وہ حضرت کی تعظیم وتکریم کے لئے تھا ان دونون امرون مین کوئی قباحت عقلی وشرعی نہین جس سے کوئی اعتراض خدا یا پیغمبر پر کیا جاے اور یون ناحق کوشی اور عناد سے ہرزہ سرائی کرنا اپنی عاقبت کو برباد دینا ہے

قولہ ص ۸۱ سید صاحب کا فرمانا بہت بجا ہے وہ کہ اسپر مشرکین قریش نے بڑا غل مچایا حالانکہ خود انکا یہہ حال تھا کہ اپنی مائون اور خوشدامنون سے شادی کر لیتے تھے "

اور ڈاکٹر لیٹنر بھی وہی سناتے ہین وہ "عرب کے بت پرست اپنے متوفی باپ کی عورتون کو بجز اپنی حقیقی مان کے اپنے حرم مین داخل کر لیتے تھے "

یہہ بھی جھوٹ ہے۔

اقول یہہ بھی جھوٹ ہے۔ اور سید صاحب اور ڈاکٹر صاحب بہت بجا فرماتے ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل کے صفحہ ۲۱۷ آیہ ولاتنکحوا مانکح آبائکم من النساء کے تحت مین مذکور ہے کان اہل الجاہلیہ ینکحون ازواج آبائہم۔ یعنے اہل جاہلیت اپنے باپ کی ازواج سے نکاح کر لیتے تھے اور اسی تفسیر مین اس قول کی تائید پر ایک روایت بھی لکھی ہے اور دوسری کتب تفسیر وغیرہ مین بھی اس کی تصریح موجود ہے

ہے۔ پس قول صاحب تاریخ ابوالفدا کا جو اُس کے خلاف مین مخاطب نے پیش کیا ہے شاذ ہے۔ اور باقی مخاطب کی ہوچگوئی اُسیکو شایان ہے جس کا جواب اہل تہذیب سے بعید ہے۔

قولہ ص ۸۲ دفعہ مغتم زید کی وفاداری سید امیر علی صاحب نے اپنی انگریزی کتاب کے حاشیہ مین ایک نئی بات یہہ بھی تحریر فرمائی ہے وہ کہ سب سے بڑی معیار نبی کی پاکبازی کی یہہ ہے کہ زید نے اپنے آقا کے ساتھ جانبازی مین کبھی کوتاہی نکی۔ اور حکیم صاحب رقم طراز ہین کہ وہ اگر اس عقد مین کوئی امر معیوب اور قادح نبوت ہوتا تو یقیناً اول منکر زید ہوتا۔ ہم کہتے ہین کہ منکر ہوکر کس قاضی کے پاس فریاد کرتا۔ الخ

اقول کسی قاضی کے پاس فریاد کرنے کی ضرورت کیا تھی خود حضرت پر طعن کرتا اور اصحاب سے بیان کرتا کفار قریش کے روبرو شکایت لیجاتا اسلام سے دست بردار ہوتا۔ اور اقلاً جانبازی تو ضرور ترک کر دیتا جب انمین سے کوئی امر واقع نہوا تو معلوم ہوا کہ سید صاحب اور حکیم صاحب کا قول بہت درست ہے ظاہر ہے کہ کفار قریش اور یہود وغیرہ اسوقت موجود تھے اور مثل مخاطب حضرت کے بہت بڑے دشمن تھے۔ اگر کوئی بات خلاف پاکبازی ہوتی تو اُن کے روبرو بیشک ظاہر کر دیتا مگر چونکہ کوئی امر ایسا نہ تھا اس لئے کبھی کوئی شکایت زید نے نکی اور ہمیشہ جان بازی مین سعی کرتے رہے۔

قولہ ص ۸۲ غلامی انسان کے دلپر برا اثر پیدا کرتی ہے طبعی آزادی حمیت وغیرت اس سے بالکل دور ہوجاتی ہے اگر آقا اپنے غلام کی جورو چھین لے تو وہ

صبر کرتا ہی الخ

اقول یہہ بالکل جھوٹ ہی۔ غلامی سے اس قدر حمیت و غیرت کبھی نہین جاتی جیسا کہ مخاطب نے دعوی کیا ہی چونکہ مخاطب کا دعوی بلا دلیل ہی اس لئے باطل ہی ماورا اسکے ملکِ مشرق کے غلام خصوصاً اسلام مین ہرگز ایسے نہین ہین جو کوئی کام خلافِ غیرت کرسکین اور کوئی تعریض بے حمیتی کے بارے مین انپر ہوسکے بلکہ آقا اپنے غلامون سے بالکل برابری کا برتاؤ کرتے ہین اور ہر طرح کی رعایت انکے ساتھہ کی جاتی ہی۔ چنانچہ تمدن **عرب** مین ڈاکٹر لیبان صاحب نے ایک پوری فصل عرب کے غلامون کی حالات مین لکھی ہی اُس مین سے بعض عبارت بطور خلاصہ کے ہم یہان نقل کرتے ہین۔ وہ یہہ ہی "مجھے اسی قدر کہنا ہی کہ مسلمانون مین غلامون کی حالت اُس سے بالکل علیحدہ ہی جو عیسائیون مین تھی۔ مشرق مین غلامون کی حالت یورپ کے خانگی ملازمون سے بھی بہتر ہی۔ وہ ہمیشہ اپنے مالک کے خاندان کے جز سمجھے جاتے ہین اور جیسا ہمنے اوپر بیان کیا ہی وہ کبھی کبھی اپنے مالک کی بیٹی سے شادی بھی کرسکتے ہین اور اعلی درجہ پر پہونچسکتے ہین مشرق مین لفظِ غلام کے ساتھہ کسی قسم کا خیالِ حقارت شامل نہین ہی اور یہہ کہا جاسکتا ہی کہ بمقابل یورپ کے ملازمین کے مشرق کا غلام بہت زیادہ اپنے مالک کا ہم رتبہ ہی۔ موسیو آبو لکھتے ہین "ممالکِ اسلام مین غلامی اسقدر کم معیوب ہی کہ کل سلاطینِ قسطنطنیہ جو امیر المومنین ہین لونڈیون کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین اور اس سبب سے اُنکی شجاعت مین کوئی فرق نہین آیا۔ اکثر اوقات مصر کے امرا غلامون کو لیکر پرورش اور تعلیم کرتے ہین اور اُس کے بعد اپنی کسی بیٹی سے

شادی

شادی کرکے اپنی کل جائداد کا مالک کر دیتے ہین - قاہرہ مین وزرا سپہ سالار حکام جلیل القدر اس قسم کے نظر آتے ہین جو اپنے بچپنے مین آٹھ سو روپیہ سے بارہ سو روپیہ تک بکے ہین "

کل سیاح جنھون نے مشرقی غلامی کی رسم پر غور کی ہر اس بات کو مانتے ہین کہ اہل یورپ جو کچھ شور و غل غلامی کے خلاف مین مچاتے ہین یہہ بالکل بے بنیاد ہر اور نہ اُن کی نیت خالص ہر اس کا بڑا ثبوت یہہ ہر کہ مصر مین جہان غلام محض اپنے بیان پر غلامی کے بند سے چھوٹ سکتے ہین ہرگز وہ آزادی کی خواہش نہین کرتے -

موسیو ایبرس اسی کا ذکر کرکے کہتے ہین " بیشک ہم اس امر کو چھپا نہین سکتے کہ اسلامی ممالک مین لونڈی غلامون کی زندگی نہایت آسایش سے بسر ہوتی ہر "

موسیو دوژانی قاہرہ کے مدرسہ السنہ کے مدیر لکھتے ہین " اس وقت غلامون کو اسقدر آزادی حاصل ہر کہ بلا مزاحمت کے وہ جس طرح چاہین بسر کرین - لیکن اس قانون سے وہ ہرگز فائدہ نہین اُٹھاتے وہ اپنی اطاعت کی حالت کو جس مین کچھہ ظلم نہین ہر اُس آزادی پر ترجیح دیتے ہین جس مین اُنھین انواع تکالیف کا سامنا ہر "

غلامون سے مصر ہی مین ایسی شفقت کا برتاؤ نہین کیا جاتا بلکہ کل ممالک اسلام مین اُن کے ساتھہ ایسا ہی سلوک ہوتا ہر - لیڈی بلنٹ ایک انگریزی بی بی اپنے سفر نجد مین ایک عرب کے ساتھہ اپنی گفتگو کا ذکر کرکے لکھتی ہین -

" وہ ایک چیز جو بالکل اُس کے سمجھہ مین نہین آتی تھی وہ یہہ تھی کہ دولت انگریزی

کو غلامون کی تجارت بند کر دینے سے کیا فائدہ ہی ہم نے کہا یہہ محض حمیت انسانی کا مقتضا ہی اسنے جواب دیا کہ یہہ سچھہ ہی لیکن غلامون کی تجارت مین کسی قسم کی کوئی بے رحمی نہین ہی۔ وہ باصرار کہتا تھا کس نے ہمن غلامون کے ساتھہ بدسلوکی کرتے دیکھا ہی۔ فی الواقع ہم اُسے اپنے تجربہ سے کوئی مثال عربستان مین غلامون کے ساتھہ بدسلوکی کی نہ بتلا سکے اور سچ یہہ ہی کہ عربون مین غلام نوکر نہین ہی بلکہ ایک لاڈلا بچہ ہی" الخ

اب غور کرنا چاہیے کہ عیسائی محققین کسقدر عرب کی غلامی کی توصیف و تعریف کرتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ عرب مین بلکہ کل اہل اسلام مین غلام ہونے کی وجہہ سے کسی طرح کی بے عزتی اور بے حرمتی کا فعل اُنسے صادر نہین ہوتا۔ اور علاوہ اسپر حضرت زید بن حارث آزاد بھی ہو چکے تھے اور بسبب سبقت اسلام و مہاجرت اور کثرت جہاد و قوت ایمان وغیرہ اوصاف حسنہ کے دوسرے مسلمانون مین ممتاز۔ اور آنحضرت کے بہت پیارے تھے پس اس سے ظاہر ہی کہ ادعای مخاطب کسقدر بے اصل اور مہمل ہی۔

قولہ ص ۸۳ دفعہ ہشتم غیرت صحابہ کرام۔ حکیم صاحب تعلّی کی لیتے ہین اور فرماتے ہین "بڑے بڑے غیور جری صحابہ جو اسلام کے رکن تھے بہت جلد ہان اُسی دم ٹوٹ پھوٹ جاتے اگر آنحضرت کا یہہ فعل معیوب و قادح نبوت ہوتا" اب ہمکو مجبوراً دکھلانا پڑا کہ حضرت محمد صاحب کے صحابہ کے دلمین غیرت کو بہت بڑی گنجایش نہ تھی چنانچہ مدینہ مین جو عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن الربیع مین حضرت نے برادری قایم کی تھی ایک دن سعد نے عبدالرحمن

عبدالرحمن سے کہا اے بھائی میرے پاس دولت بہت ہی مین ایک حصہ مین تیرے ساتھ شریک ہونگا اور دیکھ میری دو جورو مین مین انمین سے جسکو تو چاہے پسند کرلے اور مین اسکو طلاق دیدونگا کہ تو اُسے جورو بنالے چنانچہ سعد نے طلاق دیدی اور عبدالرحمن نے اُس سے نکاح کرلیا (اسکو میور صاحب نے بحوالہ کاتب الواقدی اپنی جلد (۲) مین لکھا ہی) الخ۔

اقول کاتب الواقدی نہین معلوم کس کا نام ہی واقدی تو مشہور ہی مگر کاتب سے مراد غیر معلوم۔ اور اگر مخاطب کاتب الواقدی تاریخ واقدی کو کہتا ہی تو ہم ہر چند غلطی لفظ سے قطع نظر کرتے ہین مگر تاریخ واقدی مین سعد کا اپنی زوجہ کو طلاق دینا اور عبدالرحمن کا اُسے نکاح کرنا مذکور نہین ہے۔ **اور علی التنزل** ہمنے فرض بھی کیا کہ کسی نسخہ مین تاریخ واقدی کے یہہ روایت مذکور ہو مگر وہ بالکل ضعیف اور غیر معتبر ہی کیونکہ خود واقدی محققین عُلما کے نزدیک مجروح وضعیف ہی جس کی روایت کا اعتبار نہین کیا جاتا **علاوہ** اس پر کتب صحاح ومعتبرہ مین اس روایت کے خلاف مین روایت کی گئی ہے چنانچہ مدارج النبوہ کے صـ۷۲ مین شیخ عبدالحق دہلوی لکھتے ہین "و آوردہ اند کہ یار انصار کہ مواخات دادہ بود حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم او را بدے گفت کہ من دو زن دارم و باغہاے متعدد۔ یک زن را برائے خاطر تو طلاق دہم و باغہا مشترک باشد میان ما۔ گفت عبدالرحمن برکت دہاد ترا خدا بتعالی در ازواج تو و اموال تو و زیادہ گرداناد۔ مرا راہ بازار نما دیگر حاجت نیست" الخ اس روایت مین اور اُس عبارت مین جو مخاطب نے نقل کی ہی دو عظیم مخالفتین موجود ہین۔

اوّل یہہ کہ مخاطب کے کلام مین مذکور ہی کہ سعد نے عبدالرحمن سے کہا کہ دو عورتون

سے جسکو تو چاہے پسند کرلے اور یہہ مضمون اِس روایت مین نہین ہی دوسرے یہہ کہ
مخاطب کے کلام مین موجود ہے کہ سعد نے اپنی زوجہ کو چھوڑ دیا اور عبدالرحمن نے
اس سے نکاح کرلیا۔ اور وہ بالکل غلط ہی کیونکہ مدارج النبوہ کی روایت مین بصراحت
مذکور ہی کہ عبدالرحمن نے سعد کو دعا دی اور کہا کہ مجھے تیرے مال مین اور عورتون مین
کوئی حاجت نہین ہے اور پھر اُس روایت کے آخر مین مرقوم ہی کہ خود عبدالرحمن نے
تجارت کی اور بہت سا فائدہ حاصل ہوا جس سے عبدالرحمن بہت بڑا مالدار ہوگیا
اور چونکہ کتاب مدارج النبوہ بہ نسبت کتاب واقدی کے زیادہ معتبر ہی جسکو محققین
جانتے ہین علاوہ اِسپر جو روایت مدارج النبوہ مین مذکور ہی مثل اسکے صحیح بخاری
کی کتاب النکاح مین اور دوسری کتب صحاح ومعتبرہ مین موجود ہی اِس سے ثابت
ہوگیا کہ روایتِ واقدی بالکل غلط اور بے اصل ہی۔ اگر کوئی کہے کہ سعد کا یہہ کہنا
کہ "مین اپنی ایک زوجہ کو تیرے لئے طلاق دیدیتا ہون" یہہ قول بھی غیرت کی
مخالفت پر دلالت کرتا ہی۔ تو غیر مسلم ہی کیونکہ ممکن ہی کہ سعد نے محض امتحاناً عبدالرحمن
سے یہہ بات کہی ہو کہ دیکھئے یہہ شخص باوجود دعوی محبت اور برادری کے آیا اپنے
دوست کی زوجہ سے اجتناب کرتا ہی یا نہین چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عبدالرحمن نے انکار
کیا۔ پھر اسمین کسیطرح بے غیرتی کی حرکت نہین۔ **اور علی التنزل** اگر اس روایت
کی صحت بھی جسے مخاطب نے نقل کیا ہی فرض کیجائے تو بھی مخاطب کا استدلال
ناتمام اور باطل ہی وہ وجہ سے اوّل یہہ کہ اگر کوئی شخص اپنے ایک دوست کے
جوشِ محبت مین اپنی ایک زوجہ کو طلاق دیکر اپنے دوست سے اِس کا نکاح
کرادے تو بعد رجوشِ محبت اور نیز بسبب اس کے کہ طلاق دینے کے بعد عورت

بالکل غیر ہو جاتی ہے کوئی تعریض اس شخص پر نہین ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ دعوی مخاطب کا صحابہ کی (معاذ اللہ) بے غیرتی علی العموم ہے اور عام کی حالت کے ثبوت پر خاص ایک شخص کی عارضی کیفیت پیش کی ہے اور ہرگز ممکن نہین کہ ایک شخص کے فعل سے کل پر اُس کا حمل کیا جاے یہہ استدلال نہین خلل دماغ سمجھنا چاہیئے اگر ایک شخص اپنے جوشِ محبت مین اپنی زوجہ کو طلاق دے تو ہرگز نہین ہو سکتا کہ اس کا حکم کل پر جاری ہو۔ حمیت و غیرت۔

حمیت و غیرت اور شجاعت عرب کی علی العموم اور حضرت کے اصحاب کی علی الخصوص تمام مؤرخین کی مسلّمہ ہے جس کے اہل یورپ بھی قائل ہین پس برخلاف تمام مؤرخین کے دعوی کرنا اور ایک آدہ شخص کی حالت سے جو وہ بھی بروایت ضعیف مروی ہو کل پر استدلال کرنا بجز بے عقلی کے اور کسی شئی پر حمل نہین کیا جا سکتا۔

ڈاکٹر لی بانصاحب کی تمدن عرب انھی عربون کی توصیف مین بھری ہوئی ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۵۹ مین عربون کی تعریف مین مرقوم ہے "وہ سخاوت کی عادت سے وہ سپاہیانہ بہادری کا برتاؤ پیدا ہوا جس کے تمام یورپ کی اقوام نے تقلید کی" اور صفحہ ۵۸ مین مذکور ہے "وہی مردکار زار جس کے ہاتھہ سے لوٹ کے اشتیاق یا غیرت کے جوش مین شدید سے شدید بے رحمی کے افعال سرزد ہوتے ہین جس وقت اپنے خیمہ مین بیٹھتا ہے تو ایک مہربان میزبان بنجاتا ہے اور اعلی تواضع سے پیش آتا ہے جو کوئی مصیبت زدہ اُس کی پناہ مین آگیا یا جس نے اُس کی میت پر بھروسہ کیا پھر اُس کی مدارات دوستون کی سی نہین ہوتی بلکہ عزیزون اور قرابتدارون کی سی" بلکہ عربون کی شجاعت و غیرت ایک ایسی مسلّمہ ہے جس کا انکار روی زمین پر کوئی

نہین کرسکتا۔ پھر انھین عربون کی نسبت بی غیرتی کا بہتان کرنا گویا آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔

اور کسیکو یہہ خیال نہوئے کہ یہہ اُن عربون کی صفات ہین جو اسلام سے پیشتر تھے کیونکہ اسلام کے آنے کے بعد بھی جو اوصاف عمدہ عربون کے تھے وہ بدستور قایم رہے بلکہ اور بڑھ گئے چنانچہ کتابِ تمدنِ عرب اسپر گواہ ہے۔

قولہ ص۸۴ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے خطبہ مین حرمتِ خنزیر کے باہمین فرمایا تھا کہ وہ منجملہ حیوانات کے ایک یہی بڑا بے غیرت ہے۔ اور حیوانات اپنے مطلوب مادہ پر دوسرے حیوانات کا مقابلہ اور غیرت کرتے ہین۔ اِس غیرت سے خالی ہے تو صرف یہی ایک حیوان ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس جانور کا گوشت کھانے کے عادی ہین انمین وہ غیرت نہین ہوتی۔ ایک کی جورو کو دوسرا ہاتھہ مین ہاتھہ ڈالکر خلوت مین لیجاے تو وہ غیرت نہین کرتا ص۳۲۵ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۱۷" مولویصاحب کو شاید معلوم نہ تھا کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو اپنی جورو کا ہاتھہ پکڑکر خلوت مین بھیجدیتے تھے۔

اقول اِن ہذا لبہتان عظیم۔ مولوی محمد حسین صاحب کے بیان کی صدق و راستی نے مخاطب کو آتشِ غیظ و غضب مین جلادیا اور اُن کے کلام حق نظام کی سنان نے اُس کے دل و جگر کو مجروح کردیا جس کی تاب نلاکر مخاطب مضطربانہ اور بیخودانہ دروغگوئی و افترا پردازی کا مرتکب ہوا ہے۔ ہم نے شروع مین ثابت کردیا ہے کہ عبدالرحمن کے ایک دوست نے (جوشِ محبت مین یا امتحاناً) عبدالرحمن سے کہا تھا کہ مین اپنی جورو کو طلاق دیتا ہون تاکہ تم نکاح کرلو مگر یہہ امر تو عین نہ آیا

نہ آیا اور عبدالرحمن نے اپنے دوست کی حرمت کا لحاظ کرکے نکاح سے انکار کیا ہیں غور کرنے کا مقام ہو کہ کہان ایک گروہ عظیم صحابہ مین سے محض ایک شخص کا بطور شوخی کے قول کہ مین اپنی جورو کو طلاق دیتا ہون جو محبت کے جوش مین یا امتحاناً واقع ہوا ہو۔ اور کہان علی العموم ایک کی جورو کو دوسرا ہاتھہ مین ہاتھہ ڈالکر خلوت مین لیجانا۔ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ اور منصفین مخاطب کی اس دروغگوئی کو بھی خیال کرین کہ ایک شخص کے ایسے قول سے جو سابق مین بیان کیا گیا اور مثل الناذر کالمعدوم کے ہر کل صحابہ کو مرتکب ایک فعل شنیع کا کہتا ہو اگر مخاطب مغلوب الغیظ ہو جسے کچھہ حق و باطل سوجھتا نہین تو پھر علماے اسلام کے مقابلہ مین آنا اور میدان مناظرہ مین قدم رکھنا کیا ضرور تھا اور اگر اسکو فقط آنحضرت اور آپ کے اصحاب کو گالیان دینا ہی منظور تھا تو پھر دلیل اور حجت کی کیا حاجت تھی ناظرین خوب سمجھہ سکتے ہین کہ اسکی کتاب مین شروع سے آخر تک اکثر دل آزار الفاظ اور گالیان بھری ہوئی ہین پس مخاطب نے شاید یہہ خیال کیا ہو کہ میری گالیون کا جواب کوئی مہذب مسلمان تو نہ دیگا اس لحاظ سے اگر مین اپنی کتاب کو ممتنع الجواب سمجھون تو کچھہ بیجا نہین ہو۔ مگر مخاطب اتنا نہ سمجھا کہ یہ دنیاے دوروزہ تو بہرحال گزر جائیگی مگر خدا کے روبرو مین کیونکر اس کے مواخذہ سے بری ہو سکتا ہون وہان تو ان میری گالیون کی پاداش ضرور ملیگی۔ اور اگر مین اُسوقت یا لیتنی کنت ترابا کہونگا تو کچھہ فائدہ نہوگا۔

قولہ ص۸۵ دفعہ نہم ازالۃ الشکوک۔ مولوی فیروزالدین صاحب فرماتے ہین وہ رسول خدا پہلے ہی کنوار پنے مین زینب کو بلا فرامت اپنے نکاح مین

لاسکتے تھے اگر حضرت زینب کے حسن کے خواستگار ہوتے" اس کا جواب ہم اس فصل کے دفعہ سوم میں دیچکے ہین۔

اقول ہم بھی اُسکو اسکے مقام پر رد کر چکے ہین۔ پس مولوی فیروز الدین صاحب کا قول بہت درست ہی۔

قولہ صہ ۸۵ حضرت اپنے نفس پر قادر نہ تھے جسوقت کوئی عورت اُن کے دل مین بس گئی فوراً چاہے کچھ ہی کیون نہو۔ اُس سے مل بیٹھتے۔ اتفاقاً جو اُسکو غسل کرتے دیکھ پایا آتش شہوت افروختہ ہوئی اور تاب صبر باقی نرہی۔ ملخصاً

اقول ہزار افسوس کہ مخاطب کو جھوٹ بولنے سے اور اتہام کرنے سے شرم نہین آتی۔ اوّل منصفین زینب ہی کے نکاح کی کیفیت دیکھین کہ بہ تسلیم صحت روایت جب حضرت نے بلا قصد زینب کو زید کے مکان مین دیکھا اور نہین معلوم اُسکے کتنے روز بعد زید نے طلاق دی اور پھر قطعاً بعد انقضاے مدت عدہ کہ وہ تین مہینے ہین حضرت نے زینب سے نکاح کیا اور پھر مخاطب کے کلام پر غور فرمائین کہ کسقدر لغو اور مخاطب کی عداوت اور ضلالت کو ظاہر کرتا ہی۔ حالانکہ زینب کو غسل کرتے ہوئے دیکھنے کی روایت شیعون کے نزدیک بھی مختلف فیہ ہی اور اہل سنّت کے پاس بھی پھر کیونکر وہ متعین ہوسکتی ہی علاوہ اسپر مجھے قطع حاصل ہی کہ اگر کوئی مخالف بھی اپنے تعصب کو دور کرکے حضرت کے حالات پر انھین عورتون کے مقدمہ مین نظر ڈالے تو وہ یقین کرلیگا کہ حضرت اپنے نفس پر بہت بڑے قادر تھے اور اسقدر خلاف نفس فرماتے تھے کہ دوسرے شخص سے ہرچند وہ پیغمبر ہو نہین ہوسکتا۔ چنانچہ منقول ہی کہ ایک عورت سے جو وہ ایک

عالی خاندان اور بے انتہا حسین تھی حضرت نے نکاح کیا اور بوقت مقاربت اس
عورت نے کہا اعوذ باللہ منک پس اُسیوقت حضرت علیحدہ ہوگئے اور اُسے
طلاق دیکر اُس کے گھر کو روانہ فرما دیا چنانچہ مدارج النبوہ کے صفحہ ۶۱۹ مین مرقوم
ہے۔ "اسما بنت النعمین۔ اتفاق است برآنکہ رسول خدا او را تزوج کرد"
اور پھر اُس کے طلاق کے اسباب مین ذکر کیا ہے "آنحضرت ابو اسید ساعدی
را فرستاد تا اسما را بمدینہ آورد و از جمال او بمدینہ شہرت یافتہ بود و زنان
تبفرج او آمدند و امہات المؤمنین زنی را آموختہ بودند کہ باو می گوید کہ تو دختر
ملوکی چون با تو خلوت کند بگو اعوذ باللہ منک کہ ترا بسیار دوست خواہد داشت
(الی ان قال) چون آن سرور با و نخانہ در آمد و پردہ فرو گزاشتند و خواست
کہ با و مباشرت کند گفت اعوذ باللہ منک۔ حضرت از نزد او برجست و فرمود
بمعاذی عظیم پناہ جستی برخیز و باہل خویش ملحق شو" اب منصفین غور فرمائین
کہ حضرت نے اس قول سے کہ اُس عورت نے خدا کے ساتھ پناہ مانگی نام خدا
کی رعایت فرما کے اپنی ایک حلال عورت سے جو نہایت حسین بلکہ اجمل زنان تھی
اُسیوقت کنارہ فرمایا۔ پس اُس مین اسقدر خلاف نفس ہوا ہے جسکی انتہا نہین
ہے اگر ایسی مثال کسی اور پیغمبر کی کوئی بتائے تو ہم جانین۔ باوجود ایسی حالت
کے مخاطب متعصب کہتا ہے کہ حضرت اپنے نفس پر قادر نہ تھے حیف ہے۔ اس
فہم پر اور ہزار افسوس ایسے تعصب و عناد پر۔ یہہ قصہ حیات القلوب کے
صفحہ ۵۶۸ اور دوسری اکثر کتابون مین بھی مسطور و مشہور ہے۔

قولہ صفحہ ۸۵ حکیم صاحب نے ایک عذر یہہ بیان کیا ہے کہ "قوم اور

ملک اور رسوم کے مخالف حضرت کو دو عظیم مشکلوں کا سامنا پڑا ایک تو خدا کے قول و فعل کے مطابق تبنیت کا توڑنا۔

اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت مین سخت قابلِ ملامت تصور کرتے تھے نکاح کرنا مگر چونکہ عقلاً و شرعاً یہہ افعال معیوب نہ تھے اور ضرور تھا کہ مُصلح و ہادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو۔" (ملخصاً فصل الخطاب صـ ۱۷۱)

اوّل تبنیت کا توڑنا۔ حضرت نے اس رسم کو خود اختیار کیا تھا۔ زینب کا نکاح ۵ھ ہجری مین ہوا اسکے قبل ۱۸ سال آپ اس رسم کو اپنے زمانۂ نبوت مین بھی برتتے رہے اور اس مین کوئی رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکھا۔ اگر یہہ خدا کے قول و فعل کے مطابق نہ تھا تو ۱۸ سال زمانۂ نبوت مین حضرت کیا کرتے رہے۔

اقول کئی وجوہ سے منقوض ہے اوّل یہہ کہ حضرت کے مبعوث ہونے کے بعد سے تا انتقال شریعت بتدریج جاری و مقرر کی گئی ہے ایک دم سے کل احکام نازل نہین کئے گئے۔ اور ہر حکم اُس کے موقع اور مقام کی مناسبت سے اور اُس کے وقت و ضرورت کے لحاظ سے صادر ہوتا رہا ہے چنانچہ جو لوگ شانِ نزول آیات اور تفصیلِ احکامِ شرع سے واقف ہین ان پر یہہ امر بخوبی ظاہر ہے۔ پس جو مخاطب نے تمامیِ ایام پر تعریض کی ہے اُس کی سوء فہمی پر دلالت کرتی ہے دوسرے یہہ کہ رسمِ تبنیت موافقِ رواجِ زمانۂ قبل از بعثت کے زید کے بار یعنی حضرت ہی سے عمل مین آئی تھی۔ اور کسی مسلمان نے حضرت کے زمانے مین

مین کسیکو تبنی نہین کیا تھا اور نہ اِس کے کرنے کا قصد کیا تھا جسپر سزا ہی کیجاتی۔
اور حضرت اور زید کی نسبت کوئی ایسا امر اس مدت تک واقع نہین ہوا تھا
جسپر رسم جاہلیت کے احکام تبنیت جاری ہون جو شرع کے خلاف ہونے
سے اس کے ابطال پر کوئی حکم نازل کیا جاے یعنے ابھی تک کوئی ضرورت
رسم تبنیت کے توڑنے کی پیش نہین ہوئی تھی اور اُس کے مخالف حکم نازل ہونے
کا کوئی موقع نہین آیا تھا اور بیموقع و بے ضرورت کوئی حکم نازل نہین ہوسکتا
اور اِس بیان سے یہہ بھی ظاہر ہو کہ مخاطب کا وہ قول کہ "۱۸ سال تک آپ
اِس رسم کو اپنے زمانۂ نبوت مین بھی برتتے رہے" کسقدر لغو اور باطل
ہو مخاطب کوئی ایک ہی ایسا امر بتادے جو حضرت سے عمل مین آیا ہو اور وہ رسم
تبنیت کے مطابق ہو اور یون بیہودہ گوئی قابلِ اعتنا نہین ہے۔

تنبیہ سے یہہ کہ اِس رسم تبنیت مین کئی عیب اور نقصانِ شرعی اور تمدنی اور
عقلی موجود ہین جنکو ہمنے سابق مین بیان کر دیا ہو اور یہہ رسم بالکل توریت و انجیل
کے خلاف ہو اور کسی نبی کی شریعت مین اسکی کوئی رعایت نہین رکھی گئی ہے
پس غور کرنا چاہئے کہ باوجود اِن تمام امور کے کسقدر مخاطب بے انصافی اور
ہٹ دھرمی کرتا ہے اور جہل یا تجاہل سے بیباکانہ کہجاتا ہو کہ "اِس رسم مین کوئی
رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکھا"

قولہ ص ۸۶ کیا صرف یہہ کہدینا کہ خدا حکم کرتا ہو کہ متبنّٰی اصلی بیٹا نہین
اور تبنیت شرعاً ناجائز ہو اِس رسم کے مٹانے کے لئے کافی نہ تھا۔ کیا ضرور
تھا کہ تبنیت کو ناجائز ثابت کرنے کے لئے متبنّٰی کی جورو چھینی جاے الخ ملخصاً

اقول زبان سے کہکر اس پر عمل کرنے مین اس حکم کی زیادہ تاکید تھی اور
خصوص ایسے امر مین جس کا زمانہ جاہلیت مین برابر رواج ہو عملی تاکید کی نہایت
ضرورت ہوتی ہے اس کے ثبوت مین ہم ایک صحیح قصہ بیان کرتے ہین کتاب حیات القلوب
کے ص۴۰ بیان صلح حدیبیہ مین مذکور ہے "حضرت اصحاب خود را فرمود
کہ شتران را نحر کنید و سرہاے خود را بتراشید صحابہ امتناع کردند و گفتند چگونہ نحر
کنیم و سر بتراشیم و منوز طواف خانہ و سعی میان صفا و مروہ نکردہ ایم پس حضرت
از امتناع ایشان غمگین شد و این واقعہ را با ام سلمہ شکایت کرد ام سلمہ گفت یا رسول اللہ
تو شتران خود را نحر کن و سر بتراش و چون تو کردی آنہا نیز خواہند کرد آنجناب رائے
ام المومنین را صواب دانستہ خود شتر را نحر کرد و سر بتراشید پس آنہا نیز شتران
را نحر کردند" الخ یہہ روایت مدارج النبوہ کے ص۲۹۱ مین اور دوسری کتب
احادیث و سیر مین موجود ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ بعض مقام پر کسی حکم کی تعمیل
کے لئے عملی تاکید بھی ضروری ہوتی ہے چونکہ ایک عام دستور اور رواج کے موافق
یہہ عمل تھا کہ حاجی بغیر طواف خانۂ کعبہ کے اونٹون کو نحر نہین کرتے تھے اور سر نہین
منڈھاتے تھے اس لئے باوجود حکم حضرت کے لوگ اس کے تعمیل مین تعویق کرتے
تھے۔ جب حضرت نے خود اونٹون کو نحر کیا تو سب لوگون نے بھی اتباع کرکے
تعمیل کی۔ اسیطرح متبنّٰی کی مطلقہ عورتون کے بارے مین جو فعلی تاکید عمل
مین آئی نہایت مستحسن ہوا بلکہ بہت ضروری امر بجا لایا گیا۔ اور وہ جو مخالف نے
مسئلہ نکاح کے بارے مین طعن کرکے عین وقاحت سے کہا ہے "کہ کوئی ضرورت نہین
کہ حضرت اپنی جورؤ مین سے کسیکو پہلے اوّل کہین اور پھر اُسکو اپنے اوپر حلال
کرین

کردین ۔ پس صریح جہالت وضلالت ہی اور دو وجہون سے باطل ہی اوّل یہہ کہ جس شخص نے حضرت کے زمانہ مین ظہار کیا تھا اور اُس پر حکم خدا کفارہ دینے کے لئے ہوا تھا اُس کی اُسی وقت تعمیل ہوگئی اور سب نے اُسے مان لیا پھر کسی قسم کی تاکید کی ضرورت نہین رہی ۔ دوسرے یہہ کہ اصل ظہار علاوہ اِس کے کہ خلاف شانِ شرفا و مہذبین اور مکروہِ طبایع صاحبانِ عقل وادب ہی ۔ شریعتِ اسلام مین وہ فعل ممنوع وحرام بھی ہے پھر معاذ اللہ کس طرح آنحضرت ایسے فعل کے مرتکب ہو سکتے تھے ۔ مخاطبِ متعصب جہل یا تجاہل سے ہر حکم کو ایک ہی طرح کا جانتا ہی حالانکہ ہر گز یہہ کیفیت نہین ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامی دارد ۔

قولہ حالانکہ خدیجہ کو جو آپ کو نورِ دیدہ کہا کرتی تھین بآسانی تمام آپ ایسا کہہ سکتے تھے کیونکہ عمر کے اعتبار سے آپ لوگون کے عندیہ مین حضرت اُن بڑی بی کے روبرو بالکل صاحبزادے تھے ۔

اقول یہہ طعن وضحکہ ہمارے حضرت کی نسبت تو بالکل بیجا ہی ہان مذہبِ عیسائی کی رو سے ایسا طعن مروجہ انجیلی مسیح اور مریم کی نسبت اگر کوئی کرے تو ممکن ہی کیونکہ عیسائیون کے مذہب مین باپ بیٹا یعنے خدا و مسیح دونون ایک ہین پس مروجہ انجیلی مریم مروجہ انجیلی مسیح کی ماں بھی ہوئین اور جورو بھی کیونکہ خدا کا بیٹا مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا اس حیثیت سے تو مریم خدا کی جورو ہو سکتی ہین اور چونکہ باپ بیٹا یعنے خدا و مسیح ایک ہین اِس حیثیت سے وہ خدا کی ماں بھی ۔ معاذ اللہ من ہذا الاعتقاد ۔ اے پادریو ذرا ہوش کی باتین کرو اور اے کرسچنو اپنے گران بہا دین کو زخارفِ فانیۂ دنیوی کے عوض مین نہ بیچ ڈالو ۔ اے عیسائیو

ذرا اپنی عقل کے ناخن لو اور سمجھو کہ اگر آنحضرت نے ایک ایسی رسم کو جس
مین بڑا نقصان شرعی و ملکی تھا اور جو بالکل عقل اور کتب مقدسہ کے خلاف تھی اُس کے
موقع اور مقام پر توڑ ڈالا اور حکم خدا کے موافق اپنے متبنی کی زوجہ مطلقہ سے
بعد انقضاے عدہ کے نکاح کیا اور یہہ نکاح کرنا نہ توریت کے مخالف تھا نہ
انجیل کے تو کون سی قباحت عاید ہوئی اور کیا برا کام کیا۔ جو اسقدر تم لوگ بکبک
کرتے ہو اور محض تعصب اور عناد سے حضرت پر بیجا تعریض کر کے کتابین سیاہ
اور اپنی گران بہا عمر کو ضلالت مین تباہ کرتے ہو۔

قولہ صہ ۸۹ دفعہ دہم مطاعن۔ اس نکاح سے حضرت پر یہہ الزام
لگتے ہین .... الخ۔

اقول۔ جب ہم نے اُن نو دفعات کو جو مخاطب کے مطاعن کے ماخذ تھے
محکم دلیلون سے باطل کر دیا اور اُس کے جملہ اعتراضات کا جواب دیا تو یہہ مطاعن
خود بخود باطل اور مردود ہو گئے مگر اس مقام پر ایک امر قابل جواب ہے یعنے وہ جو
مخاطب نے آیۂ (ازواجہ امہاتہم) پر تعریض کر کے کہتا ہے "یہان ڈسکوی
صاحب کے منھہ مین زبان نہین کہ فرمائین" صرف منھہ سے کہدینا باہمی ناتے
رشتہ مین کوئی قادح امر نہین ہو سکتا باہمی رشتہ ناتے کے وقت نسب اور حقیقت
کا اعتبار ہوگا اور عقل بھی یہی چاہتی ہے صہ ۵۳"

جب محمد صاحب فرماتے ہین ازواجہ امہاتہم نہ معلوم اُسوقت آپکی عقل کہان
چرنے جاتی ہے۔

پس منقوض ہے باین وجہ کہ زبان سے محض رسم جاہلیت کے موافق بلا حکم

کسی شریعت کے اور خلافِ حقیقت کسیکو منا کہدینے اور مان کہدینے مین اور قول
خدامین کہ اُسنے فرمایا ہی (ازواجہ امہاتہم) قیاس کرنا دلیلِ حمق اور قیاس
مع الفارق ہے۔ علاوہ اسپر فقط ازواجہ امہاتہم سے حضرت کی جورو دین اُمت
پر حرام نہین ہوئی ہین بلکہ صریح حکمِ خدا سے یہہ حرمت مقرر کی گئی ہی چنانچہ خداوند
عالم نے فرمایا ہی۔ ولا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا یعنے نکاح نکرو پیغمبر کی ازواج
سے اُن کے بعد ہرگز شاید مخاطب کی عقل انگلستان کے باغِ سبز مین چرنے گئی
ہی جس سے مخاطب نے خدا کا حکم نہ پہچانا یا باوجود علم حکمِ خدا کو اور آدمی کے
قول کو ایک کردیا ہے۔ خداوندِ عالم حکیم ہی اور تمام مصلحتون سے واقف۔
اور انسان نادان ہی اور سہو و نسیان سے مرکب۔ خداوندِ عالم مختار ہی۔ جو چاہتا ہے
کرتا ہی انسان مجبور و ناچار ہے اپنے نفس پر بھی پورا اُسے اختیار نہین قبیت کی رسم
عام ہی جس کا اثر سب پر پڑتا ہی اور حکمِ خدا خاص ہی قبیت مین کئی نقصان ہین جو منجملہ
مین بیان کئے گئے۔ اور خدائے تعالی کے حکم مین کوئی عیب نہین۔ خدائے تعالی
نے اِس امر کو فقط حضرت کی تعظیم و تکریم کے لئے بطورِ خصایص کے مقرر کیا جسکی
توجیہہ گزر چکی ہی رع بہین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا۔

قولہ صـ ۹ اِن باتون کو حضرت نے خدا سے منسوب کیا اور خدا پر الزام
لگایا اور ایسی ناپاک باتونکو خدا سے منسوب کرکے سخت کفر کیا ملخصاً۔

اقول تعالی جنابہ عن ذالک علواً کبیرا۔ منصفین کو بیانات و توجیہاتِ
سابقہ سے بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ جن امور پر حضرت نے عمل فرمایا کسی طرح سے
وہ ناپاک باتین نہین ہین پس اُن پاک باتون کو ناپاک کہنا اور خدا پر الزام لگانے

کا دعوی کرنا محض دروغ اور بہتان ہے جو خبث طینت اور ناپاکی مخاطب پر دلالت
کرتا ہے نہایت حیرت کا مقام ہے کہ مخاطب اور امثال مخاطب بسبب تعصب
اور حسد و عداوت کے بہتانا حضرت کی نسبت ایسی ہرزہ سرائیان اور بے
ادبیان کرتے ہین۔ اور آپ پر جھوٹے الزام لگاتے ہین کہ فی الحقیقت جن پر کوئی
دلیل نہین ہے جیسا کہ خود محققین علماے نصاریٰ اس کے معترف ہین دیکھو ینابیع
کتاب تائید المحمد ص ۱ ۔ اور اپنے گھر کی کچھ خبر نہین رکھتے گویا خدا نے
ان کی آنکھون کو بصارت اور کانون کو سماعت سے اور دل کو عقل سے کسی
طرح کا بہرہ نہین دیا ہے ذرا مجموعہ کتب عہد قدیم و جدید اُٹھا کر دیکھین کہ ان
کتابون نے خدا اور انبیا کی کیا صورت بنائی ہے۔ کیا مروجہ بائبل کے انبیا
نے خدا کے ساتھ شریک مقرر کرکے سخت کفر نہین کیا۔ کیا ان انبیا نے خدا
کو ضعیف اور عاجز ٹھہرا کر اور خدا کو یعقوب سے کشتی لڑا کر سخت کفر نہین
کیا نصاریٰ کے پیغمبرون نے خدا کو سلا کر اور جگا کر تھکا کر اور تازہ دم
کرا کر سخت کفر نہین کیا۔ کیا ان پیغمبرون نے خدا کو بچانے والا اور جاہل
اور ظالم بنا کر سخت کفر نہین کیا۔ کیا بائبل کے پیغمبرون نے خدا کو باغ مین
پھرا کر اور اُسے زمین پر اُتار کر اور اُسکو جھوٹا اور عہد شکن مقرر کرکے سخت
کفر نہین کیا۔ کیا انجیل کے مصنفین نے خدا کو مریم کا شوہر ٹھہرا کر اور عیسی کو
خدا کا بیٹا بنا کر اور خدا کو عیسی کا باپ بنا کر کے سخت کفر نہین کیا۔ کیا مروجہ
انجیلی مسیح نے ان امور کا دعوی کرکے سخت کفر نہین کیا۔ کیا ان لوگون نے
تثلیث کے قائل ہوکر سخت کفر نہین کیا۔ جاننا چاہیے کہ اعتقاد تثلیث کے

شرک ہونے مین کسی عاقل کو شک نہین ہوسکتا اگر تثلیث شرک نہین ہے تو دنیا
مین کوئی شخص مشرک نہین ہے کیونکہ جو تاویل کہ تثلیث کے شرک نہونے مین عیسائی
کرینگے وہی تاویل جملہ کفار و مشرکین کر سکتے ہین علاوہ اسپر اکثر مقام پر مرجع انجیلون
مین بھی تثلیث کے مخالفت کی تعلیم کی گئی ہے اور اکثر واضح اور روشن امور بیان
کئے گئے ہین جن سے تثلیث بالکل باطل اور توحید صاف ثابت ہوجاتی ہے
چنانچہ بعض عبارتین اُن مین کی واسطے ملاحظہ منصفین کے ہم یہان پر نقل کرتے
ہین ۔ متی کی انجیل کے باب ۱۹ آیت ۱۶ و ۱۷ مین مرقوم ہے ۔ اور دیکھو ایک نے آکے
اُس سے کہا اے نیک اُستاد مین کونسا نیک کام کرون کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤن
اُس نے اُسے کہا تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا پر
اگر تو زندگی مین داخل ہونا چاہے تو حکمون پر عمل کر ۔ اس کلام سے جو حضرت عیسیٰ کی
زبانی مرقوم ہے کئی امور ثابت ہوتے ہین اوّل یہہ کہ خدا وحدہٗ لاشریک لہ ہے
اس لئے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک ہونے کو خدا کی صفت قرار دی اور فرمایا ایک
یعنے خدا ۔ دوسرے یہہ کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی الوہیت کی نفی کی ہے جس سے تثلیث
صاف باطل ہوتی ہے کیونکہ اپنے کو خدائے تعالیٰ سے بالکل علیحدہ کردیا اور جب
سائل نے آپکو نیک کہا تو آپنے اُسپر اعتراض کیا اور فرمایا تو کیون مجھے اچھا کہتا ہے
اچھا تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے
اچھے ہونیکا بھی انکار کیا ہے اور اچھے ہونیکو خاص خدا کی صفت قرار دی اور اپنے
کو خدائے تعالیٰ سے جدا اور علیحدہ گردانا اور اپنی الوہیت کا انکار کیا اب کہان
ہین وہ لوگ جو کہتے ہین کہ عیسیٰ اور خدا ایک ہین ذرا اس قول پر حضرت عیسیٰ کے

غور فرمائین اور اپنے واہی اعتقاد سے شرمائین - تیسرے یہہ کہ حضرت عیسیٰ نے
اپنے اچھے ہونے کا جو انکار کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہی کہ آپ اپنی معصومیت
کے بھی قائل نہ تھے پھر کہان الوہیت -

اور متی کی انجیل کے باب ۲۳ آیت ۹ مین مرقوم ہی "اور زمین پر کسیکو اپنا باپ
مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہی" اس عبارت سے بھی
وحدانیت خداوند عالم کی اور بطلان تثلیث کا مثل آفتاب کے ظاہر ہی -

اور لوقا کی انجیل کے باب ۱۸ آیت ۹ مین مرقوم ہے "یسوع نے اُسکو کہا تو کیون
مجھکو نیک کہتا ہی کوئی نیک نہین مگر ایک یعنے خدا"

اور مرقس کی انجیل کے باب ۱۰ آیت ۱۸ مین مسطور ہی "یسوع نے اُس سے کہا
تو مجھے نیک کیون کہتا ہی نیک کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا"

اور مرقس کی انجیل کے باب ۱۲ آیت ۲۹ مین مرقوم ہی "یسوع نے اُس سے
جواب مین کہا کہ سب حکمون مین اول یہہ ہی کہ اے اسرائیل سُن وہ خداوند جو
ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہی"

اور اسی باب کی ۳۲ آیت اس طرح مسطور ہی "تب اُس فقیہ نے اُس سے
کہا کیا خوب اے اُستاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہی ہے اُس کے سوا اور کوئی
نہین" اے عیسائیو حضرت عیسیٰ نے تو سب وصیتون مین پہلی وصیت اور سب
حکمون مین پہلا حکم یہہ بیان فرمایا کہ خداوند عالم یکتا ہی اُس کا کوئی شریک نہین
اور اپنی الوہیت تو کجا اپنے نیک ہونے سے بھی انکار کیا مگر آپ لوگ اُس
پہلی وصیت اور سب سے بڑے حکم کی مخالفت کرتے ہین اور برخلاف قول حضرت

حضرتِ عیسیٰ تثلیث کے قائل ہین اور اسی طرح آپ کے بزرگون نے جنھین آپ بنی کہتے ہین اسی تثلیث کی تعلیم کی ہر پس ازراہِ انصاف فرمائیے کہ تثلیث کی تعلیم کرنے والون نے سخت کفر کیا یا نہین۔

اور یوحنا کی انجیل کے باب ۱۷ آیت ۳ مین مرقوم ہر "اور ہمیشہ کی زندگی یہہ ہر کہ وے تجھکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہر جانین" ان عبارتون سے جو مروجہ انجیلون سے نقل ہوئی ہین خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور تثلیث کا بطلان صاف طور سے ظاہر ہر جس مین ذرا بھی شک اور تامل کا مقام نہین مگر کجفہمی کا کیا چارہ ہر اور تعصبانہ ضلالت کا کیا علاج۔ منصفین ذرا اس مقام کو غور سے ملاحظہ فرمائین اور مخاطب کی افترا پردازی پر بھی غور کرین اور ہمارے حضرت اور قران سے مجموعہ بائبل اور اُس کے انبیا کا مقابلہ کرین اور فیصلہ فرماوین کہ کفر کی نسبت امور کثیرہ متعدد سے کسکی طرف کیجاتی ہر۔

قولہ صہ ۹۰ نہم جویریہ کے حالات اس کے حالات سید صاحب نے بڑے تصرف کے ساتھ بیان کئے ہین جس مین صرف حضرت کی فیاضی دکھانا منظور ہی نہ تھا

اقول فی الحقیقت سید صاحب نے اس کے حالات بیان کرنے مین کوئی تصرف نہین کیا اور اس مین بیشک حضرت کی فیاضی ظاہر ہر۔ سید صاحب کے کلام مین دو باتین ہین جن پر مخاطب تعریض کرتا ہر اوّل یہہ کہ خود جویریہ نے حضرت کی خواہش کی تھی۔ دوسرے یہہ کہ جویریہ سے نکاح کے سبب کل اُن کی قوم کے قیدی رہا کردیے گئے اور یہہ دونو امر تاریخ سے ثابت ہین چنانچہ حیات القلوب طبع ثانی کے صہ ۳۹۲ بیانِ غزوۂ بنی المصطلق مین مذکور ہی "دویست خانہ آبادہ ایشان را از زنان و مردان

واطفال اسیر کردند و دو ہزار شتر و پنج ہزار گوسفند بغنیمت گرفتند و حضرت غنایم و اسیران را درمیان مسلمانان قسمت نمود بعد از وضع خمس و جویریہ دختر حارث بن ابی ضرار را امیر المومنین سہی کرد و بخدمت حضرت آورد و حضرت او را برائے خود برداشت پس پدرش بعد از مسلمان شدن بقیہ قوم خود بخدمت حضرت آمد و گفت یا رسول اللہ دختر من زن کریمہ ایست و سزاوار نیست کہ او را اسیر کنند حضرت فرمود کہ برود و او را مخیر گردان ہر چہ او اختیار کند ما بان عمل می کنیم گفت احسان کردی پس نزد دختر خود آمد و گفت اے دختر قوم خود را رسوا مکن دختر نیک اختر گفت من اختیار خدا و رسول میکنم پس پدر او را دشنام داد و برگشت و حضرت او را آزاد کرد و نکاح کرد" الخ

اور جویریہ کی قوم کا آزاد ہونا بھی تمام تواریخ میں مذکور ہے جس کا مخاطب کو بھی اعتراف ہے۔

اور وہ جو مخاطب نے کہا ہے "مگر حضرت اُسکو آزاد کرنے کے قبل اُس پر عاشق ہو چکے تھے چنانچہ عائشہ سے منقول ہے" الخ۔ پس نہایت وقاحت ہے کہ از راہ ناحق کوشی بار بار حضرت کی طرف عشق کو منسوب کرتا ہے اگر بالفرض کسی عورت کو حضرت نے اپنے نکاح کے لئے پسند فرمایا ہو تو اُسے عقلاً عشق نہیں کہتے۔ مگر نہیں معلوم کہ بائبل میں جو بعض انبیا کی نسبت تصریح عشق کی وارد ہوئی ہے اس کے بارے میں مخاطب کیا کہتا ہے اور اُن انبیا پر کیا الزام لگاتا ہے۔

کتاب پیدائش کے باب ۲۹ آیت ۱۷ و ۱۸ میں مرقوم ہے "راخل خوبصورت اور خوشنما تھی اور یعقوب راخل پر عاشق تھا سو اُس نے کہا کہ تیری چھوٹی بیٹی راخل کے

لئے مین ساتھہ برس تیری خدمت کرونگا" بلکہ نکاح سے پہلے حضرت یعقوب نے راخل کا بوسہ بھی لیا تھا چنانچہ اُسی باب کے گیارھوین فقرے مین مذکور ہی "اور یعقوب نے راخل کو چوما اور چلاّکے رویا" افسوس ہی مخاطب سے کہ جس کتاب کو اُس کا مذہب الہامی جانتا ہی اُس مین کسی پیغمبر کے عشق اور غیر محرم کے بوسہ لینے کا ذکر ہی اور کسی پیغمبر کے زنِ غیر سے زنا کرنے کا حال مرقوم ہی اور کسی پیغمبر کے اپنی بیٹیون سے حرام کرنیکی کیفیت مندرج ہی اور مفسدیران عیسائیون کا خدا (یعنے حضرت مسیح) جو بڑا اکول اور شرابی تھا (دیکھو متے باب ۱۱ آیت ۱۹) فاحشہ عورتون سے خلا ملا کرتا ہے اور وہ عورتین اِس خدا کو کبھی عطر ملتی ہین اور کبھی اُس کے پاون کا بوسہ لیتی ہین وغیرہ وغیرہ اور یہہ خدا عالمِ شباب اور حالتِ تجرد مین اِن عورتون سے بحالت کذائی ملا ہے اِس پر مخاطب کچھہ تعرض نہین کرتا اور یعقوب اور داؤد اور لوط پر بلکہ اپنے خدا پر اِن امورِ قبیحہ سے کوئی طعن نہین کرتا اور ہمارے پیغمبر کی طرف جنکی ذاتِ مقدس اِن تمام عیوب سے حقیقۃً پاک تھی بہتانًا عشق کو منسوب کرتا ہی اور اُس پر مضحکہ اُڑاتا ہے اور اپنے دین کو برباد کرتا ہی۔

قولہ ص ۹۱ پس بنی مصطلق کے اسیرون کا رہا ہونا یہہ کوئی بڑی فیاضی نہ تھی اوّل تو یہہ اُنکی خدمات کا صلہ تھا۔ یا نہ سہی حضرت نے اپنی معشوقہ کا دل خوش کرنے کو یہہ کیا ہوگا اور اِس مین بھی اپنے گانٹھہ سے کیا کھویا۔ مال مفت دل بیرحم۔

اقول اسیرانِ بنی مصطلق نے کوئی خدمت نہین کی تھی جس کا کوئی صلہ دیا جائے اگر واقدی کی روایت کی بنا پر یہہ کہا جائے کہ جویریہ کے قرابتدارون سے ایک شخص نے جویریہ کو حضرت سے عقد کر دیا تھا جیسا مصنف نے اس کے پہلے

لکھا ہو تو مردود ہو اس لئے کہ اوّلاً واقدی محققین کے نزدیک ضعیف الحدیث ہو اور معدود ح
جیسا کہ کتبِ علما سے ظاہر ہو اور ثانیاً بتسلیم روایت مذکور ایک شخص نے خدمت
کی تھی جس کے صلہ مین اُسی کی آزادی کافی تھی۔ تمام قوم کی آزادی مین محض حضرت
اور آپ کے اصحاب کی عین فیاضی ہو یا نہین۔ اور چونکہ جویریہ سے نکاح ہو چکا تھا
تو اب اُن کی خوشنودی کی بھی چنداں ضرورت نہ تھی اور چونکہ حکم خدا کے موافق تمام
قیدی حضرت کے اصحاب کے مملوک ہو چکے تھے اور اُن کی جانفشانیون کے صلہ مین
خداوند عالم نے انکو غنایم کا مالک کر دیا تھا پس اُسکو صرف کرنا حقیقت مین
اپنی ذات سے صرف کرنا ہو چونکہ تمام اصحاب نے اپنے پیغمبر کی خوشی کے لئے
اپنا نقصان اُٹھایا اور سب قیدیون کو آزاد کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ بڑی فیاضی
کی پس جویریہ سے حضرت کا نکاح ہونا باعث کسقدر برکت اور کیسی فیاضی کا ہو
مدارج النبوہ کے ص ۲۱۳ بیانِ غزوہ بنی مصطلق مین مذکور ہو جس کا خلاصہ یہہ ہو
کہ وہ جب آنحضرت نے جویریہ کو آزاد کر کے نکاح کیا اور صحابہ کو اس کیفیت سے
اطلاع ہوئی تو سب نے آپس مین کہا کہ ایسا نچاہیئے کہ حرم سید کائنات کے اقربا
ہمارے غلام و کنیز ہون پس اِن لوگون نے اُن سب قیدیون کو آزاد کر دیا عائشہ
کہتی ہین کہ مین کسی ایسی عورت کو نہین جانتی جسکی خیر و برکت اُس کی قوم کے لئے
جویریہ سے بڑھکر ہو"

قولہ ص ۹۱ و ۹۲ مگر نہین اِس مین بھی بڑا بھید تھا حضرت کا سراسر فائدہ تھا کیونکہ
جویریہ کا مہر آزادی بنی مصطلق کے اسیرون کی گردانا۔ لمخ

اقول منقوض ہو کئی وجوہ سے اوّل یہہ کہ جویریہ خود اسیر ہو کے آئی تھی اور شرعاً

شرعاً کثیر تھی جس کا تصرف بغیر نکاح کے صحیح تھا اور حیات القلوب کی روایت سے گزرا کہ جناب امیر نے اُسے اسیر کیا تھا اور خاص حضرت کے لئے لائے تھے۔ پس اگر حضرت چاہتے تو نکاح کرنے کی اور مہر دینے کی کوئی ضرورت نہ تھی ملکت یمین سے تصرف فرما سکتے تھے۔ دوسرے یہ کہ بہ تسلیم روایتِ ثانی یعنے جویریہ ثابت بن قیس کے حصہ مین آئی تھی تب بھی مہر کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اگر حضرت اُس سے فرماتے تو وہ آپ کو ہبہ یا فروخت کر دیتا اور جو رقم ادائی کتابت کی آپنے اُسے دی اُسی رقم سے خریدی ممکن تھی چنانچہ مدارج النبوۃ کے ص ۲۱۲ بیانِ جنگِ مصطلق مین مذکور ہی جس کا خلاصہ یہ ہی "جویریہ نے حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کی یا رسول اللہ مین مسلمان ہو گئی ہون اور حصہ مین ثابت بن قیس کے آئی ہون اُس نے مجھے مکاتب کیا ہی آپ میری اعانت فرمائیے تا رقم کتابت ادا کر دون آپنے قبول فرمایا اور رقمِ کتابت ثابت بن قیس کے پاس بھیجدی اور اُسے آزاد کر کے نکاح کیا"

تیسرے یہ کہ مدارج کے ص ۶۱۲ مین مذکور ہی کہ جویریہ کا مہر چار سو درہم مقرر کیا تھا پس اِن وجوہ سے قولِ مخاطب کہ "اس مین حضرت کا سراسر فائدہ تھا" سراسر باطل ہوا اور وہ جو ایک روایت مین آیا ہی کہ اسیرانِ بنی مصطلق کی آزادی جویریہ کا مہر تھا وہ روایت کئی وجوہ سے باطل ہی اوّل یہ کہ یہ روایتِ شاذہ کئی معتبر اور مشہور روایتون کی مخالف ہی دوسرے یہ کہ قرینۂ صریحہ اُس کے بطلان پر دلالت کرتا ہی وہ یہ ہی کہ کل اسیرانِ بنی مصطلق آنحضرت کے مملوک نہ تھے جو آپ عوض مین ایک مملوکہ آزاد شدہ کے مہر کے آزاد فرما دیتے بلکہ تمام روایتون سے ثابت ہی کہ تمام اسیر کل اصحاب پر تقسیم

ہو چکے تھے اور اُن اصحاب نے اِس خیال سے کہ اب جویریہ حضرت کی زوجہ ہو چکی ہین پھر اُن کی قوم و قرابت کے لوگون کو اسیر رکھنا خلافِ ادب ہی سبکو آزاد کر دیا پس اس روایت سے کہ تمام کتابون مین مسطور اور مشہور ہی بلکہ تواتر کے قریب پہونچی ہے قولِ مخاطب اور وہ روایتِ شاذہ دونون باطل ہو گئے۔ تیسرے یہہ کہ علی التنزل فرض بھی کیا جائے کہ جویریہ کا مہر کل اسیرون کی آزادی تھی تب بھی حضرت کی فیاضی مین کچھہ شک نہین کہ ایک زنِ اسیر کا مہر جو بہت ہی کم ہو سکتا تھا حضرت نے محض فیاضی سے بہت زیادہ مقرر کیا یعنے کل اسیرون کو آزاد کر دیا۔

قولہ ص ۹۲ دہم صفیہ کے حالات۔ ہمکو شبہ ہوتا ہی شاید وہ جبراً حور و بنائی گئی ہو کل قرینہ اسی کا ہی تاریخ ہمارے ساتھہ پڑہئے۔

اقول تم جھوٹے ہو اور افترا پردازی تمھاری ذاتیات سے ہی۔ حضرت نے صفیہ سے بھی اُن کی رضامندی اور خوشی سے شادی کی ہرگز جبر واقع نہین ہوا اور کوئی قرینہ اِس کا نہین خود تاریخ تمھاری تکذیب کرتی ہی۔

قولہ ص ۹۲ دفعۂ اول یہ ہوا۔ اصل حال یہہ ہی کہ صفیہ بنتِ حی بن اخطب یہودی پسرِ ابی عتیق تھی جس کا نام کنانہ تھا وہ حضرت کی ہجو مین اشعار کہتا تھا حضرت نے اُس پر چند اشخاص کو مقرر کر کے بھیجا تھا اُنھون نے اُسکو قتل کیا۔ واقدی۔

اقول بہت خوب کیا جو ایک دشمنِ خدا کو قتل کیا۔ حضرت موسی نے لاکھون آدمیون کو اسی طرح قتل کیا تھا مگر ہم نے کئی مرتبہ کہدیا ہی کہ واقدی ضعیف ہی اُس کی روایت کا کچھہ اعتبار نہین۔ اور کنانہ کے قتل کا سبب دوسرا ہی جو اور کتبِ معتبرہ مین مذکور ہی چنانچہ مدارج النبوہ کے ص ۳۳۷ بیانِ جنگ خیبر

خیبر مین لکھا ہی کہ "کنانہ کو آنحضرت نے اُسی لڑائی مین محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تاکہ وہ اُسے اپنے بھائی کے عوض مین قتل کرے" اور دوسری روایتین اسی خبر کی تائید کرتی ہین۔

قولہ ص ۹۳ دفعۂ دوم باپ کی جوانمردی قتل و تکذیب محمد۔ اُس کے باپ حی بن اخطب کو بھی حضرت نے غزوۂ بنی قریظہ کے اسیرون کے ساتھہ قتل کیا وہ واقعہ یون ہی۔ الخ

اقول مخاطب نے جو اُس کے قتل کا واقعہ بیان کیا ہی وہ غیر معتبر ہی۔ معتبر واقعہ وہ ہی جو مدارج النبوہ کے ص ۲۴۵ مین مرقوم ہے جس کا خلاصہ یہہ ہی کہ "جب حی بن اخطب کو حضرت کی خدمت مین حاضر کیا تو حضرت نے فرمایا اے دشمن خدا آخر تجھے خدا نے خوار و ذلیل کیا۔ اُس نے کہا کہ آپکی عداوت پر مین اپنے نفس کو ملامت نہین کرتا۔ مین اپنی عزت چاہتا تھا مگر خدا نے تمھین فتح دی۔ یہہ شخص نہایت عداوت حضرت سے رکھتا تھا۔ اور جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تھے یہہ حضرت کی خدمت مین آتا تھا اور نفاق رکھتا تھا ایک روز حضرت کی ملاقات کر کے اپنے گھر آیا اُس کے بھائی یاسر ابن اخطب نے اُس سے پوچھا کہ آیا یہہ شخص (یعنے حضرت) وہی ہی جس کا وصف ہم نے توریت مین پڑھا ہی حی بن اخطب نے کہا ہان وہی ہی مگر میرے دل مین سوائے اُس کی عداوت کے اور کچھہ نہین" انتہی۔

قولہ (جب کہ حضرت نے حی بن اخطب کے قتل کا حکم دیا تو حی نے کہا) "مین آج گواہی دیتا ہون اسبات پر کہ تم کاذب ہو" شاباش اے حی شاباش اے شہید راہ خدا شاباش دم واپسین کی شہادت ہی۔ الخ ملخصاً

اقول شاباش اے مخاطب شاباش اے مسیح کے دشمن کے دوست شاباش ع کافر کو شہید کہنے والے شاباش منصفین خوب سمجھتے ہین کہ یہہ حی ابن اخطب یہودی تھا اور تمام یہود حضرت عیسی علیہ السلام کے جانی دشمن ہین انھین لوگون نے حضرت مسیح کو اسیر کیا اور آپ کی بہت تذلیل کی طمانچے مارے بدگوئیان کین آخر بنص اناجیل مروجہ دار پر چڑہا کر اُس خدا کے پیارے کو قتل کر ڈالا ہر چند آپ بہت گڑگڑائے اور آہ و فریاد کی مگر کسی نے نسنا یہہ حی ابن اخطب انھین مین سے ہی اور وہی مذہب رکھتا ہی اور مخاطب باوجود دعوی عیسائیت کے اُس کی محبت مین اپنی جان لڑا رہا ہی اور ایک گمراہ کو شہید راہ خدا کہتا ہی۔ ذرا آپ لوگ انصاف سے فرمائین کہ اب بھی کیا مخاطب کی بیدینی اور ضلالت مین کوئی شک ہی یہہ بات مسلمہ ہی کہ دشمن کا دوست دشمن ہی حی ابن اخطب قطعاً حضرت عیسی علیہ السلام کا دشمن ہی اور مخاطب اُس کا دوست اور مداح ہی پس یقیناً حضرت عیسی کا دشمن ہوا۔

افسوس حرص دنیا بھی کیا بری بلا ہی کہ آدمی کو اپنے دین و مذہب کا بھی خیال نہین رہتا مخاطب گویا حی ابن اخطب کو مخاطب کر کے کہتا ہی ؎ شادم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی ؛ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ؛ اب یقین ہی کہ حضرت عیسی مخاطب کو نفرین فرماتے ہون گے اور اُس کا حشر بھی مسیح کے دشمن حی ابن اخطب کے ساتھ ہی ہوگا۔

قولہ ص ۹۴ حی کا خون تمکو اے محمد زمین سے پکارتا ہی ربا عی دوران بقا جو باد صبا گزشت الخ۔

اقول جس طرح مخاطب نے کہا ہے اُسی طرح کفار بھی حضرت موسیٰ اور داؤد وغیرہما انبیاے سلف کی نسبت کہہ سکتے ہین کیونکہ اِن پیغمبرون نے علاوہ کفار کے مردون کے ہزارہا عورتون اور معصوم بچون کو بھی قتل کرڈالا جس کا کچھ ذکر ہم نے سابق مین کردیا ہے پس مخاطب جو طعن ہمارے پیغمبر پر کرتا ہے وہ حقیقت مین حضرت موسیٰ و داود و سموائیل وغیرہ انبیا پر ہے۔

قولہ دفعہ سوم اسلام صفیہ۔

اقول مخاطب نے اس دفعہ مین دو باتین لکھی ہین ایک صفیہ کے اسلام کا حال۔ دوسرے ابو ایوب کا خوف صفیہ سے۔ مگر کتاب کا نام ندارد۔ نہین معلوم کہان سے لکھا ہے۔ اسلام کے حال مین مدارج النبوہ صـ۶۱۵ مین اسطرح مذکور ہے "آوردند کہ صفیہ را چون در حضور اشرف آوردند آنحضرت فرمودند تا بخیمہ بردند تا آنگاہ خود بآنجا تشریف آوردند صفیہ چون آنسرور را دید برخاست و فرشی کہ بران نشستہ بود برداشت و برای آنحضرت بسط کرد و خود بر زمین نشست حضرت فرمود ای صفیہ پیوستہ پدر تو با من عداوت می ورزید تا خداوند تعالی او را ہلاک گردانید۔ گفت خدای تعالی ہیچ بندہ را بگناہ دیگری نمیگیرد سید عالم ص او را مخیر گردانید میان آنکہ آزادش کند و بقوم خود ملحق گرداند و میان آنکہ اسلام آورد و حضرت او را بخواہد۔ صفیہ بسیار حلیمہ و عاقلہ بود گفت یا رسول اللہ آرزوی اسلام دارم و تصدیق تو کردہ ام پیش از آنکہ دعوت کنی اکنون در منزل تو آمدہ مرا میان کفر و اسلام مخیر میگردانی واللہ کہ خدا و رسول خدا احب اند نزد من از آزادی و لحوق بقوم خود (تا آنکہ گفتہ) پس آزادش کرد و عقد بست" اس روایت سے بصراحت تمام

یہہ بات ظاہر ہی کہ صفیہ نے نہایت خوشی سے اسلام قبول کیا اور اپنی رغبت سے حضرت کے نکاح مین آئین کیونکہ حضرت نے اُنھین اختیار دیا تھا کہ چاہین اپنی قوم مین چلی جائین اور چاہین اسلام کو اور اپنے نکاح کو قبول کرین صفیہ نے آزاد ہونا اور قوم مین ملحق ہونا منظور نکیا اور اسلام اور حضرت سے نکاح کرنیکو ترجیح دی - پس وہ قول مخاطب کا کہ "ہمکو شبہ ہوتا ہی شاید وہ جبراً مجبور بنائی گئی ہو" کسقدر لغو اور باطل ہی اور اُس کے مقابلہ مین بغیر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا کہہ سکتے ہین - اور ابو ایوب کے خوف کا حال صفیہ سے بفرض صحت روایت مبنی علی الاحتیاط تھا -

قولہ ص ۹۵ دفعہ چہارم صفیہ کا حسن وجمال اور حضرت کا عشق -

اقول محض واہی اقوال ہین اور سراسر بدگوئیان اور افترا ات نہ کوئی مناظرے کا طریقہ اور نہ کوئی استدلال کا قاعدہ ہی جو جی مین آتا ہے بلا ثبوت بکدیتا ہی - حضرت سے صفیہ کے نکاح کا سچا حال ابھی مدارج النبوہ سے گزرا - باقی مخاطب کی یاوہ گوئیان قابل جواب نہین -

قولہ ص ۹۶ دفعہ پنجم صفیہ سے جبراً صحبت -

اقول مدارج النبوہ سے ابھی ہم نے نقل کیا ہی کہ صفیہ نے برغبت تمام مسلمان ہوئی ہین اور بخوشی خاطر حضرت سے نکاح قبول کیا ہی -

اِس سے ظاہر ہی کہ قول مخاطب (یعنے صفیہ سے جبراً صحبت) کس قدر جھوٹ ہے اور وہ جو مخاطب نے اپنے دعوی پر روضۃ الاحباب کی اِس عبارت سے استدلال کیا ہی کہ "چون بمنزلی رسیدند کہ آنرا تبار می گفتند واز آنجا تا خیبر شش میل

راہ است خواست کہ باوے زفاف کند صفیہ راضی نشد وامتناع نمود چنانچہ حضرت
ازوے درغضب رفت وچون بمنزلِ صہبا رسیدند بام سلیم مادر انس گفت
کار سازیِ وی بکنید کہ اشب باوے زفاف خواہم کرد ام سلیم موجب فرمود
او رابخیمہ بردو موے سرِ وے شانہ کرد واورا خوش بوی ساخت ام سلیم گوید
(الی ان قال) باو گفتم چون پیغمبر پیش تو آید برخیزی واقبال نمائی بروے
وامتناع نہ نمائی صفیہ قبول نمودہ در آن منزل حضرت باوے زفاف نمود"
انتہی ملخصاً۔

پس نہایت سو فہمی ہو کیونکہ خود یہہ روایت دلالت کرتی ہو کہ برضامندیِ صفیہ
زفاف واقع ہوا ہو اور الفاظِ روایت یعنے "صفیہ قبول نمودہ" صراحتاً
اس پر دلالت کرتے ہین۔ اور پہلی منزل مین جو صفیہ نے زفاف سے انکار
کیا تھا خود صفیہ اُس کی وجہِ معقول بیان فرماتی ہین چنانچہ کتاب روضۃ الصفا
ذکرِ زفافِ صفیہ مین مذکور ہے کہ (حضرت) "از وے پرسید کہ چرا در منزل اول
نگراشتی کہ زفاف واقع شود صفیہ جواب داد کہ یہود نزدیک بودند ترسیدم کہ
آسیبی تو رسانند واین معنی ملایم طبعِ ہمایون حضرت آمدہ موجبِ زیادتی محبت
او گشت" صفحہ ۳۷۷ چھاپہ نولکشور۔ بلکہ اُسی کتاب مین جس سے مخاطب نے
یہہ روایت نقل کی ہو یعنے روضۃ الاحباب مین بھی یہہ عذر حضرت صفیہ کا مذکور
ہو دیکھو روضۃ الاحباب ذکرِ حالاتِ صفیہ مگر مخاطب نے محض فریب دہی عوام
کے لئے نصف روایت نقل کی اور باقی کو ترک کیا۔

پس نہایت افسوس ہو کہ مخاطب نے حق پوشی اور ناحق کوشی مین اپنی اوقات

صرف کی ہو دانستہ تجاہل کرتا ہو ایسی دروغ بیانی مین اسے شرم نہین آتی۔ اور سوائے
اِس کے تمام کتبِ تواریخ وسیر مین مثلِ مدارج النبوہ ومعارج النبوہ وروضۃ الاحباب
وروضۃ الصفا اور حیات القلوب وغیرہ کے بلا اختلاف مرقوم ہو کہ صفیہ نے
قبل نکاح حضرت خواب مین دیکھا تھا کہ چاند اُن کی گود مین آپڑا ہو صفیہ نے جب
اپنے شوہر کنانہ سے اُسکا ذکر کیا تو اُس نے غصے ہوکر صفیہ کے ایک طمانچہ مارا
اور کہا تو چاہتی ہو کہ محمد کی جورو بنے یعنے تعبیر چاند کی اُس نے آنحضرت سے
کی اور اُس طمانچے سے صفیہ کے منہہ پر نشان پڑہ گیا تھا چنانچہ جب حضرت نے
بعد نکاح اُس نشان کا حال دریافت فرمایا تو صفیہ نے اس قصّہ سے اطلاع کی
اِس سے ثابت ہو کہ صفیہ کو خواب مین حضرت کے نکاح کی بشارت دیگئی تھی جس
سے صفیہ نے خوشی سے اسلام بھی قبول کیا اور برغبتِ خاطر حضرت سے نکاح
کے لئے راضی ہوگئین ۔ مگر مخاطب کو اتنی توفیق اور ایسا انصاف کہان
ہے جو سچی بات نقل کرے ۔

قولہ صہ ۹۸ یازدہم میمونہ کا حال ۔ دفعۂ اول میمونہ کے رشتہ دار
(ہرچند میمونہ کی عمر پچاس برس کی ہو) مگر بڈھی بھی نہ تھین اُن کے حسن اور
کاہی اور طبیعت کا حال حضرت کے سخن سے عیان ہو کہ آپ نے اُمّ سلمہ
اور میمونہ کو ایک نابینا سے پردہ نکرنے اور یہہ عذر کرنے پر کہ وہ اندہا ہو۔
فرمایا کیا تم بھی اندہیان ہو۔ حضرت کو فتنہ کا اندیشہ تھا۔ میمونہ کی مان کا
نام ہند تھا۔ اُس کی کئی بیٹیان تھین۔ یہہ ہم نے اِس لئے لکھا کہ سبا داہمارے
سید صاحب کہدین کہ میمونہ بے والی وارث تھین ۔

اقول

اقول جب میمونہ پچاس برس کی تھین تو بیشک بڈھیا تھین۔ اور حضرت کی تعریض بینا سے پردہ نکرنے پر کچھ فتنہ کے خیال سے نہ تھی بلکہ اس مین محض حکم خدا کی پابندی اور ایک عمدہ رسم کی ترویج اور ترغیب منظور تھی اور بدلیل الطیبات للطیبین یہہ امر متیقن ہر پس اس سے میمونہ کا حسن ثابت ہوتا ہر نہ فتنہ کا اندیشہ گرمی طب کے بے دلیل دعاوی کی کیا انتہا ہر۔

اور ہر چند میمونہ کی ماں اور بہنین موجود تھین۔ مگر ماں جو میٹی کی متکفل ہوتی ہر وہ خود بیوہ تھی اور بہنین اپنی اپنے گھر کی تھین انھین کیا پڑا تھا جو ایک بیوہ بہن کی متکفل ہوتین۔ پھر اگر کوئی کہے کہ درحقیقت میمونہ کے نفقہ کا کوئی متکفل نہ تھا اس لئے حضرت نے بیوہ پروری کے لحاظ سے نکاح کیا تو کوئی محل کلام نہین ہے۔

قولہ ص ۹۹ نہ یہہ عورت محتاج تھی نہ بے والی وارث جمال کے لئے یہہ خاندان مشہور تھا۔ عمر کے لحاظ سے حضرت سے دس بارہ برس کم۔ پولیٹیکل پالسی بھی اس نکاح سے یہہ منظور تھی کہ مکہ مین قیام کرنے اور نقض عہد کرنے کا حیلہ ہاتھ لگے۔ الخ۔

اقول اس عورت کے محتاج اور بے والی ہونے کا حال تو ہم نے لکھدیا کہ خود بھی بیوہ تھی اور اسکی ماں بھی بیوہ اور جب پچاس برس کی عمر ہوئی تو حسن کیا خاک ہوگا۔ اور ہر چند حضرت سے دس برس کی چھوٹی تھین مگر مرد علی الخصوص اہل عرب ساٹھ برس تک بھی جوان رہتے ہین اور عورت تیس برس مین بڑھیا ہوجاتی ہر جیسا کہ سابق مین جان ڈیون پورٹ کے قول سے ہم نے ثابت کیا ہے

اور تجربہ بھی اس کا شاہد ہے پچاس برس تو بہت ہوتے ہیں۔ پس حضرت نے جو ان سے نکاح کیا وہ محض بیوہ پروری اور اُن کے خاندان سے ایک رشتۂ محبت قایم ہونے اور دفع جدال کے خیال سے تھا۔ اور نقضِ عہد معاذ اللہ کہ حضرت سے وقوع میں آئے۔ حضرت نے کفار سے درخواست کی تھی اور اُن کی رضامندی پر مکہ میں ایکدو روز رہنے کا قصد ظاہر فرمایا تھا جب کفار نے اجازت ندی فوراً آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مدارج النبوۃ کے صلا ۳۵۱ بیان عمرۃ القضا میں مذکور ہے وو آن حضرت سہ روز در مکہ بود چون روز چہارم شد قریش کسی را پیش علی ابن ابی طالب فرستادند کہ صاحب خود را بگوئی کہ از مکہ بیرون رود علی بعرض حضرت رسانید کہ قریش چنین میگویند فرمود آرے ہمچنین میکنم و در روایتی آمدہ کہ آنحضرت کسی پیش ایشان فرستاد کہ با ایشان گویند اگر بگذارید ولیمۂ میمونہ اینجا بکنم و برائے شما طعامی ترتیب نمایم گفتند ما را بہ طعام تو حاجت نیست از زمین ما بیرون رو۔ سعد بن عبادہ در مجلس شریف حاضر بود چون مبالغہ و درشت گوئی این بے حیایان از حد گذشت تحمل نتوانست کرد گفت ما از اینجا بیرون نمیرویم تا زمانے کہ خود خواہیم حضرت تبسم فرمود و سعد را تسکین و تشکیب داد و فرمود ندا در دادند کہ ہیچکس از اصحاب شب در مکہ نماند و ابو رافع مولی خود را فرمود تا میمونہ را از عقب بیاورد و خود از مکہ بیرون رفت و صبر کرد و از عہد کہ بستہ بود بزگردید۔ انتہی ملخصاً اس سے ثابت ہوا کہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ وہ منظور تھا کہ نقضِ عہد کرنے کا حیلہ ہاتھ لگے۔ مخاطب کی مفتریات سے ہے۔

اے مخاطب ہمارے حضرت تمہارے خدا نہین ہین جو عہد شکنی کرین عہد شکنی تمہارے خدا ہی کو سزاوار ہی جس کا وہ خود اقرار کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی کہ "تب تم میری عہد شکنی کو جان لوگے" دیکھو گنتی کی کتاب باب ۱۴ آیت ۳۴۔

قولہ ص۱۰۱ دفعۂ دوم ہبہ نفس۔ مگر ان بی بی کے نکاح کی کیفیت قابل شنید ہی۔ انھون نے اپنا نفس حضرت کو بخشدیا تھا الخ

اقول جن بی بی نے اپنا نفس حضرت کو بخشدیا تھا ہر چند اُن کے تعین مین اختلاف ہی مگر وہ ایک ہی بی بی ہین کسی نے میمونہ کو کہا ہی مگر یہہ خلاف مشہور ہی اور کسی نے ایک زن انصاریہ کو بتایا ہی جیسا صاحب نے بھی حیات القلوب سے نقل کیا ہی اور کسی نے زینب کا نام لکھا ہی اور کسی نے اور کسی کو تعین کیا ہی بہر حال تعیین مین اختلاف ہی مگر ہین وہ ایک ہی بی بی اور چونکہ خود خداوند عالم نے اُسکی اجازت خاص حضرت کو دی تھی اور قرآن مین اُس کا ذکر موجود ہی۔ اسلئے پھر کوئی معاند کوئی اعتراض نہین کرسکتا۔

اور اُس زن انصاریہ کے ہبۂ نفس کی خواہش پر جو حفصہ نے کہا کہ "کسقدر تیری حیا کم ہی اور تو کسقدر مردون کی حریص ہے" یہہ کہنا ان کا حقیقت مین رشک پر مبنی ہی کہ ایسا رشک سوت سے سوت کو ہوتا ہی اور اسپر جو مخاطب نے کہا ہی کہ "حفصہ نے جو کہا لاریب حق ہی سرمو خلاف نہین اگر آج کسی مسلمان کی بیٹی اپنا نفس کسیکو بخشنا چاہے تو وہ وہی کہیگا جو حفصہ نے کہا" پس معترض ہی بایں وجہ کہ اوّلاً ہر ملکی و ہر رسمی عرب مین رواج تھا کہ ہر وہ عورت کبھی خود اپنے نکاح کی درخواست کرتی تھی۔ اور حقیقت مین نکاح اور ہبہ نفس اصل معاملہ

مین ایک ہی ہین - ہرچند اُن کے فروع علیحدہ ہون جیسے یورپ مین یہہ رسم ہو کہ بیوہ عورتین درکنار بعض دوشیزہ لڑکیان بھی خود اپنے نکاح کی درخواستین کرتی ہین اور بذریعہ اشتہار یہہ درخواستین شایع کیجاتی ہین - پھر اُنھین مخاطب بے حیا اور مردون پر حریص ہونے کا لقب کیون نہین دیتا -

ثانیاً جب ہبۂ نفس خاص حضرت کے لئے جائز تھا اور دوسرونکو ناجائز - اور یہہ امر سب مسلمانون کو معلوم ہو تو پھر اَب کوئی عورت کیونکر ہبۂ نفس کی درخواست کرسکتی ہے -

قولہ صـ ۱۰۰ دفعہ سوم ازواجِ حضرت کی بدگمانی - ہم یہان میمونہ کا حال کچھہ اور لکھتے ہین تا ناظرین کو معلوم ہو جاے کہ حضرت کی عورتین کیسا اُنکو بے اعتبار سمجھتی تھین - میمونہ سے مروی ہو کہ کہا ایک شب میری نوبت کی رسول اللہ میرے پاس سے باہر گئے مین اُٹھی اور دروازے کو بند کیا ایک لحظہ کے بعد پھر آئے مین نے دروازہ نکھولا حضرت نے مجھے قسم دی کہ دروازہ کھول مینے کہا یا رسول اللہ میری نوبت کی شب دوسری بی بیون کے گھر جاتے ہو - فرمایا کہ مینے ایسا نہین کیا ولکن قضاے حاجت کے لئے گیا تھا - محصلاً

اقول اگر کسی عورت نے حضرت پر یہہ گمان کیا ہو کہ حضرت اُسکی باری کی شب مین کسی اور بی بی کے پاس گئے ہین تو اُس سے اُس عورت کی خطا ثابت ہوگی نہ حضرت کی خطا - معاذ اللہ - اور عورتون کی عادت ہو کہ امورِ معاشرت اور خانگی ابواب مین اپنے شوہرونکی نسبت ایسے خیالات رکھتی ہین اور بعض بدگمانیان کرتی ہین اسی طرح بہ تسلیم صحتِ روایت اگر میمونہ نے کسی طرح کا

گمان کیا ہو انھین کی خطا ہی مگر اس سے آنحضرت کی طرف کوئی تعریض نہین ہو سکتی
اس روایت سے عقلا کے نزدیک حضرت پر کوئی اعتراض تو نہین ہو سکتا مگر ایک
فائدۂ جلی حاصل ہوتا ہے وہ یہ کہ اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت اپنی تمام
بی بیون کی نسبت راتون کی تقسیم مین برابر عدل فرماتے تھے ۔ پھر وہ قول مخالف
کا جو اُس نے سابق مین اس کے خلاف مین بیان کیا ہی سراسر باطل ہی۔

قولہ صـ ۱۰۱ حضرت نے امت کو بھی حکم دیدیا ہی کہ جورو کو خوش کرنے کی غرض
سے جھوٹ بولنا روا ہے ۔

اقول اس مسئلہ کی تشریح اور توجیہ اور اس امر کا بیان کہ کتب مقدسہ مین کئی
مقام پر جھوٹ بولا گیا ہی اور جھوٹ بولنے کی اجازت دیگئی ہے کتاب ستطاب
پیغام محمدی کی جلد اول صـ ۲۵۰ سے ۲۶۰ تک مخاطب معائنہ کرے ۔
مگر مخاطب یا اور کوئی معترض جب تک کہ پہلے اس امر کو دلیل قطعی سے ثابت
نکرے کہ آنحضرت میمونہ کی نوبت مین دوسری کسی بی بی کے پاس تشریف لیگئے
تھے تب تک میمونہ سے حضرت کے عذر کرنے کو مسئلہ مذکور پر حمل نہین
کر سکتا اور قطعاً اس امر کا ثبوت محال ہی پس یہ تعریض بھی باطل ہی ۔

قولہ صـ ۱۰۱ فصل ششم حالات مزید حضرت نے جو نکاح کئے اُن کی یہ
حقیقت ہی مگر حضرت کی عشق بازی کی داستان طول ہی تاہم کچھ اور عورتون کے
حالات جنکو نیم جورو کہنا چاہئے مدارج النبوہ سے سناتے ہین ۔

اقول ہم بھی سنتے ہین اور تمھارے خیالات فاسدہ پر جا بجا تنبیہ کرتے ہین

قولہ صـ ۱۰۲ (۱) ضحاک کلابیہ کی ایک بیٹی تھی جس نے دنیا کو اختیار کیا

حضرت کی جورو ہوئی تھی آخر چھوڑ کر نکل گئی پس اسکو کسی نے نہ پوچھا آخر انتہائے درجہ کے افلاس مین مبتلا ہوئی۔ ترمے کی گٹھلیان چن چن کر گزران کرتی تھی

اقول دنیا کو اختیار کرنے کی سزا ملی۔ چنانچہ خود اُس نے اعتراف کیا ہو کہ مین وہ شقیہ ہون جس نے خدا و رسول پر دنیا کو اختیار کیا دیکھو مدارج النبوہ صـ ۶۱۹

قولہ ۲ اسمائے کندیہ ہو اسکو جونید کر کے کہا ہو۔ جب لائی گئی جونیہ اور اُتاری گئی نخلستان مین۔ حضرت اُس کے پاس آئے اور فرمایا مہیا کر اپنی ذات کو واسطے میرے اُس نے کہا آیا آمادہ کرتی ہو ملکہ اپنی ذات کو فرومایہ لوگون کے لئے۔ حضرت نے اپنے دست کو دراز کیا وہ بولی اعوذ باللہ منک حضرت نے اُسے فرمایا پناہ ڈھونڈی تو نے پناہ گاہ عظیم سے پس حضرت باہر آئے اور عورت کی آبرو بچگئی۔ ملخصاً۔

اقول اس روایت کے بیان مین مخاطب نے بالکل تخدیع کی ہو اور حق کو چھپایا ہو اور ابتدائے قصہ کو چھوڑ کر ایسا بیان کیا ہو کہ ناظرین ظاہر عبارت سے یہہ سمجھین کہ حضرت نے (معاذ اللہ) ایک غیر عورت سے فرمایا کہ "مہیا کر اپنی ذات کو واسطے میرے" اور پھر اُس پر حضرت نے اپنے ہاتھ کو دراز بھی فرمایا۔ اور وسط مین اس روایت کے مخاطب عین وقاحت سے کہتا ہو کہ "گویا اُس عورت نے کہا۔ اے بڈھے نفس پرست کیا زیبا ہو کہ مجھ سی ملکہ تجھ سے فرومایہ کو اپنی آبرو دے ڈالے۔ حضرت کو فرومایہ اُس نے شاید اس قرینہ سے کہا ہوگا کہ باوجود دعوی نبوت

پراٹ

پرائی بہبیتیون اور شریف زادیون کو خراب کرنا چاہتا ہو" الی آخر ہفوات۔
افسوس ہو ہماری حالت پر کہ ہم اپنے نبیِ مقدس کی نسبت ایسی گالیان اور بدگوئیان سننے کو زندہ رہے ہین اور ہزار افسوس ہو اس مخاطبِ کاذب پر کہ چند روزہ دنیا کے لئے وہ اپنے دین سے بالکل ہاتھہ دھو بیٹھا۔ ناظرین منصفین خوب یاد رکھین کہ یہہ عورت یعنے جونیہ جس کا ذکر مخاطب نے کیا ہو باتفاق جمیع مؤرخین حضرت کے نکاح مین آچکی تھی اور حضرت کی زوجہ ہو چکی تھی اس مین کسی کو اختلاف نہین ہو چنانچہ مدارج النبوہ کے صـ ۶۱۹ مین اُس عورت کی حالات مین مرقوم ہو کہ "اتفاق است بر آنکہ رسول اورا تزوج کرد" مگر سبب مفارقت مین اختلاف ہو پس بہرحال اگر حضرت نے اُس عورت کی طرف اپنا دستِ مبارک بڑہایا تو کیا کسیطرح کی تشنیع کا مقام ہو ہرگز نہین وہ تو حضرت کی زوجہ تھی۔ بلکہ یہہ مقام نہایت توصیف اور تعریف کا ہو کہ حضرت نے محض خداوندِ عالم کے نام کی عظمت فرما کے ایک اپنی حلال عورت سے کنارہ فرمایا۔ منصفین نہایت غور سے ملاحظہ فرمائین کہ کسطرح مخاطب نے خلایق کو گمراہ کرنے کے لئے امرِ حق کو پوشیدہ کرکے باطل کوشی کی ہو اور ایک نہایت پسندیدہ امر کو لایقِ اعتراض ٹہرایا ہو کیا یہہ فریب دہی علما کے لایق ہے کیا ایسی مکاری پر دینداری کا دعوی درست ہوسکتا ہو ہرگز نہین۔ اور یہہ روایت جو مخاطب نے لکھی ہو اور اس مین اپنے کلام پوچکو بھی شامل کردیا ہے مخالف اور روایاتِ کثیرہ کے ہو یعنے حقیقت مین اس عورت کو یعنے جونیہ کو حضرت کی بعض ازواج نے بسبب رشک کے تعلیم کیا تھا کہ اگر تو چاہتی

ہو کہ آنحضرت تجھ سے زیادہ محبت رکھین توجسوقت حضرت تیرے پاس آئین تو یہہ فقرہ کہدینا یعنے "واعوذ باللہ منک" دیکھو مدارج النبوہ صہ ۶۲۰ اور حیات القلوب صہ ۵۶۸ چنانچہ مؤرخین کا اس پر اتفاق ہو کہ جب حضرت نے اس عورت کو چھوڑ دیا تو اُس نے اپنا نام شقیہ یعنے بدبخت رکھا دیکھو۔ مدارج النبوہ صہ ۶۲۰۔

قولہ ۳ ایک اور عورت تھی ملکہ بنتِ کعب روضتہ الاحباب مین لاتا ہو کہ جب حضرت نے خلوت کی اور اس سے پوشش دور کی ایک سپیدی نظر پڑی اُس سے متفرق ہوے اور فرمایا کہ لباس اپنا پہن اور اپنے اہل کے ملحق ہو۔

اقول ممکن ہو کہ حضرت نے اپنے اصحاب کو یہہ خبر دی ہو کہ یہہ عورت مبروص ہو اور راوی نے اِس روایت مین اپنی طرف سے اسقدر بڑہا دیا ہو (چون برکند جامہ از وے) کیونکہ (برکند) غایب کا صیغہ راوی کا کلام ہو حضرت کا۔ اور ہم نے تسلیم کیا کہ راوی نے آنحضرت کے کلام کو صیغۂ غایب سے نقل کیا ہو مگر جامہ سے مراد یہان نقاب یا چادر ہو جس کے نکالنے سے معلوم ہوا کہ برص اِس عورت کے منھہ یا گردن یا ہاتھہ پر تھا اور ہم نے تسلیم کیا کہ برص اس کی ران پر تھا جیسا کہ صاحب روضتہ الاحباب نے تصریح کی ہو مگر کسی عورت کی ران کی بیماری ظاہر کرنے مین کسی طرح کی بے شرمی کی بات نہین ہو پس اِس سے ظاہر ہو کہ جو مخاطب نے کہا ہو کہ معاذ اللہ یہہ بے حیائی کی حالات حضرت نے خود ہی بیان کیئے ہون" باطل ہو

اور

اور محض مخاطب کی بے حیائی ہے۔ صاحبان عقل بخوبی جانتے ہین کہ کسی عورت کی بیحیائی کو بیان کرنا ہرگز خلاف حیا نہین ہے اور کوئی ذیفہم آدمی اسکو بے حیائی نہین کہہ سکتا ہان نرمی بیحیائی وہ ہے جو مخاطب کے خدا نے اپنی دو فاحشہ جورون کا حال لکھا ہے اور انکی زناکاری کی اسقدر تصریح کی ہے کہ کوئی بیحیا شخص نہین کرسکتا چنانچہ چھوٹی جورو کے حال مین کہتا ہے کہ وہ وہ ایسے یارون پر مرنے لگی جنکا بدن گدھون کا سا بدن اور جنکا انزال گھوڑون کا سا انزال تھا۔

کیون اے مخاطب یہہ حالات تو بڑے حیا و شرم کے ہین جو تمھارے خدا نے بیان کئے ہین اور ان حالات کے بیان کرنے سے تمھارے خدا کو کوئی بے حیا و بے شرم تو نہین کہیگا۔ ذرا شرماؤ اور اپنے گریبان مین منھہ ڈالو۔

قولہ ص۱۰۳ ۴ شراف دحیہ کلبی کی بہن وہ پیش از دخول مرگئی۔ ۵ لیلی بنت حطیم۔ تزویج فرمایا اُسکو اور تھی یہہ عورت غیور۔ شاید حضرت کی دعا اُس کے حق مین مستجاب نہین ہوئی اس لئے اُسکو طلاق لینا پڑا۔

اقول اگر مخاطب پہلے دعا کرنیکو ثابت کرتا ہر چند کسی ضعیف روایت ہی سے ہو پھر عدم استجابت دعا پر تعرض کرتا تو مضایقہ بھی نہ تھا مگر یہہ بلا دلیل تعرضین بطور مضحکون کے مخاطب کی دیوانگی پر دلالت کرتی ہین۔

قولہ ص۱۰۴ ۶ ایک عورت تھی حضرت نے اُس کی خواستگاری کی تھی مگر اس کے باپ نے بہانہ کیا کہ وہ لڑکی برص رکھتی ہے۔ آپ کے لایق نہین مسلمان کہتے ہین چونکہ لڑکی بچانے کے لئے باپ جھوٹ بولا۔ حضرت کی کرامت سے لڑکی سبروص ہوگئی۔

اقول اکثر کتبِ تواریخ مین یہہ روایت مذکور ہی کہ جب اُس کے باپ نے جھوٹ کہا تو خدا کی قدرت سے وہ لڑکی اُسیوقت مبروص ہوگئی۔

قولہ ص ۱۰۴ ے ایک عورت اُمّ ہانی تھی حضرت علی کی ہمشیرہ مگر حضرت کو یہہ نہ ملی چچا نے بیٹی کسی اور کو دی۔

اقول خود ابوطالب نے اپنی بیٹی کو دوسرے سے شادی کردینے کی جو وجہ بیان کی ہی اور حضرت سے نکاح نہ کردینے کا عذر کیا ہی وہ مدارج النبوہ مین موجود ہی جس کا ذکر عنقریب آتا ہے اور باقی وہی الفاظ جو مخاطب نے لکھے ہین وہ قابلِ جواب نہین۔

قولہ ص ۱۰۵ مفہم حضرت کی لونڈیان۔ علاوہ اِن کے حضرت کی لونڈیان ہین جن کا مطلق ذکر ہمارے سید صاحب نے نہین کیا بلکہ کہدیا ہے کہ "ہمارے فقہا نے لونڈیان رکھنے کو جائز قرار دیا ہی حالانکہ یہہ فعل آنحضرت کے احکام کے اصل منشا کے خلاف ہی" مگر مدارج النبوہ والا نہین مانتا وہ صحیح تاریخ سے حضرت کی چار لونڈیان بھی گناتا ہی۔

اقول فقہا نے جو کنیزون کے جواز کو بیان کیا ہی فی الحقیقت اُنھون نے قرآن وحدیث کی متابعت کی ہی اور مولوی امیر علیصاحب کا انکار بیجا ہی۔

مدارج النبوہ مین جو حضرت کی چار کنیزون کا مجملاً حال لکھا ہی کچھ بعید نہین ہی مگر ان ایک کنیز خاص یعنے ماریہ قبطیہ مادر ابراہیم فرزند آنحضرت کا حال تو مشہور ہی باقی اور کنیزین غیر مشہور۔

قولہ ص ۱۰۵ اول ماریہ بنت شمعون قبطی۔ دفعہ اول ص ۱۰۶ تحریم ماریہ کا قصہ

سید صاحب اپنی انگریزی کتاب مین فرماتے ہین کہ "جو حکایت حفصہ اور محمدؐ کی خانگی تنازع کی درباب ماریہ قبطیہ میور سپرنگر اور اسپرنگر اور اس برن نے بیان کی ہے از سر تا پا جھوٹ ہے یہہ روایت جسکو معزز مفسرین قرآن باطل ٹھہرا چکے ہین فی الحقیقت بنی امیہ یا کسی عباسی خلیفہ کے زمانہ مین ایجاد کی گئی۔ آیت قرآن دراصل ایک مختلف معاملہ سے علاقہ رکھتی ہے۔ محمدؐ نے بچپن مین شہد کا شوق پیدا کرلیا تھا جو اکثر زینب کے پاس سے آتا تھا حفصہ اور اور عائشہ نے اُن کے شہد چھڑانے کی سازش کرلی اور وہ اُن سے قسم لینے مین کامیاب ہوگئین۔ مگر جب قسم کھا چکے دل مین خیال آیا کہ مین محض جورؤں کو خوش کرنے کی غرض سے ایک چیز کو حرام ٹھہرائے لیتا ہون جس مین کوئی امر حرام نہین ہے تب یہہ آیت نازل ہوئی کہ "اے نبی کیون حرام ٹھہراتا ہے جسے خدا نے حلال ٹھہرایا چاہتا ہے خوشنودی اپنی جورؤن کی"۔ ہم یہہ انکار نہین کرتے مگر یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ قصہ جو میور اور اسپرنگر اور اس برن نے ماریہ قبطیہ کا بیان کیا ہے از سر تا پا حق ہے اور اُس کو جھوٹا کہنے والے جھوٹے ہین۔

اقول نہین معلوم میور وغیرہ نے یہہ قصہ کسطرح بیان کیا ہے اور سید صاحب نے کس چیز کا انکار کیا ہے سید صاحب کی انگریزی کتاب ہمارے پاس نہین جس سے تحقیق کرتے اور ہمین چندان ضرورت بھی اس تحقیق کی نہین ہے اگر سید صاحب نے اصل قصہ تحریم ماریہ کا انکار کیا ہے تو شاید اُس کی وجہ یہہ ہو کہ اُن کے نزدیک اسناد اس قصہ کے ضعیف ہون اور چون کہ کتب صحاح اہل سنت مین یہہ قصہ درج نہین ہے اس لئے اُنھون نے انکار کردیا اور چونکہ سند اس قصہ کی من قبیل احاد ہے اس لئے ہم بھی یقین نہین کرسکتے مگر ہان توجیہہ اس قصہ کی اس کی صحت کو

فرض وتسلیم کرکے عنقریب بیان کرین گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

قولہ ص۱۰۷ دفعۂ دوم نصِ قرآن الخ۔

اقول قرآنِ شریف مین نہ شہد کی حرمت کا نام لکھا ہی نہ تحریم ماریہ کی تصریح ہی مگر مفسرین ومحدثین نے سورۂ تحریم کی شانِ نزول مین دو قصے لکھے ہین ایک شہد کی تحریم کا جس کا کچھ ذکر سید صاحب نے کیا ہی۔ دوسرا تحریم ماریہ کا۔ اب نہین معلوم کہ یہہ دونو قصے واقع ہوئے ہین یا ان مین سے کوئی ایک واقع ہوا ہے ظاہرِ آیات سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک ہی قصہ واقع ہوا ہی۔ اور وہ آیات یہہ ہین یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک یعنے اے پیغمبر کس لئے حرام ٹھہراتے ہو اُس شئی کو جسے خدا نے تمھارے لئے حلال ٹھہرایا ہی (اب خواہ اسے شہد سمجھین یا ماریہ) تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم۔ اپنی جورُون کی خوشنودی چاہتے ہو اور خدا بخشنے والا اور مہربان ہی۔ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولٰکم وہو العلیم الحکیم بتحقیق کہ خدا نے تمھارے لئے تمھاری قسمون کا کھولنا مقرر کردیا ہی اور خدا تمھارا رفیق ہی اور وہی جاننے والا اور صاحب حکمت ہی واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبات بہ واظہرہ اللہ علیہ اور جب پوشیدہ کہی پیغمبر نے اپنی کسی عورت سے ایک بات۔ پس جسوقت کہ خبر کردی اُس عورت نے اُس بات سے (یعنے اُس پوشیدہ بات کو ظاہر کردیا) اور ظاہر کردیا خدا نے اُسکو نبی پر (یعنے افشاءِ راز سے خدا نے اطلاع کی) عرف بعضہ واعرض عن بعض۔ جتا دیا نبی نے اُس مین سے بعض امر کو اور رنھ پھیر لیا بعض امر سے فلما نباہا بہ قالت من انباک ہذا قال نبانی العلیم الخبیر پس

پس جبوقت کہ نبی نے اُس عورت کو اُس امر کی خبر دی تو اُس عورت نے کہا کہ کس نے آپ کو اس کی اطلاع کی ہے نبی نے کہا کہ مجھے خدائے عالم و آگاہ اطلاع دی ہے ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔ اگر تم دونوں عورتیں توبہ کرو (تو بہتر ہے) پس بدرستیکہ تم دونوں کے دل کج ہو گئے ہیں۔ مفسرین میں اختلاف ہے کہ یہ بات جس کے پوشیدہ رکھنے کے لئے حضرت نے حفصہ کو فرمایا تھا وہ کونسی بات تھی بعض کہتے ہیں کہ وہی تحریم عسل یا ماریہ کا قصہ تھا اور بعض کہتے ہیں یہ کوئی دوسرا ہی امر تھا جو خلافت سے متعلق تھا۔ پھر جب اس میں بھی اختلاف ہوا تو معین کرنا کسی ایک امر کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اگر ان آیات کی شانِ نزول میں تحریم ماریہ کا قصہ ہی مان لیا جائے جس کا ذکر عنقریب آتا ہے تو کچھ نقصان نہیں ہے جس میں اسقدر تطویل کی ضرورت ہو مگر مخاطب نے چونکہ طمعِ دنیا سے ناحق کوشی پر کمر باندھی ہے اس لئے بحث طول دیکر بیہودہ گوئی کی ہے اور مزخرفات بکا ہے۔

قولہ ص ۱۰۹ دفعہ سوم معزز مفسرین۔ اب ہم آپ کو معزز مفسرین قرآن کی بھی سنائے دیتے ہیں تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں یہ قصہ موجود ہے تفسیر کشاف علامہ زمخشری میں موجود ہے تفسیر بیضاوی میں موجود ہے تفسیر مدارک میں ہے اور پھر مشہور تفسیر جلالین میں صرف اسی ماریہ کا قصہ نقل ہوا ہے اور صاحب تفسیر حسینی شہد والے قصہ کو بیان کر کے ماریہ کا قصہ اس وثوق کے ساتھ لکھتے ہیں۔ در روایت اشہر آنست در روز نوبت حفصہ در خانہ وے رفت وے باجازت آنحضرت بدیدن پدر رفتہ بود آنحضرت قبطیہ را طلبیدہ و بخدمت خود سرفراز ساخت حفصہ بر آن مطلع شد اظہار ملال کرد حضرت فرمود کہ اے حفصہ راضی نیستی کہ او را بر خود حرام گردانم گفت

ہستم یارسول اللہ فرمود کہ این سخن نزد تو امانت است باید کہ باکس نگوئی اقبول کرد
وچون حضرت از خانۂ وے بیرون آمد فی الحال حفصہ این سخن را با عائشہ درمیان نہاد
ومژدہ داد کہ باری از قبطیہ خلاص یافتیم آنحضرت بخانۂ عائشہ آمد ازین حکایت بکنایت
رمزی باز گفت واین سورہ نازل شد ۔ اب یہہ بھی یاد رہے کہ حسینی اس
روایت کو اشہر کہتا ہی الخ ۔

اقول ہرچند مخاطب نے دو چار مفسرین کے نام گنے ہین مگر با این ہمہ یہہ قصہ
اخبار احاد سے ہی جس کا یقین ہرگز نہین ہوسکتا اور کتب صحاح مین بھی اس کا
ذکر نہین مگر مخاطب تواتر و احاد کو کیا جانے وہ تو ہر خبر کو ایک طرح کی سمجھتا ہی
اور علی التنزل ہم نے تسلیم کیا کہ یہہ قصہ صحیح ہی مگر اس مین کسی طرح کا ہرج نہین ہے
بندہ تفصیل سے اس کے شبہات کو بیان کرکے اُن کی تردید کرتا ہی منصفین چشم
انصاف سے ملاحظہ فرمائین ۔ اس قصہ مین اوّلاً یہہ شبہہ پیدا ہوتا ہی کہ آنحضرت نے
حفصہ کی نوبت کے دن ماریہ کو کیون اپنی خدمت سے سرفراز فرمایا ۔ اس کا جواب
یہہ ہی کہ وجوب قسم فقط رات کے لئے ہی نہ دن کے لئے اور چونکہ جس کی نوبت
کی رات ہوتی تھی حضرت اُس کے دن کو بھی اُسی بی بی کے پاس رہتے تھے اس لئے
دن کو رہنا سنّت قرار دیا گیا ہی مگر یہہ امر حضرت پر واجب نہ تھا ۔ علاوہ اس پر
حفصہ اس روز اپنے باپ کے پاس چلی بھی گئی تھین اور وہ حجرہ کچھہ حفصہ کی ملکیت
سے نہ تھا جو خلاف مرضیِ حفصہ اُس مین کوئی فعل حضرت کو ناجائز ہو بلکہ تمام ازواج
کے حجرون کے اور کل مکان کے حضرت مالک تھے جس مین سے حضرت نے ہر ایک
بی بی کے رہنے کے لئے ایک علیحدہ جائے مقرر کردی تھی پس جب ایسے

مکان

مکان مین جو حضرت کی ملکیت مین ہو دن کے وقت بزمانۂ غیبتِ حفصہ اگر حضرت نے ماریہ کو اپنی خدمت سے سرفراز کیا تو کوئی امر ناجائز نہین کیا۔

ثانیاً یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب حضرت نے کوئی ناجائز فعل نہین کیا تھا تو حفصہ کے روبرو کیون ماریہ کو اپنے اوپر حرام ٹھرایا۔ اس کا جواب یہہ ہی کہ اگر حضرت نے ماریہ کو برائے رفعِ فساد و پاسِ خاطرِ حفصہ اپنے اوپر حرام ٹھرایا تو یہہ امر ہرگز اس پر دلالت نہین کرتا کہ حضرت کا ماریہ کو گھر مین حفصہ کے طلب فرمانا ناجائز ہو۔ چونکہ آنحضرت نہایت خلیق اور بہت باشرم و حیا تھے جب حفصہ رونے لگین اور اپنا ملال ظاہر کیا اور اُسوقت فساد ہونے کا بھی خیال تھا اس لئے حضرت نے رفعِ فساد کے لئے اور از روی حیا آپنے فرمادیا کہ آج سے مین ماریہ کو اپنے اوپر حرام ٹھرائے لیتا ہون۔ اور یہہ ماریہ کا اپنے اوپر حرام ٹھرالینا بھی حضرت کو ناجائز نہ تھا خصوصاً جب کہ حقیقت مین متضمن کسی مصلحت پر اور رفعِ فساد پر ہو۔

ثالثاً یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب حضرت کو ماریہ کا اپنے اوپر حرام ٹھرالینا جائز تھا تو پھر خدا نے کیون حضرت کے اس فعل پر انکار فرمایا اور عتاب کیا اِس قول سے کہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک۔ اِس کا جواب یہہ ہی کہ انکار ہمیشہ فعل ناجائز ہی پر نہین ہوتا بلکہ ترک اولی پر بھی ہوسکتا ہی علاوہ اِس پر بالکل ظاہر ہی کہ اس مقام پر انکارِ خداوندِ عالم بہ نسبت آنحضرت کے محض لطف و مرحمت پر مبنی ہی یعنے اے پیغمبر کس لئے بعض ایسی لذت کو جس کو خدا نے تیرے حلال کیا ہی اپنے اوپر محض عورتون کی خوشنودی کے لئے حرام ٹھرا لیتے ہو پس کوئی عاقل نہین کہہ سکتا کہ یہہ انکار محض عتاب کی بنا پر ہوا ہی

رابعاً یہہ شبہہ ہوتا ہی کہ جب حضرت نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام ٹہرالیا تو اُسکی تعمیل ضرور تھی پھر کیون حضرت نے خلاف عہد کے ماریہ کو اپنے اوپر حلال کرلیا۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ جب حضرت نے محض بپاسِ خاطر حفصہ واز راہِ خلق وحیا ماریہ کی علیحدگی کا عہد کرلیا۔ تب سورۂ تحریم نازل ہوا اور رحمین خدا نے صاف حکم فرمادیا کہ ہم نے ایسی قسمون کا کھولنا فرض ومقرر کردیا ہے پس حضرت نے حکمِ خدا کی تعمیل فرمائی۔

مخاطب کے دفعۂ چہارم کا جواب بھی ہمارے کلام مین ضمناً گزر چکا الا ایک امر باقی ہی وہ یہہ ہے۔

قولہ ص ۱۱۳ حضرت نے قسم توڑی اور قرآن بھی یاد نرکھا دے نہ توڑو قسمین کی کئے پیچھے" نحل ع ۱۳۔

اقول جاننا چاہئے کہ خداوندِ عالم نے قرآن شریف مین جو ارشاد فرمایا ہے واوفوا بعہد اللہ اذا عاہدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدہا سورہ نحل ع ۱۳ — یعنے جب خدا سے عہد کرو تو اُسے پورا کرو اور قسمون کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو۔ یہہ آیۂ شریفہ عام نہین بلکہ مخصص بالفتح ہے اور آیہ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم سورۂ تحریم (یعنے خدا نے تمھارے لئے تمھاری قسمون کا کھولنا مقرر کردیا ہے) اُس کا مخصص بالکسر ہے۔ پس آیۂ اولی سے یہہ حکم مستنبط ہوتا ہی کہ اُن اُمور کے بجالانے کے لئے جن کا بجالانا واجب یا اولی ہے۔ یا اُن امور کے ترک کرنے کے لئے جن کا ترک واجب یا اولی ہے اگر کوئی قسم کھائے تو اُس کی تعمیل واجب ولازم ہے اور ایسے قسمون کا توڑنا جائز نہین۔

نہین ہے اور آیۂ ثانیہ سے یہہ حکم مستخرج ہوتا ہو کہ جس فعل کا کرنا اولیٰ ہو اُس کے ترک پر یا جس کا ترک اولیٰ ہو اُسکے فعل پر اگر کوئی قسم کھاوے تو اُس کی تعمیل لازم نہین بلکہ اُس قسم کو کھولدینا چاہیئے۔ اِس صورت مین کسی طرح کی تعریض آنحضرت پر نہین ہوسکتی مگر مخاطب عام وخاص اور مخصِّص بالکسر اور مخصَّص بالفتح کو کیا جانے اگر علمِ اصول سے واقف ہوتا تو ہرگز حضرت پر قرآن یاد نرکھنیکا الزام نہ لگاتا۔ کاش مخاطب نے مسائل فقہیہ کو دیکھہ لیا ہوتا جس سے اس باطل کوشی کی نوبت نہ آتی۔

ترجمۂ فارسیِ شرح وقایہ باب الکفارات مین مذکور ہی۔ مسئلہ ہر کہ حلال برخود حرام کرد حرام نشود وچون بر آن اقدام کند کفارت لازم آید۔

اور جامع الرموز کی کتاب الایمان صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶ مین مرقوم ہے۔ من حرم

ملکہ لایحرم وان استباحہ کفر عن یمینہ لقولہ تعالیٰ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم یعنے جو شخص کسی حلال شئی کو اپنے اوپر حرام ٹہرالے تو وہ حرام نہین ہوتی اور اگر پھر اُسکو مباح کرے یعنے وہ فعل عمل مین لاوے تو اپنی قسم کا کفارہ دے بدلیلِ قولہ تعالیٰ قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم جس امر کو کہ مخاطب نے قابل اعتراض عظیم جانا تھا اور جس پر اپنی عادت کے موافق ایک لمبی چوڑی ہرزہ سرائی کی تہی وہ بعون اللہ تعالیٰ از سرتا پا منقوض ومردود ہوگیا باقی ہرزہ سرائی مخاطب کی گویا دیوانون کی بڑ ہی جو قابلِ التفاتِ عقلا نہین ہے۔

قولہ ص ۱۱۴ دوم ریحانہ بنتِ زید۔

اقول ممکن ہی کہ یہہ عورت بھی حضرت کی ملکِ یمین مین داخل ہو مگر اسکی حالات کے بیان مین کوئی نئی تعریض نہین ہی جس کا جواب یہان دیا جائے

مخاطب بار بار انھین مہملات کا اعادہ کرتا ہے جس کا جواب تفصیلی اس کتاب مین اپنے اپنے مقام پر گزر چکا۔

قول صد ۱۱۶ فصل ہشتم عیاشی اور معجزۂ نبوت۔

اقول اس فصل مین مخاطب نے اپنی عادت کے موافق ایک طولِ فضول بکا ہے جس مین اکثر مہملات و مزخرفات ہین بندہ اُس مین سے بعض کلام کو جو فی الجملہ لایق جواب ہے مع جواب نقل کرتا ہے۔

قولہ مسلمانون نے حضرت کی عیاشی کو بفقدانِ دیگر معجزات ایک معجزۂ نبوت سمجھا ہوا ہے۔

اقول دعوی بلا دلیل ہے اور جو مخاطب نے یہہ عبارت نقل کی ہے کہ (حضرت کو جو جماع کی قوت تھی وہ بھی معجزہ مین داخل ہے) نہین معلوم کس کتاب کی عبارت ہے اگر مدارج النبوہ کی عبارت کا یہہ ترجمہ ہے تو مخاطب کی فہم کا قصور ہے کیونکہ اصل مدارج النبوہ مین یہہ عبارت حضرت سلیمان کی حالت سے متعلق ہے چنانچہ مدارج النبوہ کے بابِ دوم صد ۹۳ حالِ ازواجِ جنابِ رسالتمآب مین بطور جملۂ معترضہ حضرت سلیمان کے ذکر کے بعد مرقوم ہے "وے پیغمبری بود ملک و اینہا از معجزات وے بود" پس الفاظ "اینہا از معجزاتِ وے بود" سے مراد معجزاتِ سلیمان ہین نہ معجزاتِ آنحضرتؐ۔

قولہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اس کثرتِ جماع کے معجزے کی طرف اشارہ تو کرتے ہین مگر اس کے بیان سے شرماتے ہین آپ داؤد و سلیمان کی کثرتِ ازواجی کے مذکور کے بعد رقمطراز ہین کہ "ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کو سمجھنا چاہیئے انبیا مین یہہ قوت بطور خرقِ عادت پائی گئی ہے
جس کا عقلی سرِ ہم اِس خوف سے بیان نہین کرتے کہ مخالفین کے عقول
اس کے فہم سے قاصر ہین"

اقول مولوی محمد حسین صاحب کا یہہ کلام بھی مخاطب کے ادّعا پر حجّت نہین
ہوسکتا۔ کیونکہ مولویصاحب موصوف نے فرمایا ہے کہ "انبیا مین یہہ
قوت بطور خرقِ عادت پائی گئی ہے" اس کلام مین لفظ "بطور" سے
ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے اس قوت کو خرقِ عادت سے تشبیہہ دی ہے
اُسی عین خرقِ عادت، قرار نہین دیا چونکہ یہہ قوت بہ نسبت عوام کے نہایت
کثرت کے ساتھہ بعض انبیا مین پائی گئی ہے اس لئے اسے خرقِ عادت سے
تشبیہہ دی۔ اور معلوم ہے کہ مشبّہ اور مشبہ بہ دونون دو علیحدہ چیزین ہوتی
ہین۔ اور علی التنزل اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ مولوی محمد حسین صاحب کا
منشا، یہان تشبیہہ کا نہین ہے بلکہ اُنھون نے اِس قوت کو عین خرقِ عادت
قرار دیا ہے تب بھی اُس مین کوئی طعن نہین ہوسکتا بیشک یہہ قوت خرقِ
عادات سے تھی مگر اُسے عیاشی سے تعبیر کرکے معجزۂ نبوت سمجھنے کا دعوی
کرنا بیجا ہے۔ بلکہ اگر معجزۂ نبوت سے مراد وہ معجزہ ہے کہ واسطے اثباتِ
نبوّت کے ظاہر کیا جاتا ہے تو اُس قوت کو بھی جو خارقِ عادت قرار دیگئی ہے
معجزۂ نبوت بمعنائے مذکور اہل اسلام نہین جانتے۔ مخاطب کو چاہیئے
کہ اس ادّعا پر شاہد پیش کرے۔ کیونکہ خرقِ عادت عام ہے اور معجزۂ نبوت
خاص اور انمین عام خاص مطلق کی نسبت ہے فافہم۔

قولہ ص ۱۱۹ پھر بادشاہون کا بہت سی عورتون کو فراہم کرنا یہہ قدیم بدرواج کے موافق تھا ہم اسکو معیوب جانتے ہین اور داؤد وسلیمان کی حمایت اس بارہ مین کرتے شرماتے ہین ملخصاً۔

اقول جب تمنے باطل کو شی پر کمر باندہی ہو اور خدا اور اُس کے انبیا پر جھوٹے الزام لگانا تمھارا دلی منشا ہی تو جو چاہو سمجھ سکتے ہو۔ داؤد وسلیمان کی کثرتِ ازواجی کو معیوب جان سکتے ہو اُن کی حمایت کرتے شرما سکتے ہو اُن پر طعن کر سکتے ہو مگر کوئی صاحب عقل دیندار ایسا نکریگا کیونکہ انبیا کی کثرتِ ازدواجی یا تعددِ ازواجی خداوندِ عالم کی مرضی کے موافق ہوئی ہی علی الخصوص حضرتِ داؤد کے بارہ مین تو خود خداوندِ عالم نے تعددِ ازواج کو اپنا فعل قرار دیا ہی اور اُسکو اپنی ایک نعمت جانتا ہی چنانچہ سموائل کی دوسری کتاب کے باب ۱۲ آیت ۷ و ۸ مین مرقوم ہی "ناتن نے داؤد کو کہا کہ وہ شخص تو ہی ہے خداوند اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا ہی کہ مین نے تجھے مسیح کیا تاکہ تو اسرائیلیون پر سلطنت کرے اور مین نے تجھے ساؤل کے ہاتھ سے چھڑایا اور مین نے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی جورُون کو تیری گود مین دیا اور اسرائیل اور یہوداہ کا گھرانا تجھکو دیا" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے منجملہ اپنی نعمتون کے جو داؤد کو دی تھین تعددِ ازواج کو بھی شمار کیا ہی اور فرمایا ہی کہ "تیرے آقا کی جورُو نکو تیری گود مین دیا" پس جو شخص کہ فعلِ خداوندِ عالم کو بلکہ اُس کی نعمت کو معیوب جانے اہلِ عقل سمجھ سکتے ہین کہ وہ کیسا ایماندار ہوگا۔ اور نیز غور کرنا چاہیئے کہ داؤد

اپنی تعریف کس طرح کرتے ہین وہ خداوند نے میری راستی کے موافق مجھکو جزا دی اور میرے ہاتون کی پاکیزگی کا مجھے بدلا دیا کیونکہ مین نے خداوند کی راہون کی حفاظت کی اور مین نے اپنے خدا کی پیروی سے سرکشی نکی کہ اُسکی ساری عدالتین میرے زیر نظر رہین اور اُس کے احکام جو ہین سو مین نے اُنھین اپنے سے دور نہ کیا مین اُس کے حضور مین راست تھا اور مین نے اپنے تئین اپنی بدکاری سے باز رکھا" دیکھو ۲ سموایل باب ۲۲ آیت ۲۱ تا ۲۴ اور زبور ۱۸ آیت ۲۰ تا ۲۴ -

نہایت تعجب ہر کہ خود داؤد پیغمبر تو اپنے تئین خدا کا مطیع اور برے کامون سے بچنے والا اور پاک فرماتے ہین اور مخاطب اُنھین جھٹلاتا ہو اور اُن کے فعل کو معیوب جانتا ہو اور اُن کی حمایت کرتے شرماتا ہو یہی دینداری کے معنی ہین - ہزار حیف ہو ایسے دین و مذہب پر - اور حضرت سلیمان بھی خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے جن پر خدا کا کلام اترتا تھا دیکھو پہلی کتاب سلاطین باب ۱۱ آیت ۱۱ - اور خدا نے اُنھین برگزیدہ کیا اور اپنا بیٹا بنایا تھا دیکھو ۱ تواریخ باب ۲۸ آیت ۶ -

قولہ ص ۱۱۹ آگے جو آپ نے یہہ کفر کا ہر کہ آنحضرت نے عالم شباب سے لیکر پچاس سال تک صرف حضرت خدیجہ پر قناعت اختیار کی اور حضرت مسیح سے فی الجملہ مشابہت ثابت کی اور اُن کی وفات کے بعد مردانہ قوت کیطرف توجہ فرمائی اور حضرت داؤد سے مشابہت ظاہر کی" اس کا جواب یہہ ہر کہ آنحضرت ابتداے عمر سے عشق بازی کرنے لگے تھے - اُمّ ہانی کا قصہ ہم سنا چکے ہین اور اُس کے بعد آپ خدیجہ کی چاکری کرنے لگے اور بچے

جنانا شروع کر دئے اِس ایام مین آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کاہن ہو گئے اُسی
ایام مین آپ خودکشی کے درپے ہوئے اور پھر آپ حضرتِ مسیح کی مشابہت
کا دعوی کرتے ہین (الی ان قال)

محمد اور مشابہتِ مسیح ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

اقول نہایت حیرت کی جاے ہے کہ خود مخاطب جابجا کفر بکتا ہو اور اُس کا
الزام دوسرون پر لگاتا ہو ہیچ ہو المرء یقیس علی نفسہ۔ جاننا چاہئے کہ بعض
علمانے جو کہا ہو کہ "آنحضرت نے مسیح سے فی الجملہ مشابہت ثابت کی"
اِس سے یہہ منشا نہین ہے کہ آنحضرت مسیح سے کم رتبہ تھے۔ بیان فقط بعض
خصائل کی مشابہت بیان کرنا منظور ہو۔ ورنہ آنحضرت کہ جامع کمالات
اوّلین و آخرین و خاتم المرسلین ہین سب انبیا سے افضل ہین چنانچہ مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی سرّ الشہادتین کی ابتدا مین فرماتے ہین جس کا ترجمہ
یہہ ہو "جو کمالات اور خوبیان جدا جدا اور پیغمبرون علیہم السّلام مین تھین
سو ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام مین بالکل ایک جا جمع ہو گئین چنانچہ
حضرت کو خلافت ملی جیسے آدم و داؤد علیہما السلام کو اور حضرت کو سلطنت
ملی جیسے سلیمان کو اور حضرت مین حسن تھا جیسا یوسف علیہ السلام مین اور
حضرت سے خدا ہم کلام ہوا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے اور حضرت عابد
تھے جیسے یونس علیہ السلام اور حضرت بڑے شکر گزار تھے جیسے نوح علیہ السلام
بلکہ اِن سے زیادہ حضرت مین اور کمالات تھے چنانچہ ولایت اور تصرّفات
ہر قسم کی اور سب طرح کی محبوبی اور سب کا ہونا مین مقبولی اور دیدار الٰہی

الٰہی اور نہایت خدا کی نزدیکی اور شفاعتِ کبرا اور کافرون سے جہاد سوائے
اِس کے اور کمالات جیسے علمِ بیشمار اور کمالِ عرفان اور قصّے فصیل کرنا وغیرہ
وغیرہ" اور آنحضرت پر ابتدائے عمر سے معاذ اللہ عشق بازی کی نسبت پس
محض اتہام اور عین بہتان ہے۔ امّ ہانی کا یہی قصہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے
نکاح سے پیشتر آنحضرت نے اُمّ ہانی بنت ابی طالب کے نکاح کی درخواست
کی تھی ابو طالب نے یہہ عذر پیش کیا کہ بہیرہ بن وہب نے اُمّ ہانی کی درخواست
کی ہے اور چونکہ مصاہرت کے بارے مین ایک احسان اُس کا مجھپر ہے لہذا مین
اُس کی مکافات چاہتا ہون۔ اور حضرت نے بعد ہجرت کے جب اُمّ ہانی
بہیرہ سے علیحدہ ہوگئی تھین پھر خواستگاری کی اُمّ ہانی نے پہلے حضرت
سے اپنی محبّت جتائی جو بربنائے قرابتِ قریبہ تھی اور بعد اس کے اپنے بچون
کی پرورش کا عذر پیش کیا جسے حضرت نے قبول فرمایا۔ دیکھو مدارج النبوہ
ص ۶۲ اِس کے سوائے کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے معاذ اللہ حضرت
کا عشق ثابت ہو۔ اور مخاطب کی افترا پردازی کا کیا ٹھکانا ہے وہ تو جو جیمین
آتا ہے بلا فکر و تامل لکھدیتا ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبرا کے بطن سے آنحضرت کی اولاد ہونیکو جو مخاطب نے
اہانت آمیز الفاظ مین بیان کیا ہے وہ عین وقاحت ہے منصفین غور
کرسکتے ہین کہ یہہ کونسا مقام مضحکے اور توہین کا تھا۔ ہان اگر مخاطب اپنے
خدا پر ایسا مضحکہ کرتا تو ہم درگزر بھی کرتے کیونکہ باوجود دعوی الوہیت
خدا نے بھی موافقِ مذہب مخاطب کے ایک بیٹا جنایا ہے۔ معاذ اللہ

من سوء الفہم والاعتقاد۔

اور آنحضرت کو یہہ شبہہ ہوا کہ آپ کاہن ہو گئے جو مخاطب نے بیان کیا ہے بالکل جھوٹ اور محض مخاطب کی مفتریات سے ہے۔ اور آپ کا خودکشی کا قصد کرنا چونکہ خبرِ احاد ہونیکے علاوہ ستند کسی حدیثِ صحیح سے نہین لہذا قابلِ اعتبار نہین۔ اور وہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ "محمد اور مشابہت مسیح ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک" پس قضیہ برعکس ہے۔ دلیل اسپر یہہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت عیسی سے کہا کہ "اے نیک اُستاد" حضرتِ عیسی نے یہہ سنکر فرمایا "تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنے خدا" دیکھو لوقا کی انجیل باب ۱۸ آیت ۱۹ اس کلام سے ظاہر ہے حضرت عیسی نیک نہ تھے اور خود آپ نے اپنے نیک ہونیکا انکار کیا۔ اور ہمارے حضرت کی شانِ اقدس مین خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ انک لعلی خلق عظیم سورۂ نون ع یعنے تو اعلی درجہ کے اخلاق سے متصف اور عمدہ صفات سے موصوف ہے یہہ گواہی خداوندِ عالم کی حضرت کے بارہ مین ابتدائے عمر سے آخرِ عمر تک کی ہے جس سے ثابت ہے کہ حضرت سے کسی زمانہ مین کوئی فعلِ قبیح ومعیوب واقع نہین ہوا اور یہہ بہت بڑی دلیل آپ کی عصمت کی اور طہارت کی ہے جو علاوہ دلائلِ مذکورہ سابقہ کے ہے۔ اور نیز خدا تعالی نے ارشاد فرمایا ہے "انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ سورۂ احزاب یعنے بیشک خدا نے ارادہ کیا ہے کہ دور کرے تم سے کل برائیون کو اے اہلِ بیت اور تمکو

بالکل

بالکل پاک کردے۔ یہہ آیہ شریفہ اہل بیت نبوت کی شان مین نازل ہوا ہی اور اس سے
ثابت ہی کہ آنحضرت کے اہل بیت تمام گناہون سے معصوم اور مطہر ہین پس وہ
نیک ہوئے اور جب نیک ہوئے تو آنحضرت بدرجہ اولی معصوم اور نیک
ہونے ورنہ ترجیح مرجوح لازم آئیگی۔ سوائے اسکے اکثر احادیث مین مروی ہے
کہ آنحضرت بھی اس آیت کی مصداق مین شریک ہین۔ اور وجہ استدلال
اس آیت سے اہل بیت کی عصمت پر یہہ ہی کہ ارادہ چند معنی پر اطلاق کیا جاتا ہی
اوّل وہ ارادہ کہ بعد اس کے بلا فاصلہ مراد حاصل ہو جیسا کہ خدائے تعالی
نے فرمایا ہی انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ یعنے نہین ہی امر
خدا مگر یہہ کہ جسوقت ارادہ کرتا ہی کسی چیز کا کہتا ہی اسکو ہو جا پس وہ ہو جاتی
ہی۔ دوسرے وہ ارادہ جو بمعنی عزم ہی یعنے ارادہ کے بعد مراد واقع نہو یہہ ذات
خدا مین محال ہی۔ تیسرے ارادہ بمعنی تکلیف کے اور اس معنی کا احتمال آیہ موصوفہ
مین ہرگز نہین ہو سکتا کئی وجہ سے اوّل یہہ کہ ذہاب رجس کی تکلیف محض اہل
بیت سے بے معنی بلکہ تمام بنی آدم اس امر کے مکلف ہین دوسرے یہہ کہ اخبار
متواترہ کے سوق سے معلوم ہی کہ نزول اس آیت کا مدح اہل بیت مین ہوا ہی اور
کسی امر کی تکلیف دینا مدح نہین ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین
کہتے ہین کہ لیذہب عنکم الرجس۔ یعنے تمام گناہ تم سے دور کرے ویطہرکم
تطہیرا۔ یعنے خلعت کرامت تمکو پہنائے۔ اگر مراد اس سے ترک گناہ کی تکلیف
ہو تو تمام کفار اور فساق اسمین شریک ہو سکتے ہین پھر اس مین کونسی مدح
اور کرامت ہوگی۔ تیسرے یہہ کہ اکثر روایات مین مذکور ہی کہ یہہ آیت حضرت کی

دعا کے بعد نازل ہوئی ہے۔ اور حضرت نے اذہاب رجس اور تطہیر کی دعا کی تھی نہ تکلیف کی۔ اِن وجوہ سے ثابت ہوا کہ یہ ارادہ سے مراد وہی ارادہ ہے جس کے بعد بلا فاصلہ مراد برآئے اور اُس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کے اہل بیت کو خدا نے پاک اور معصوم کر دیا ہے۔

پس ایسے شخص کا مقابلہ جو خود اپنے اعتراف سے نیک ہو ایسے شخص سے جسکو خدائے تعالیٰ نے اپنے لعل خلق عظیم فرما کر اُس کے تمام افعال کے عمدہ ہونے کی گواہی دی ہو اور اُسکو اور اُس کے اہل بیت کو پاک اور تمام برائیوں سے دور کر دیا ہو کیونکر ہو سکتا ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

علاوہ اسپر ذرا کوئی منصف مزاج ذی فہم آدمی انجیلی مسیح کی حالات پر غور کرے کہ اول تو کثرتِ اکل و شرب سے اُن کا نام ہی پیٹو رکھدیا گیا تھا متی ۱۱/۱۹ اور ثانیاً چھ مٹکوں کے پانی کو معجزہ سے شراب بنا کر شراب خواری کی ترویج کی یوحنا باب ۲ آیت ۳ تا ۹۔ اور ثالثاً شاید آپنے (معاذ اللہ) شراب خواری کی تھی کہ آپ کو لوگ شرابی کہتے تھے۔[۵۱] اس کے علاوہ عالمِ شباب و حالتِ تجرد میں جوان اور فاحشہ عورتوں سے صحبت[۵۲] رکھنا کہاں تک بدکاری سے بچا سکتا ہے اور پھر ہمارے حضرت کے احوال کو ملاحظہ کرے کہ اوّل تو آپ نے استعمالِ مسکرات کو جو اُمّ الخبائث ہیں مطلقاً حرام ٹھہرا دیا تھا اور ثانیاً کریمی اور سخاوت کے سبب کبھی جو کی روٹی بھی سیر ہو کے نہ کھائی اور اکثر بھوک کی حالت میں پتھر شکمِ مبارک پر باندھتے تھے اور پھر از راہِ انصاف فیصلہ کرے کہ کون پیغمبر افضل ہیں ع بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

[۵۱] ؎ ق ش

[۵۲] ؎ ق ش

طرہ اسپر حدیث صحیح مین آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی عزمہ والی ابراہیم فی حلمہ والی موسی فی ہیبتہ والی عیسی فی زہدہ فلینظر الی علی ابن ابی طالب اخرجہ احمد ابن حنبل فی مسندہ والبیہقی فی صحیحہ یعنے جو شخص چاہے کہ دیکھے آدم کو اُن کے علم مین اور نوح کو اُنکے عزم مین اور ابراہیم کو اُن کے حلم مین اور موسی کو اُن کی ہیبت مین اور عیسی کو اُن کے زہد مین تو چاہئے کہ وہ علی بن ابی طالب کو دیکھے۔ پس جب آنحضرت کے بعض اہل بیت انبیاے اولوالعزم سے مشابہت رکھتے ہین تو آنحضرت کا مرتبہ تو اُس سے بھی اعلی ہے۔

قولہ ص ۱۱۹ و ۱۲۰ رہی داؤد کی مشابہت۔ کیسی شرم کی بات ہے کہ کوئی خدا کی نافرمانی کرے اور آدم کا مثل بنے۔ قتل کرے اور موسی کی نظیر بنے جھوٹ بولے اور ابراہیم کا مقلد بنے۔ آپ بھولگئے کہ قرآن مین حضرت یحیی کے محامد بیان ہوے ہین کہ وہ حصور یعنے عورتون سے پرہیز کرنے والے ہون گے آل عمران ع۴ حضرت اِن کے اوصاف کے جامع کیون نہ بن سکے۔

اقول مخاطب نے اس مقام پر اپنی دانست مین انبیا کے عیوب بیان کیے ہین اور پھر اُن کی نبوت اور رسالت کا بھی قائل ہے نہایت تعجب ہے ایسے اعتقاد پر۔ اور انھین عیوب مین داؤد کی کثرتِ ازدواج کو بھی شمار کیا ہے جس کی مشابہت پر طعن کرتا ہے اور اُسے شرم کی بات جانتا ہے اور معلوم ہے کہ حضرت داؤد کی کثرت ازدواج کو خدا نے اپنی نعمتون مین شمار کیا ہے جس کا ثبوت گزر چکا پس معلوم ہوا کہ مخاطب کا اعتراض حقیقۃً خداوند عالم

پر ہے کہ ایک قبیح فعل کا اُنھین مرتکب کیا معاذ اللہ من ہذا الاعتقاد۔ کیسی شرم
کی بات ہو کہ خدائے متعال پر عیب کو منسوب کرے اور اسپر فعلِ قبیح کا الزام
لگائے اور پھر دینداری کا مدعی ہو اور کیسی شرم کی بات ہے کہ خود داؤد تو
اپنے کو مطیع خدا اور پاک کہین اور مخاطب اُنھین جھٹلائے اور برے
افعال کا اُنھین مرتکب سمجھے اور پھر اپنی حقیت کا دعوی دار ہو۔ بہرحال تعدد
ازدواج یا کثرتِ ازواج حضرتِ داؤد کو جب توریت خدا کی مرضی کے موافق
بتاتی ہے تو اُس کی مشابہت مین کوئی نقص نہین۔ اور مخاطب نے جو حضرت
ابراہیم اور حضرت موسی اور دوسرے انبیا کی طرف بعض عیوب
منسوب کئے ہین اُس کے جوابات کتبِ کلامیہ اہلِ اسلام مین علی الخصوص
تنزیہ الانبیا مین مشروحاً موجود ہین۔ اور یحیی علیہ السلام کے حصور یعنے
بے زوجہ ہونے کا ذکر جو قرآن مین وارد ہوا ہے وہ کیونکر ثابت ہوا کہ انکی
مدح مین وارد ہوا ہے بلکہ محتمل ہے کہ خداوندِ عالم نے بطورِ بیانِ واقع ذکر کیا ہو
بلکہ اگر حقیقتِ حال پر بنظرِ تامل دیکھا جاے تو معلوم ہوگا کہ یہی امر متعین ہو کیون کہ
حصور ہونا عقلاً و شرعاً کوئی امر ممدوح و مستحسن نہین اور علی التنزل اگر فرض
کیا جائے کہ حصور کی لفظ بطورِ مدح یحیی قرآن شریف مین وارد ہوئی ہے مگر
وہ قطعاً بلحاظِ وقت و مناسبتِ حالات حضرتِ یحیی علیہ السلام ہے اس سے
مطلقاً ازدواج کی مرجوحیت ہرگز ثابت نہین ہوتی کیونکہ عقل حاکم ہے کہ
شادی کرنا ایک نعمت ہے نعماے الٰہی سے اور باعثِ بقاے نسل و
تکثیرِ بندگانِ الٰہی ہے اسی لئے باوجود اس کے کہ خدا نے یحیی کو بصفتِ حصور
یاد

یاد کیا ہے ازدواج راجح اور اولی ہے اور ترکِ تزویج خلاف منشا خداوند
اگر ہر شخص تجرد اختیار کرے اور حصور پنجاے تو نسلِ آدم دنیا سے منقطع
ہوجاے اور کمین انسان کا پتا اور نشان نہ ملے پھر ایسی صفت مرجوحہ کیونکر ہمارے
حضرت اختیار فرماتے ہاں یہہ صفت بہ نسبت حضرت یحیٰی بالتخصیص بلحاظ
حالاتِ یحیٰی و مصلحتِ زمانہ مناسب ہوگی۔ چونکہ آپکا کام بیت المقدس مین بیٹھکر
عبادت کرنے کا تھا اور بالکل انقطاع امورِ دنیا سے بمصالح چند آپ کا فرضِ
منصبی تھا اس لئے خداوندِ عالم نے اسقدر خواہش تزویج کی نذی یا آپ کا قلب
ایسا تھا کہ اگر تزویج کرتے تو میلانِ قلب کسیقدر زیادہ زوجہ کی طرف ہوتا اور
وہ خلوص سے عبادت نکر سکتے یا فکرِ عیال مانع اداے اُمورِ مفوضہ ہوتی اسلئے
خود وہ حصور ہوئے۔ بخلاف ہمارے پیغمبر کے کہ مصلحتِ الٰہی اس کی مقتضی تھی کہ
شادی کرین اور آپکی نسل سے کارہاے عظیمہ خداوندِ عالم کو لینے منظور تھے اور
باوجود ازدواج آپ کے خلوصِ قلب اور توجہ باطن اور اداے فرایضِ منصبی مین
کسیطرح کی کوتاہی نہین ہوسکتی تھی۔

قولہ ص ۱۲۰ **فصل نہم** حضرت کی کثرتِ ازدواجی کی معذرت دفعہ اول
شاید بعض عقد آپ نے اولاد ذکور کی خواہش سے کیے ہون۔ ہمارا اعتراض یہہ
ہے کہ ان تمام حرص و ہوا کو پورا کرنے کے لئے حضرت نے موافق شرعِ اسلام
چار جورو ن پر اکتفا کیون نہین کیا کوئی نیک مرد اولادِ ذکور کی آرزو مین مرتکب
منہیات نہوگا الخ ملخصاً

اقول مخاطب سے قوتِ فہم سلب ہوگئی ہے جو کچھہ بھی سمجھتا نہین اور جو جی مین

آتا ہی کہدیتا ہی اہلِ فہم غور کرین کہ وجوہ کثرت ازدواجی کے جو بعض اہلِ اسلام نے بیان کئے ہین اس سے ہرگز یہہ مراد نہین کہ آنحضرت پر بھی چار سے زیادہ نکاح کرنا (معاذ اللہ) حرام تھا مگر حضرت نے ان وجوہ سے زیادہ نکاح کئے اگر ایسا کوئی کہے یا سمجھے تو وہ دیوانہ یا خارج از اسلام ہوگا حقیقت مین تمام وجوہ جو بیان کئے گئے ہین اُن مین سے بعض تو ایسے ہین کہ وہ کثرت ازواج کی اولویت پر دلالت کرتے ہین یعنے آنحضرت کو چار سے زیادہ نکاح کرنا جائز تو تھا مگر آپ بعض وجوہ سے اولویت کے عمل ہوئے اور چند وجوہ ایسے ہین کہ ان وجوہ اور مصالح سے خداوند عالم نے کل اہلِ اسلام سے ایک حکم علیحدہ اٹھا دیا یعنے چار عورتون سے زیادہ آپ پر حلال کیا۔ اور اگر حضرت پر بھی موافقِ اُمت چار ازواج سے زیادہ جمع کرنا ناجائز ہوتا تو ہرگز آپ چار سے زیادہ شادیان نکرتے ہم نے سابق مین تفصیل کے ساتھہ ثابت کر دیا ہی کہ حصرِ تعددِ ازواج چار مین خاص آپ کی اُمت کے لئے ہی خداوند عالم نے حضرت کو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت دی ہی اور اُس کے وجوہ اور مصلحتین وہ ہین جو مولوی امیر علی صاحب وغیرہ نے لکھی ہین ہم انکو مع تردیدِ شبہاتِ مخاطب عنقریب بیان کرتے ہین۔ اور بعض امور کا پیغمبر کے لئے خاص ہو جانا صرف ہمارے حضرت کے زمانہ مین نہین ہوا ہی بلکہ سابق مین بھی ایسے خصائص واقع ہوئے ہین چنانچہ حضرت عیسٰی کے شاگردونکو سبت کے دن بالیں توڑ کر کھانا باوجود مالِ غیر ہونے کے جائز ہو گیا تھا جو کسی کے لئے جائز نہ تھا۔ حضرت داؤد اور اُن کے ساتھیون کو خدا کے گھر مین نذر کی روٹیان کھانی جائز ہو گئی تھین جو بغیر کاہنون کے کسیکو جائز نہ تھین۔ اور کاہنون کو بھی یہہ روٹیان کھانے کی اباحت بطورِ خصائص کے تھی۔ کاہنونکو سبت کے دن ہیکل مین سبت کی حرمت نکرنا روا تھا جو کسی اور کو روا نہ تھا۔ دیکھو متی کی انجیل باب ۱۲ آیت ۱ تا ۵ ہارون اور اُنکے بیٹون کو مقدس کرنے کے مینڈھے کا گوشت اور روٹیان کھانا بطورِ خصائص کے

کے جایز تھا اور دوسرون کو منا ہی کی گئی تھی دیکھو کتاب خروج باب ۲۹ آیت ۳۱ تا ۳۴ اسی طرح توریت سے ثابت ہو کہ بہت سے لوگون کو کئی چیزین مخصوص تھین جن سے اور لوگ محروم تھے اور اخیر مین حضرت پولوس نے تو خاتمہ ہی کر دیا چنانچہ وہ کہتے ہین کہ "پاکون کے لئے سب کچھ پاک ہی پر ناپاکون کے لئے کچھ بھی پاک نہین" پھر ایسا قول کوئی اپنی مسلمہ کتاب مین معائنہ کر کے کسی دوسرے شخص پر کسی امر مین اعتراض کر سکتا ہی۔ بہر حال کثرت ازدواج زاید علی الاربعہ بمصالح چند آنحضرت کے خصایص سے تھی مگر سمجھنے کے لئے عقل سلیم چاہیے اور اغراض فاسدہ مانع نہون ورنہ ؎ مصمحی سود نصیحت کا نہین ناصح کو + وہ نہ سمجھے تو بھلا کیا کوئی سمجھائے اُسے +

پہلی معذرت جو خواہش اولاد ذکور کی بیان کی ہی وہ بھی جزماً نہین بلکہ بلفظ شاید کے ساتھ بیان کی ہی یعنے احتمال ہی کہ ایسا ہو بھی ضرور نہین کہ حقیقت مین ایسا ہی ہو مگر جب یہہ احتمال ہی اور اُس مین کوئی تبعد نہین تو پھر کوئی تعریض نہین ہو سکتی۔

قولہ ص ۱۲۱ دفعہ دوم دوسرا عذر سید صاحب یون کرتے ہین "وہ واقعات کو بحیثیت کذائی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان نکاحون سے عمدہ نتایج پیدا ہوئے یعنے انہین کی بدولت قبائل عرب مین جنگ و جدال موقوف اور گونہ موافقت اور اتحاد پیدا ہوا" ص ۲۱۱ کہنا لغو سخن ہی۔ سراسر خلاف واقع۔ بتائیے کس قبیلہ سے اور کب اور کیونکر کسی ایک نکاح کی وجہ صلح و آشتی کی بنیاد پڑی الخ۔

اقول اس مین شک نہین کہ یہہ بہت قوی وجہ حضرت کی کثرتِ ازدواج کی تھی اور یقیناً آپ کو ان نکاحون سے قبائلِ عرب کی عداوت اور جنگ وجدال کا موقوف ہونا یا تخفیف اور تالیفِ قلوب منظور تھی اور صاحبانِ فہم پر ظاہر ہے کہ یہہ وجہ نہایت وجیہہ ہے اور آپ کا منشا نہایت مستحسن تھا جس سے کثرت ازدواج نہایت ممدوح بلکہ ضروری تھی۔ اور یہہ بھی ایک مصلحت تھی جس سے خدا نے کثرتِ ازدواج زائد علی الاربعہ کو آپ کے خصایص سے مقرر کیا تھا اور جس وجہ سے کہ حضرت نے زیادہ بی بیان کین اُس کا فائدہ مترتب ہونا امرِ ثانی ہے جس کے فقدان پر بھی کوئی الزام نہین ہوسکتا حالانکہ ظاہر ہے کہ اُس کے فوائد بھی مترتب ہوئے ہین چنانچہ حضرت کی بعض بی بیون کے وہ اقربا جو کافر تھے اور اکثر حضرت سے لڑنے کے لئے مدینہ پر حملہ کیا کرتے تھے ان بی بیون سے نکاح کرنے کے بعد اُنھون نے پھر کوئی چڑھائی نہین کی دیکھو ابوسفیان کئی مرتبہ قبائل عرب کو جمع کرکے احد و بدر و احزاب مین حضرت سے مقابلہ کے لئے آیا اور بعد نکاح اُمِ حبیبہ بنت ابی سفیان پھر اُس نے یہہ قصد نہین کیا اسی طرح میمونہ کے نکاح کے بعد اُن کے قبیلہ کو حضرت سے لڑائی کی ہمت نہوئی اسیطرح جویریہ کے باپ حارث بن ابی ضرار کو جویریہ کے نکاح کے بعد جنگ کا حوصلہ نہوا۔

قولہ ص ۱۲۱/۱۲۲ آپ کس خوابِ خرگوش مین ہین خانہ جنگیان پیدا ہوئین حضرت کا ناکون دم آگیا سوتیا ڈاہ لے تمام امور تہ و بالا کر دئے خاندان کو مٹا دیا حفصہ و عائشہ نے اولاد حضرت کو تمام حقوق سے محروم کرا دیا جنگِ جمل

جمل کے حالات تو خود آپ نے انگریزی کتاب مین تسطیر فرمائے ہین حضرت کی جورؤن کے باپون نے خلافت کو دبا کر اور آل محمد کو محروم کر کے معرکۂ کربلا کی بنیاد ڈالی تھی اور وہ جنگ و جدل اور شور و شغب برپا کرایا جسکی نظیر نہین ملسکتی طلحہ و زبیر کے ہاتھہ مین عنانِ حکومت دیدی علی کو خراب کیا فاطمہ کو غمزدہ گورمین اُتارا حسن و حسین اور اُسکی اولاد کا خون بہایا ملخصاً الخ۔

اقول حضرت کے زمانہ مین تو کوئی خانہ جنگی نہین ہوئی۔ اور بالفرض کچھہ باتین طعن آمیز اگر بعض بی بیون نے آپس مین کی ہون یا کچھہ حضرت کو آزار دیا ہو تو اُسکی پاداش بھی ملگئی۔ اگر حضرتِ عائشہ اور حفصہ کا آنحضرت کی اولاد کو تمام حقوق سے محروم کرانا مخاطب پہلے ثابت کرتا تو پھر بھی ایک بات تھی ورنہ بی دلیل دعوی پر کیونکر کوئی عاقل اعتنا کرسکتا ہے۔

حضرتِ ابوبکر و عمر کو اُنکی بیٹیون کی سعی سے خلافت نہین ملی کیونکہ حضرت عمر کو حضرتِ ابوبکر نے خلیفہ مقرر کیا اب رہے حضرتِ ابوبکر تو اُن کی خلافت کے حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین حضرتِ عائشہ کی کوششین نہین تھین اب رہی جنگ جمل وہ ہرگز کثرتِ ازدواج کا نتیجہ نہین ہے کیونکہ فرض کیجئے کہ آنحضرت اگر کثرتِ ازدواج پر عمل نفرماتے اور چونکہ حضرتِ عائشہ کا نکاح حضرتِ خدیجہ کے انتقال کے بعد اور سب نکاحون سے پہلے ہوا تھا آنحضرت فقط عائشہ ہی پر اکتفا کرتے تب بھی یہہ لڑائی ہونے والی تھی پھر اس مین کثرتِ ازدواج کی کیا برائی نکلی بلکہ علی التنزل مخاطب کے دعوی کو مان بھی لیا جائے تب بھی کثرتِ ازواج کی کوئی برائی انمین نہین ہے کیونکہ بادعاے مخاطب

حضرتِ عائشہ معاذ اللہ ان تمام امور کے باعث ہین اور حضرتِ عائشہ وہ ہین جنکا نکاح حضرتِ خدیجہ کے انتقال کے بعد اور سب عورتون کے نکاح سے پہلے ہوا تھا پس اگر موافقِ منشاءِ مخاطب آنحضرت فقط عائشہ ہی پر قانع رہتے تو بھی یہہ سب امور علی التنزل والتسلیم ہونے والے تھے۔

قولہ ص ۱۲۲ مگر حضرت اپنی زندگی مین اپنے کئے کی پاداش پا چکے چنانچہ مدارج النبوہ والا لکھتا ہے حضرت نے ازواج سے بہت آزار کھینچے پھر سوگند کی کہ ایک مہینے تک اِن کے پاس نجاوین اور سزا دیوین تاکہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہون آخر حضرت خود اپنے کئے سے پشیمان ہوئے ایک ماہ پورا بھی نہوا تھا کہ آپ خود حجروں سے ملنے کو آئے۔ نوجوان عائشہ نے طعن مارا کہ یا رسول اللہ آپنے قسم کی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہ آؤگے اور حال یہہ کہ مین نے شمار کئے ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا فرمایا ایسا بھی ہوتا ہے کہ مہینا ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا۔

اقول عورتون کا قاعدہ ہے کہ بعض امور مین ہٹ کیا کرتی ہین یہہ بھی کوئی کثرتِ ازواج کی برائی نہین اگر ایک عورت بھی ہو تو بعض امور مین ضد کرنا اور ایسی چیزون کی فرمایش جو مرد سے ممکن نہو ممکن ہے اور مشاہدہ اس کی دلیل۔ اور حضرت نے جو اپنی ازواج کو سزا دینے کے لئے ایک ماہ تک انسے ترکِ ملاقات کی قسم کھائی یہہ تو درست ہے مگر مخاطب کا یہہ دعوی کہ حضرت خود اپنے کئے سے پشیمان ہوئے محض افترا و دروغ بیانی ہے بلکہ ایک مہینا تمام ہونے کے بعد آنحضرت عائشہ کے پاس تشریف لے گئے چنانچہ

چنانچہ مدارج النبوہ کی جلد دوم صہ ۴۴۵ مین مرقوم ہے پس کیماہ از زنان ہجرت نمود و دران غزوہ بسر برد و آن ماہ بیست و نہ روز تمام شد اور اسی طرح تمام کتب احادیث و سیر مین مرقوم ہے ۔ حضرت عائشہ نے جو ۲۹ روز کا شبہ ظاہر کیا ہے وہ باعتبار عدد ایام کے تھا مگر حضرت کا قصد غزوہ سے رویت ہلال تک کا تھا اور ماہ سے مراد ایک شہر مشہور مروجہ سے ۔ اور جس روز مہینا تمام ہوا ہے اسی روز آیہ تخییر بھی نازل ہوا ہے ۔ دیکھو کتب سیر و تفاسیر ۔

قولہ صہ ۱۲۳ دفعہ سوم ہمارا مخاطب یہہ بھی کہتا ہے کہ حضرت نے غیر بیوہ و نادار بیوہ زنون کو جو کوئی ذریعہ معاش نرکھتی تھین اپنے حرم محترم مین داخل کرکے انکی پرورش کی اسکی تردید تو سابق مین ہوچکی مگر الخ

اقول بیشک یہہ بھی ممکن ہے کہ بعض نادار عورتونکو اُن کی پرورش کے لئے حضرت نے نکاح فرمایا ہو اور جو تردید سابق مین مخاطب نے کی ہے اُس کا جواب بھی دین ہوچکا ہے ۔ باقی اس دفعہ مین سوائے پوچگوئی اور مضحکہ کے اور کچھہ نہین الا ایک بات قابل جواب ہے وہ یہہ ہے جو مخاطب کہتا ہے کہ آنحضرت کو ان نکاحون سے صرف بیوہ پروری منظور تھی تو یہہ یون بھی ہوسکتی تھی کہ اُن لوگون کی تنخواہ مقرر کردیتے ۔ ملخصاً پس منقوض ہے دو وجہون سے اوّل یہہ کہ حضرت کے پاس کچھہ خزانہ بہرا ہوا نہ تھا جو تنخواہین مقرر کردیتے ہان نکاح کرنے مین یہ بات ہوئی کہ حضرت کے ساتھہ اُن کی بھی گزران ہوجاتی تھی اور چونکہ نفقہ عیال ضرور ہے اس لئے حضرت فکر و تردد فرماتے تھے اور جسقدر کہ عیال کی فکر ضرور ہے غیر کی ضرور نہین ۔

دوسرے یہہ کہ اگر حضرت کو صرف بیوہ پروری منظور ہوتی تو ایسا ہی کرتے کہ تنخواہ مقرر کر دیتے مگر چونکہ ان عورتون کے نکاح مین کئی اسباب جمع ہوئے ہین اور یہہ بیوہ پروری بھی منجملہ اُس کے ہے اسلئے حضرت نے نکاح کئے۔

قولہ ص ۱۲۵ وفعہ چہارم ۔ بعض مولویون نے حضرت کی کثرتِ ازواجی کی معذرت مین ایک یہہ امر بھی پیش کیا ہے کہ وجب اسلام خوب پھیلنے لگا اور بہت سے مرد و عورتین مسلمان ہوگئین تو ضرور رہا کہ اسلام کی باتین سکھلانے والے زائد ہون مردون کے لئے مرد اور عورتون کے لئے عورتین تاکہ تبلیغ احکامِ الٰہی اچھی طرح انجام پاوے ظاہر ہے کہ جس طرح عورت سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی ہے اور دریافت کر سکتی ہے مرد سے ہرگز نہین کر سکتی اس لئے ضرور تھا کہ آپکی ہم صحبت عورتین بھی ہو جائین تاکہ وہ عورتون کو احکام شرعی پہنچائین اور یہہ امر ممکن نہ تھا بغیر اسکے کہ آنحضرت متعدد نکاح کرین کیونکہ شریعت محمدیہ مین غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جائز نہین البتہ شریعت عیسوی مین غیر عورت سے خلا ملا درست ہے اور شاید اسوجہ سے عیسائیون کی عورتین بے تکلف اور بے روک ٹوک غیر مرد کے پاس خلوت و جلوت مین جاتی ہین مگر اسکی وجہ سے جو کچھ فتنہ متصور ہے وہ ظاہر ہے"

اے کاش کہ اِس معذرت کا کوئی ایک جملہ بھی توجیح ہوتا ہم کہتے ہین کیا کوئی استثنا مسلمان کے لئے اس حکم شریعت مین کہ چار عورات سے زیادہ کوئی شخص ایک وقت مین نکاح نکرے رکھی گئی ہے۔ چاہئے کیسی ہی ضرورت درپیش ہو کوئی مسلمان ۴ سے زیادہ نکاح نہین کر سکتا۔ پس کیا محمد صاحب تبلیغ اسلام کے لئے ۴ سے زیادہ جورو عنایت رکھنے کے حرام فعل کو جائز رکھین گے اور اگر جائز رکھین گے تو کیونکر

کیونکر ۔۔۔۔۔ نہ کہلائینگے ۔

۹۷ اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہون ۔

اقول اس مخاطب کو کسی شریف سے صحبت نہین رہی ہے جو ایسی ہرزہ سرائی کرتا ہے اور اُسے مقتضی الجواب جانتا ہو۔ اِس کی تحریر کے جواب مین ہمین مقاماتِ کثیرہ پر بسبب اشتعال طبع کے بہت سخت دقتین پیش آئین مگر ضرورۃً اپنے دلپر نہایت جبر و صبر کرکے اِس کے جواب کی طرف متوجہ ہوئے ہین ۔

خیر اب مین اس کی زبان درازیون اور ہرزہ سرائیون سے قطع نظر کرکے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتا ہون ۔

اے ناظرین یہہ وجہ بھی جو دفعہ چہارم مین مرقوم ہے منجملہ اُن اسباب کے ہے جس سے خداوند عالم نے حضرت کو چار سے زیادہ عورتون کی اجازت دی ہے اور اُسکو حضرت کے خصائص سے مقرر کیا ہے ۔ مگر یہہ بات ہرگز نہین ہے کہ حضرت کو چار سے زیادہ عورتین جمع کرنا حرام تھا اور آپنی عورتون کو تبلیغِ احکام کرنے کے لئے زیادہ عورتین کین ۔ ایسا خیال کرنے والا آدمی مسلمان اور صاحب عقل نہین ہے بلکہ احمق و گمراہ ہے جیسا کہ ہم نے سابق مین بھی لکھدیا ہے مگر اُلٹی سمجھہ کے آدمی کو کوئی کہانتک سمجھائے اور اُس انسان کو جس کا قلب بسبب محبت دنیا کے سیاہ ہوگیا ہو کوئی کہان تک ہدایت کرے ۔

قولہ ص ۱۲۶ ہم آپ کو بلکہ محمد صاحب کو ایک صلاح دین ۔ محمد صاحب مردون کو تبلیغِ اسلام کرین مرد اپنی جورؤن کو اپنی مادنکو اپنی بہنون کو

اپنی بھانجیون کو اپنی بھتیجیون کو تبلیغ اسلام کرین۔

اقول تم کس باغ کی مولی ہو جو کسیکو صلاح دو۔ تم کیا اور تمھاری صلاح کیا اگر تمھارا خدا (حضرت مسیح) بھی ہمارے حضرت کے زمانہ مین ہوتا تو حضرت سے صلاح لیا کرتا مرد تو اپنی جورؤن کو کل احکام پہنچا سکتے ہین مگر اکثر احکام ایسے ہین جنکی دریافت مین مائین بہنین بھانجیان بھتیجیان بھوین بیٹیان اپنے بیٹے بھائی ماموں چچا سسرے باپ سے نہین پوچھہ سکتین اور اگر بطور شاذ کسی نے پوچھا بھی تو اُس کا حکم عام عورتون پر نہین ہوسکتا۔

قولہ صـ ۱۲۶ پردے کی رسم عرب مین ویسی نہ تھی جیسے مسلمان اب ہند مین کرتے ہین۔ الخ۔

اقول پردہ کی رسم سے یہان کوئی بحث نہین ہے۔ مطلب تو یہہ ہے کہ جسطرح عورت سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی اور پوچھہ سکتی ہے مرد سے نہین کہہ سکتی اور نہین پوچھہ سکتی اور غیر مرد کے پاس کوئی عورت تنہائی مین آ نہین سکتی جیسے انگریزون کی عورتین غیر مرد کے ساتھہ خلوت کرسکتی ہین۔

قولہ صـ ۱۲۶ اور فیض الباری والا کہتا ہو کہ امت کی عورتون کے پردہ کا حکم حدیث صحیح صریح سے ثابت نہین ہے۔

اقول اگر صاحب فیض الباری کے نزدیک حدیث صحیح سے ثابت نہو تو نہو نص قرآن سے ثابت ہے خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ یا ایہا النبی قل

قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن سورہ احزاب ع۸ یعنے اے نبی تم کہدو اپنی ازواج سے اور بیٹیون سے اور مومنین کی عورتون سے کہ اپنے کو چادرون سے چھپائین اس آیت کی تفسیر معالم التنزیل ص۷۲۴ مین اس طرح مرقوم ہی قال ابن عباس وابو عبیدہ امر نساء المومنین ان تغطین رؤسھن ووجوھھن بالجلابیب یعنے ابن عباس اور ابو عبیدہ کہتے ہین کہ خدا نے نساء مومنین کو حکم کیا ہی کہ اپنے سر اور منھہ کو چادر وغیرہ سے چھپائین۔ اور تفسیر حسینی مین اس آیت کی تفسیر اس طرح لکھی ہی کہ نزدیک گردانند وفروگزارند بر روہا وبدنہاے خویش چادرہاے خود را یعنے وجوہ وابدان خود را بدان بپوشند۔ اور یہہ معنی متفق علیہ بین اہل الاسلام ہین۔

قولہ ص۱۳۷ حضرت عورتون سے ایسی شرم کی باتین بیان کرکے تبلیغ اسلام کرتے اور عورتین ایسی ایسی بیحیائی کی باتین اُن سے دریافت کرتی تھین کہ مجھکو حیرت ہی پارہ اول صحیح بخاری باب الحیاء فی العلم مین ہی کہ ام سلیم آئی رسول اللہ پاس سو اُس نے کہا یا رسول اللہ مقرر خدا حق بات سے شرماتا ہی کیا عورت پر غسل واجب ہی جو... ہو پس فرمایا حضرت نے اگر... دیکھے پس اُم سلیم نے اپنا منھہ ڈھانک لیا اور کہا یا رسول اللہ کیا عورت بھی... ہوتی ہی فرمایا ہان خاک آلودہ ہو تیرا دہنا ہاتھہ پس کس لئے ہمشکل ہوتا ہی بچہ اُس کا ذرا سمجھئے تو یہہ مسلمان عورت اور مسلمانون کے نبی کیسے بے تکلف و بے روک ٹوک خلوت وجلوت کر رہے ہین ملخصاً الخ

اقول روایت بخاری کے ترجمہ مین مخاطب نے تحریف کی ہی اور صریح

جھوٹ کا مرتکب ہوا ہی کیونکہ صحیح بخاری مین مذکور ہے کہ ام سلمہ ام المومنین
کے روبرو ایک عورت ام سلیم نے حضرت سے یہہ مسئلہ پوچھا جب حضرت
نے جواب دیا تو حضرت ام سلمہ نے جو راوی حدیث ہین شرم سے اپنا منھہ
ڈہانپ لیا اور تعجب سے پوچھا کیا عورتین بھی محتلم ہوتی ہین اُسپر حضرت نے انھین
سے کہا کہ ہان خاک آلودہ ہو تیرا دہنا ہاتھہ چنانچہ الفاظ روایت یہہ ہین —
فغطّت ام سلمہ یعنی وجہہا و قالت یا رسول اللہ او تحتلم المراۃ — فیخ اور
مخاطب کہتا ہی کہ وہی غیر عورت ام سلیم نے اپنا منھہ ڈہانک لیا اور اُس نے
آنحضرت کی نسبت کنایۃً مضحکہ کرتا ہی۔ فلعنت اللہ علی الکاذبین۔
بہرحال اگر ایک عورت نے ضرورۃً کوئی ایک اسطرح کا مسئلہ پوچھا ہو
جو علی العموم عورتین نہین پوچھہ سکتین تو اُس کا حکم تمام عورتون پر ہرگز نہین
ہوسکتا۔ اور مخاطب نے جو کہا ہی کہ "بے روک ٹوک خلوت کر رہے ہین"
پس محض افترا ہی کیونکہ حضرت ام سلمہ راوی حدیث تو ضرور وہان موجود
تھین اور نہین معلوم اور کتنی عورتین وہان حاضر ہون۔ پس تعریض مخاطب
مسلمانون پر بیجا اور تعریض مسلمانون کی مخاطب اور امثال مخاطب پر درست
ہی کیونکہ انکی عورتین غیر مردون کے ساتھہ بے روک ٹوک پوری خلوت کرتی
ہین علاوہ اسپر خود مخاطب کا خدا یعنے انجیلی مسیح ایک جوان اور فاحشہ
عورت سے جوانی اور تجرد کی حالت مین عطر ملواتے ہین اور وہ عورت بے
روک ٹوک حضرت مسیح کے کبھی پاؤن دہوتی ہی اور کبھی انھین عطر ملتی ہے
اور بالون سے اُن کے پاؤن پونچھتی ہی اور کبھی اُن کے بوسہ لیتی ہی اور مسیح
خوش

خوش ہین حالانکہ اور لوگ اُس فاحشہ سے ایسے افعال مسیح کی نسبت صادر ہونے کے سبب اِن کی نبوت مین شک کرتے ہین مگر مسیح کو کوئی پروا نہین دیکھو لوقا کی انجیل باب آیت ۳۷ تا ۵۰ اور ایضاً حضرت عیسیٰ مرتھا کو اور اُسکی بہن اور لعزر کو پیار کرتے ہین دیکھو یوحنا باب آیت ۵ اور باوجود اسکے لایق طعن نہین یا للعجب

اور سلیمان بن یسار کی روایت جس مین عایشہ کا ایک ایسا مسئلہ راوی سے بیان کرنا درج ہے جسمین فی الجملہ شرم کی بات ہے جو مخاطب نے نقل کی ہے آنحضرت کے بعد کا قصہ ہے اس کا اثر حضرت پر اور حضرت کے زمانہ پر نہین پڑسکتا اور نہ یہہ ثابت ہوسکتا ہے کہ حضرت کو ایسی باتین عورتون کی زبانی مردون کے روبرو بیان ہونا گوارا یا منظور تھین۔ اسی طرح دوسری روایت کا حال ہے۔

قولہ ص ۱۲۸ آپکو یہہ بھی معلوم ہو کہ مثل مردون کے حضرت عورتون کو بھی وعظ سنایا کرتے تھے چنانچہ پارہ اول صحیح بخاری مین ہے الخ

اقول بیشک صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت نے عورتونکو بھی وعظ سنایا تھا مگر یہہ کہان لکھا ہے کہ وعظ مین ایسے مسائل بھی جو رسماً و رواجاً بغیر عورتون کے عورتین نہین پوچھہ سکتین حضرت بیان کرتے تھے۔ وعظ سے مراد تخویف عذاب خدا سے اور امیدوار کرنا رحمت خدا سے ہے یا اور واجبات اور منہیات کا بیان کرنا مگر یہہ کیونکر کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ اُس وعظ مین ویسی باتین بھی تھین جنکو عورتین مرد سے نہین پوچھہ سکتین من ادعی فعلیہ

البیان اور بالفرض کچھ مجملاً ہوں بھی مگر پوری وہ باتین اور تفصیل سے ہرگز نہین ہوسکتین۔

قولہ ص ۱۲۹ دفعہ پنجم ایک اور معذرت ہمارے مخاطب نے حضرت کی کثرتِ ازواجی پر پیش کی ہے وہ کتابِ انگریزی مین اسطرح مرقوم ہے وہ کثرتِ ازواجی کی حد کی تلقین مدینہ مین چند سال بعد ہجرت کے ہوئی تمام نکاح حضرت کے قبل نزولِ آیتِ حدِ کثرتِ ازواجی عمل مین آچکے تھے اور اس کے ساتھ دوسری آیت نازل ہوئی جس سے تمام حقوق حضرت کے ساقط ہوگئے۔ اور گو کہ تابعین چار نکاح کرنے کے مجاز تھے اور اختیارِ طلاق کی وجہ سے نئے نکاح بھی کرسکتے تھے۔ حضرت نہ تو اپنی کسی زوجہ کو طلاق دیسکتے تھے اور نہ کسی نئی کو نکاح مین لاسکتے" ص ۳۴۳ جھوٹ ہو تو ایسا۔ آیتِ حدِ نکاح سورۂ نسا مین وارد ہوئی ہے اور سورۂ نسا کو مکی سورہ بھی کہا گیا ہے دیکھو اتقان۔ حضرت نے جو رؤن کی بھرمار مدینہ مین جاکر بعد ہجرت کی۔ الخ

اقول آیۂ حدِ تعددِ نکاح کا سورہ نسا مین ہونا تو درست ہے مگر سورۂ نسا کا مکی ہونا قولِ ضعیف بلکہ غلط ہے جمہورِ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہہ سورہ مدنی ہے دیکھو تمام تفسیرین۔ پس صاحبِ اتقان نے اگر اسے مکی کہا ہے تو انکا قول شاذ ہے اور قابلِ قبول نہین چونکہ مفسرین نے اس سورہ کے مدنی ہونے پر اتفاق کیا ہے لہذا ہمین صاحبِ اتقان کے قول کی تحقیق ضرور نہین۔ ہان اس مین شک نہین

کہ سورۂ نسا سورۂ احزاب سے پہلے نازل ہوا ہے۔

قولہ ص ۱۲۹ ہم آپ کو اس کی تائید مین اندرونی شہادت قرآن بھی سنا دین کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ کثرتِ ازواجی کی حد کی آیت بہت پہلے سے سنائی جا چکی تھی۔ سورۂ احزاب مین جس مین زینب کے ساتھ حضرت کے نکاح کی کیفیت مندرج ہے حضرت کو وہ عورتین گنائی گئی ہین جنکو وہ جورو بنا سکتے ہین۔ یعنے "وہ عورتین جنکو نکاح کے مہر دئے جائین یا لونڈیان یا چچا اور پھوپی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیان جنھون نے ہجرت کی یا کوئی عورت جو اپنی جان بخشدے نبی تجھی کو سوائے سب مسلمانون کے" اور اسی شریعت کے ساتھ ساتھ کہا جاتا ہے "ہمکو معلوم ہے جو ہم نے ٹھہرادیا مسلمانون پر ان کی عورتون مین اور ان کے ہاتھ کے مال مین تا نہ رہے تجھپر تنگی" پس جو مسلمانون پر ٹھہرایا کہ چار جورو ین اور لونڈیان حلال ہین وہ ان واقعات سے بہت قبل ہے اور فراخی صرف حضرت کو دیجاتی ہے سوائے سب مسلمانون کے۔ الخ

اقول قرآن شریف سے اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ آیتِ حدِ تعدد نکاح اُس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے جس مین ہبۂ نفس کا مسئلہ خاص حضرت کے لئے ہے اور اُس مین خدا نے فرمایا ہے کہ ہمکو معلوم ہے جو ہم نے ٹھہرادیا ہے مسلمانون پر اُن کی عورتون مین الآیہ۔ مگر اس سے یہہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضرت نے آیۂ حدِ تعدد نکاح کے نزول کے بعد بھی اور نکاح کئے ہین۔ اور یہہ بھی کہان سے معلوم ہوا کہ آیہ حدِ تعددِ نکاح

بہت پہلے یعنے کئی سال یا کئی مہینے نزولِ آیہ ہبۂ نفس سے پہلے نازل ہوا ہے حکم ازواجِ مسلمین بیان ہو چکنے کا ذکر جو خداوندِ عالم نے آیۂ ہبۂ نفس کے بعد کیا ہے اس سے اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ آیۂ حدِ تعددِ ازواج اس آیت کے پہلے نازل ہوا ہے ہر چند چند روز پہلے ہو۔

قولہ ص ۱۳۰ ۵ھ ہجری تک حضرت چار جوروین کر چکے تھے ۵ھ مین حضرت نے پانچوین بی بی کی زینب زوجۂ زید اس کا قصہ سورۂ احزاب مین وارد ہوا اس قصہ کے سلسلہ مین حضرت کو فراخی دیگئی اور بتلایا گیا کہ ہمکو معلوم ہے جو ٹھہرا دیا مسلمانون پر۔ جس سے ظاہر ہے کہ آیتِ حدِ کثرت ابتدا مین ہو چکی اور حضرت کی کثرتِ ازدواجی اس آیت کے بعد چنانچہ زینب کے نکاح کے بعد حضرت نے جویریہ امِ حبیبہ حفصہ میمونہ ماریہ وغیرہ وغیرہ کو جوروین بنایا پس حضرت کا جوروین کرنا قبل آیت حد کے بتانا جھوٹ بولنا ہے۔ الخ۔

اقول آیات کی شانِ نزول دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترتیب بعض آیات موافق تنزیل کے نہین ہوئی۔ نکاحِ زینب کے مضمون کی آیت جس سورہ مین ہے اُس سورہ مین اگر اور آیتین جو نکاحِ زینب سے متعلق نہین موجود ہون تو یہہ نہین کہہ سکتے کہ اس نکاح کے وقت یہہ آیتین نازل ہوئی ہین۔ اس کی دلیل اسی سورۂ احزاب مین دیکھہ لیجئے اس سورہ مین جنگِ احزاب کا ذکر ہے جو ۵ھ ہجری مین واقع ہوا ہے اور اسی سورہ مین آیۂ تخییر بھی موجود ہے جو ۹ھ ہجری مین نازل ہوا ہے دیکھو روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ وغیرہما وقایع سال نہم۔ اور

اور اُسوقت باتفاق مفسرین و مورخین حضرت کے پاس نو منکوحہ ازواج موجود تھین
چنانچہ معالم التنزیل تفسیر سورۂ احزاب مین آیہ یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن
الحیوٰۃ الدنیا کی تفسیر کے ذیل مین مذکور ہے انزل اللہ آیۃ التخییر وکانت تحت
رسول اللہ صلعم یومئذ تسع نسوۃ الخ یعنے آیہ تخییر اسوقت نازل ہوا ہے جبکہ آنحضرت
کے پاس نو بیبیان موجود تھین ۔ اور اُسی سورۂ احزاب مین لایحل لک النسا
من بعد موجود ہے کہ وہ بھی ۹ھ ہجری مین بعد نزول آیۂ تخییر جبکہ حضرت کی ازواج نے
آخرت کو اختیار کیا نازل ہوا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ سورۂ احزاب
مین وہ آیتین موجود ہین جو بعض ۵ھ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور بعض ۹ھ ہجری
مین ۔ پھر ایک آیت کی تاریخ نزول سے دوسری آیت پر قیاس کرنا باوجود اسکے
خلاف کی تصریح کے بیجا ہے ۔

قولہ اب وہ آیت جس پر آپ استدلال کرتے ہین یہہ ہے لا یحل لک النسا من بعد حلال نہین تجھکو
عورتین اس پیچھے اور نہ یہہ کہ اُن کے بدلے اور کرے عورتین اگرچہ خوش لگے
تجھکو اُن کی صورت مگر مال ہو تیرے ہاتھ کا احزاب ۶ ابی بن کعب وغیرہ
نے اسکے معنی یہہ بتائے ہین کہ اس کا اشارہ اُن چار قسم کی عورتون کی
طرف ہے جن کا ذکر اُوپر ہوا الخ

اقول اس آیت کی تفسیر مین اختلاف ہے ابن عباس اور قتادہ کا قول یہہ ہے
کہ خدائے تعالی نے اُن نو بیبیون کے سوا جنھون نے آخرت اختیار کی تھی دوسری
عورت کا نکاح آنحضرت پر ناجائز ٹھہرایا ہے ۔ اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے
جو اظہر ہے ۔ اور خلاف ظاہر وہ قول ہے جو بعض کہتے ہین کہ اُن اقسام کے سوائے

جن کا ذکر اوپر کی آیت مین ہوا ہے دوسری قسم کی عورتین حضرت پر ناجائز تھین۔ یہہ قول ابی بن کعب کا ہر جسے مخاطب نے بھی بیان کیا ہر مگر چونکہ اکثر اقوال قول اوّل پر دلالت کرتے ہین لہذا اسی بنا پر جناب سید امیر علیصاحب اور جناب مولوی محمد علیصاحب نے استدلال کیا ہے۔

قولہ ص ۱۳۱ حضرت عائشہ نے فرمایا یہہ منع آخر کو موقوف ہوا سب قومین حلال ہوگئین۔

اقول محض فہم کی غلطی ہر حضرت عائشہ کا قول اسی بنا پر ہر جس بنا پر حضرت کو موجودہ نو عورتون سے زیادہ نکاح کرنا ناجائز ہوا۔ یعنے عائشہ کا مطلب یہہ ہر کہ آخر مین حضرت کو نو سے زیادہ عورتین جائز ہوگئی تھین۔ دیکھو معالم التنزیل ذیل تفسیر آیہ مذکورہ ص ۴۲۱ اور یہہ قول عائشہ کا ضعیف ہر اس لئے کہ اکثر اقوال اُس کے خلاف پر دلالت کرتے ہین منجملہ اُن کے انس کا قول ہر چنانچہ تفسیر مذکور کے صفحہ مذکورہ مین مرقوم ہر وقال انس مات علی التحریم یعنے انس کہتے ہین کہ آن حضرت پر انتقال تک کوئی عورت سوائے اُن موجودہ نو عورتون کے حلال نہین ہوئی علاوہ اسپر۔ موجودہ نو عورتون کے سوائے اور عورتون کا ناجائز ہونا قرآن سے یعنے آیہ لایحل لک النساء من بعد سے ثابت ہر اور اُس کے بعد اخیر مین پھر حلال ہوجانا خبر احاد سے یعنے قول عائشہ سے جو وہ بھی مختلف فیہ ہر ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہے کہ قول حضرت عائشہ سے نسخ قرآن نہین ہوسکتا۔

قولہ ص ۱۳۱ پر اگر ہم آپ کے اس جھوٹے بہانے کو کچھہ دیر کے لئے تسلیم

تسلیم کرلین کہ دراصل حضرت اپنی ۹ یا ۱۰ جورون قبل آیت حد کرچکے تھے تو بھی حضرت کی صفائی نہین ہوسکتی - اگر اُس آیت کی پابندی کسیطرح فرض تھی تو زائد نکاحون کا مابعد فسخ کرنا لازم تھا جس طرح یہہ حدیث کہ "اگر کوئی دس جورون کا شوہر مسلمان ہوجاے تو اُسکو چھہ جورونکو طلاق دینا چاہیئے" جامع ترمذی ترجم کتاب النکاح ملخصاً - الخ

اقول اس کا جواب نہایت روشن ہی یعنے ہرچند عام لوگون کا حکم تو یہہ ہے کہ اگر کسی کے پاس چار جورون سے زیادہ عورتین ہون اور وہ مسلمان ہوجائے تو لازم ہی کہ زیادہ عورتون کو طلاق دے - مگر اس حکم مین آنحضرت شریک نہین ہوسکتے اس لئے کہ آپ کی ازواج خداوند عالم کے حکم سے کل آدمیون پر حرام ٹھہرائی گئی ہین پس اگر آنحضرت بھی اس عام حکم مین شریک کئے جاتے یعنے چار ازواج کو باقی رکھکر زائد عورتون کو طلاق دینا آپکو بھی ضرور ہوتا تو بڑا ظلم اُن مطلقہ عورتون کی نسبت واقع ہوتا کیونکہ اوہر تو وہ دوسرے مردون پر حرام ٹھیرائی گئین اور اُدہر حضرت بھی انھین طلاق دیدین تو پھر وہ کسی طرف کی نہین اور یہہ عین ظلم ہے اس لحاظ سے حضرت اس عام حکم سے مستثنیٰ ہوے - اور فی الحقیقت اِن تمام توجیہون اور تقریرون کی کوئی ضرورت نہین ہے اور اسقدر طوالت دینا محض بیجا ہے امر حق یہہ ہی کہ چار سے زیادہ نکاح کرنا خداوند عالم نے آپ کے لئے جائز رکھا ہی - اور یہہ خصایص سے آنحضرت کے ہی اگر کسیکو ناگوار ہو تو بجہنم - یہہ امر کوئی دلائل نبوت یا وجوہ بطلان رسالت سے ہرگز نہین ہوسکتا گفتگو حقیقت نبوت مین دلیل عقلی اور معجزات اور شہادات سے اور بطلان

نبوت مین دقیق قبایح عقلیہ سے کرنا چاہئے ۔

قولہ صـ ۱۳۲ اب رہی اپنے اوپر طلاق کو ناجائز کرنیکی صورت ۔ تو پہلے آپ اپنی جورؤن کو مسلمانون پر حرام کر چکے تھے ۔ اور اُن کو ڈرا چکے تھے کہ کوئی تم سے شادی نکرے گا جو مجھکو چھوڑوگی آخر ایک جورو نکل گئی پس آپ نے اپنے اوپر طلاق ہی ناجائز کر لیا تاکہ کوئی جورو نکل نجاوے کیون کہ انکی جورؤن ڈرایا کرتی تھین کہ ہم چاہین تو نکل جائین ۔ کلینی بسندہاے معتبر بسیار روایت کردہ است از امام محمد باقر و امام جعفر صادق کہ گفت بعضی از زنان کہ محمد کمان میکند اگر مارا طلاق بگوید ما کہ خواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تزویج نماید و بروایت دیگر زینب گفت کہ تو عدالت بینکنی میان ما با آنکہ پیغمبر خدائی و حفصہ گفت کہ اگر مارا طلاق بگوید ہمتاے خود را خواہیم یافت از قوم خود کہ مارا تزویج نماید حیات القلوب الخ

اقول محض سوءفہمی یا فریب دہی عوام ہی دقیق ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ خود حیات القلوب کی روایتین جنھین مخاطب نے نقل کیا ہی صاف دلالت کرتی ہین اس امر پر کہ آنحضرت کی ازواج کا اُمت پر حرام ہونا ان اقوال اور واقعات کے بعد ہوا ہے آیۂ حرمت کے نازل ہونے کے پہلے حضرت کی بعض ازواج نے کہا تھا کہ اگر حضرت ہمین طلاق دین تو دوسرے لوگ ہمین نکاح کرلینگے وغیرہ وغیرہ ۔ اگر ان اقوال کے پہلے آیۂ حرمت نازل ہوا ہوتا تو پھر کس طرح وہ عورتین کہہ سکتین کہ دوسرے لوگ ہمین نکاح کرلینگے ۔ جب معلوم تھا کہ امت پر حضرت کی عورتین حرام ہوگئی ہین تو پھر کیسے نکاح کرنے کا ادعا کیا

کیا۔ علاوہ اس پر حیات القلوب مین لکھا ہی کہ یہی بے ادبانہ اقوال اور نیز دوسرے امور باعث اسکے ہوئے کہ آنحضرت ایک مہینے تک انسے ترک ملاقات فرمائین اور پھر ایک مہینے کے بعد آیۂ تخییر نازل ہوا جسمین اُن عورتون کو اختیار دیا گیا کہ چاہین دنیا کو اختیار کرین اور چلے جائین اور چاہین خدا و رسول کو اختیار کرین اور رہین دیکھو حیات القلوب جلد دوم باب ۵۲ صفحہ ۵۷۲ طبع ثانی پس جب اُنھون نے خدا و رسول کو اختیار کیا تو آیۂ لایحل لک النساء من بعد نازل ہوا دیکھو معالم التنزیل صفحہ ۷۲۱ جس سے مولوی سید امیر علیصاحب اور مولوی محمد علیصاحب وغیرہما نے عدم جواز طلاق پر بہ نسبت آنحضرت کے استدلال کیا ہی گویا یہہ صلہ تھا۔ حضرت کے ازواج کے خدا و رسول کو اختیار کرنے کا اور جس طرح کہ سید صاحب اور مولوی صاحب نے بیان کیا ہے اس سے ایک طرح کا آنحضرت کا نقصان تھا کیونکہ ہر مسلمان کو اختیار رہی کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیکر دوسرے سے نکاح کرے مگر آنحضرت سے یہہ اختیار لے لیا گیا۔ پس یہہ کلام مخاطب کا کہ "پہلے آپ اپنی جورُون کو مسلمانون پر حرام کر چکے تھے" کتنا لغو اور بے اصل ہے اور وہ جو مخاطب نے کہا ہے کہ "وہ آپ نے اپنے اُوپر طلاق ہی نا جائز کر لیا تاکہ کوئی جورو نکل نجائے" پس عجب مہمل اور واہی کلام ہے جس سے زیادہ کوئی واہی کلام نہین ہو سکتا۔

کسی جورو کے نکل نجانے کے واسطے طلاق کو اپنے اوپر نا جائز کرنے کی کیا ضرورت تھی اگر طلاق جائز بھی ہوتی تب بھی کوئی جورو نکل نہ سکتی ہر عقلمند آدمی طلاق تو مرد کے اختیار مین ہوتی ہی نہ عورت کے عورت ہزار چاہے

مگر بغیر طلاق شوہر کے وہ نکل نہیں سکتی۔ اگر آنحضرت کو محض کسی جورو کے نہیں نکلنے کا خیال ہوتا تو بغیر طلاق ناجائز ٹھہرانے کے بھی وہ نکل نہ سکتی علاوہ اسپر حضرت کو یہہ خیال بھی نہ تھا بلکہ حضرت نے موافق حکم خدا اپنی عورتون کو اختیار دیا تھا کہ جو چاہے رہجاے اور جو چاہے نکلجاے۔ اگر حضرت کو کسی کا نکلنا ناگوار ہوتا تو آیۂ تخییر ہی کیون سناتے۔ مگر تمھاری سوء فہمی اور باطل کوشی کا کہان ٹھکانا ہے۔

قولہ ص ۱۳۲ بلکہ حضرت کو نکل جانے کا بڑا اندیشہ خود اپنی پیاری بی بی عایشہ کی نسبت بھی رہا کرتا تھا چنانچہ جب آیۂ تخییر سنائی الخ منہاج جلد ۲

اقول بالکل مصنوعی بات ہے اگر کسیکے نکل جانے کا اندیشہ ہوتا تو آیۂ تخییر نسناتے آیۂ تخییر خود کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے نکل جاے جسکا جی چاہے رہے

قولہ ص ۱۳۲ دوسری بات یہہ ہے کہ اگر حضرت کو کوئی ضرورت درپیش آتی تو وہ اس آیت کی اصلا پروا نکرتے بلکہ حرف غلط کی طرح مٹا دیتے کیونکہ اگر اس آیت سے مطلق منع طلاق وغیرہ نکلتا ہے تو اس واقعہ کے بعد ماریہ کے ساتھ پکڑے جانے پر آپنے اپنی ازواج کو دھمکایا کیے تھا وہ ابھی اگر نبی طلاق دے تم سبکو۔ اس کا رب بدلے مین دے عورتین تم سے بہتر،، سورۂ تحریم۔

اقول قصہ ماریہ یا واقعہ شہد جو باختلاف روایات باعث نزول سورۂ تحریم ہے وہ آیت مذکورۃ الصدر یعنے لایحل لک النساء من بعد الی آخر آیہ کے نزول سے پہلے کا ہے چنانچہ مدارج النبوہ اور روضۃ الاحباب اور

دوسرے

دوسرے کتب مین لکھا ہی کہ آنحضرت نے اپنی ازواج پر خفا ہوکر جو ایک ماہ تک ترکِ ملاقات کی قسم کھائی تھی اسکے کئی وجوہ اور اسباب ہوئے ہین جس کے منجملہ قصہ ماریہ بھی ہی دیکھو مدارج النبوہ ص۴۴۳ اور روضتہ الاحباب پس قصہ ماریہ یا واقعہ شہد کے بعد سورۂ تحریم نازل ہوا۔ اور سورۂ تحریم کے بعد آیہ تخییر نازل ہوا اور آیہ تخییر کے بعد آیہ لایحل لک النسآء من بعد الآیہ۔ اس سے ظاہر ہی کہ دعوی مخاطب کسقدر باطل اور تعریض اس کی کتنی لغو اور واہی ہے۔ بندہ کہانتک مخاطب کی افترا پردازی کو ظاہر کرتا جائے۔ اس نے کتاب کیا لکھی ہی محض بہتانون اور دروغ بیانیون کو جمع کر دیا ہی۔

قولہ ص۱۳۳ اس آیت مین ممانعت ہی تو جورُو نکی نہ مطلق عورتون کی کیونکہ آخر فقرہ مین "وہ جو مال ہی تیرے ہاتھ کا" اس قید سے مستثنیٰ ہی الخ۔

اقول جب خدا نے اجازت دی جس طرح سے کہ ابراہیم اور یعقوب اور داؤد و سلیمان وغیرہم کو اجازت دی تھی تو پھر تم کس باغ کی مولی ہو جو اعتراض کرتے ہو۔

قولہ ص۱۳۴ دفعہ ششم ایک معذرت اور باقی رہی جاتی ہے۔ محمد علی صاحب فرماتے ہین جب انبیاے سابقین نے موافق رضاے خداے تعالی کے یہہ فعل کیا تو حضرت سرورِ انبیا محمد مصطفیٰ بھی اس زمرہ مین ہین ہمکو لئے کوئی نئی اجازت کی ضرورت نہین وہی انبیاے سابق کی اجازت کافی ہی۔ جب سو بیبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف نہین ہوسکتا تو ۹ بیبیون کا کرنا کس طرح منصب نبوت کے خلاف اور قابل طعن ہو جائیگا ص۱۳۵

پیغام محمدی محمد صاحب کو انبیاے سابقین کے زمرہ مین تسلیم کون کرتا ہے
کہ آپ اِس تسلیم کی بنا پر استدلال کرتے ہین ۔ انبیاے سابقین کے زمرہ مین
حضرت کو بٹھانا یہہ آپ کی زبردستی ہے ۔ مگر جواب سنئے ۔

اقول آپ کیا خاک جواب دین گے ۔ آپ کے کل جواب اور اعتراض ہم
دیکھہ چکے پوچ گوئیون اور افترا پردازیون کے سوا ے آپ کو کچھہ بھی نہین آتا ۔
آپ تو کہتے ہین کہ "ہے محمد صاحب کو انبیا مین کون تسلیم کرتا ہے" پھر اسقدر
دماغ خراشی اور طولِ فضول کی کیا ضرورت تھی اور اتنا طولِ فضول بک کر اپنی
اور دوسرون کی اوقات خراب کرنا کیا مناسب تھا ۔ پہلے اسی مین بحث کرتے
کہ آن حضرت کی نبوت کی حقیت پر کیا دلیل ہے ۔ اے مخاطب بت پرست
اور آتش پرست تو تمھارے کسی نبی کی نبوت کے قائل نہین اور یہود حضرت
عیسی کو انبیا کے زمرہ مین تسلیم نہین کرتے اور یہہ لوگ اِن تمام پیغمبرون پر
تورات و انجیل سے بہت سے الزام لگاتے اور تعریضین کرتے ہین اور
فی الحقیقت تمھارے پاس کوئی دلیل نہین جس سے تم کسی نبی کی نبوت
کو اپنے مخالفین پر ثابت کرسکو ۔ تمھارے دعوی پر نہ کوئی دلیلِ عقلی ہے
نہ تمھارے پاس کسی نبی کا معجزہ تواتر سے ثابت ہے نکوئی شہادتِ قطعیہ تم
پیش کرسکتے ہو بہر حال تم ہرگز یہود و مجوس و بت پرستون کے مقابلہ مین
اپنا کوئی دعوی اور حضرتِ عیسی کی حقیت اور حضرت مریم کی پاکدامنی
ثابت نہین کرسکتے ۔ بخلاف اہل اسلام کے کہ وہ برہانِ قطعی عقلی اور
تواترِ معجزاتِ آنحضرت اور دلیلِ معجزۂ قرآن مجید جس کا مشاہدہ ہر وقت
ممکن

ممکن ہے اپنے پاس رکھتے ہین جن کے ذریعہ سے اپنے پیغمبر اور انبیاے سابق کی حقیت اپنے کل مخالفین پر ثابت کرتے ہین علاوہ اِن دلائلِ قطعیہ کے انبیاے سابق کی شہادتین آنحضرت کی نبوت کی حقیت پر کتب مروجۂ توریت و انجیل مین موجود ہین جن کے مطالعہ کے بعد کسی صاحب عقل عیسائی اور موسائی کو چون وچرا کرنے کی مجال نہین ہے۔ مگر یہہ سب دلیلین اسی کے واسطے ہین جسے خدا یتعالی نے چشم بصیرت عطا کی ہو اور تعصب یا خواہش تحصیل دنیاے فانی سے دل اُس کا خالی ہے۔

قولہ ص ۱۳۴ اعتراض یہہ ہو کہ کسی نبی یا غیر نبی کو شریعت الٰہی مروجہ کے خلاف نکرنا چاہئے اگر کریگا تو اُس شریعت کے لحاظ سے عاصی و خاطی ثابت ہوگا۔ معلوم ہو کہ شریعت موسوی مین تعدد ازواج کو غیر محدود چھوڑ دیا گیا پس اگر کسی نبی یا غیر نبی نے اِس شریعت کی متابعت مین غیر محدود جورو ین کین تو اِس شریعت کے اعتبار سے پاک ہو۔ آپ فرماتے ہین کہ وہ شریعت محمدیہ نے ایسا نافع اور عمدہ حکم دیا کہ پہلی شریعت اور اسوقت کے رواج نے جو بلا حصر و تعین جواز تعدد کا فتوی دے رکھا تھا اول تو اُسے چار مین محدود کر دیا مگر اِس کے جواز مین بھی عدل کی ایک سخت قید لگا دی تو اب آپ بتائین کہ محمد صاحب نے اپنی شریعت کے خلاف ایسے نافع اور عمدہ حکم سے کیون عدول کیا۔ یا تو محمد صاحب کو تعداد ازواج مین شریعت موسی کا پابند بتائین اور تعدد کے محدود کرنے کو ناجائز ٹھہرائین یا محمد صاحب کو شریعت اسلام اور قرآن کا عدول کرنے والا مانین ملخصاً الخ۔

اقول بیشک کسی نبی یا غیر نبی کو شریعتِ مروجہ الٰہی کے خلاف نکرنا چاہئے اور جو خلاف کریگا وہ عاصی اور خاطی ہوگا جیسے مروجہ توریتی داؤد نے اوریا کی جورو سے زنائے محصنہ کیا اور اوریا کو ناحق قتل کرادیا۔ اور مروجہ توریتی لوط نے اپنی بیٹیون سے مجامعت کی۔

مگر ہمارے پیغمبر یعنے سرورِ انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز کوئی امر اپنی شریعت کے خلاف نہین کیا ہے اور کبھی کوئی ایسا فعل جو قباحت عقلی رکھتا ہے حضرت سے صادر نہین ہوا ہے۔ سابق مین ہم نے دلائل واضحہ سے ثابت کردیا ہے کہ حدِ تعددِ ازواج فقط آنحضرت کی امت کے لئے ہے خداوندِ عالم نے آپ کے لئے بطورِ خصائص کے یہہ بات مقرر فرمائی کہ آپ چار سے زیادہ نکاح کرسکتے ہین۔ اور یہہ بھی درست ہے کہ تعددِ ازواج کو غیر محدود رکھنا بہ نسبتِ عوام درست نہین مگر جو عیوب کہ تعددِ ازواج کے غیر محدود ہونے مین ہین اور جو اسباب کہ تعددِ ازواج کے محدود ہونے کے باعث ہوئے ہین آنحضرت اُن سے بری اور ہر طرح کے خوف سے مطمئن تھے پس جس بنا پر شریعتِ موسوی مین تعددِ ازواج کو غیر محدود چھوڑ دیا گیا تھا اور انبیا و صالحین اُس کے عامل ہوئے تھے خداوندِ عالم نے خاص آنحضرت کے لئے تو اُس امر کو باقی رکھا اور آپ کی امت کے لئے بوجوہِ چند محدود کردیا۔ اِس کا بیان ہمنے سابق مین بتفصیل کردیا ہے ناظرین سے امید ہے کہ جب اِس مقام پر پہونچین تو ضرور چند اوراق اُلٹ کر بیانِ سابق کو بغور ملاحظہ فرمائین اور یہہ امر جو حضرت کے خصائص سے مقرر کیا گیا ہے کچھ تنہا نہین ہے بلکہ اور امور بھی حضرت

حضرت کے خصائص سے ہین جن مین بہ نسبت اُمت کے حضرت پر دشواری اور
اُمت پر آسانی ہے۔ جیسے نماز تہجد کہ عام مسلمانون کو سنت ہے اور حضرت پر واجب
اور روزۂ وصال کہ سب مسلمانون کو حرام ہے اور حضرت کو جائز۔ اور اگر
کوئی محتاج مرجاے اور وہ مقروض ہو تو حضرت کو ضرور تھا کہ اُس کے قرض کو ادا
فرمائین اور یہہ امر امت پر واجب نہین۔ اور جہاد مین اگرچہ دشمن بہت ہون
حضرت پر واجب تھا کہ صبر فرمائین یعنے فرار نکرین۔ ان کے سوا اور بھی خصائص
ہین جو بدلیل قطعی ثابت ہین۔ اور جو خصائص ایسے مرقوم ہین جنپر کوئی دلیل
محکم موجود نہین تو اُنھین غیر معتبر سمجھنا چاہیئے۔ بہرحال خداوند عالم کا شکر ہے کہ
جس اعتراض کو مخاطب اور امثال مخاطب ممتنع الجواب سمجھتے تھے وہ ذرا سی
توجہ مین محکم دلیلون سے باطل اور منقوض ہوگیا اور مخاطب کا دعوی انا و
لاغیری خاک مین ملگیا۔

قولہ صـ ۱۳۶ فصل دہم متعۃ النسا۔ عورات کی نسبت صرف اسیقدر کارروائی
اسلام کی شریعت مین نہین اگر اتنی ہی ہوتی تو صبر کیا جاتا۔ حضرت کی شریعت
مین متعہ بھی حلال ہے۔ متعہ صرف رنڈی بازی ہے۔ خرچی دیکر کسی عورت سے
رات دو رات تعلق پیدا کرنا۔ اور چلتے پھرتے نظر آنا۔ مولوی محمد علی کہتے ہین
کہ رد متعہ کا جواز تو قرآن مجید سے ثابت نہین ہوتا بلکہ کئی مقام سے اس کا
حرام ہونا اظہر من الشمس ہے اب اگر احادیث سے اس کا ثبوت ہوتا ہو تو عیسائیون
کو اسپر اعتراض کرنا ہرگز نہین پہونچتا۔ پیغام محمدی۔ بیشک متعہ کا ثبوت قرآن
سے ہوتا ہے اور ایسی کوئی آیت قرآن مین نہین ہے جس سے صاف صاف

متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہو دیکھو ضربتِ حیدریہ وغیرہ مسئلہ متعہ کے اثبات
مین نصِ قرانی موجود ہی فما استمتعتم بہ منہن فاتوہن اجورہن فریضہ - ضربت حیدریہ
مین نہایت قاطع دلائل سے ثابت کردیا ہی کہ یہہ آیت متعہ پر نص ہی اور سنی
علما کو بھی اس سے جیسا شیعون نے ثابت کیا ہی انکار نہین ہوسکا - تفسیر ثعلبی
مین منقول ہی کہ عمران بن حصین کہتا ہی کہ نازل ہوئی آیت المتعہ - پیچ کتاب اللہ
کے نہین نازل ہوئی بعد اُسکے کوئی آیت جو منسوخ کرے اُسکو پس امر کیا ہمکو
رسول اللہ نے اس کا - متعہ کیا ہمنے اور وہ مرگئے اور نہین منع کیا ہمکو اُس سے
اور کہا ایک شخص نے اپنی راے سے جو چاہا (یہہ اشارہ ہی عمر کے حکمِ منع
متعہ کی طرف) ملخصاً الخ -

اقول جاننا چاہیئے کہ متعہ کے مسئلہ مین اسلام کے دو فریق یعنے اہلِ سنّت
و امامیہ مین اختلاف ہی اہلِ سنّت اب ناجائز کہتے ہین اور امامیہ جائز اور
اس مقدمہ مین طرفین سے بہت سے مباحثہ ہوئے اور بہت کتابین لکھی گئین
چنانچہ اواخرین اہلِ سنّت کے خاتم المحدثین نے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ مین
متعہ کے ناجائز ہونے مین نہایت تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہی - اُس کا
جواب شیعون کی طرف سے تشیید المطاعن مین پوری طرح سے دیا گیا
اسکے بعد سلطان العلما مجتہدِ لکھنوی نے متعہ کے ثبوت مین ایک خاص رسالہ
ضیغمیہ لکھا جس کا جواب فاضلِ رشید نے نہایت بسط کے ساتھ کتاب
شوکتِ عمریہ مین دیا پھر اُس کی تردید شیعون کی طرف سے ایک بڑی ضخیم
اور مبسوط کتاب یعنے ضربتِ حیدریہ مین کی گئی ہی - اب اس مسئلہ کے

جواز

جواز و عدمِ جواز پر دلیلین لکھنا محض تحصیلِ حاصل ہی اور اُن دلیلون پر ردّ و قدح کرنا بالکل بے فائدہ اور بجز تطویلِ لاطائل کے کوئی نفع متصور نہین ہے لہذا ہم اُنسے قطعِ نظر کرکے یہان محض تعرضِ مخاطب کی تردید محکم وجہون سے کرتے ہین اور اُسکی سوءِ فہمی کو اہلِ عقل و انصاف کے روبرو قطعی دلیل سے ظاہر کرتے ہین

مخفی نرہے کہ اصولِ موجودہ مذہبِ اہلِ سنّت سے یہہ اعتراض ہو ہی نہین سکتا کیونکہ اُن کے مذہب مین اب متعہ حرام ہی اور وہ ایسا سمجھتے ہین کہ آنحضرت کے زمانہ مین بسببِ ضرورتِ شدید کے چند مقامون پر متعہ حلال کیا گیا تھا پھر وہ منسوخ بھی ہوگیا۔ اور مذہبِ امامیہ مین ہرچند اب بھی متعہ جائز ہے مگر اُس مین ایسے شرایط مقرر ہین کہ وہ حلال کو حرام سے بالکل فرق کر دیتے ہین اور اُس کے ایسے قواعد ٹھہرائے گئے ہین جن سے ظاہر ہی کہ متعہ کو رنڈی بازی سے کچھ علاقہ نہین ہی اور ان دونون مین نہایت روشن مغائرت ہی۔ پس مخاطب نے جو اُسپر تعریض کرکے اسے رنڈی بازی سے تعبیر کی ہی محض سوءِ فہمی اور جہالت ہی۔ ہم اُن قواعد و شرایط کو جن کا لحاظ متعہ مین ضرور ہی واسطے ملاحظۂ منصفین کے یہان بیان کرتے ہین۔

پہلا امر اگر کسی عورت سے ایک مرتبہ متعہ کیا جائے تو وہ ممتوعہ متعہ کرنے والے کے باپ اور بیٹے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور اسیطرح ممتوعہ کی ماں اور بیٹی متعہ کرنیوالے پر حرامِ مؤبد ہو جاتی ہین۔ اسی طرح دو بہنون کو ایک زمانے مین کوئی متعہ نہین کر سکتا۔ بخلاف رنڈی بازی کے کہ اُس مین کوئی خیال اِن امور کا نہین رہتا۔

دوسرا امر متعہ مین شرط ہے کہ ایجاب وقبول بچند الفاظ خاص جو شرع مین مقرر ہین واقع ہو بخلاف رنڈی بازی کے۔

تیسرا امر اگر ایک عورت مرد سے متعہ کرے تو جب تک اسکا عدہ نگزر جاے دوسرے مرد سے وہ عورت ہرگز متعہ نہین کرسکتی۔ اور یہہ بہت بڑا امر ہے جو حلال وحرام مین اور متعہ اور رنڈی بازی مین مثل آسمان و زمین کے فرق کر دیتا ہے۔

چوتھا امر اگر متعہ کے بعد حمل ٹہر جاے اور اس سے اولاد ہو تو وہ مثل اولاد منکوحہ کے باپ کی وارث ہوگی اور باپ پر اس کا نفقہ واجب ہے۔ بخلاف رنڈی بازی کے اور یہہ امر بھی حلال وحرام مین بہت بڑا فرق کرنے والا ہے۔ یہہ چار دن امر ایسے ہین کہ جن پر تمام علماے امامیہ متفق ہین اگر کوئی ان امور کے خلاف کریگا وہ حرام کار اور گناہگار ہوگا اور اس پر حد شرعی جاری کیجائے گی۔ اور انکے سواے بعض دوسرے امور ایسے ہین جنکو بعض علما مکروہ جانتے ہین اور بعض حرام مگر انکی حرمت پر قوی دلیلین اور ائمہ اہل بیت کے احکام موجود ہین جن کے سبب شریعت نبوی سے بالکل اعتراض اٹھ جاتا ہے وھی ہذہ۔

پانچوان امر اگر مرد آزاد ہو تو کنیز سے متعہ نہین کرسکتا الا بوقت خوف وقوع زنا وعدم استطاعت عقد بازن آزاد۔ دیکھو مسالک الافہام فی شرح شرایع الاسلام کتاب النکاح اور دیکھو شرح لمعہ۔

چھٹا امر زن فاحشہ بازاری سے متعہ حرام ہے چنانچہ کتاب استبصار کے

ابواب متعہ مین مذکور ہے عن ابی سارہ قال سالت اباعبداللہ عنہا۔ لیے

یعنے المتعہ فقال لی حلال ولا تتزوج الا عفیفہ" ابی بارہ کہتا ہے کہ مین نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق سے متعہ کا حال دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ حلال ہے مگر بغیر عفیفہ کے دوسری عورت سے متعہ نکرو" وعن محمد بن الفضل قال سألت ابا الحسن عن المرأۃ الحسناء الفاجرہ ہل یجوز للرجل ان یتمتع بہا یوما او اکثر فقال ان کانت مشہورۃ بالزنا فلا تمتع منہا ولا تنکحہا" محمد بن فضل کہتا ہے کہ مین نے ابو الحسن امام رضا سے پوچھا کہ زن حسینہ فاجرہ سے متعہ کر سکتے ہین آپنے فرمایا اگر وہ زنا سے مشہور ہو تو نہ اُس سے متعہ کرنہ نکاح - اور تیسری حدیث مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِسی متعہ کے بارہ مین منقول ہے" ایاکم والکواشف والدوا عی والبغایا و ذوات الازواج الحدیث یعنے متعہ نکرو اور بچو کواشف سے یعنے اُن عورتون سے جو اپنے کو زنا کے لئے ظاہر کرتی ہین اور اجتناب کرو دواعی سے یعنے اُن عورتون سے جو اپنے نفسون کی طرف مردون کو بلاتی ہین اور وہ برائی سے مشہور ہین اور پرہیز کرو بغایا سے یعنے اُن عورتون سے جو زنا سے مشہور ہین اور دور رہو ذوات الازواج سے یعنے اُن عورتون سے جنکی طلاق بطریق سنّت نہین ہوئی ہے - ان روایتون سے صاف ظاہر ہے کہ زن بازاری و فاحشہ سے نکاح و متعہ ہرگز جائز نہین ہے اور اِس پر دلیل قوی نص قرآن کی ہے جو اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے" والزانیۃ لا ینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذالک علی المؤمنین" یعنے زانیہ کو بغیر زانی یا مشرک کے نکاح نہین کرتا اور یہہ امر مؤمنین پر حرام ہے - اور امامیہ کے نزدیک نکاح عام جس مین متعہ بھی شریک ہے اسی لئے اِسکو نکاح انقطاعی کہتے ہین -

ساتوان امر چار عورتون سے زیادہ جمع کرنا ممنوع ہی خواہ نکاح سے ہو یا متعہ سے اور اس پر روایاتِ صحیحہ دلالت کرتی ہین چنانچہ بعض روایات کے ترجمہ پر بندہ بیان اکتفا کرتا ہی۔

احمد بن ابی نصر کہتا ہے کہ "مین نے امام ابوالحسن الرضاؑ سے پوچھا کہ بعض کہتے ہین کہ متعہ مثل ملکِ یمین کے ہی کہ جسقدر چاہین کرین آپنے فرمایا نہین بلکہ یہہ بھی منجملہ چار عورتون کے ہی" یعنے کوئی شخص چار عورتون سے تجاوز نہین کرسکتا۔ اور عمار کہتا ہی کہ "ابو عبداللہ یعنے امام جعفر صادق علیہ السلام نے متعہ کے بارے مین فرمایا کہ یہہ بھی چار عورتون مین سے ایک ہی" اسیطرح اور حدیثین بھی موجود ہین۔ دیکھو شرح لمعہ اور مسالک الافہام شرح شرایع الاسلام کتاب النکاح۔ اور ظاہر قرآن بھی اسی پر دلالت کرتا ہی اور جنِ روایات کے مخالف اور روایتین بھی منقول ہین مگر انمین سے بعض تو ضعیف ہی اور بعض مجہول السند اور بعض مقطوع السند دیکھو مسالک الافہام و شرح لمعہ اسی لئے روایاتِ سابقہ کا جو باسنادِ صحیحہ منقول ہین معارضہ نہین کرسکتین علاوہ اس پر عمومِ آیۂ حدِ تعدد اُن روایاتِ صحیحہ کی مؤید ہی۔ اور جامع عباسی کے باب النکاح فصلِ چہارم کی قسمِ دوم مین اُن عورتون کے بیان مین جو مردون پر حرام ہین مرقوم ہی "پنجم جمع کردنِ مردِ آزاد میانہ پنج زنِ آزاد دائمی و متعہ بر قولِ بعضی از مجتہدین"

آٹھوان امر دوشیزہ عورتون سے بغیر اذن باپ یا دادا کے نکاح یا متعہ ممنوع ہی اور اس پر بہت سی حدیثین دلالت کرتی ہین۔

نوان امرد و شیزہ عورت سے مطلقاً متعہ مکروہ ہی۔ پس اہلِ انصاف غور کر سکتے ہین کہ باوجود ان تمام شرایط اور آداب متعہ کے پھر اُسکو ایک لفظِ قبیح یعنے رنڈی بازی سے تعبیر کرنا آیا کسی ذیفہم کا کام ہی یا دیوانے کا اور ایسے شخص کے اِن کلمات کو اہلِ انصاف بیہودہ گوئی اور مزخرفات کا خطاب دینگے یا نہین۔

قولہ ص ۱۴۰ فصلِ یازدہم تقویم پارینہ الخ۔

اقول اِس فصل مین مخاطب نے ایک فہرست حضرت کے ازواج کی لکھی ہی اور وہی مہملات جو پہلے بک چکا تھا پھر بیان اُن کا اعادہ کیا ہی اور علاوہ اسپر دوسری ہر زہ سرائیان بھی کی ہین۔ چونکہ مخاطب کی کل تعریضات کا دندان شکن جواب تفصیل سے گزر چکا ہی لہذا پھر بیان اُس کے اعادہ کی ضرورت نہین

قولہ ص ۱۴۶ **فصلِ** دوازدہم طلاق۔ ہمنے ابتدا مین بیان کیا ہی کہ طلاق وکثرتِ ازواجی لازم وملزوم ہین۔

اقول نہایت افسوس ہی کہ باین معلوماتِ کذائی۔ ادعاے اما و لاغیری۔ ہم تو سمجھتے ہین کہ طلاق اور کثرتِ ازواجی کو لازم وملزوم جاننے والا صاحبِ عقل انسانون مین تو ہرگز شمار نکیا جائیگا۔ اے ناظرین جو شخص لازم وملزوم کی تعریف کو نجانے وہ کیا مناظرے کی لیاقت رکھتا ہی اور دینی معاملات مین بحث کر سکتا ہی ؎ کر ہمین کتب است واین مُلا ؎ کارِ طفلان تمام خواہد شد ؎ اِسی علم اور سمجھ پر اپنی کتاب کے ممتنع الجواب ہونے کا بھی دعوی کیا جاتا ہی ابتدا مین ہم نے بیان کر دیا ہی کہ نہ طلاق کو کثرتِ ازدواج لازم ہی اور

نہ کثرتِ ازدواج کو طلاق لازم اسمین کوئی لزومِ عقلی ونقلی نہین ہی۔

قولہ صـ۱۴۶ شرعِ عیسوی نے کثرتِ ازواجی کو حرام ٹہرا کر طلاق کو حرام ٹہرایا اور صرف ایک حالت مین یعنے زنا کی حالت مین اسکو جائز رکھا۔

اقول نہ شرعِ عیسوی نے کثرتِ ازواجی کو حرام ٹہرایا اور نہ حضرتِ عیسیٰ انجیل کی رو سے کسی طرح شریعتِ موسوی کے منسوخ کرنے کے مجاز وحقدار تھے جس کا بیان گزر چکا ہی۔

اب رہی محض طلاق کی بحث۔ پس شریعتِ اسلام نے کئی وجہون اور ضرورتون سے طلاق کو جائز رکھا ہی۔ مگر بلا وجہ وضرورت طلاق دینے پر خدا ورسول نے اپنی ناراضی ظاہر کی ہی اور یہہ حکم شریعت کا نہایت سخت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ شوہر وزوجہ مین باسبابِ چند اسدرجہ نااتفاقی ہوجاتی ہی کہ ہر ایک کو اُس کی زندگی تلخ معلوم ہوتی ہی اور ایک روز کے لئے بھی ملکے رہنا ناگوار ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہی کہ ہر ایک زوجہ وشوہر مین سے دوسرے کا جانی دشمن ہوجاتا ہی اور اُس کے بعض اسباب سوائے زنا کے اور بھی ہوتے ہین جو زنا سے تعلق ہی نہین رکھتے یا وہ زنا کے مقدمات ہوتے ہین یا خود زنا ہوتا ہی جس کا ثبوت مرد کے پاس کچھ نہین ہوتا پس اِن صورتون مین اگر طلاق نہ دی جاے تو جان پر بن جاتی ہے اور ایک ساعت بھی خیر سے گزران نہین ہوسکتی۔ اور اِس امر کو ہرگز کوئی عاقل پسند نہین کرسکتا لہذا شریعتِ اسلام نے کہ وہ ترمیم واصلاح کنندۂ بعض شرایعِ سابقہ ہی مثل شریعتِ موسیٰ طلاق کو مرد کے اختیار مین دیا تاکہ کسی طرح کی مجبوری نرہے بخلافِ شریعتِ عیسوی

عیسوی کے کہ مرد مجبور ہے اور اپنی جورو کے افعالِ ناشایستہ اپنی آنکھون سے
دیکھتا ہی اور خون جگر پیکر بیٹھہ رہتا ہی اور بعض وقت چونکہ زنا وقوع مین نہین
آیا یا زنا واقع ہوا مگر ثابت نہین کرسکتا اسلئے طلاق نہین دیسکتا۔ اگر غیرت دار
ہو تو مرجاتا ہی یا جورو کو مار ڈالتا ہی ورنہ یہہ کھکے چپ ہوجاتا ہی کہ بے غیرتی کا بھلا
عزت گئی مگر جان تو بچی اور اسی طرح اگر مرد عنین اور ناکارہ ہو تو بیچاری عورت
کی جان پر ہی یا تو جبر و صبر کرے اور جان پر مصیبت اُٹھائے یا زنا سے منھہ کالا
کرے پس یہہ حکم کہ بغیر اثباتِ زنا طلاق ناجائز ہی نہایت سخت اور بالکل قبیح
اور ہان شریعتِ اسلام نے طلاق کے جواز کے لئے جو کوئی سبب نہین مقرر
کیا اور مرد کے اختیار پر چھوڑ دیا وہ اسلئے ہی کہ معلوم ہی کہ مرد بالطبع عورت
کا گرویدہ ہوتا ہی اور نکاح کے بعد کچھہ ایسے تعلقاتِ قلبی پیدا ہوتے ہین کہ بغیر کسی
سببِ عظیم کے اپنی جورو کی علیحدگی نہین چاہتا پس مرد کی طبیعت اور فطرت
اور باہمی اُنس کے لحاظ سے کوئی ضرورت کسی خارجی شرط کی نہین رہی
ہان اگر کوئی مرد بطورِ شاذ کے بلا سبب اپنی جورو کو طلاق دے تو اُس کا
اعتبار نہین کیونکہ الشاذ کالمعدوم ہی۔ اور جہانتک ہمین معلوم ہوا ہی اور ہمنے
تجربہ کیا ہی کوئی ایسا آدمی کم نظر آیا ہی جو بلا سبب اپنی جورو کو طلاق دیدے۔
اور اِس فصل مین تمام اعتراض مخاطب کا فقط امام حسن علیہ السلام پر ہی چنانچہ
کہتا ہے۔

قولہ ص ۱۴۷ اسلحہ امام حسن نے ایسا کیا پیغمبر اسلام کے یارون نے ایسا کیا
وہ جو بہشت کے سردار سمجھے جاتے ہین اُنھون نے ایسا کیا۔ حضرت علی کے

صاحبزادون مین سے ایک کو پیش کرتا ہون۔ حضرت امام حسن۔ تمام تاریخون مین مذکور ہی کہ حضرت امام حسن بڑی کثرت سے نکاح کرنیوالے اور طلاق دینے والے تھے حتّٰی کہ اپنے والد کے حینِ حیات اُنھون نے ۹۰ یا ۱۱۰ نکاح کئے اور باوجود حسن اخلاق کے ادنی ادنی وجہ پر اُن مین سے ہر ایک کو طلاق دیدیا ملخصاً الخ

اقول اِس بیان مین مخاطب نے بہت منھ زوری اور بیہودہ گوئی حضرت امام حسن کی شانِ اقدس مین کی ہی۔ چونکہ اِس نے حضرت سید انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نسبت بدگوئی کرنے مین کوئی کوتاہی نہین کی ہی تو پھر حضرت امام حسن کی نسبت اُس کی منھ زوری بعید نہین کیونکہ آپ آنحضرت کے نواسے ہین۔ جاننا چاہیئے کہ اوّلاً مخاطب نے واسطے تدلیس اور فریب دہی عوام کے بصیغۂ جمع بیان کیا ہی کہ "اسلام کے امامون وغیرہ وغیرہ نے ایسا کیا" حالانکہ جسقدر چاہے مخاطب تلاش کرے کہ علی التنزل و تسلیم صحتِ روایت سوائے حضرت امام حسن مجتبی کے اور کسی امام کی ائمۂ اہلِ بیت سے یا کسی اور مردِ صالح کی آنحضرت کی امت سے مثال نہ بتا سکیگا۔ پس غور کرنے کا مقام ہی کہ آنحضرت کے زمانے سے آج تک جتنے بزرگانِ دین مثل ائمۂ اثنا عشر و دیگر علما و صلحاے اسلام کے گزرے ہین چونکہ اُنمین سے کوئی شخص سوائے امام حسن مجتبٰے کے اسقدر کثرت سے نکاح و طلاق کو عمل مین نہین لایا تو معلوم ہوا کہ تمام مردون کی فطرت اور اصلی طبیعت اِس کی مقتضی ہی کہ اپنی جورون سے بغیر کسی سبب قوی کے جدا نہون اور انھین طلاق نہ دین پس اسی طبیعت اور جبلت اصلی انسانی پر اعتماد کرکے شریعتِ اسلام نے کوئی وجہ جوازِ طلاق کے لئے مقرر نہین

مقرر نہیں کی کہ خود طبیعت مرد کی بغیر کسی وجہ قوی کے عدم مفارقت زوجہ اور
عدم طلاق پر مجبور ہے اور امام حسن علیہ السلام کا حال بطور نادر کے واقع ہوا ہے۔
علاوہ اسپر آنحضرت نے ایسی حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں جن سے مستنبط ہوتا ہے کہ بلا
سبب طلاق دینا غیر اولیٰ اور نامناسب اور مکروہ ہے۔ اور طلاق اُس صورت
میں بہتر ہے جب آپس میں شوہر اور زوجہ کے اتفاق ہونے کی اُمید نہو چنانچہ
شرح لمعہ کی کتاب الطلاق میں بیان اقسام طلاق میں مذکور ہے۔ واما مکروہ
وہو الطلاق مع التیام الاخلاق اے اخلاق الزوجین فانہ ما من شیٔ مما احلہ
اللہ تعالیٰ البغض الیہ منہ وذالک حیث لا موجب لہ۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ طلاق
مکروہ وہ ہے جو باوجود ملتے اخلاق زن وشوہر کے یعنے باوجود اتفاق فیما بین طلاق
دیجائے کیونکہ حلال چیزوں سے کوئی چیز خدا کے نزدیک زیادہ ناگوار طلاق سے
نہیں ہے اور یہ اُس مقام پر ہے جہاں کوئی باعث طلاق کا نپایا جاے اور پھر تھوڑی
عبارت کے بعد منقول ہے واما سنۃ وہو الطلاق مع الشقاق بینہما وعدم رجا
الاجتماع والوفاق والخوف من الوقوع فی المعصیۃ۔ یعنے طلاق سنت وہ ہے جو آپس
کی نااتفاقی اور ناامیدی موافقت اور معصیت خدا میں واقع ہونے کے خوف
سے دی جائے۔

ثانیاً حضرت امام حسنؑ پر بھی کثرت طلاق سے کوئی تعریض اس لئے نہیں ہوسکتی
کہ ممکن اور محتمل ہے کہ آپ نے جتنے طلاقیں کہی ہیں بسبب شقاق اور عدم رجائے
اجتماع ووفاق کے کہے ہیں۔ اور عدم روایت شیٔ عدم وقوع شیٔ پر دلالت
نہیں کرتا۔ اور اقلاً اگر مخاطب ثابت کرتا کہ آپنے بلا ضرورت و بلا سبب طلاقیں

دی ہین تو البتہ تعریفین اُس کی قابلِ لحاظ ہوتی۔

قولہ صفحہ ۱۵۰ فصل سیزدہم عورات کی حیثیت۔ الخ

اقول یہہ اخیر فصل ہے جس مین مخاطب نے اپنی دانست مین یہہ امر ثابت کرنا چاہا ہے کہ شریعتِ اسلام عورتونکو مطلقاً برا کہتی ہے اور اُن کا کچھہ حق ثابت نہین کرتی اُن کے ساتھہ بہت سختی کرتی ہے اور شریعتِ عیسوی اُس کے خلاف مین عورتون کو مطلقاً نیک بتاتی ہے اِس بیان مین مخاطب نے ۴ صفحہ سیاہ کرکے اپنی کتاب کو ختم کیا ہے۔ حالانکہ دعوی مخاطب سراسر باطل اور قول اُس کا محض جھوٹ ہے شریعتِ اسلام نے عورتون کو مطلقاً برا نہین کہا نہ اُن کے ساتھہ کوئی سختی کی ہے اِسی طرح انجیل سے مطلقاً عورتون کا نیک ہونا مخاطب ثابت نہین کرسکتا اور بالفرض اگر انجیل سے یہہ امر ثابت بھی ہوجاے تو بالکل انجیل کی قباحت اور بیان امر خلافِ حقیقت ثابت ہوگا۔

ے ہزار زن زنست و نہ ہر مرد مرد ٭ خدا پنج انگشت یکسان نکرد ٭ بندہ اِس مقام پر کتبِ معتبرہ اہلِ اسلام سے چند وہ حدیثین نقل کرتا ہے جن مین عورتون کی تعریف بیان کی گئی ہے اور اُن کے حقوق کی رعایت کا حکم دیا گیا ہے۔

پہلی حدیث عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ص استوصوا بالنساء خیراً فانہن خلقن من ضلع۔ الحدیث مشکوۃ باب عشرۃ النساء فصل اول۔ یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ وصیت قبول کرو عورتون کے بارہ مین نیکی کی۔

دوسری حدیث عن عایشہ قالت قال رسول اللہ ص خیرکم خیرکم لاہلہ وانا خیرکم

خیرکم لاہلی۔ مشکوۃ باب مذکور فصل مذکور یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ تم سب مین بہتر وہ شخص ہی جو اپنی اہل کے ساتھہ زیادہ نیکی کرتا ہے پس بتحقیق کہ مین اپنی اہل کے نسبت زیادہ نیکی کرنے والا ہون تم سے۔

تیسری حدیث عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ لیس منا من خب امرأۃ علی زوجہا او عبدا علی سیدہ مشکوۃ باب مذکور فصل دوم حاصل یہہ ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ نہین ہی ہم سے وہ شخص جو مکر سے زن و شوہر مین یا غلام و آقا مین فساد ڈالدے۔

چوتھی حدیث عن عایشہ قالت قال رسول اللہ ص ان من اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا والطفہم باہلہ۔ مشکوۃ باب مذکور فصل مذکور یعنے آنحضرت نے فرمایا مومنین مین کامل تر از روی ایمان کے وہ شخص ہی جو سب مین زیادہ خلیق ہو اور سب مین زیادہ مہربان اپنے اہل کے ساتھہ ہی۔

پانچوین حدیث عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ ص اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا وخیارکم خیارکم لنسائہم۔ کتاب ایضا باب ایضا فصل حاصل بعض حدیث یہہ ہی جو اپنی عورتون کے ساتھہ سب سے زیادہ نیکی کرتے ہین وہ تم سب سے اچھے ہین۔

چھٹی حدیث عن النبی قال من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلا یوذی جارہ واستوصوا بالنساء خیرا۔ صحیح بخاری کتاب النکاح یعنے حضرت نے فرمایا کہ جو خدا پر اور روز قیامت پر ایمان لاتا ہی وہ چاہیے کہ اپنے ہمسایہ کو ایذا نہ دے اور وصیت قبول کرو تم عورتون کے بارے مین بہتری کی۔

ساتوین حدیث عن النبی ص قال کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالامام راع وہو مسئول عن رعیتہ والرجل راع علی اہلہ وہو مسئول الحدیث۔ صحیح بخاری کتاب النکاح۔ حاصل یہہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت مین ہر پیشوا سے اُس کی رعیت کے بارہ مین پرسش ہوگی اور ہر مرد سے اُس کی اہل کی نسبت پوچھا جائیگا

آٹھوین حدیث عن ابی عبداللہ ع قال اتقوا اللہ فی الضعیفین یعنے بذالک الیتیم والنساء من لایحضرہ الفقیہ باب الوصیۃ بالنساء یعنے امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو دو ضعیفون کے بارہ مین یعنے یتیم اور عورات۔

نوین حدیث عن ابی جعفر ع قال قال رسول اللہ اوصانی جبرئیل بالمرأۃ حتی ظننت انہ لاینبغی طلاقہا الا من فاحشۃ مبینۃ۔ کتاب ایضاً باب حق المرأۃ علی الزوج۔ یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے عورتون کے بارہ مین اسقدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہوا کہ جب تک بدکاری ظاہر اُن سے نہو اُنکا طلاق دینا سزاوار نہین ہے۔

دسوین حدیث عن ابی عبداللہ یقول اکثر الخیر فی النساء کتاب مذکور باب کثرۃ الخیر فی النساء یعنے امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ نیکی کی زیادتی عورتون کے بارے مین ہے۔

گیارہوین حدیث قال ع (لے اباعبداللہ) ملعون ملعون من ضیع من یعول وقال رسول اللہ ص خیرکم خیرکم لاہلہ وانا خیرکم لاہلی۔ کتاب ایضاً باب یعنے امام جعفر صادق ع نے فرمایا کہ جو شخص اپنی عیال کو ضایع کرے وہ ملعون ہے اور آنحضرت ص نے فرمایا کہ جو تم مین سب سے زیادہ اپنی اہل کے ساتھہ نیکی کرے

کرے وہ تم سب سے زیادہ نیک ہے۔

بارھویں حدیث فرمود (امام جعفر صادق ع) کہ زن صالحہ بعضے چیک قیمت ندارد۔ زن صالحہ طلا و نقرہ قیمت او نیست بلکہ او بہتر است از طلا و نقرہ۔ و زن غیر صالحہ سخاک ہمی ارزد بلکہ خاک بہتر از وست۔ کتاب حلیۃ المتقین باب چہارم فصل دوم۔

تیرھویں حدیث شخصی بخدمت حضرت رسول ص آمد و گفت زنی دارم کہ ہر گاہ بخانہ میروم مرا استقبال میکند و چون بیرون می آیم مرا مشایعت میکند و چون اغمگین می بیند می گوید چہ غم داری اگر برائے روزی غم میخوری خدا تعالی متکفل روزی تو و دیگران است و اگر برائے آخرت غم میخوری خدا غم ترا زیادہ کند۔ حضرت فرمود کہ خدا تعالی کارکنان دارد و این زن از کارکنان خدا است و نصف ثواب شہید دارد۔ کتاب باب فصل۔

چودھویں حدیث منجملہ آن وصیتوں کے جو عورتوں کے بارہ میں حضرت امیر المومنین علی مرتضی ع نے امام حسن ع سے کی ہیں یہ ہے کہ و با ایشان خوش خلقی کہ بغیر از آنچہ تعلق بدیشان دارد مگزار کہ این از برائے حال ایشان خوشنودی ایشان و حسن و جمال ایشان بہتر است زیرا کہ زن گل است خدمتگار نیست الحدیث کتاب ایضاً باب ایضاً فصل دہم۔

ان احادیث معتبرہ و صحیحہ فریقین سے صاف ظاہر ہے کہ شریعت اسلام نے عورتوں کے حقوق کی بہت رعایت کی ہے اور اُن سے حسن سلوک اور نیکی معاشرت کی سخت تاکید کی ہے۔ اور عقل سلیم خود حاکم ہے اور تجربہ کامل خود شاہد ہے کہ

ہر عورت ایک طرح پر نہین ہوتی ایمین اچھی بھی موجود ہین اور بُری بھی اور جسقدر شریعت اسلام نے عورتون کے احکام بیان کئے ہین وہ عقلاً نہایت زیبا بلکہ ضروری و لازمی ہین بخلاف مذہب عیسائی کے کہ اس نے عورتون کے بارہ مین اسقدر تساہل کیا ہے جو عقلاً بالکل ناروا ہے مثل شتر بے مہار کے انھین ایسا چھوڑ دیا ہے کہ یہہ جو چاہین کرین کوئی پوچھہ نہین سکتا اور یہہ امر عقلاً تمدن اور معاشرت کے خلاف ہے بلکہ اُس کا مخرب فافہم ولاتکن من الغافلین

فائدہ جاننا چاہئے کہ قرانِ شریف مین جو یہہ آیت نازل ہوئی ہے یعنے اِنَّ کیدکنَّ عظیم۔ یعنے مکر تم عورتون کا بہت بڑا ہے۔ اس سے کوئی شبہ نکرے کہ خداوندِ عالم نے تمام عورتون کو مکار کہا ہے یہہ شبہ بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ کلام ہرچند خداوندِ عالم کا ہے مگر اُس نے عزیزِ مصر شوہر زلیخا کے کلام کی نقل کی ہے یعنے عزیزِ مصر نے چند اُن عورتون سے جو اُس کے مخاطب تھین کہا کہ تمھارا مکر بڑا ہے پس یہان (کنّ) سے مراد نہ کل عورتین ہین نہ یہہ مقولہ خدائے تعالی کا ہے۔

اس مقام پر ہم اپنے دعوی کے ثبوت مین ایک بڑے محقق عیسائی کی شہادت پیش کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعتِ اسلام نے عورتون کی حالت پر بھی نہایت عمدہ اثر ڈالا اور اُنھین ایک معتدبہ فائدہ پہنچایا۔

تاریخ تمدنِ عرب مصنفہ **ڈاکٹر لی بان** صاحب و مترجمہ مولوی سید علی صاحب بلگرامی کے بابِ چہارم فصل اول صـ ۳۶۵ بیانِ تعددِ ازواج مین مذکور ہے کہ "اس رسم کا نتیجہ یہہ ہے کہ بمقابل یورپ

یورپ کے مشرق مین عورتون کا اعزاز بھی زیادہ ہے"

اور اسی باب کی دوسری فصل صفحہ ۳۶۸ مین مرقوم ہے جس کا عنوان یہہ ہے "اسلام کا اثر مشرقی عورتون کی حالت پر"

"اسلام نے اِس رسمِ تعددِ ازدواج کو جو پہلے سے چلی آتی تھی قبول کرنے پر اکتفا نہین کی بلکہ اِس نے مشرقی عورتون کی حالت پر بہت کچھ مفید اثر ڈالا۔ بعوض اُنھین ذلیل کرنے کے جیسا کہ آج کل بے سمجھے بوجھے کہدیا جاتا ہے اِس نے عورتون کی تمدنی حالت اور اُن کے درجہ کو بہت کچھ ترقی دی۔ مثلاً قرآن کے احکام وراثت جن کا بیان اوپر ہوچکا ہے بمقابل قانونِ یورپ کے عورتون کے حق مین بہت زیادہ مفید ہین قرآن نے بمشکل مثل کل قوانین یورپ کے جن مین طلاق جائز کی گئی انھین علیحدہ کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن احکامِ طلاق مین صریحاً اصرار کیا گیا ہے کہ مطلقہ عورتون کے ساتھہ منصفانہ برتاو کیا جائے۔ عورتون کی حالت پر اسلام کے اثر کو دریافت کرنے کا عمدہ طریقہ یہہ ہے کہ ہم معلوم کرین کہ قبل از اسلام اُنکی کیا حالت تھی" الخ۔

اور پھر لکھا ہے کہ "زمانۂ جاہلیت مین عورتین انسان اور حیوانات کے درمیان ایک قسم کی مخلوق سمجھی جاتی تھی جن کا مصرف محض ترقیِ نسل اور مردونکی خدمت تھا۔ لڑکیون کا پیدا ہونا ایک بدنصیبی خیال کی جاتی تھی۔ اور اُنکو زندہ دفن کرنے کی رسم بہت عام تھی۔ یہہ دفن کردینے کا حق اُسی طرح حاصل تھا جیسے کتیا کی جھول کو پانی مین ڈبو دینے کا۔ **موسیو کوسان دی پرسوال** نے آنحضرت اور قیس شیخ بنی تمیم کے مکالمہ کو نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربون کا خیال لڑکیون کے

بارے مین کیا تھا۔ آنحضرت اس وقت ایک لڑکی کو زانو پر بٹھائے کھلا رہے تھے قیس نے پوچھا "یہہ کس جانور کا بچہ ہے جسے آپ کھلا رہے ہین" آنحضرت نے جواب دیا "یہہ میرا بچہ ہے" قیس نے کہا "باللہ العظیم میری بہت ایسی لڑکیان ہوین لیکن مین نے ان سبکو زندہ دفن کر دیا اور کسیکو بھی نہ کھلایا" آنحضرت نے فرمایا "اے بدبخت معلوم ہوتا ہے اللہ تعالے نے تیرے دلمین کسی قسم کی محبت انسانی نہین پیدا کی۔ تو ایک نعمت عظمیٰ سے جو انسان کو دی گئی ہے محروم ہے" اگر ہم معلوم کرنا چاہین کہ اسلام نے عورتون پر کیا اثر ڈالا تو ہمین تمدن اسلامی کے زمانہ مین اُن کی حالت کو دیکھنا چاہئے اقوال مورخین سے جن کو اب ہم نقل کرینگے معلوم ہوگا کہ تمدن اسلام مین عورتون کو بالکل وہی مرتبہ دیا گیا تھا جو اُنھین بہت دنون بعد یورپ مین حاصل ہونے والا تھا یعنے بعد اس کے کہ اندلس کے عربون کا سپاہیانہ برتاو یورپ مین جاری ہوا۔ ہم دیکھ چکے ہین کہ اہل یورپ مین سپاہیانہ اخلاق جس کا ایک بڑا جز عورتون کا برتاو تھا عربون سے آیا اور وہ مذہب عیسائی نہ تھا جیسا کہ عموماً سمجھا جاتا ہے بلکہ اسلام تھا جس نے عورتون کو اُن کی اُس وقت کی گری ہوئی حالت سے ترقی دی

اوائل ازمنۂ متوسطہ کے سردار اگرچہ وہ عیسائی تھے عورتون کا مطلق پاس نہین کرتے تھے اور ہماری پرانی تاریخون کے پڑھنے سے اس مین مطلق شک وشبہ نہین رہتا۔ قبل اس کے کہ عربون نے عیسائیون کو عورتون کا لحاظ سکھایا ہمارے زمانہ قدیم کے امرا و جنگجو اُن سے بہت ہی بری طرح سے پیش آتے تھے مثلاً **گارلے ہرن** کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ **شارلمین** کے عہد مین عورتون کے ساتھ کیا برتاو ہوتا تھا اور خود شارلمین اُنکے ساتھ کیسا برتاو کرتا تھا۔ شارلمین نے ایک دن

بہن

بہن کے ساتھہ مباحثہ مین اس پر حملہ کیا اُس کے بال پکڑ لئے۔ اُسے خوب مارا اور اپنے لوہے کے دستانے سے اُس کے تین دانت توڑ ڈالے۔ البتہ اِس ہاتا پائی مین خود اُس کے بھی دو چار گھونسے لگے۔ ہمارے اِس زمانے کا کوئی گاڑی بان بھی کسی عورت کے ساتھہ ایسا وحشیانہ برتاؤ نکریگا۔

تمدّنِ عرب کے زمانۂ عروج مین عورتون کا اعزاز اِس سے بھی ثابت ہی کہ اُن مین بکثرت پڑھی لکھی اور علوم ادب مین ماہر عورتین پائی جاتی تھین" الخ اور پھر ص ۳۷۲ سے ص ۳۷۴ تک مرقوم ہے کہ "عربون کے جانشینون علی الخصوص ترکون کے وقت مین خلفا کے پرانے تمدّن مین کسی قدر انحطاط آیا اور عورتون کا درجہ بھی گھٹ گیا لیکن مین ثابت کرون گا کہ اِس پر بھی خود ترکون مین اُن کی حالت یورپ کی عورتون سے بہتر ہی۔ جو کچھہ اوپر لکھا جا چکا اُس سے معلوم ہوگا کہ اگر اُن کی قدر گھٹی تو دینِ اسلام کی وجہ سے نہین بلکہ دینِ اسلام کے انحطاط کی وجہ سے۔ پس ہم نے ثابت کر دیا کہ ہمارا پہلا قول بالکل صحیح ہے کہ اسلام نے عورتون کے درجہ کو گھٹانے کے بدلے بڑہا دیا ہی۔ یہہ رائے ہمنے پہلے ظاہر نہین کی ہے بلکہ ہمسے پہلے موسیو کوسان دی پرسوال کا بھی یہی خیال تھا۔ اور حال مین موسیو مارتھا لیمی سینٹ ہیلیر نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہی۔ اسلام نے عورتون کی حالت کی بہت اصلاح کی ہی۔ اور یہی مذہب ہی جس نے ایسا کیا۔ بہت آسانی سے ثابت ہوسکتا ہی کہ کل اور مذاہب مین اور کل اور اقوام مین جو عربون سے پہلے تھین عورتون کی حالت بہت ابتر تھی۔ ہم نے اپنی اخیر تصنیف مین

اِس مسئلہ کو اچھی طرح بیان کیا ہی اور اس کتاب کے پڑھنے والے کو یقین دلانے کے لئے ہم اُس تحریر کا بر سبیل اختصار اعادہ کرتے ہین۔ یونانی عموماً عورتون کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے جنکا مصرف صرف خانہ داری اور ترقی نسل تھا۔ اگر کسی عورت کا بچہ خلافِ فطرت پیدا ہوتا تو اُس عورت کو مار ڈالتے تھے۔ ہوسیوتراپ لاگ لکھتے ہین "اسپارٹا مین اُس بدنصیب عورت کو جس سے کسی قوی سپاہی کے پیدا ہونے کی اُمید نہوتی مار ڈالتے تھے" وہی مصنف لکھتا ہی "جس وقت کسی عورت کا بچہ ہوچکتا تھا تو فوائدِ ملکت کی غرض سے اُسے دوسرے شخص کی نسل لینے کے لئے اُس کے خاوند سے عاریتہً لے لیتے" یونانی اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ تمدن کے زمانہ مین بھی بجز طوائف کے کسی عورت کی قدر نہین کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے بجز ان طوائف کے اور عورتون مین کسی قسم کی تعلیم و تربیت بھی نہ تھی۔ زمانۂ قدیم کے کل مقننون نے عورتون کے ساتھ ایسی ہی سختی کی ہی۔ ہندؤن کا قانون کہتا ہی "طوفان۔ موت۔ جہنم۔ زہر۔ زہریلے سانپ ان مین سے کوئی اسقدر خراب نہین ہے جتنی عورت" کتابِ مقدس بھی کچھ اِس سے کم سخت نہین ہی اِس مین بھی لکھا ہی کہ "عورت موت سے زیادہ تلخ ہی" عہدِ قدیم کے باب واعظ مین لکھا ہی "جو کوئی خدا کا پیارا ہی وہ اپنے کو عورت سے بچائیگا۔ ہزار آدمیون مین مین نے ایک خدا کا پیارا پایا ہی لیکن تمام عالم کی عورتون مین ایک عورت بھی ایسی نہین پائی جو خدا کی پیاری ہوتی" اور مختلف اقوام کی مثال بھی عورتون پر کچھ زیادہ

مہربان نہین ہے۔ چینیون مین مثل ہے "اپنی بی بی کی بات تو سُنی چاہئے لیکن اُسے ہرگز یقین نہ کرنا چاہیئے"۔ روسی مثل ہے "دس عورتون مین ایک روح ہوتی ہے"۔ اطالیون کا قول ہے "گھوڑا اچھا ہو یا بُرا اُسے مہمیز کی ضرورت ہے۔ عورت اچھی ہو یا بری اُسے مار کی ضرورت ہے"۔ اسپینی زبان مین مثل ہے "بری عورت سے بچنا چاہئے مگر اچھی صورت پر بھروسہ نہ کرنا چاہیئے"۔ ہنود۔ یونانی رُومی۔ اور اقوامِ حال کے کل قوانین نے عورت کو لونڈی یا طفلِ نابالغ تصور کیا ہے۔ منو کا قانون کہتا ہے "عورت صغرسنی مین باپ کی مطیع ہے جوانی مین شوہر کی اور شوہر کے بعد اپنے بیٹون کی اور اگر بیٹے نہ ہون تو اپنے اقربا کی۔ کیونکہ کوئی عورت ہرگز اس لایق نہین کہ خود مختار طور پر زندگی بسر کرسکے۔ یونانی۔ اور رومی قانون قریب قریب ایسے ہی ہین رومن مین مرد کی حکومت اپنی بی بی پر جابرانہ تھی۔ عورت ایک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھی جس کا کوئی حصہ معاشرت مین نہ تھا۔ سوا شوہر کے کوئی اُسکے افعال کا فیصلہ کرنے والا نہ تھا اور شوہر کو پورا حق اُسکی جان پر بھی حاصل تھا۔ قانونِ یونان مین عورتون کی حالت اِس سے کچھ بہتر نہ تھی اور اُنھین کسی قسم کا حق حاصل نہ تھا یہان تک کہ حقِ وراثت بھی نہین دیا گیا تھا"۔ الخ۔

خاتمہ الحمدللہ تعالیٰ کہ اِس حقیر نے تمام تعریضات کو کرسچن ڈاکٹر احمد شاہ کے نہایت روشن وجہون سے باطل کردیا اور جس کتاب کو وہ ممتنع الجواب جانتا تھا وہ کتاب بادنی توجہ محکم دلیلون سے

منقوض ہوگئی۔ اب بندہ چاہتا ہے کہ اس مقام پر واسطے ملاحظہ صاحبانِ عقل
و انصاف کے بعض علماے نصاریٰ کے وہ اقوال پیش کرے جو محض از
راہِ منصفی مذہبِ اسلام کی توصیف مین صادر ہوئے ہین تاکہ تمام عقلا
و منصفین کو معلوم ہو جاے کہ فی الحقیقت مذہبِ اسلام ایسے عمدہ اصول
پر مبنی ہے کہ اُس کے مخالفین بھی اُسکی تعریف بغیر نہ رہ سکے۔ ع
الفضل ماشہدت بہ الاعداء ۔

اول کتاب تائید المحمد والقرآن جسے **جان ڈیون پورٹ صاحب**
ایک محقق عیسائی نے تصنیف کیا ہے خاص اسلام اور شارعِ اسلام
علیہ السلام کی توصیف و تعریف سے مملو ہے بندہ بعض بعض مقام سے
اُس کی عبارت نقل کرتا ہے۔

کتابِ مذکور صـ ۲ تا ۴ مین اسلام سے پہلے کا حال اِس طرح مرقوم
ہے وہ زمانہ سلف مین اہلِ عرب ایک خدا یعنے خالقِ آسمان و زمین کی
پرستش کرتے تھے مگر آخرکار اُنھون نے وہ پرستش چھوڑ دی اور جنون
کے واسطے جنھین وہ خدا کے بیٹے کہتے تھے مندر بنائے اور یقین کرنے
لگے کہ یہ شیاطین سیارون اور ستارون مین رہتے ہین اور زمین
پر حکمرانی کرتے ہین سب جاے ایک ہی دیوتا نہین پائے جاتے تھے ہر ایک
قوم اور ہر ایک خاندان کے خاص خاص دیوتا اور اوتار تھے اور اُن پر
انسان کی قربانیان چڑھائی جاتی تھین۔ اہلِ عرب کو نہ عقبیٰ کا نہ دنیا کے
مخلوق ہونے کا یقین تھا۔ عیاشی اور قزاقی کا ہر جا زور تھا۔ اور چونکہ
موت

موت کو ہستی کا انجام محض خیال کرتے تھے لہذا نہ نیکی کی جزا مانتے تھے نہ
بدی کی سزا۔ اسی طرح سوء اعتقادی اور بدمذہبی اُن یہودی اور عیسائیون
مین بھی پائی جاتی تھی جنھون نے یہان مدت سے سکونت اختیار کی تھی اور
زور پکڑا تھا۔ یہودیون نے اہلِ روم کے ظلم سے اِس سرزمین مین جہان
ہر ایک کو آزادی حاصل تھی پناہ پکڑی تھی۔ عیسائی لوگ بھی پوشیدہ اور
ایرین کے مذہب والون کے ظلمون سے اور تکرار سے بچنے کو یہان آ
چھپے تھے مذہبِ عیسائی سے زیادہ اُس زمانہ مین کوئی چیز بالتصریح خراب
نہ تھی وہ دونون شاخین مذہبِ عیسائی کی جو ملکِ ایشیا اور افریقہ مین
پھیل گئی تھین اُنھون نے طرح طرح کی بدعتین اور بداعتقادیان اختیار کرلی تھین
وہ ہمیشہ باہم مباحثون اور مناقشون مین مصروف رہتے تھے اِن کے پادریون
کی بے اعتدالی اور عہدون کی فروخت اور جہالت نے مذہبِ عیسائی
کو بڑا دھبہ لگایا تھا اور عیسائی لوگون کو نہایت بدرویہ کر دیا تھا عرب کے
جنگلون مین جاہل اور مجنون راہب بکثرت تھے اور بیہودہ خیالون اور
منصوبون مین اپنی اوقات بسر کیا کرتے تھے اکثر اِن لوگون کے غول کے
غول شہر مین آکر اپنے توہمات اہلِ شہر کو تلوار کے ذریعہ سے سکھایا اور منوایا
کرتے تھے۔ نہایت ذلیل بُت پرستی نے اُس سادی پرستش کی جگہ جو مین
لی تھی جس مین حضرت عیسی نے خدائے تعالی قادرِ مطلق اور بمثال اور نفع
رسان کی بندگی کا حکم کیا ہے۔ اِن عیسائیون نے اپنے خیال مین ایک نیا
اولمپس قایم کرلیا تھا اور اُسکو اپنے مذہب کے اولیا اور شہدا

اور ملائک سے آباد خیال کرتے تھے۔ جیسا بت پرست اپنے دیوتاؤن سے
اولمپس کو آباد سمجھتے تھے۔ اِس زمانے مین ایسے بھی عیسائی تھے جو جوزف
کی بی بی مین دیوی کے صفات قایم کرتے تھے تبرکات اور کھنچی اور تراشی
تصویرون کو وہی لوگ پوجتے تھے جنکو حضرت عیسی نے فرمایا تھا کہ تم اپنی دعا صرف
زندہ خدا سے کیا کرو۔ اسکندریہ اور حلب اور دمشق مین مذہب عیسائی کا
یہہ حال ہو رہا تھا کہ آپ کی ولادت کے زمانہ مین تمام آدمیون نے اپنے مذہبون
کے اصول چھوڑ دئے تھے اور لا انتہائی جھگڑون اور فروع مین مصروف رہتے
تھے۔ اہل عرب کو یہہ معلوم نہ تھا کہ ہم اپنے مذہبون کی بڑی اصل یعنے خدا تعالے
کی خالص پرستش بھولگئے ہین اور سوء اعتقادی اور بدعات کے لحاظ سے اپنے
بت پرست ہمعصرون کے مساوی ہین" ملخصاً

اور صفحہ (۳) کے حاشیہ مین مذکور ہے کہ "اُس عیسائی فرقہ کو جو حضرت مریم
مین دیوی کے صفات قائم کرتے تھے مرئی نائٹ یعنے مریی کہتے ہین۔ کہتے ہین کہ
اِن لوگون کا یہہ قصد تھا کہ مسئلہ تثلیث مین بجاے روح القدس کے حضرت مریم
کو داخل کرین" بندہ کہتا ہے کہ اِن حالات اور واقعات سے اہل عقل سمجھ سکتے
ہین کہ اُس زمانہ مین کسقدر ضرورت ایک نبی برحق کی تھی جو ہادی راہ مستقیم ہو اور
تمام بدعتون اور ضلالتون کو دفع کرکے پھر اُسی خالق یکتا اور بیمثل کی پرستش
سکھلائے۔ اِس کے بعد کتاب مذکور مین **جان ڈیون پورٹ** صاحب
نے آنحضرت کی پیدایش اور بعض پیشین گوئیون کا حال اور آپ کی بعثت
اور صورت نزول وحی کی لکھکر صفحہ ۱۶ مین کہا ہے کہ "یہہ بات آپ کی صاف

ع یعنے آنحضرت

صاف باطنی پر خوب دال ہی کہ سب سے پہلے جو لوگ ایمان لائے وہ آپ کے دوست اور اہلِ خاندان تھے جو آپ کی عادات سے خوب واقف تھے اگر معاذ اللہ آپ فریبی ہوتے تو یہہ لوگ آپ پر ہرگز ایمان نہ لاتے" اور پھر آنحضرت کی بعض سوانح عمری کے ذکر کے بعد صفحہ ۴۵ مین لکھتے ہین کہ "مائس کارلائل صاحب نے جو آپ کا ذکر لکھا ہی وہ ایسا عجیب ہی اور اُس مین اسقدر انصاف پایا جاتا ہے کہ ہم اُسے اِس جگہہ بغیر لکھے نہین رہ سکتے اُس کا قول ہی کہ اِس صحرا نشین شخص مین صرف سیر چشمی اور صاف باطنی اور بلند نظری ہی نہ تھی بلکہ اور بات بھی تھی آپ نہایت سنجیدہ تھے اور اُنمین سے تھے جنکا شعار متانت ہی اور جنکو خدا تعالی نے اپنے ہاتھہ سے صاف باطن خلق کیا ہی اور لوگون کا قاعدہ ہی کہ وہ قواعدِ قدیم اور روایات پر عمل کرتے ہین مگر آپ صرف حق پر عملدرآمد کرتے تھے مخلوقات کا راز آپ پر خوب افشا تھا اور اُس کے خوفون اور شان و شوکت سے خوب واقف تھے روایاتِ قدیمہ اصل حقیقت سے اِس بات کو آپ سے مخفی نکر سکتی تھین اِس طرح کی صاف باطنی فی الحقیقت خدا ہی کی طرف سے محمول ہوسکتی ہی ایسے آدمی کی آواز براہِ راست خدا ہی کی آواز ہی آدمی کو اُسکی تعمیل کے بغیر چین نہین آتی اور تمام چیزین اُس کے مقابل مین بے اصل محض ہین قدیم سے آنحضرت کے دل مین ہر سفر مین اور ہر جگہہ ہزارہا خیالات رہتے تھے آپ سوال کیا کرتے تھے کہ مین کیا ہون اور یہہ لا انتہا چیز جسے لوگ دنیا کہتے ہین اور جس مین رہتا ہون کیا ہی زندگی کیا ہی اور موت کیا ہی مجھے کس بات کا یقین کرنا چاہیئے اور کیا کرنا چاہیئے۔ جبلِ حرا اور جبلِ سینا کے

(۱) سوانح عمری محمد صاحب صفحہ ۳۲۵

خوفناک ٹیلے اور صحرا کی تنہائی اور ریت نے اِس سوال کا جواب نہ دیا اور آسمان نے بھی جو معہ اپنے ثوابت و سیّار کے گردش کرتا ہی اِس کا ہرگز جواب نہ دیا صرف آن حضرت کی روح اور اللہ تعالیٰ کے الہام کو جو اُس میں تھا جواب دینا پڑا الخ۔

اور صفحہ ۵۳ میں اِس طرح مرقوم ہی "روایت ہی کہ لبید[۵۱] ابو براء یہ متوطن یمن جو سبعہ معلقات کے مصنفین میں ایک مصنف تھے ہنوز بت پرست تھے کہ آنحضرت نے عموماً اپنی شرع جاری فرمائی سبعہ معلقہ میں سے ایک قصیدہ کا مطلع یہہ ہی "تمام تعریفیں جو خدا سے علاقہ نہیں رکھتیں بیہودہ ہیں اور تمام منافع جو اُس کے طرف سے نہیں آتے نفعوں کا سایہ ہیں" چند روز تک کوئی ایسا شاعر نملا جو اُسکے مقابل میں قصیدہ لکھتا مگر آخر کار قرآن شریف کی سورت موسوم برا رات[۵۲] دروازہ کعبہ کو چسپاں کی گئی اور لبید پہلی ہی چند آیتیں پڑھکر ایسا شرمندہ ہوگیا کہ اُس نے اقرار کرلیا کہ یہہ آیتیں بغیر خدا کے الہام کے نہیں ہوسکتیں اور اُسیوقت اسلام قبول کرلیا قرآن شریف کی وہ آیتیں جن کے سبب سے یہہ شخص اسلام لایا یہہ ہیں الخ"

اور اِسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہی "یہہ جو لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے قرآن شریف ایک عیسائی راہب اور عبداللہ سلام ایک فارسی یہودی کی مدد سے لکھا ہی یہہ قول اپنی خود تکذیب کرتا ہی کیونکہ یہہ بات قابل اعتبار نہیں ہی کہ عربی زبان کی خوبی دو غیر ملک کے آدمیوں سے حاصل کیجائے

[۵۱] ابو عقیل لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب عامری شاعر صحابی سورہ [illegible] ہجرت کی ۴۱ برس کی عمر میں [illegible] سورہ بقرہ [illegible]

کیجائے جن مین سے ایک ملکِ شام کا رہنے والا تھا اور دوسرا فارس کا"
اور صـ۵۶ـ مین مذکور ہی "قرآن شریف مین صرف احکامِ مذہبی اور
تہذیبِ اخلاق ہی کا ذکر نہین ہی بلکہ گبن صاحب کا قول ہی کہ اوقیانوس
سے گنگا تک قرآن شریف مجموعۂ قوانین مانا جاتا ہی یہہ نہین کہ اس مین صرف
فقہی مسئلہ ہون بلکہ قوانینِ دیوانی اور فوجداری اور اور مضامین بھی درج
ہین اور وہ قاعدے جو آدمیون کے اعمال اور مال کی نسبت مقرر کئے گئے
ہین اور خدائے تعالی کی بے زوال رضا سے بنائے گئے ہین یا بہ تبدیل
الفاظ ہم اس مطلب کو اسطرح بیان کرسکتے ہین کہ قرآن شریف مسلمانون
کا مجموعۂ قوانینِ عامہ ہی اس مین قوانینِ مذہبی اور سلوکِ باہمی اور فوجداری
اور دیوانی اور تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزادہی سب موجود ہین اور
مذہبی رسمون سے لیکر معاملاتِ دنیوی تک ہر ایک چیز کا مفصل بیان ہی
اور قرآن نجاتِ روح ہی اور صحتِ جسمانی اور حقوقِ عامہ اور حقوقِ شخصی
اور نفع رسانیِ خلایق اور نیکی اور بدی اور سزاے دینی و دنیوی سب
چیزپر حاوی ہی" الخ ـ اور صـ۵۷ـ مین مسطور ہی کہ "ریبان
صاحب کا قول ہی کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام مین بالکل پادری پن نہ تھا
اور آپ سے زیادہ کوئی اُن رسمون کا دشمن نہ تھا جو مذہب کی تائید کے
بہانے اُس کی ہیئتِ اصلی بالکل خراب کردیتے ہین اس نئے فرقہ
مین یعنے عیسائی لوگون مین اُن کے قانون کے موافق پادریون کے اعزاز
و اکرام کی بالکل اصل نہ تھی ـ اِنکا حکم تھا کہ وہ ایک دوسرے کو بھائی کہین

حضرت عیسی نے انکو کہا ہی کہ وہ اپنے ہم مذہبون کو آقا اور باپ[۵۱] کہنے سے باز آئین
کیونکہ آقا حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور صرف خدا باپ ہی لہذا اسلام مین
پادری بالکل نہین ہین" اور صہ ۵۸ مین مرقوم ہی کہ "آنحضرت بڑے
موحد تھے آپ نے بتون اور آدمیون اور سیارات اور ثوابت کی پرستش
کی بالکل ممانعت فرمائی اور یہہ اس وجہ سے کہ ہر حادث کو فنا اور ہر طالع
کو غروب لازم ہی اور جس چیز مین کہ خراب ہونیکا مادہ ہی اُسکو زوال ضرور
ہی۔ آنحضرت خدائے یکتا کی پرستش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُس کی
نہ کوئی شکل مقرر ہی اور نہ جگہ اور نہ اُس کی اولاد ہی۔ اور بالعکس ہمارے دل
کے پوشیدہ بھید سے واقف ہی قدیم ہی حادث نہین ہی اور اُسکو
ذاتی کمال عقلی حاصل ہی" الخ۔ اور صہ ۵۹ مین لکھا ہی کہ "قرآن شریف
کا سب سے بڑا مضمون خدائے تعالی کی وحدانیت اور آنحضرت کی رسالت
ہی وہ اپنے تئین نبی اور خدا کا رسول سمجھتے ہین آپ فرماتے ہین کہ چونکہ عیسائیون
نے غلطی سے مسائل وحدانیت اور رسالت کو خراب کر دیا اُس مین مسئلہ تثلیث
داخل کر دیا خدائے تعالی نے چاہا کہ وہ اپنے سچے مسئلون کو بغیر گواہی کے چھوڑے
لہذا اُسنے اپنے نبی کو بھیجا کہ وہ انھین دوبارہ قایم کردے یہی دلیل ہی کہ مسلمان
لوگ قرآن شریف کے رو سے اپنے کو برخلاف خوش عقیدہ عیسائیون کے موحد
کہتے ہین اور عیسائیون کو مشرک کہتے ہین کیونکہ آنحضرت کے قول کے موافق
عیسائی لوگ خدائے تعالی کے سوا اور کو بھی پرستش مین شامل کر لیتے ہین چنانچہ
آنحضرت فرماتے ہین[۵۲] اے اہل الکتاب یعنے اے یہودیو اور عیسائیو تم اپنی پرستش

[۵۱] یہودی نے اور عیسائیون نے اپنے پادریون کو آقا اور باپ کہنے سے منع کیا ہی اور عیسائی اب تک نہین مانتے ہین

[۵۲] سورہ ۳ آل عمران

پرستش مین حد سے زیادہ تجاوز نکرو جب تم خدائے تعالی کا ذکر کرو تو ایسی بات
نکہو جو حق تعالی کے خلاف ہو عیسی مسیح ابن حضرت مریم علیہا السلام صرف
خدا یتعالی کے نبی ہین تم صرف خدائے تعالی اور اُس کے نبیون کا یقین کرو
اور مسئلہ تثلیث کا ذکر نکرو تم اپنی تقریر کو حد سے نہ بڑہنے دو خدا یتعالی
واحد ہی تمام تعریف اُسی کو سزاوار ہی اور اُس کا کوئی بیٹا نہین ہی"
اور صفحہ ۵۹ کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ "پٹوین اور کبن اور نورٹن
صاحب اور اور مؤرخین نے یہہ بات بڑی محنت سے ثابت کی ہی کہ
تین لوگون کی انجیل مین (جون صفحہ اول درس) جو مسئلہ تثلیث کی بنا ہی
بالکل مصنوعی ہی اور کان مٹ صاحب خود اس بات کا مقر ہی کہ اس
درس کو مین نے کسی قدیم انجیل کے نسخہ مین نہین پایا حضرت عیسی علیہ
السلام نے صرف خدائے تعالی کی وحدانیت تلقین کی تھی مگر پال اور
جون حواریون نے جو افلاطون کے پیرو تھے مذہب عیسائی کی
وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا اور اُس مین افلاطون کے
غیر مفہوم مسئلہ کو جو تثلیث کا مسئلہ تھا داخل کر دیا بنیاد مسئلہ یہہ ہی
کہ افلاطون نے اللہ تعالی کی دو صفتون کو دو جسم فرض کیا ہی۔ اگر لوک
صاحب کی راے درست ہی کہ مسلمان حضرت عیسی کی رسالت کے قائل
ہین اور اُن کے معجزون کا دل سے یقین کرتے ہین تو وہ عیسائی ہین"
اور صفحہ ۶۰ مین مذکور ہی کہ "قرآن شریف کا بڑا مسئلہ خدا یتعالی
کی وحدانیت ہی آنحضرت فرماتے ہین کہ میری رسالت کی اصل غرض

یہہ ہی کہ خدائے تعالی کی وحدانیت کو پھر قایم کرون اور یہہ بھی ارشاد فرماتے تھے کہ صحیح مذہب ایک سے زیادہ نہین ہوسکتا اور اگرچہ بعض قوانین اس مین خدائے تعالی کی ہدایت کے موافق تبدیل ہوجاتے ہین مگر اُسکی اصل کبھی نہین بدلتی کیونکہ وہ بیزوال اور حق ہی اور جب کبھی مذہب حق کے اصول مین فرق آگیا خدائے تعالی نے اُس کے درس کے واسطے نبی بھیجے تاکہ وہ آدمیون کو یہہ مذہب تلقین کرین ان سب مین حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام میرے ظہور تک سب سے زیادہ بزرگ رہے آنحضرت نے کبھی یہہ نہین مشہور کیا کہ مین ایک نئے مذہب کا موجد ہون بلکہ برخلاف اسکے یہہ فرمایا کہ میرا مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب ہی جو مجھے جبرئیل نے بتایا۔

قرآن شریف کی اصل غرض یہہ ہی کہ کتب آسمانی کی تصحیح کرے جن مین آن حضرت فرماتے تھے کہ یہودیون اور عیسائیون نے تحریف کردی ہے" الخ اور صـ ۶۲ مین مرقوم ہے کہ "عیسائی جس قدر بے انصافی قرآن شریف کی تہذیب کے اعتراض کرنے مین کرتے ہین اُسی قدر بے انصافی سے اُس کے مسئلون پر اعتراض کرتے ہین" اور صـ ۶۳ مین مسطور ہی کہ "منجملہ محاسن اور خوبیون قرآن شریف کے جس پر اہل اسلام کو ناز کرنا بجا ہے دو باتین نہایت عمدہ ہین۔ اول قرآن شریف کی وہ خوش بیانی جس مین خدائے تعالی کا ذکر ہی اور جس کے سُننے سے آدمی کے دل پر ایک طرح کا اثر پیدا ہوتا ہی اور خوف آتا ہے۔ اور جس عبارت مین خدا تعالے

خدائے تعالیٰ کی نسبت اُن جذبوں کا مغلوب ہونا نہیں منسوب کیا گیا ہے جو انسان
کے واسطے مختص ہیں۔ دوسرے تمام قرآن شریف اُن خیالات اور الفاظ
اور قصص سے مبرا ہے جو خلافِ تہذیب خیال کئے جا سکتے ہیں مگر افسوس یہ
عیب یہودیوں کی مقدس کتابوں میں اکثر واقع ہیں حقیقت میں قرآن شریف
اِن عیوب سے ایسا مبرا ہے کہ اُس میں ذرا سی بھی صرف گیری ناممکن ہے اور اگر ہم
اُسے اول سے آخر تک پڑھیں تو کہیں ایسی بات نہ واقع ہوگی کہ جس سے ہنسی آجائے
وہ مذہب جس کی قرآن شریف نے بنا ڈالی ہے اُس میں کمال وحدانیت ہے
اور اُس میں خدائے تعالیٰ کا مضمون سمجھنے میں کچھ دقت نہیں ہے۔ اہل اسلام
کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ ہر مقام پر موجود ہے اور اُسی کے حکم سے
تمام عالم کا انتظام قایم ہے" الخ اور صـ ۶۵ میں مذکور ہے کہ "فی الحال
یہ امر بخوبی دریافت کرنا ناممکن ہے کہ اسقدر آدمیوں نے کیوں اسلام قبول
کر لیا مگر یہ ہو سکتا ہے کہ ہم بعض بڑے بڑے سبب اس جگہ لکھیں۔ اوّل سبب
تو یہ ہے کہ تمام قرآن شریف خدائے تعالیٰ کے بیان اور ایسے سنجیدہ مضامین
سے پُر ہے کہ جن کے پڑھنے سے ہر آدمی کے دل پر ایک خاص طرح کا اثر ہوتا ہے
مگر جب اُسے اُن لوگوں نے پڑھا جو اپنے اہلِ شہر یہودیوں اور عیسائیوں کے
ربط و ضبط کے سبب سے اپنے قدیم سوراعتقادیوں اور بت پرستی سے
متنفر تھے تو اُنھیں اور بھی اپنے مذہب کی بے بنیادی ثابت ہو گئی۔ دوم
یہ کہ اِس مذہب میں تمام اُن مذاہب کے عمدہ مسئلے اور رسوم اور روایتیں
جنکر رکھی گئی ہیں جو اُس زمانہ میں عرب میں رائج تھیں۔ سوم قرآن میں ایسی

ایسی حاوی کتاب ہو کہ اُس مین معاملاتِ دینی و دنیوی سب موجود ہین۔ بعض مورخ یہہ کہتے ہین کہ اِن سببون کے سوا لوگون کے زیادہ تر اسلام قبول کرنیکا یہہ باعث ہو کہ آنحضرت نے اِس مذہب مین ایک سے زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہو۔ مگر غیر متعصب اور اہلِ انصاف اِسے خیالِ بیہودہ سمجھتے ہین کیونکہ یہہ بات ثابت ہوجائے گی کہ آنحضرت نے کبھی اِس قسم کی ترغیب پر اپنے مذہب کی رواج دہی کے واسطے اعتماد نہین کیا۔ ہمین یہہ نہین چاہیئے کہ ہم اِس معاملہ مین عیسائیون کے زہد و تقوی یا اہلِ یورپ کی رسم و رواج کو دیکھ کر رائے لگاوین جب اہلِ عرب مین ایک سے زیادہ نکاح کرنے کا رواج قدیم سے چلا آتا تھا اگر آنحضرت نے بھی اِس امر کا حکم دیا تو اِس سے آپ کے معتقدین کو کیا زیادہ آزادی حاصل ہوگئی بلکہ آپ کے احکام نے اِس بات مین یعنے کثرتِ نکاح مین جس کا اہلِ شرق مین بہت رواج تھا کمی کردی اُس زمانہ کے غیر تربیت یافتہ قومون مین اکثر حرام کاری کا بہت رواج تھا اور وہ اپنے رشتہ دار عورتون سے خراب ہوا کرتے تھے مگر جب آپنے اِن باتون کی ممانعت قطعی فرمائی تو وہ بالکل معدوم ہوگئی اِس سے صاف ظاہر ہو کہ آپ کے زمانہ مین تہذیب کو ترقی ہوئی اور زوال نہین ہوا۔ پارسا مسلمان سٹواک مذہب والون کے مشابہ ہوتے ہین آبی کیورین مذہب والون کے سے نہین ہوتے۔ کوئی آدمی ایسا نہین ہو کہ جو قرآن شریف کو پڑہے اور اُس کے دل پر خوف کا اثر نہو،، اور صفحہ ۶۸ مین لکھا ہو کہ ،، یہہ بات سچ ہو کہ اگر بجائے اہلِ تاتار و ترکت کے اہلِ یورپ ایشیا کے

کے مالک ہوتے تو وہ اسلام کو اس طرح نہ رہنے دیتے جسطرح مسلمانون نے مذہب عیسائی کو رہنے دیا ہے کیونکہ دیکھو کیسی بیرحمی سے وہ اپنے اُن ہم مذہبون پر ظلم کرتے ہین جنہین وہ خیال کرتے ہین کہ مذہب حق پر نہین ہین جورڈ صاحب فرمانسی کا قول ہے کہ وہ ظلم جو اہل عرب نے عیسائیون پر کیا اور وہ ظلم جو پوپ کے معتقدین نے پروٹسٹنٹ عیسائیون پر کیا اُس کا ہرگز مقابلہ نہین ہوسکتا ۔ واڈڈائی کے محاربون مین صرف سینٹ بارتھولومیو کے عرس کے دن جو قتل ہوا اُس مین اتنی خونریزی ہوئی کہ اہل عرب نے اتبک اسقدر عیسائی نہین قتل کئے ۔ الخ ۔ اور صد ۶۹ مین مسطور ہے کہ وہ عیسائی مؤرخون کو خود اس بات کا اقرار ہے کہ جو مین عیسائی مذہب بادشاہون وغیرہ نے قبول کر لیا تو اُن کی صفائی اور سادگی کم ہوگئی جس کا کتب آسمانی مین مذکور ہے غرور اور لالچ اور فساد نے معلمان مذہب کے دل مین جاے پکڑی اور اُسمین بحثین اور تکرارین شروع ہوگئین فلٹن صاحب کی راے ہے کہ قسطنطین کے زمانہ سے بہت پہلے ہی اکثر عیسائی لوگ خراب ہو گئے تھے اور اُن کے اصول مذہب مین فتور آگیا تھا مگر بعد ازان جب اُس نے معلمان مذہب کی بہت قدر کی اور اُنھین اعلیٰ اعلیٰ مرتبے دئے تو یہہ لوگ دولت کے خواہشمند اور اختیارات ملکی کے شایق ہو گئے اور اُنھون نے مذہب عیسائی کو خراب کر دیا ۔ چھٹی صدی مین آنحضرت مشرق مین پیدا ہوئے اور آپ نے اپنے مذہب کو قایم کیا اور بت پرستی کو ملک ایشیا اور افریقہ اور مصر کے اکثر حصون سے بالکل نیست و نابود کر دیا چنانچہ ان ملکون مین ابتک خدا تعالےٰ

واحد اور حقیقی کی پرستش جاری ہے۔ لاکھون آدمیون کے دلمین اس عرب کے
نبی کی ظاہری اور باطنی برکتون نے جگہہ پکڑی اور ہماری صاف باطنی اس امر
کی مقتضی ہے کہ ہم یہہ خیال کرین کہ حقیقت مین آپ کے معتقدین آپ کی نبوت
کے دل سے قائل تھے اور یہہ سچ جانتے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے اور
آپ سچے نبی ہین ضرور ہے کہ مشرکون کو آپکا مذہب بسبب اُس کے عمدہ قوانین
اور قواعد کے خدا کی طرف سے الہام ہوتا معلوم ہوا ہوگا۔ آپ کا مذہب
زردشت[۱] کے مذہب سے زیادہ صاف اور حضرت موسے کے مذہب سے
زیادہ پاک معلوم ہوتا تھا" الخ۔ اور صفحہ ۷۰ مین مرقوم ہے کہ "آنحضرت
کے مذہب کی صداقت اس بات سے اور بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ اس
مذہب کو نکلے ہوئے ایک عرصۂ دراز منقضی ہوا مگر اسمین اور مذہبون کے مانند
خالق کی جاے مخلوق کی پرستش نہوئی اور اہل اسلام نے اپنے وہم اور
قیاس کی متابعت نہین کی اور خداے تعالی کی پرستش پر قایم رہے
اور اُس کی جاے بتون کو نہ پوجنے لگے۔ اِن کے عقیدے کی بنیاد یہہ
چند الفاظ ہین جنکا ترجمہ یہہ ہے "مین خدا اور اُس کے نبی محمد کا یقین کرتا ہون"
یہہ جو اکثر مؤرخون نے لکھا ہے اور اب بھی بہت لوگ یقین کرتے ہین کہ یہہ
قرآنی مذہب صرف تلوار کے ذریعہ سے شایع ہوا ہے یہہ بات بالکل غلط ہے
کیونکہ ہر ایک غیر متعصب آدمی ادنی فکر مین معلوم کرسکتا ہے کہ آنحضرت کا مذہب
ایسا تھا کہ جس مین انسان کی قربانی اور خونریزی کی جاے نماز اور زکوٰۃ قایم
کی گئی تھی اور ہمیشہ کے جھگڑون اور قضیون کی جگہہ باہمی اخلاص اور محبت کی

[۱] زردشت موجد مذہب آتش پرستان ہے

بنیاد ڈالی گئی تھی اور یہی باعث ترقی کا ہوا تھا - حقیقت مین یہہ مذہب اہل مشرق
کے واسطے سرتاپا برکت تھا اور آنحضرت نے ہرگز اسقدر خونریزی نہین کی جسقدر
موسیٰ علیہ السلام نے بت پرستی کی بیخکنی کے واسطے کی تھی لہذا یہہ بات بالکل
بیہودہ اور بیجا ہی کہ ہم خدا تعالی کے اُس نمونہ قدرت کی کسرِ شان کرین اور جلا
اُسکی بات مین گفتگو کرین جسکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھہ انسان کی راے
اور دلمین اثر ڈالنے کے واسطے پیدا کیا تھا جب ہم اِس تمام مضمون کو خیال
کرتے ہین اور دیکھتے ہین کہ کیسے عجب طور سے آپنے ظہور کیا اور ترقی پائی تو ہمین
بے شُبہ بہت تعجب ہوتا ہی اور اسمین شک نہین معلوم ہوتا کہ جن لوگون نے
مذہب اسلام اور عیسائی دونون کی کتابون کو پڑہا ہی اُنھین بیشک یہہ شُبہ
ہوتا ہوگا کہ کونسا مذہب اِن دونون مین صحیح ہی اور اُنھین یہہ اقرار کرنا پڑتا ہوگا
کہ مذہب اسلام بہت عمدہ مطالب کے واسطے ایجاد کیا گیا ہی" الی آخرہ
بندہ کہتا ہی کہ جب اہل انصاف وعقل عیسائیون کی کتابون مین مسئلہ تثلیث
کو دیکھینگے اور عیسیٰ کی انبیت اور الوہیت اور خدا کی ابوت کے خلاف
عقل مسائل پر نظر ڈالتے ہون گے تو اُنھین یقین کرنا پڑتا ہوگا کہ عیسائیون کا مذہب
مذہب بالکل باطل ہی اور وہ جب مسلمانون کے اعتقاد توحید حقیقی و تنزیہ
حضرت باری کو ملاحظہ کرتے ہون گے تو یقین فرماتے ہون گے کہ مذہب
اسلام بہت سچا مذہب ہی اور یہی اہل اسلام فی الحقیقت حضرت
عیسی علیہ السلام کے بھی پیرو ہین نہ عیسائی - المختصر اِس مصنف نے
یعنے جان ڈیون پورٹ صاحب نے اپنی تمام کتاب جسکا ترجمہ ۱۴۵

صفحون مین ہوا ہی مذہب اسلام اور شارع اسلام کی حقیت کے بیان مین بھر دی ہی۔ اور محض ایک عیسائی عالم ہونیکے سبب سے اس مصنف کے اقوال لایق غور و تامل نہین ہین بلکہ ہر قول اس مصنف کا مدلل بدلیل محکم اور موجہ بوجہ روشن ہی لہذا ہر ذیفہم و انصاف کو لازم ہی کہ اس منصف مزاج عیسائی کے اقوال کو بنظر غور ملاحظہ فرماکر راہ حق اختیار فرمائے اور کج بحثی اور باطل کوشی سے اجتناب کرے۔

ثانیاً ڈاکٹر لی بان صاحب جو ایک بڑے محقق اور مؤرخ عیسائی مذہب کے ہین تاریخ تمدن عرب صفحہ ۱۲۰ سے ۱۲۷ تک مین کہتے ہین وہ

فصل دوم فلسفۂ قرآن اور اشاعت قرآن۔

اگر اسلام کے اصلی اعتقادات کو دیکھا جاے تو معلوم ہوگا کہ اسلام گویا ایک قسم کا مذہب عیسائی ہی جس مین سے مشکلات اور پیچیدگیان نکال ڈالی گئی ہین۔ البتہ اسلام مین اور عیسائی مذہب مین فروعات کے فرق بہت سے ہین اور ایک بہت بڑا فرق اصولی یہی ہی یعنے اسلام مین خالص اور پاک وحدانیت باریتعالی ہی۔ خداے واحد مطلق سب چیزون سے برتر ہی اور اُس کے اِرد گرد نہ ملائکہ ہین نہ اولیا اور نہ ایسے اشخاص جو واجب التعظیم ہون اور فی الواقع تمام مذاہب عالم مین یہہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہی کہ اُس نے پہلے پہل وحدانیت خالص و محض کی اشاعت دنیا مین کی۔ اسی خالص وحدانیت کی وجہ سے اسلام کی ساری سادگی اور ساری شان ہی اور یہی سادگی باعث ہوئی ہی اسلام کی قوت اور اسلام کی مضبوطی کی

یہہ وحدانیت محض ایسی آسانی سے سمجھہ مین آجاتی ہر کہ اس مین کسی قسم کا کوئی بھید یا معما نہین ہے اور نہ اس مین اُن متضاد چیزون کے ماننے کی ضرورت ہر جو دوسرے مذاہب مین واقع ہوتی ہین اور جنھین عقلِ سلیم قبول نہین کرتی ایک خدائے واحدِ مطلق معبود - تمام بندے - اُس کی نظرون مین برابر - بہت تھوڑے سے ارکانِ دین - جن کا بجالانا واجب ہر اور اُن کے بجا لانے کی جزا بہشت ہر - اور اُن کے نہ بجالانے کی سزا جہنم - اِس سے زیادہ صاف وسادہ اور غیر مبہم کونسا مذہب ہوسکتا ہر - ایک ادنی مسلم بھی وہ کسی فرقہ کا کیون نہو بخوبی اپنے اعتقاداتِ مذہبی سے واقف ہر اور اُن کو چند لفظون مین صراحت کے ساتھہ بیان کرسکتا ہر - برخلاف اس کے اگر کسی عیسائی سے مسئلہ تثلیث یا مسئلہ تبدیلِ جنس یا مثل ذلک اعتقادی معمون کی بابت پوچھا جائے تو جب تک وہ علمِ کلام سے ماہر نہو اور منطق کی تمام باریکیون پر عبور نرکھتا ہو ہرگز جواب نہ دیسکیگا (بندہ کہتا ہر کہ جو شخص جسقدر علمِ کلام کا ماہر اور منطق کی تمام باریکیون پر عبور رکھتا ہوگا اُسیقدر اِس مسئلہ تثلیث اور تبدیلِ جنس وغیرہ کو ابعد از عقل اور محالات قطعیہ سے جانیگا) اسلام کی وضاحت اعتقادات اور اُسکے ساتھہ دوسرون کے مقابل مین نیکی اور انصاف جس کی مُہر اس مذہب پر کی گئی ہر اسکی عالمگیر اشاعت کا بہت بڑا باعث ہوا - یہی خاصیت اسلام کی تھی جس نے اُن تمام قومون کو جو مصریون کی طرح شاہنشاہانِ قسطنطنیہ کے وقت سے چلے آتی تھین دعوتِ نبوی ہونے کے ساتھہ ہی مسلمان ہوجانے پر آمادہ

کر دیا حالانکہ ایسی کوئی مثال کسی قوم مسلم کی خواہ وہ فاتح ہو یا مفتوح موجود نہین
ہی جس نے کبھی دینِ عیسوی کو قبول کیا ہو۔ کسی مذہبی کتاب کے فوائدِ عامّہ کا
اندازہ کرتے وقت یہہ نہین دیکھنا چاہیئے کہ اُسمین فلسفی خیال کیسے ہین (کیونکہ
یہہ عموماً بہت ہی کمزور ہوا کرتے ہین) بلکہ یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جن اعتقاداتِ
دینی کی تعلیم اس کتاب مین کی گئی ہی اُنھون نے دنیا مین کیا اثر پیدا کیا
اور جسوقت اسلام کو اس نظر سے دیکھین تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے اُن مذاہب
مین جنھون نے قلوب پر حکومت کی ہی یہہ بھی ایک نہایت عالیشان مذہب
ہی۔ البتّہ اسلام مین بھی نیکی اضافِ عبادت۔ وغیرہ وغیرہ کی ایسی ہی تعلیم
ہی جیسے کل ادیان مین لیکن یہہ تعلیم ایسی سادگی اور وضاحت کے ساتھہ
کی گئی ہی کہ ہر شخص کی سمجھہ مین آجاتی ہی۔ اسلام قلوب مین اِس قسم کا
زندہ اور پر زور جوشِ ایمان پیدا کر دیتا ہی کہ پھر اُس مین مطلقاً شک اور
تذبذب کی گنجایش نہین رہتی۔ اسلام کا ملکی اور تمدنی اثر فی الواقع
بے حد و بے پایان ہی۔ زمانۂ جاہلیت مین عربستان کا ملک چھوٹے چھوٹے
خود مختار صوبون اور قبیلون مین منقسم تھا جو ہمیشہ ایک دوسرے سے
لڑا کرتے تھے ظہورِ پیغمبرِ اسلام سے ایک صدی کے اندر عربون کا ملک
دریاے سندھ سے اندلس تک پہونچ گیا تھا اور اُن تمام شہرون مین جہان
اسلامی پرچم جلوہ فگن تھا ایک حیرت انگیز ترقی نظر آتی تھی اسکی وجہ یہہ ہی
کہ اسلام وہ مذہب ہی جس کے اعتقادات کو مسائل علوم طبعی کے ساتھہ پورا توافق
ہی اور اِن اعتقادات کا خاصہ یہہ ہی کہ ہمارے اخلاق کو نرم کرین اور ہم مین
نیکی

نیکی اور انصاف اور دوسرے مذاہب کی رواداری پیدا کرین اس مین شک نہین کہ فلسفیانہ خیال سے مذہبِ بدھ کے اعتقادات کو تمام سمیاطیقی مذاہب کے اعتقادات پر ترجیح ہی لیکن اس کے ساتھ ہی جب مذہبِ بدھ کو عوام الناس کی سمجھ کے مطابق بنانیکی ضرورت پڑی تو اس مین ایک انقلابِ کلی کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہہ ترمیم شدہ مذہب اسلام سے بہت گھٹ گیا۔ جس تمدن کو خلفاے اسلام نے قایم کیا اُسکی وہی سرگزشت ہی جو تمام اُن تمدنون کی جو وقتاً فوقتاً دنیا مین آتے ہین۔ ہوا کرتی ہے یعنے وہ پیدا ہوا بلوغ کو پہنچا اسمین انحطاط آیا اور وہ مرگیا۔ وہ بھی اس گردِ روزگار مین جا ملا جس مین پرانے تمدن پڑے ہوئے ہین۔ لیکن مذہبِ اسلام کے اعتقادات کو زمانہ نہ مٹا سکا اور آج بھی ان کا اثر ویسا ہی پرزور ہی جیسا پہلے تھا۔ ہمارے اس زمانہ مین جبکہ اسلام سے کہین پرانے مذاہب کی حکومتین قلوب پر سے کم ہوتی جاتی ہین قانونِ اسلام کی وہی پہلی حکومت اس وقت تک قایم ہی۔ دنیا مین اس وقت مسلمانون کی تعداد دس کروڑ نفوس سے زیادہ ہی عربستان مصر شام فلسطین ایشیاے کوچک ان سب ملکون مین تقریباً یہی مذہب ہے ہندوستان کے ایک بہت بڑے حصہ مین روس مین چین مین اور افریقہ کے اُس کل حصہ مین جو خطِ استوا کے شمال واقع ہوا ہی مسلمان موجود ہین۔ ان مختلف اقوامِ عالم مین جو اسلامی قانون کے پابند ہین دو چیزون نے باہم اتفاق پیدا کر رکھا ہے اوّلاً زبانِ عربی اور ثانیاً حجِ بیت اللہ جہان تمام عالم کے مسلمانون کو یکجا ہونا پڑتا ہی ہر ایک مسلمان کو وہ کسی فرقہ کا کیون نہو ضرور ہی کہ قرآنِ مجید کو عربی مین پڑھ سکے اور

اسی وجہ سے کہا جاسکتا ہی کہ زبانِ عربی تمام عالم مین مروج ہی۔ اگرچہ پیروانِ اسلام
اس وقت بہت ہی مختلف اقوام اور اجیال کے اشخاص ہین لیکن ان سب مین
ایک قسم کا اندرونی تعلق ہی کہ اگر ضرورت پڑے تو یہ سب بہت آسانی کے
ساتھ ایک پرچم کے نیچے جمع ہوسکتے ہین۔ اشاعتِ قرآن اور دینِ اسلام
کی حیرت انگیز سرعت نے مؤرخین مخالف کو نہایت تعجب مین ڈالا ہی اور بجز اسکے
کوئی توجیہ اُن سے بن نہ پڑی کہ اس مذہب مین شہواتِ نفسانی کی باگ ڈھیلی
کردیگئی ہی جس کی وجہ سے عوام کی رغبت اس کی طرف ہوئی اور علاوہ اس کے مذہب
بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہی۔ لیکن یہہ امر نہایت آسانی کے ساتھ ثابت ہوسکتا ہی
کہ اُن کا یہہ خیال بالکل بے بنیاد ہی۔ محض قرآن کے پڑھنے سے معلوم ہوسکتا
ہی کہ اسکی اخلاقی تعلیم ہرگز اور کتبِ دینیہ کی تعلیم سے سختی مین کسیطرح کم نہین
البتہ قرآن نے تعددِ ازدواج کو قبول کرلیا ہی لیکن یہہ وہ رسم ہی جو قبل از
اسلام کل مشرقی اقوام مین موجود تھی اور قرآن کا اُسے جایز رکھنا کوئی جدید بدعت
کی بات نہ تھی۔ اخلاقی آزادی کی بابت جو کچھ اعتراض اسلام پر ہوا ہی اس کا جواب
ایک مدت ہوئی دیا جاچکا ہی علی الخصوص اُس مشہور فلسفی اور عالم بیل نے
اس پر ایک عمدہ بحث کی ہی۔ اس امر کو ثابت کرنے کے بعد کہ اسلام مین روزہ
ترکِ مسکرات اور دیگر افعالِ اخلاقی کے متعلق احکام بمقابل دوسرے مذاہب
کے بہت زیادہ سخت ہین بیل لکھتا ہی "وہ فی زمانہ یہہ خیال کرنا کہ اسلام نے
جس سرعت کے اور جس وسعت کے ساتھ ترقی کی وہ محض اس وجہ سے تھی
کہ اس مذہب نے انسان کو مطلق العنان کردیا اور افعالِ نیک و بد کی پابندی
اٹھا

اُٹھادی اور اپنے پیروون کو برے کام کرنے کے لئے آزاد کر دیا۔ اپنے کو بالکل دھوکے مین ڈالنا ہے۔ ہاٹنگر نے ہمین ایک لمبی چوڑی فہرست اُن اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانون مین بطور مقولون کے رائج ہین اور بلاخوشامد مذہب اسلام کہا جاسکتا ہے کہ ان مقولات سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب اور بدی سے محترز کرنے کے لئے نہین ہوسکتا اسی سلسلہ مین مین یہہ کہونگا کہ وہ نعمتین جن کا وعدہ پیغمبر اسلام نے اپنے پیروون کے لئے جنت مین کیا ہے ہرگز اُن سے کم نہین جن کا وعدہ انجیل مین عیسویون کے لئے کیا گیا ہے۔ وہ (یعنی جنتی) ایک ایسی حالت مین ہون گے جس کی لذتین کل اُن چیزون سے بالاتر ہین جن کا مشاہدہ انسان کی آنکھون نے کیا ہے۔ جس وقت ہم فتوحاتِ عرب پر نظر ڈالین گے اور اُن کی کامیابی کے اسباب کو اُبھار کر دکھائین گے تو معلوم ہوگا کہ اشاعتِ مذہب مین تلوار سے مطلق کام نہین لیا گیا۔ کیونکہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی مین آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ اگر اقوامِ عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کرلیا اور بالاخر اُن کی زبان کو بھی اختیار کیا تو یہہ محض اس وجہ سے تھا کہ اُنھون اپنے جدید حاکمون کو اُن قدیم حاکمون سے جن کی حکومت مین وہ اُسوقت تک تھے بہت زیادہ منصف پایا اور نیز اُن کے مذہب کو اپنے مذہب سے بہت زیادہ سچا اور سادہ پایا۔ یہہ امر تاریخ سے ثابت ہوچکا ہے کہ کوئی مذہب بزورِ شمشیر نہین پھیل سکتا۔ جسوقت عیسویون نے اندلس کو عربون سے فتح کرلیا اُس وقت اِس مفتوح قوم نے جان دینا

قبول کیا لیکن مذہب کا بدلنا قبول نہین کیا ۔ فی الواقع دینِ اسلام بعض اسکے کہ بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہو محض بہ ترغیب اور بزورِ تقریر شایع کیا گیا ہے ۔ اور یہی ترغیب تھی جس نے اقوامِ ترک و مغل کو بھی جنھون نے آگے چل کے عربون کو مغلوب کیا دینِ اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر دیا ۔ ہندوستان مین جہان عربون کا محض گزر ہی ہوا تھا اسلام نے اسقدر ترقی کی ہے کہ اسوقت پانچ کرور سے زیادہ مسلمان اس ملک مین موجود ہین اور اُن کی تعداد ہر روز بڑھتی جاتی ہے اگرچہ انگریز اس وقت ملک پر حکومت کر رہے ہین اور اُن کے ساتھ پادریون کی ایک فوج موجود ہے جس کا کام مسلمانون کو عیسائی بنانا ہے تاہم اس کی کوئی سچی مثال نہین پائی جاتی کہ پیادری اپنے ارادہ مین کامیاب ہوئے ہون ۔ چین مین بھی اشاعتِ اسلام کچھ کم نہین ہوئی ۔ ہماری کتاب کے ایک دوسرے حصہ مین معلوم ہوگا کہ اس ملک مین بھی اسلام کس قدر جلد پھیلا اگرچہ عربون نے چین مین اگز بھر زمین پر بھی قبضہ نہین کیا تاہم اس وقت چینی مسلمانون کی تعداد دو کرور نفوس سے زیادہ ہے ۔

تقدیر کے اعتقاد کا الزام جو اسلام پر لگایا گیا ہے یہہ بھی اور الزامات کی طرح جن کا جواب دیا جا چکا ہے بہت ہی خفیف الزام ہے ہم نے قضاء قدر کے متعلق جو آیاتِ قرآنی جمع کی ہین اُن مین ہرگز اُس سے زیادہ نہین ہے جتنا کتابِ مقدس مین موجود ہے کیا فقیہ اور کیا فلسفی (علی الخصوص لوتھر) اِس امر کے قائل ہین کہ دنیا مین سلسلۂ واقعات معین ہے اور اُس مین کوئی

کوئی تغیر نہین ہوسکتا۔ خود یوتھر جو بانی ہے اصلاح مذہب عیسوی کا لکھتا ہے
وہ کتاب مقدس کی ساری شہادتین سلسلۂ اختیار کے بالکل خلاف ہی واقع
واقع ہین۔ ایسی شہادتین بے انتہا مقامات پر موجود ہین بلکہ ساری کتاب
ان سے مملو ہے" تمام اقوام عالم کی مذہبی کتابون مین تقدیر کا مسئلہ موجود
ہے قدماے روم و یونان نے اُس کا نام قسمت رکھا تھا اور اُسے ایک ایسی
قوت فرض کرلیا تھا جو تمام چیزون کی سرتاج تھی اور جس کی اطاعت انسانون
اور دیوتاؤن دونون پر لازم تھی جن واقعات کو قسمت مقرر کردیتی تھی وہ ہمیشہ
وقوع مین آتے تھے۔ اڈیپس کو جس وقت صدائے غیبی نے یہہ سنا دیا کہ وہ
خود اپنے باپ کو قتل کریگا اور اپنی مان سے شادی کریگا تو پھر اس کا نالہ و
فریاد کرنا لاحاصل تھا بے رحم قسمت نے جو کچھ ٹھہرا دیا اُس سے کوئی مفر
نہ تھا۔ تقدیر کو مذہب اسلام مین کچھ اُس سے زیادہ وقعت نہین دیگئی ہے
جو اُس نے اور مذاہب مین پائی ہے بلکہ مین کہہ سکتا ہون کہ اسے اسلام نے
اتنی بھی وقعت نہین دی جتنی آج کل کے اُن علما نے دی ہے جن کا قول
بہ تبعیت لاپلاس اور لائپ نٹز یہ ہے اگر کوئی ایسا عقلمند شخص فرض کرلیا
جاے جو کسی آن واحد مین کل اُن قوتون کا علم حاصل کرسکے جو کائنات مین
موجود ہین اور نیز کل اُن اجسام کے مواقع سے واقف ہو جن پر قوتین عمل کر رہی ہین
اور اس کے ساتھہ اسمین یہہ صلاحیت بھی ہو کہ ان کل قوتون اور اجسام کو ایک
دوسرے سے علیحدہ کرکے دیکھ سکے تو ایسا شخص عاقل اس قسم کا ایک ہی قاعدہ
بنا سکتا ہے جو بڑے بڑے اجرام سماوی اور نیز باریک سے باریک ذرہ

کی حرکت پر حاوی ہو سکے۔ ایسے شخص کے سامنے کوئی چیز مشکوک حالت میں نہیں رہ سکتی اور ماضی و مستقبل دونوں اُس کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے" مشرق کا مسئلۂ تقدیر جو فلسفۂ عرب اور نیز بہت سے اُن فلسفیوں کی بنیاد ہے جن کے مصنفین نے حقایق اشیاء پر غور کی ہے فی الواقع ایک قسم کی تسلیم و رضا ہے جس سے غرض یہ ہے کہ انسان اپنی موجودہ حالت پر بیجا شور و غل نہ مچائے۔ فی الواقع یہ ایک مسئلۂ اخلاقی ہے نہ اعتقادی ۔۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی عرب تقدیر کے قائل تھے اور اس مسئلہ کا اثر نہ تو عربوں کی ترقی پر تھا اور نہ اُن کے تنزل پر ہونا چاہئے" انتہی بلفظہٖ۔

اور اسی کتاب یعنے تمدنِ عرب کے صفحہ ۱۲۴ کے حاشیہ میں مصنف کہتا ہے کہ "اُن آیاتِ قرآن میں جو اوپر نقل کی گئیں ہم دیکھ چکے ہیں کہ پیغمبرِ اسلام نے اپنے ماقبل کے مذاہب کی اور علی الخصوص مذہبِ یہود اور نصاریٰ کی بے انتہا رواداری کی ہے یہ اُس قسم کی رواداری ہے جو مذاہب کے بانیوں میں نہایت شاذ ہے۔ اور ہم آگے چلکر دیکھیں گے کہ آنحضرت کے اِن احکام کی پابندی آپ کے جانشینوں نے کس درجہ کی ہے۔ کُل اُن مسلم اور غیر مسلم مؤرخین نے جنھوں نے عربوں کی تاریخ کو بغور پڑھا ہے اِس رواداری کا اعتراف کیا ہے منجملہ ذیل اقوال سے جنکو ہم نقل کرتے ہیں اور جن کے مثل اور بہت اقوال موجود ہیں معلوم ہوگا کہ ہماری یہ رائے صرف ایک ذاتی رائے نہیں ہے۔ رابرٹسن اپنی تاریخ چارلس پنجم میں لکھتا ہے "وہ مسلمان ہی تھے جن میں اشاعت مذہب کے جوش کے ساتھ رواداری لی ہوئی تھی ایک طرف تو وہ اپنے پیغمبر

پیغمبر کے دین کو بزور شمشیر پھیلاتے تھے اور دوسری طرف اُن اشخاص کو جو اُسے قبول نہیں کرتے اپنے اصلی ادیان پر قایم رہنے دیتے تھے" میشو اپنی تاریخ جنگِ صلیبی مین لکھتا ہے "احکامِ قرآنی جو مذہب کے مقابل مین تلوار سے لڑنا سکھاتے ہین جملہ دین کی نہایت رواداری کرتے ہین ان احکام کے رو سے بطریقون اور راہبون اور اُن کے ملازمون کو جزیہ معاف ہی آنحضرت نے اپنے پیرووں کو خاص طور پر راہبون کے قتل کرنے سے ممانعت فرمائی کیون کہ یہہ لوگ نماز پڑھنے والے تھے۔ جس وقت حضرتِ عمر نے بیت المقدس کو فتح کیا تو اُنھون نے عیسائیون کو مطلق نہین ستایا۔ برخلاف اِس کے جب صلیبیون نے اُسی شہر مقدس کو لیا تو اُنھون نے نہایت بیرحمی سے مسلمانون کا قتلِ عام کیا اور یہودیون کو جلا دیا" میشو رہبان اپنی کتابِ مذہبی سفر مشرق مین لکھتا ہی کہ "عیسائیون کے لئے نہایت افسوس کی بات ہی کہ مذہبی رواداری جو مختلف اقوام مین ایک بڑا قانونِ مروّت ہی اِن کو مسلمانون نے تعلیم کی۔ یہہ بھی ایک ثواب کا کام ہی کہ انسان دوسرے کے مذہب کی عزت کرے اور کسیکو مذہب کے قبول کرنے پر مجبور نکرے" انتہی بلفظہ۔

بندہ کہتا ہی کہ یہہ تمام کلامِ صداقت نظام ایک ذی انصاف عیسائی محقق یعنے ڈاکٹر لی بان کا نہایت غور اور لحاظ کرنے کے لایق ہی کہ جسمین اسکی عقلِ سلیم اور انصاف نے حق گوئی پر اُسے مجبور کر دیا ہے اور مجھے امید ہی کہ بعد غور و لحاظِ کامل کے ہر منصفِ عاقل بے تامل یہہ فیصلہ کر دیگا کہ مذہبِ اسلام نہایت سچا مذہب ہی اور شارعِ اسلام بیشک سچے اور برحق نبی ہین۔

ثالثاً آنریبل سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب لائف آف محمد مین لکھتے ہین کہ "ہم بلا تامل اِس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ اسلام نے ہمیشہ کے واسطے اکثر توہماتِ باطلہ کو کالعدم کر دیا اسلام کی صدائے جنگ کے روبرو بت پرستی موقوف ہوگئی (یہہ بھی کہنا چاہیئے کہ بت پرستی کی برائی بیان کرکے ایسی عمدہ تعلیم کی کہ لوگ خود بخود بت پرستی چھوڑ کے خدا پرست ہوگئے) اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرتِ کاملہ کا مسئلہ حضرت محمد کے معتقدون کے دلون اور جانون مین ایسا ہی زندہ اصول ہے جیسے خاص حضرت محمد کے دل مین تھا (یہ عمدگی تعلیم کا اثر ہے) مذہبِ اسلام کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہے یہہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیئے۔ بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام مین کچھہ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہبِ اسلام مین یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس مین برادرانہ محبت رکھین یتیمون کے ساتھہ سلوک کرین غلامون کے ساتھہ نہایت شفقت سے پیش آئین نشہ کی چیزون کی ممانعت ہے۔ مذہبِ اسلام اِس بات پر فخر کرسکتا ہے کہ اِس مین پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب مین نہین پایا جاتا" از پیغامِ محمدی صفحہ ۱۸۱۔

افسوس ہے اُن عیسائیون پر جو مذہبِ اسلام مین عیاشی کی تعلیم بتاتے ہین وہ ذرا اپنے منصف مزاج بھائیون کے اقوال کو ملاحظہ کرین اور باطل کوشی سے باز آئین۔

رابعاً مسٹر ہنکس اپنی کتاب کے دفعہ ۵ مین لکھتے ہین "عیسائی مذہب مین اخلاق کا کوئی ایسا مسئلہ نہین ہے کہ مسلمانون کی تعلیم مین نہ پایا جاتا ہے اور

اور پھر دفعہ ۴۷ مین لکھتے ہین وہ کوئی حکیم شاید یہہ گمان کرسکتا ہی کہ جب محمد عمدہ مسائل اخلاقیہ دین عیسوی سے مستفید ہو رہے تھے تو اپنی دانائی سے صرف اسکی خوبی ہی کو اخذ نہین کیا بلکہ برائی کو چھوڑ کر اخلاق کو اختیار کیا" اور دفعہ ۴۶ مین لکھتے ہین "وہ جب بہت طول طویل اور غیر الفہم عیسائی مذہبون پر خیال کیا جاتا ہی تو شاید ایک حکیم دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور سہل الفہم ہونے اور بے تکلفی پر آہ کرکے پچتاوے کہ میرا مذہب ایسا کیون نہوا" از پیغام محمدی صل ۱۸۱۔

خامساً لندن کے کوارٹرلے ریویو نمبر ۲۵۴ بابت ماہ اکتوبر ۱۸۶۹ء مین جو ایک آرٹکل اسلام کے نام سے لکھا گیا ہی قابل ملاحظہ ہی اس مین لکھا ہی کہ "وہ ادہر تو گھٹیا اور کارلیل اور اُس طرف جماعت محققین جدید مثل اسپرنگر اور اماری اور نولڈیک اور میور اور دوزی نے تمام جہان پر یہہ بات ثابت کی ہی کہ اسلام ایک زندگی بخشنے والی چیز ہم ہزارون فائدہ مند جوہرون سے بہرا ہوا ہی اور یہہ کہ محمد نے مروت کی سنہری کتاب مین اپنے لئے جگہ حاصل کی ہی"

ساوسا ایشیاٹک کوارٹرلے ریویو بابت اکتوبر ۱۸۸۸ عیسوی مین بعنوان (عیسائیت اور اسلام) ایک مضمون لنڈن مین چھپا ہی جسکی نقل علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۲۹ جنوری ۱۸۸۹ء مین کی گئی ہے اُس مضمون کو بطور خلاصہ بندہ یہان نقل کرتا ہی وہو ہذا

"اس امر کی وجہ معلوم کرنی چندان مشکل نہین ہی کہ پروٹسٹنٹ

مشنریون کی کوشش اہل اسلام کی بہ نسبت کیون کم کامیاب ہوتی ہے۔ قطع نظر ہمارے مشنریون کے طرز وعظ اور اور امور اتفاقیہ کے یہہ بات نظر آتی ہے کہ اُسکی وجہ زیادہ تر خود اصول مذہب ہین۔ گو اِس بات کے کہنے کے لئے جرأت درکار ہے لیکن حقیقت یہہ ہے کہ ہم صرف اِس وجہ سے ناکامیاب ہوتے ہین کہ ہم ایک ایسا روکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہین کہ جو نہ تو کچھہ خیالی لطف پیدا کرسکتا ہے اور نہ عقل مین آسکتا ہے" پھر تھوڑی عبارت کے بعد مرقوم ہے کہ "رومن کیتھلک لوگون نے پرانے ایرین دیوتاؤن کے مجموعہ کو بناسنوار کر اور بدی کے دیوتاؤن کو نیکی کے دیوتاؤن سے بدل کر ایک نئے انداز پر مرتب کیا اور اُسپر ایسا گہرا رنگ چڑہا دیا جسکو ہم اصل عیسائیت کہہ سکتے ہین اور وہ راہبون اور پادریون اور پوپ وغیرہ کے ایک عجیب وغریب سلسلہ کی مدد سے ایک ایسا مذہب پیش کرتے ہین جو ایسا نہین ہے کہ اُن لوگون کو جو ترقی کی ایک متوسط حد سے آگے نہین بڑہے اپنی جانب مائل نکرسکے۔ اور اِسمین کچھہ شک نہین ہے کہ عیسائیت بحیثیت پشت وپناہ ہونے رومن کیتھلک طریقے کے اسکو متوہمانہ مذاہب سے مقابلہ کرنیکی ایک بڑی طاقت دیتی ہے۔ مگر برخلاف اِسکے اسلام اِن لوگون کے لئے جو توہمات کے چھوڑنے پر آمادہ ہون ایک ایسا عقیدہ پیش کرتا ہے جو عقل کے نہایت موافق ہے چنانچہ اِس عالم کون وفساد کے ایک ہی طور کے قانون کے تابع ہونے سے مذہب اسلام وحدانیت ذات باری اور اُس کی تنہا احکم الحاکمین ہونیکو ظاہر کرتا ہے۔ اور اُن

سب

سب قسم کی پرستشون کے معدوم کر دینے سے جو انسانی شتہیات و
جذبات کی مناسبت سے ایک ایک دیوتا ٹھہرالیا گیا ہی۔ اُسکے اپنی صفات
ومنسوبات مین سب سے برتر ہونے کا اعتراف کیا گیا ہی۔ اور نہ صرف
مورتون اور تصویرون ہی کا امتناع کیا گیا ہی بلکہ گانے بجانے اور
راہبون اور پادریون کے سلسلہ کو بھی بلیاسیٹ کر دیا گیا ہی۔ اور بجز
ایک سیدہی سادی معقول پرستش کے جو ایک سیدے سادے مکان
کے اندر یا باہر عمل مین آسکتی ہے اور کچھ باقی نہین رکھا گیا۔ پاکیزگی پاکبازی
کا حکم دیا گیا ہے شراب کا امتناع ہی۔ تمام انسانون کے برابر ہونے
کا وعظ ایک پسندیدہ صورت مین کیا گیا ہی اور دنیا مین نیک عمل کرنے کے
اجر کا وعدہ عالم آخرت مین ایک قابل فہم بہشت کے ساتھ دیا گیا ہی
پس ایک ایسا مذہب ایسے لوگون سے جو کوئی مذہب نہین رکھتے بہت
جلد قبولیت حاصل کر لیتا ہی۔ مگر جب ہم **پروٹسٹنٹ** طریقہ کی طرف
متوجہ ہوتے ہین تو اُس مین کوئی ایسی بات نہین پاتے جو لوگون کے دلون
کو اپنی طرف کھینچے ہم نے اپنے پرانے مذہب کی ایسی باتون کی جو ظاہر
خوشنما معلوم ہوتی تھین اصلاح تو کی لیکن ایسے درجے تک نہین کی جو اسکو
اصل عیسائیت یا کسی ایسی حد تک پہونچا دیتی جو عقل کے موافق ہو کیونکہ
ہمارے مذہب کے موجودہ اصول مبہم اور ناقابل فہم ہین۔ بلکہ شاید
اِس مین بہ نسبت رومن کیتھلک طریقے کے عیسائیت بھی کم ہی کیونکہ جسقدر
اُس مین اعمال حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالم آخرت مین اپنی ذاتی

کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے ۔ اس مین اسقدر
نہین ہی بلکہ زیادہ تر مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو ذریعۂ نجات قرار دیا گیا ہی اور
اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کی گئی ہی کہ خواہ ہم نیک عمل کرین خواہ بدہر حالت مین
گنہگار ہین اور تقصیروار ۔ اور یہہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دھوئے
جانے پر منحصر ہے ۔ مین خیال کرتا ہون کہ میرا یہہ کہنا کچھ خلافِ حقیقت نہوگا کہ مسیح
کے خون سے نجات پانیکا مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے مذہب کی اصل و
بنیاد ہی ۔ اور یہ کہ اسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصولِ دین کے زور دیتے
ہین ۔ لیکن ہمکو اب ذرا یہہ دیکھنا چاہئے کہ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون
کے سامنے پیش کیا جاتا ہی تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے (یہ نتیجہ پیدا کرتا ہی) کہ سب
سے پہلے ہمارا مسئلۂ تثلیث ۔ وحدانیتِ الٰہی کے معقول مسئلہ کو بالکل
مٹا دیتا ہی اور تعجب یہ ہی کہ خدا کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ ہم ایک
بالکل ناقابلِ فہم مسئلہ مین مساوی خداؤن کا بھی قرار دیتے ہین ۔ جو حقیقت
مین دیکھو تو آریا قوم کا وہی پرانا ترکون کا مسئلہ ہی جو کسی طرح بھی اس لائق
نہین ہی کہ ہمارے مذہب مین کھپ سکے ۔ اس تثلیث کے تین خداؤن
مین سے ایک خدا کی نسبت ہم نے قابلِ فہم طور پر کچھ بھی قرار نہین دیا
کہ اُس کا کام کیا ہی پس ہم یہہ امید نہین کرتے کہ ایک اِس قسم کا مسئلہ
اپنے لئے اُن لوگون کی قبولیت حاصل کر سکے جن سے ہم یہہ خواہش کرتے
ہین کہ وہ اپنے بہت سے خداؤن کے وجود کے توہم کو چھوڑ کر ہمارا مذہب
قبول کر لین اور ہم اسپر بھی بس نہین کرتے بلکہ اُن لوگون سے یہ بھی منوایا چاہتے

چاہتے ہین کہ وہ مسیح جس کا دنیا مین پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقعہ ہی نہ صرف نبی اور خدا کا پیغمبر تھا بلکہ خود خداوند عالم تھا اور ہم زور دیتے ہین کہ جو لوگ ہمارے مذہب مین آئین ضرور ہی کہ وہ اِس مسیح کی پرستش اُسکو خاص خداوند تعالی سمجھکر کرین جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز مسئلہ ہی۔ کچھ شک نہین ہی کہ آریا قوم کے لوگ ایسے عجیب وغریب باتون کے عادی ہین۔ جیسے دوم درجے کے خداؤن کا انسانون کی بھلائی کے لئے اوتار لیکر دنیا مین آنا۔ مگر جس حد کو ہم پہونچے ہین اُسکو وہ بھی نہین پہونچے پس ہمارے اس مسئلہ کے قبول کرنے کے لئے ایک بہت بڑا ایمان درکار ہی۔

اور پھر مسئلہ قربانی مسیح کے ذکر کے بعد مرقوم ہے وہ الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر اُن عجیب وغریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھ لیا جو اخیر زمانہ کے یونانیون کے خراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین۔ ہم چاہتے ہین کہ وہ لوگ جو ہمارے مذہب مین آئین اِس عجیب وغریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت کا ضمیمہ سمجھکر مانین بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجھین،،

اور پھر تھوڑی عبارت کے بعد مسطور ہی کہ وہ رسوم ودستورات کے معاملہ مین بھی ہم مسلمانون سے ابتک بہت پیچھے ہین۔ ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرائشی وزیبائشی پرستش اور گانے بجانے اور رنگین کھڑکیون (گرجا کی کھڑکیان مراد ہین) وغیرہ اور ایسے رسوم کی طرف ہی جو خداوند تعالے

کے اُس اعلیٰ درجہ کے تصوّر سے جس کا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرزِ عبادت مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا ۔ ہم انسان کی مرغوبات رشوت کی طور پر دیکر لوگون کو اپنے عبادتخانون مین بلانیکی کوشش کرتے ہین اور اُس مین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اسکو بہ تعمق نظر دیکھین تو یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الٰہی کے کسیطرح موافق نہین ہے ۔ حق یہہ ہے کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی بنانا اور اُن کی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور یہہ اصلاح کا کام اُس حد سے زیادہ بڑھکر کرنا چاہئے جہان کہ اُس وقت ہوا تھا جسکو ریفارمیشن کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ اول ہمکو اپنے بشپون پادریون مشنریون اور عام عیسائی لوگون کو عیسائیت سکھلانی چاہئے پھر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی امید کر سکتے ہین ۔"

اور پھر لکھا ہے کہ "جب مسلمانون نے سلطنتِ متحدۂ یونان و روم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اُس سلطنت کی تہذیب و شائستگی اور علوم و فنون کے بھی وارث ہوگئے اور یہہ بھی وجہ تھی کہ اُنھون نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اُس کے ساتھہ قوانین اور علوم و فنون اور لٹریچر سے بھی اُسکو بہرہ ور کیا حالانکہ ہمارے بزرگ اُس وقت تک بالکل وحشی تھے اور اِس طرح پر اسلام کے دنیا مین قایم ہونے کے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ایک بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث رہی اور وہ اب بھی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصّون خصوصاً افریقہ مین ترقی کر رہے ہین یہہ ٹھیک ٹھیک کہنا بہت مشکل ہے کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب

مذہب کی طرح جو تمامہ اناجیلِ ثلاثہ مین منحصر ہی صاف اور واضح طور پر ایک منحصر دایرہ کے اندر محدود نہین ہی اس لئے غیر مذاہب کے لوگ اس کا اندازہ صرف اس کے نتیجون سے کر سکتے ہین چنانچہ اس کی عام حالت تو بیان ہو چکی ہی اور کچھ شک نہین ہی کہ وہ لوگون کی طرزِ زندگی اور اُن کی چال چلن کے ظاہر اشایستہ اور معزز بنانے مین بہت مؤثر معلوم ہوتا ہی اور ایک بہت بڑی خوبی اس مین یہہ ہی کہ اس مین نہ تو کچھہ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شروع ہی سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہی جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھہ کے برخلاف ہون اور اسیوجہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانے کا میلان بہت ہی کم ہی اور یہہ بات اظہر من الشمس ہی کہ مذہبِ اسلام کے پیرو اُسکی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھہ شرم نہین کرتے" الخ۔

الغرض بہت سے اہل یورپ عیسائی محققین نے اسلام اور شارع اسلام کی تعریف و توصیف مین عمدہ عمدہ مطالب لکھے ہین جن سے ثابت ہوتا ہی کہ اسلام وہ مذہب حق ہی جسکی حقیت مثل آفتاب کے روشن ہی اور جسے مخالفین اسلام بھی جو صاحبانِ عقل و انصاف ہین نہ چھپا سکے بلکہ بدلائلِ محکمہ اسکی عمدگی کو بیان کیا۔ اب مصنفِ کتاب امہات المومنین ذرا ان اقوال کو بنظرِ انصاف ملاحظہ کرے کہ باوجود عیسائی ہونیکے تعلیم اسلام کی کیسی توصیف کرتے ہین اس تعریف کی وجہ بجز اسکے اور کیا ہو سکتی ہی کہ اسلام کی کمالِ خوبی نے انکے دلی انصاف کو واقعی امر کے بیان کرنے پر مجبور

کر دیا بندہ کو اس امر پر کہ بعض اُن لوگون نے جو مسلمانون کے گھر مین پیدا ہوئے ہین مذہب
عیسائی اختیار کر لیا ہے نہایت حیرت تھی کیونکہ ممکن نہین کہ صاحبان عقل سلیم وحدانیت خدائے
تعالی کے عقلی اور قطعی اعتقاد کو ترک کرکے مسئلہ تثلیث اور آدمی کی الوہیت کا اقرار کرین
محالات عقلیہ اور ممتنعات قطعیہ سے ہے کہ سکے مگر بعد ادنی تامل کے ظاہر ہو گیا کہ یہ امر بغیر دو وجہون
کے ہرگز نہین ہو سکتا یا تو اُن کمبخت مسلمانون کی نشو و نما ہی عیسائیون مین ہوئی ہے اور یا ہم قوت
سے سن تمیز تک برابر عیسائیون کے اعتقادات ہی وہ سنتے رہے ہین یا یہ کہ طمع زخارف دنیوی اور حب
مال نے اُنکی آنکھون پر ضلالت کے پردے ڈال دیئے اور قلب کو سیاہ کر دیا اب چاہین وہ بت پرستی کرین
یا آفتاب پرستی یا آدم پرستی یا تثلیث پرستی بغیر ان وجہون کے محال ہے کہ کوئی ذی فہم مسلمان محالات عقلیہ
کے وقوع کا قائل ہو بلکہ فی الحقیقت یہ بات بھی ممکن نہین ہے کہ جو شخص صاحب عقل ہو ہر چند وہ ابتدا ہی
اسلام ہی ہو امر حق نہ اختیار کرے اور محالات قطعیہ کے وجود کا اعتقاد نہ ترک کرے ۔ اور
انصافاً غور کیجئے تو اعتقاد حق منحصر اسلام ہی مین ہے اور اہل اسلام ہی حقیقۃً پیرو عیسی علیہ السلام
ہین کہ اُنکی شہادت کے موافق حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کی نبوت کے قائل ہین اور
موحد خالص ہین اور مسئلہ تثلیث کا کہ وہ خلاف تعلیم حضرت مسیح علیہ السلام اور عین شرک ہے
ہمیشہ تقریراً و تحریراً رد کرتے ہین جیسا کہ محققین عیسائی بھی اسکے قائل ہو گئے پس جس شخص کو
منظور ہے کہ نجات اخروی اور اپنے معبود کی رضامندی حاصل کرے اور عیسی علیہ السلام
بھی اس سے خوش ہون تو اُسے چاہیئے کہ مذہب اسلام اختیار کرے ؎ احدی باش
گر خدا خواہی ؛ ورنہ در ہر طریق گمراہی ۔ وما علینا الا البلاغ المبین والحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین تمت بالخیر ربوم
ختم ۱۳۱۱ حررہ احقر العباد سید فیض حسین غفرلہ ۔ بکتابت کمترین غلام حسن جواہر رقم

تقریظ بی نظیر جلیدهٔ خامهٔ عنبر شمامهٔ زبدة العلماء المتبحرین وعمدة الفضلاء المتحققین مرجع المحدثین الکرام وملاذ المتکلمین العظام العطریف اللوذعی جناب آقا سید علی شتری - المخاطب بسلطان العلما لازالت شموس افاداته مشرقة مادامت الارض والسماء

بسم الله الرحمن الرحیم

لما رایت ما املاه قلم من تسلم اظفار النظافه - وتقدم فی قط القلم بقول قط علی اولی العلم والشرف فکتب بالهندیة ما املاه من السکر افواه المحابر - وبالفارسیة ما قرت برویته الحاجر - وفی العربیة ما سرت بطالعته الخواطر - الجامع بین نکات المقدمات والمومخات - والرافع لویة الرطائب فی المدونات والمسطرات - السید الحاوی شرف العلم - الشاوی من قلة ذوی الفضل فی زاویة الانزواء عن الحکم فی الحرب والسلم - الفایض حوض فیضه وفضله الرایض روض عدله واهله - المتفرع عن الدوحة النبویة - والمتاصل من الاصول الفاطمیة حیث انتهت الشرافة الی منتاها - والسیادة الی ادنی مرقاها - ٭ حدث السن لم یزل تتلمذ ٭ علمه فی مشایخ العلماء ٭ خاطر یصقع الفرزدق فی ٭ الشعر ویخیر دام الکسائی ٭ السید المنزه عن الزین والمین - السید فیض حسین - احسن الله الیه بفیضه ومنه - وافاض علیه بحبه فی جواب کتاب امهات المومنین - وسماه تنبیه المخالفین - ورایت ما اتی علی مصنفه من نقض علیه بابرام - وضرب علیه بنیان الکلام - وقتل علی بغتاته وفلتاته - وساهل علیه من سیوف الدفاع فی مرخر فاته - فلله در ک یا سیدا اقتدیت بآبائک فبهدیهم اقتدیت واهتدیت بکبرائک فبالاهتداء بهم اهتدیت وعلمت منه ان لک قدما رابطة فی

فی العلوم الالٰہیہ۔ ویداً باسطۃً فی الاحادیث النبویۃ والآثار الجعفریۃ۔ کما لاتخلوا
عن العقلیہ والنقلیہ۔ وشددت طرفا من النحو والصرف والمنطق والبیان۔ فمدت
الابواب الواب اللحوق علی الامثال والاقران۔ فہداک اللہ لاکثر ہا دراک الیہ وتعبت
فیہ وفرت منہ واطلعت علیہ۔ من الادلۃ المہدیۃ۔ وانا الداعی لظہور الدولۃ المہدویۃ
ودوام الدولۃ الآصفیہ۔ دامت بمن خالق البریۃ فی البحریۃ والبریۃ فقط

سلطان العلما
سناد الملک

تقریظ دیگر ریختہ قلم کرامت رقم شمس سمای العقل والذکا قمر برج العظمۃ والاعلا
مرتقی مدارج العلم والکمال محتوی مراتب الفضل والجلال الاجل الاکمل صاحب الفکر
الصائب والذہن الثاقب جناب مولانا مولوی الٰہی بخش صاحب مہتمم مدرسۂ
دار العلوم حیدر آباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالۂ تنبیہ المخالفین مصنفۂ جناب مولوی السید فیض الحسین صاحب بجواب
امہات المومنین مؤلفہ احمد شاہ نصرانی میری نظر سے گذرا۔ لایق جواب نگار
کی دینی کوشش غیر متعصبانہ انداز بیان اصول مناظرہ کی پوری پوری پابند
تحریر۔ منصفانہ پیرایۂ تحقیق جواب۔ قابل قدر و مورد تحسین و آفرین ہے۔
امہات المومنین کے ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ وہ ناہذب دشمن اسلام منصف
مغالطہ دہی اور ہٹ دھرمی کو کام میں لایا ہے بلکہ سخت ناشایستگی اور دریدہ
دہنی سے اسلام اور پاک بانی اسلام پر اتہام باندھنیکی کوشش کی ہے۔ کو

گو یہہ عامیانہ تحریر لایق جواب اور قابل خطاب نہ تھی مگر مبادا کہ ناواقفونپر
اِس کا اور اثر ہو۔ فاضلِ مصنف نے اُس پر تدلیس تحریر کا کوئی معتدبہ فقرہ
نہ چھوڑا جس کا جواب الزامی اور تحقیقی کامل تشفی بخش بیان کے ساتھ نہ دیا ہو
اور ثابت نکر دکھلایا ہو کہ جو کچھہ اسنے بدزبانی کی ہو وہ اُسکے عناد اور دین
فروشی کا نتیجہ ہو جو اپنے باطل مذہب کے معائب چھپانے کی غرض سے بصورت
اتہام ظاہر کیا گیا ہو ساتھہ ہی واقف کار مصنف نے موقع بہ موقع اُن
نصرانی علما کی منصفانہ شہادتین پیش کی ہین جو اسلامی مسائل کی خوبیون پر
باوجود مخالفتِ مذہبی کے دیگئی ہین۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ امہات المومنین
کے اکثر جواب دہندون نے غالباً دو طریق سے کام لیا ہو۔ تضعیفِ روایات
الزامی جوابات۔ امر اول تو اصول روایت کی نظر کرتے بہت کچھہ واقعیت
رکھتا ہو۔ اور طریق ثانی بھی ایسے ہٹ دہرم مجادلون کے مقابلہ مین بیجا نہین
لیکن شکرف کار مصنف نے ترددِ طبیعتون کے ازالہ شکوک کے لئے
اور دوسرے تحقیقی طریقے بہم پہنچائے ہین جس سے مصنف کی وسعت نظر کا
ثبوت ملتا ہو۔ سب سے بڑی خصوصیت جو اس جواب کو اور جوابون پر حاصل
ہو یہہ ہو کہ وہ مسائل جو اسلام کے دو بڑے گروہ امامیہ۔ اہل سنّت کے درمیان
مختلف فیہ تھے انکو معترض نے منشاء اعتراض قرار دیا تھا۔ جس کے جواب مین
اکثر جواب نگارون کے قلم رہگئے تھے کو یہہ مسائل کسی خاص گروہ کے نزدیک
مسلّم نہون مگر وہ عام حیثیت سے اسلامی مسائل کہلائے جائین گے اور اُن پر
اعتراض عینِ اسلام پر اعتراض ہوگا۔ باریک بین مصنف نے اِس کمی کو

نہایت عمدہ طور سے ہر ایک گروہ کے معتقدات کے موافق پورا کیا ہے۔ میری
راے مین یہ رسالہ اُمہات المومنین کے اور جوابون سے زیادہ مسلسل
مرتب مکمل ہے اور فاضل مصنف کی پرجوش حمیت اسلامی قومی دلسوزی
کثرت معلومات و دقیقہ سنجی کا پورا پورا شاہد ہے فقط ۲۲ ربیع ثانی ۱۳۱۷ھ

شد حد ستحظ
الٰہی بخش عفی عنہ

قطعہ تاریخ بے عدیل از نتائج فکر جمیل ذی کمال دقیقہ سنج نازک خیال عندلیب حدیقہ
نکتہ دانی طوطی شکرستان خوش بیانی شاہزادہ گورکانی مکرمی جناب میرزا احمد
سلطان صاحب بہادر خاور دام مجدہ و اشفاقہ۔

واقف قرآن جاوی سنت مولوی فیض حسین فرد — جنکی دلیل قاطع سے مردود گروہ کرسچن ہے
جبکہ لکھی تبلیغیہ مخالف خاور اُس کا سال قتم — ہاتف بولا صب علیہم ربک سوط عذاب ہے

مادہ تاریخ پوری آیت قرآن شریف کی ہے جو کفار کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اس کا حاصل
ترجمہ یہہ ہے کہ "خدا نے کفار کو عذاب کے کوڑے سے مارا" اور خدا تعالی
کی قدرت سے اس مین پوری تاریخ تصنیف کتاب ہذا کی نکل آئی گویا خدا نے
مصنف کو اس کا الہام فرمایا ہے الحمد للہ علی ذالک فقط

۱ آنحضرت کی کثرت
۲ تعدد ازدواج کی تفسیر
۳ آنحضرت کی عدل کا بیان
۴ تنزیہ المطاعن و دلائل عصمہ
۵ حالات حضرت خدیجہ رض ۔
۶ حضرت عائشہ کا حال اگی کم سنی میں کا
۷ حضرت حفصہ و ام حبیبہ و ام سلمہ و ام المساکین
۸ حضرت زینب کا حال اور اُن کے نکاح پر مطاعن کے جواب ۔ ۱۱۰ —
۹ حضرت جویریہ و صفیہ و میمونہ وغیرہا کا بیان ۔ ۱۸۵ — ۲۰۶
۱۰ حضرت ماریہ کا حال اور آیت تحریم کی تفسیر ۔ ۲۰۶ — ۲۱۴
۱۱ کثرت ازواج کو معجزہ سمجھنے کے الزام کا جواب اور دوسرے مطالب ۲۱۴ — ۲۲۵
۱۲ حضرت کی کثرت ازواج کی مصلحتیں ۔ ۲۲۵ — ۲۵۱
۱۳ متعہ کا بیان ۔ ۲۵۱ — ۲۵۷
۱۴ طلاق کا بیان ۔ ۲۵۷ — ۲۶۲
۱۵ اسلام میں عورتوں کی حیثیت ۔ ۲۶۲ — ۲۷۱
۱۶ خاتمہ عیسائی محققین کی شہادتیں اسلام اور شارع اسلام کی توصیف میں ۲۷۱ — ۳۰۴

مالی

ص
ص
ص

لایاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا

یہ کتاب مستطاب تصنیف سے جناب مولانا مولوی سید فیض حسین صاحب

اعنی

تحفۃ النصاری

کہ جسکا تاریخی نام

کتاب فیض ہے

۱۳۱۳ھ

حسب فرمایش جناب مصنف کتاب موصوف مطبع عباسی واقع حیدرآباد میں

باہتمام مالک مطبع سید رستم علی زیور طبع سے آراستہ ہوئی

۱۳۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی محمد وآلہ بندہ حقیر سید فیض حسین حضرات نصاریٰ کی خدمت مین التماس کرتا ہے کہ ای میرے پیارے عیسائی بھائیو آپ لوگ ذرا غور سے میرا کلام سنین اور انصاف اور عقل کی نظر سے میری کتاب کو ملاحظہ فرمائین مین امید کرتا ہون کہ آپ لوگ میری یہہ تحریر دیکھنے کے بعد مجھے ایک اپنا سچا دوست اور پکا خیر خواہ جانین گے۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ مین نے اس کتاب کی تصنیف مین آپ لوگونکی خیر خواہی اور اپنی مالک کی خوشنودی کے سوائی اور کوی غرض نہین رکھی ہے۔ اور اپنے مالک سے جو بڑا قادر اور سب کا ہادی ہے التجا کرتا ہون کہ وہ آپ لوگونکو میرے اس کلام سے تاثیر دے اور نیک راہ پر لائے آمین۔

ای یارو یہہ بات تو ہم اور تم سب جانتے ہین کہ زندگانی مین ہر آدمی کے لئے دو کام ضرور ہین پہلا کام معیشت کا یعنی کھانے پینے رہنے سہنے وغیرہ کی فکر دوسرا کام آخرت کا یعنی مرنیکے بعد اپنی نجات حاصل ہونیکی تدبیر پہلے کام مین آپ لوگون نے بڑی مضبوط عقل اور پکی سمجھ سے کام لیا کوی تدبیر معیشت کے امور مین اٹھا نہین رکھی عمدہ عمدہ صنعتین نکالین سرشتی کی درستی مین بی انتہا کوشش کین ایسے ایسے سامان دنیا کے انتظام مین فراہم کئے جنکی تعریف مین ہمین کوی لفظ نہین ملتا۔ اکثر امور مین موجد کہلائے اسکے سوا آپ لوگ رعایا پروری اور عدل گستری مین بھی اپنے کو ایک لایق گروہ اور سب کا پسندیدہ ٹہرایا مگر مجھے نہایت تعجب اور بڑا افسوس اس بات کا ہے کہ اس دوسری آخروی کام مین آپ لوگون نے کسطرح کی فکر نکی اور کچھ غور نفرمایا۔ ای یارو بہت حیرت کا مقام ہے کہ یہہ دینی امر جو ایک

بڑے خوفناک اور روح گداز حشر کے معرکہ مین مدد کرنیوالا اور طرح طرح کے عذابو سے نجات
دلانے والا ہے اسی مین آپ لوگون نے بالکل بی پروائی کی اور کسیطرح تامل اور غور سے کام
نہیں لیا یہہ بات سب پر ظاہر ہے کہ دنیا ایک شئی فانی ہے یہان کا نہ کوئی مال اور دولت باقی
ہے نکوئی حکومت اور بادشاہت دایمی ہے نہ زور اور طاقت پایدار ہے نہ حسن اور جوانی
کو بقا ہے آپنے سنا ہے اور دیکھا ہے کہ کیسے کیسے بادشاہ عظیم الشان اور کیا کیا دولتمند
ذی اقتدار خاک مین ملگئے اور ملتے جاتے ہین - یہہ حکومت قبر مین کچھ کام نہ آئیگی یہہ
بادشاہت قیامت مین کوئی مدد نہ کریگی - ہان جو باقی ہے وہ دین اور مذہب ہے
اور جو بُرے وقتمین کام آئیگا اور عذابسے چھڑائیگا وہ عمل اور ایمان ہے پس نہایت افسوس
ہے کہ اسی امر مین تم نے کوئی فکر نکی اور ذرا بھی عقل سے مدد لی - ای مرے پیارے بھائیو
ہر بشر کے لئے عقل ایک بی بہا اور بی عدیل نعمت ہے خدای تعالی نے اسکو ہر شخص کا
ایک بڑا ہادی مقرر کیا ہے اگر عقل نہوتی تو ہرگز کوئی شخص نیکی اور بدی مین فرق نہین کر سکتا
اور کبھی کسیطرح ہدایت نپا سکتا نہ اپنے اس یکتا اور بیمثل خالق سے آگاہ ہوتا اور نہ رسولون
اور نبیون سے واقف ہوسکتا پس ہر شخص کو ضرور اور لازم ہے کہ ہر مشکلمین اپنی عقل سے کام
لے ہر دشوار امر مین جہانتک عقل سے استمداد ممکن ہو استمداد کرے اور اسکے ہدایت کے
موافق معقل ہو جس چیز کو وہ اچھا کہتی ہے اچھا جانے اور جس کو وہ بُرا کہتی ہے بُرا سمجھے جس شئی
کو وہ کہتی ہے کہ یہہ محال ہے تو یقین کرے کہ ہرگز یہہ شئی ہونیوالی نہین ہے مختصر یہہ ہے
کہ جہانتک عقل آدمی کی پہونچسکتی ہے اور کام کرسکتی ہے وہان تک عقل پر عمل کرنا لازم ہے
ای یارو اگر تمسے کوئی کہے کہ ایک اونٹ ایک سوئی کے ناکہین سے نکل گیا یا کہے کہ یہہ زمین
ایک مرغی کے انڈیمین سما سکتی ہے تو تمہاری عقل کیا اس بات کو مانیگی اور کیا تم اس امر کو صحیح

جانوگے ہرگز نہین پس آپ لوگونسے مین کہتا ہون کہ بہر کیون آپ نے دین کے امر مین عقل
کو چھوڑ دیا اور کیون اس عمدہ اور نازک مسئلہ مین اپنی سمجھ سے کام نلیا اور کسلئے محالات کے
قائل ہوگئے اور دیوانونکی سی باتین کرینگے - ای منصف عیسائیو ذرا انصاف سے کہو اور
ہٹ دہرمی نکرو کہ آیا تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث ممکنات سے ہے جو ایک
وہ ایک سے اور جو تین ہین وہ تین ہین تین خدا ایک خدا کیونکر ہوسکتے ہین اور ایک خدا
تین خدا کسطرح ہوسکتا ہے ای میرے بھائیو کیا یہہ امر ہی مثل اسکے کہ زمین مرغی کے انڈے مین
سما جائے محال نہین ہے کیا یہہ بات تمہاری عقل قبول کرسکتی ہے کیا یہہ قول قابل اسکے
کہ کوئی عقل والا آدمی اسکا قایل ہوسکے نہین ہرگز نہین کوئی شخص بجز دیوانکے ایسا اعتقاد
نہین کہسکتا - اور کوئی انسان بجز نادان بچے کے ایسی بات نہین کہسکتا - خدا کیواسطے
ذرا غور فرماؤ اور کچھہ تامل کرو - آپ لوگون نے دین کے مقدمہ مین کیون اسقدر عقل کو ترک
کیا ہے اور کسلئے اتنی بے اعتنائی اختیار کی ہے للہ اپنے اوپر رحم کرو اور آبائی تقلید کو
چھوڑ دو اگر ذرا بھی عقل سے آپ حضرات کام لینگے اور خود تحقیق فرمائین گے تو حق کا راستہ
صاف آپ پر ظاہر ہوجائیگا اور دین کی سیدھی راہ بالکل آپ پر کھل جائیگی - تبین
اب مین آپ حضرات کی خاطر سے چند عمدہ اور اہم امور کو ایک مقدمہ اور دو مقصد
مختصر تفصیل سے بیان کرونگا اور چند باتین جنکے آبائی تقلید سے آپ لوگ معتقد ہین
نہایت مضبوط اور قطعی دلیلونسے باطل کرونگا بعون اللہ تعالے وقوتہ - مگر آپ
صاحبون سے امید ہے کہ مجھے اپنا ایک سچا خیر خواہ سمجھکر میرے کلام کو ملاحظہ فرمائین
اور اگر آپ کی عقل میرے اقوال کو قبول کرے اور آپ کی سمجھ مین میرا کلام آئے تو اسپر
عمل فرمائین - مقدمہ انجیل مقدس کی تحقیق مین - اسمین شک نہین ہے کہ توراۃ

اور زبور اور انجیل خدا کا کلام ہے اور انکی سچائی قرآن شریف اور حضرت خاتم المرسلین محمد
مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں سے ثابت ہے مگر بحث اسمین ہے کہ وہ تورات
اور زبور اور انجیل جنہین اللہ پاک نے نازل فرمایا ہے اس زمانمین موجود ہین یا نہین
اور یہہ مروجہ کتابین آیا منزل من اللہ ہین یا نہین پس یہہ بات ذرا سی فکر اور تلاش
سے ظاہر ہوجاتی ہے مین بالفعل اس مقام پر مروجہ تورات اور زبور کی نسبت کچھ
نہین کہتا ہون مجھے فقط یہان تحقیق انجیل کی منظور ہے جاننا چاہئے کہ اس زمانمین
عیسائی مذہب والے جن کتابونکو انجیل کہتے ہین جنکا ترجمہ انگریزی اور عربی اور فارسی اور
اردو اور دکنی زبانونمین طبع ہوکر شایع ہوا ہے وہ پانچ کتابین ہین پہلی یوحنا کی کتاب
دوسری وہ کتاب جو متی نے لکھی ہے تیسرا وہ رسالہ جسے لوقا نے تحریر کیا ہے چوتھی
وہ کتاب جسے مرقس نے تصنیف کیا ہے پانچوین وہ کتاب جسمین بعض حواریون کے
اعمال کسی شخص نے درج کئے ہین یہہ پانچ کتابین ہین کہ عیسائی انہین انجیل کہتے ہین اور
خدا کا کلام جانتے ہین اور انکی مذہب اور اعتقاد کا انہین کتابونپر دارمدار ہے
پس اگر ان کتابونکا انجیل منزل من اللہ ہونا بیبرسا ثابت ہوی تو مذہب بھی انکا باطل ہوجائیگا
اب بندہ ان کتابونکا غیر معتبر ہونا اور منزل من اللہ نہونا روشن دلیلونسے مصفون اور
عاقلون کے روبرو بیان کریگا اور انسے مستدعی انصاف فرمائی کا ہوگا ۔

پہلی دلیل ان کتابونکی عبارتونکا طریقہ بیان اور طرز تحریر اور سیاق و سباق الفاظ ہے
جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ بندیکا کلام ہے نہ خدا کا ۔ جو عاقل ان کتابونکو
ملاحظہ فرمائیگا اسپر وجوہ مذکورہ سے بخوبی روشن ہوجائیگا کہ انمین سے ہر کتاب کسی
کسی آدمی نے عیسی علیہ السلام کے بعد بطور خود تصنیف کیا ہے ۔ پس بند کے قول کی

تصدیق ہر شخص پر ان کتابونکو خود دیکھنے اور غور کرنے سے ہوگی جس کو شک ہو وہ
ان کتابونکو اٹھا کر شروع سے آخر تک ملاحظہ فرمائے ۔

دوسری دلیل ان کتابونمین اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا احوال ابتدا سے آخر تک
مثل تاریخی حالات کے بیان کیا گیا ہے جیسے کسی کو کسی کی حالات سے خبر دیتے ہین
اور معلوم ہے کہ انجیل مقدس کو خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ پر نازل فرمایا ہے پس عیسیٰ
کی سوانح عمری خود عیسیٰ سے بیان کرنا اور انکی خبرین انہین سے کہنا قطعاً فعل لغو اور
تحصیل حاصل ہے اور وہ خدا کی ذات پر ہرگز جایز نہین ہے ۔ ہان اگر عیسیٰ کے بعد
کسی اور نبی پر ان کتابونکا نازل ہونا بیان کیا جاتا تو مضایقہ نہ تہا ۔ مگر اب چونکہ حضرت
عیسیٰ پر نازل ہونا انجیل کا اجماعی ہے ۔ اور ان مروجہ کتابونمین عیسیٰ کے سوانح عمری
اور تاریخی حالت بیان کی گئی ہے اسوجہ سے ممکن نہین ہے کہ کوئی ذی عقل آدمی انکو
انجیل منزل من اللہ کہسکے اور ان کتابونکو عیسیٰ پر نازل کی ہوئی کتابین بتا سکے ۔

تیسری دلیل چارون کتابون یعنے متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا کی انجیلونکے آخر
مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے [illegible] جانے اور مرنے اور پھر زندہ ہونیکا
حال بطور گزشتہ اخبار کے بیان کیا گیا ہے کہ کسطرح عیسیٰ گرفتار ہوئے اور کسطرح سے
انپر اعدا نے ظلم کیا اور ایسا دار پر چڑہایا اور کسطرح سے عیسیٰ نے جان دی اور یون دفن
ہوئے وغیرہ وغیرہ اور یہہ ظاہر ہے کہ انجیل عیسیٰ علیہ السلام پر صورت کہ وہ دنیا مین
موجود تہے نازل ہوی ہے پس یہہ کتابین اگر اصل انجیل ہوتین تو یہہ عیسیٰ کے مرنے وغیرہ
کی خبرین بطور گزشتہ اخبار کے کیونکر ہوتین ۔ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی مین تو
انجیل نازل ہوی ہے پھر عیسیٰ کے مرنے اور اسکے بعد کی خبرین بطور اخبار ماضی کے

اس انجیل مین کہانسے آمین - اگر خدای پاک کو منظور ہوتا کہ عیسے کو انکے انجام کار سے
آگاہ کرے تو بطور پیشین گوئی کے بیان فرماتا کہ ای میرے پیارے عیسے تیرا انجام ایسا
ہوگا اور تجھے اسطرح دشمن دار پر کھینچینگے اور تو یون جان دیگا اور پھر تجھے مین اسطرح زندہ کرونگا
اور تو یون آسمان پر آئیگا جب ایسا کلام بطور بیان آیندہ کے کسی کتاب مین نہین ہے
بلکہ بطور گزشتہ خبر دینکے بیان کیا گیا ہے تو پھر یہہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوی کہے کہ یہہ
عبارت اس انجیل کی ہے جو حضرت عیسے پر نازل ہوی ہے اور وہ پانچوین کتاب
جسکا نام اخبار الرسل ہے آمین تو پورا حال عیسے علیہ السلام کے بعد کا ہے - یعنی جو
کام عیسے کے بعض اصحاب نے باعتقاد نصارے عیسے کے قتل ہونے اور پھر زندہ ہوکر
آسمان پر جانیکے بعد کیے ہین انکو کسی شخص نے اس کتاب مین لکھا ہے اور یہہ عقلمند لوگ
اسے بھی انجیل کہتے ہین - افسوس ہے ای یارو کیا تمنے کبھی ان کتابونکو چشم تامل سے
نہین دیکھا ہے جو ایسا اعتقاد رکھتے ہو مجھے یقین ہے کہ اگر آپ لوگ ان کتابونکو غیر
کی نظر سے اور انصاف کی آنکھون سے دیکھینگے تو پھر ہرگز نکہینگے کہ یہہ کتاب
وہ انجیل ہین جنہین اللہ تعالی نے اپنے پیارے عیسے پر نازل فرمایا ہے اور وہ کلام
خدا ہین - چوتھی دلیل مرقس کی انجیل کے پہلے باب مین مرقوم ہے ۱۱ اور
آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھسے مین راضی ہون -
یہہ عبارت کتاب مذکور کی دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ وہ انجیل متوحل عیسے
نہین ہے بلکہ مرقس کی تصنیف ہے اور کلام خدا کا اسپر ہرگز اطلاق نہین
ہوسکتا اسلیے کہ قائل اس فقرے کا یعنی (آسمان سے آواز آئی) وہی شخص ہے
جو ابتدا سے حالات بیان کرتا آتا ہے اور کتاب تصنیف کر رہا ہے - اور وہ ہرگز

خدا نہیں ہو سکتا اسلئے کہ قول خدا کو بالکل مثل قول غیر کے بیان کیا ہے پس اگر حقیقت
میں قائل بھی اس فقرے کا خدا ہوتا اور وہ کتاب خدا کی ہوتی تو اسطرح کہتا کہ (آسمان سے
ہمنے ندا کی یا ہمنے اسطرح کہا یا آسمان سے خدا نے ندا کی یا خدا نے اسطرح کہا) یہہ ہرگز
نہیں ہو سکتا کہ خود ندا کرے اور کہے کہ آسمان سے آواز آئی یہہ تو وہی شخص کہے گا جو زمین پر
اور آواز دینے والا کا غیر ہو - اور یہہ امر بالکل ظاہر ہے اسلئے کہ جہاں عیسے تھے وہ مقام
تو زمین پر تھا اور آواز آسمان سے نکلی پس ناقل اور خبر دینے والا اس کا جو بیان کرتا ہے کہ آواز
آئی تو یہہ (آئی) کا لفظ کہنا دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ یہہ خبر دینے والا بھی زمین ہی پر تھا
اور آواز دینے والے کا غیر تھا - اور اسطرح سے لوقا اور متی کی انجیلوں میں بھی مرقوم ہے
اور وہ قطعی دلیل ہے اسبات پر کہ یہہ کتابیں بھی منزل من اللہ نہیں ہیں اور کلام خدا
کا ہرگز ان پر اطلاق نہیں ہو سکتا - اب رہی یہہ بات کہ وہ فقرہ یعنی (تو میرا پیارا
بیٹا ہے تجھسے میں راضی ہوں) آیا کلام خدا ہے یا نہیں - اسپر بندہ کہتا ہے کہ
اس فقرے کا بھی کلام خدا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا - دو وجہوں سے اوّل یہہ کہ ناقل
اسکے تین شخص ہیں یعنی مرقس اور لوقا اور متی پس ظاہر ہے کہ تین آدمیوں کے خبر دینے
سے کسی امر کا یقین نہیں ہو سکتا - دوسری یہہ کہ اگر اس فقرہ کی تاویل نکیا جائے
تو مضمون سے اسکے ایک غیر ممکن امر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ خدا کے لئے بیٹا ہونا
محال ہے اسکے ذات ان عیوب سے پاک ہے جسکی دلیل عنقریب بیان ہوگی انشاء اللہ
تعالی پھر وہ کلام جس سے خدا کی ذات پر عیب وارد ہو کیونکر خدا کا کلام ہو سکتا ہے
اور جس صورت میں کہ مان لیا جائے کہ یہہ فقرہ کلام خدا ہے تو اسکی تاویل کرنی ضرور ہوگی
یعنی مان لیے سوا مخلوق یا دوست یا پرورش یافتہ لینا ضرور ہوگا اسواسطے کہ اگر

خدا یا پیغمبر کے کسی کلام سے ظاہر اکسی غیر ممکن امر کا ہونا لازم آتا ہو اور خدا کی ذات پر عیب وارد ہوتا ہو تو اسکلام کی تاویل واجب اور لازم ہے بہر حال اگر اس فقرہ کو کلام خدا ہی مانینگے تو بھی کوئی فائدہ حضرات نصاری کو نہین ملتا۔ اور کسی صورت سے وہ پوری کتاب انجیل منزل من اللہ نہین ہو سکتی۔

پانچوین دلیل چارون کتابون کی عبارت مین بے انتہا اختلاف ہے اور اکثر مضمون بھی مختلف ہے حالانکہ ان چارون کتابون مین حضرت عیسے علیہ السلام کا احوال ابتدا سے آخر تک لکھا ہے پس یہہ کتابین اگر منزل من اللہ ہوتین تو انمین ہرگز اسقدر اختلاف نہوتا اس سے ثابت ہوا کہ یہہ کتابین کلام خدا اور منزل من اللہ نہین ہین۔

چھٹی دلیل بعض احکام اور مسائل جو ان کتابونمین ہین وہ بالکل تورات کے خلاف ہین اور چاہئے یہہ تھا کہ کوئی مسئلہ اور کوئی حکم تورات کے خلاف نہو دلیل اسپر خود قول عیسے علیہ السلام کا ہے جو انہین کتابونمین موجود ہے چنانچہ متی کی عربی انجیل کے اصحاح خامس مین مرقوم ہے (۱۷) لا تظنوا انی جیت لاحل الناموس او الانبیا ما جئت لاحل بل لاکمل (۱۸) فالحق اقول لکم حتی ان تزول السماء و الارض ان یوطر واحدة او خطة واحدة لا تزول من الناموس حتی یکون کل (۱۹) فمن احل احدی هذه الوصایا الصغار و علم الناس هکذا یدعی فی ملکوت السموات صغیرا اسکا ترجمہ اردو انجیل مین اسطرح لکھا ہے (یہہ خیال مت کرو کہ مین تورات یا نبیونکی کتابین منسوخ کرنے آیا مین منسوخ کرنے نہین بلکہ پوری کرنے آیا۔ کیونکہ مین تمسے سچ سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نجاے ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہو جیسو

کوی کہ ان حکمونمین سے سب سے چھوٹے کو سست کرے اور ویسے ہی آدمیونکو سکھلاوے آسمانکی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلاویگا) پس اس عبارتسے ثابت ہوا کہ کوی حکم تورات کا حضرت عیسے علیہ السلام نے منسوخ نہین کیا ہے اور کل احکام اسکے واجب التعمیل ہین اور انجیل کے احکام موافق تورات کے ہین - حال یہہ ہے کہ ان مروجہ کتابونکے دوسرے بعض مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض احکام تورات کے منسوخ ہوے ہین چنانچہ متی کی عربی انجیل کے اصحاح خامس مین مرقوم ہے (۳۱) ثم قیل ان من طلق امراتہ فلیدفع لہا کتاب الطلاق (۳۲) وانا اقول لکم ان کل من طلق امراتہ من غیر علۃ الزنا فقد جعلہا تزنی ومن تزوج مطلقۃ فقد زنی) ترجمہ اسکا اردو انجیل مین اسطرح لکہا ہے (یہہ بہی کہا گیا کہ جو کوی اپنی جورو کو چہوڑدے اسے طلاق نامہ لکہدے پر مین تمہین کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوائے کسی اور سبب سے چہوڑدیوے اسے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس عورتسے جو چہوڑی گئی ہے بیاہ کرے زنا کرتا ہے) اور اسی عربی انجیل مین مسطور ہے (فلما اوصی موسی ان تعطی کتاب الطلاق وتترک قال لہم ان موسی من اجل قسوۃ قلوبکم اذن لکم ان تطلقوا نساءکم ومن البدئ لم یکن ہذا فانی اقول لکم ان کل من طلق امراتہ الا بسبب الزنا ونکح اخری فقد زنی ومن تزوج مطلقۃ فقد زنی) اسکا ترجمہ اردو انجیل کے انیسوین باب مین اسطرح مرقوم ہے (۷) انہون نے اس سے کہا پہر موسی نے کیون حکم دیا کہ طلاق نامہ اسے دیکے چہوڑدے (۸) اسنے انسے کہا کہ موسی نے تمہاری سخت دلی کے سبب تمکو اپنی جورؤنکو چہوڑ دینے کی پروانگی دی پر شروع سے ایسا نہ تہا (۹) اور مین تمسے کہتا ہون جو کوی اپنی جورو کو سوا زنا کے اور

سبب چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو اس چھوڑی گئی عورت کو بیاہ ہے زنا کرتا ہے) اسیطرح **لوقا کی** انجیل مین بھی مرقوم ہے پس یہہ حکم حضرت عیسےٰ اور انکی تورات کے خلاف ہے اور انکی حکم کو منسوخ کرتا ہے۔ سوائے اسکے اور چند احکام بھی خلاف تورات کے ان مروجہ انجیلون مین موجود ہین پس اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہہ کتابین کلام خدا نہین ہین۔

ساتوین دلیل ان کتابون مین بعض مضمون ایسے واقع ہین جو مشتمل ہین محالات اور غیر ممکن امور پر چنانچہ بعض مضمون ایسے ہین جنسے اللہ پاک پر عیب لازم آتا ہے اور حقیقت مین اسکی ذات سب عیبونسے پاک ہے جیسے اس پاک خدا کے لئے لپٹا ہونا یا اسکا بندھنے جسم مین حلول کرنا وغیرہ اور بعض مضامین ایسے ہین جو آپس مین متعارض اور متخالف ہین۔ اب یہان چند مثالین ان امور کی لکھی جاتی ہین۔ **یوحنا کی** انجیل کے دسوین باب مین مرقوم ہے کہ عیسےٰ نے فرمایا (۳۰) مین اور باپ ایک ہین) اور اسی انجیل کے چودھوین باب مین اسطرح لکھا ہے کہ (۱۰) کیا تو یقین نہین کرتا کہ مین باپ مین اور باپ مجھمین ہے یہہ باتین جو مین تمھین کہتا ہون آپسے نہین کہتا لیکن باپ جو مجھمین رہتا ہے وہ یہہ کام کرتا ہے) اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسےٰ اور خدا دونون ایک ہین اور دوسرے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے عیسےٰ مین حلول کیا ہے اور یہہ عقلاً محال ہے سو لئے اسکے حیرت یہہ ہے کہ جب عیسےٰ اور خدا ایک ہین تو پھر باپ کیسا اور بیٹا کیسا۔ اور اسی باب مین بارھوین آیت کے آخر مین عیسےٰ کی زبانی مرقوم ہے وہ فرماتے ہین کہ (مین اپنے باپ پاس جاتا ہون) یہہ کلام پہلے کلام کا معارض اور مخالف ہے نہایت حیرت کی جاے ہے کہ ابھی حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ مین اور باپ ایک ہین

اور مین باپ مین اور باپ مجھمین ہے اور پھر کہتے ہین کہ مین باپ کیپاس جاتا ہون - نہین
معلوم اب کہان جاتے ہین جب خود باپ آپ مین ہو تو پھر آپ کو اور کہین جانیکی ضرورت
کیا ہے یہہ عجب طرحکا کلام اس انجیل مین واقع ہوا ہے جو کسیطرح درست نہین ہوسکتا اگر
کوئی شخص جسے ذرا بھی عقل ہو وہ اس کلام کو دیکھے تو صاف کہیگا کہ یہہ کلام ہرگز خدائے پاک
یا عیسے علیہ السّلام کا نہین ہے اور خدا اور رسول یقیناً ایسے امور سے بری ہین - اسی بارہ مین
کیونکر ہوسکتا ہے کہ آدمی جو مرکب گوشت اور خون اور ہڈیونسے ہو اور احتیاجات مین
بھرا ہو خدا کی ذات مین سما جاے اور اللہ پاک جو جسم اور احتیاج سے بری ہو وہ آدمی
کی ذاتمین حلول کرے اور کیونکر ممکن ہے کہ خدا اور آدمی ایک ہون - اور زیادہ حیرت
مضمون اور بڑے تعجب کا کلام یہہ ہے کہ یوحنا کی انجیل کے چودھوین باب مین حضرت
عیسے کی زبانی اسطرح لکھا ہے (۲۰) اس روز تم جانوگے کہ مین باپ مین اور تم مجھمین
اور مین تم مین ہون) اور اسی انجیل کے سترھوین باب مین مسطور ہے کہ (۲۱) تاکہ
وے سب ایک ہوون جیسا کہ تو ای باپ مجھمین اور مین تجھمین ہون تاکہ وے بھی ہم مین
ایک ہون تاکہ دنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے) -
سبحان اللہ عجب طرحکی عبارت اور عجیب مضمون ہے ۸ جسکو نقل کرتے ہوے شرم
آتی ہے ای عیسائی بھائیو تم فقط تثلیث یعنی تین خدا کے قائل ہو مگر اس عبارت سے
تو کئی سو بلکہ کئی ہزار خداؤنکا ہونا ظاہر ہوتا ہے پس ضرور ہے کہ آپ لوگ تثلیث سے
دست بردار ہوکر کئی سو خداونکے قائل ہوون - اور آپ دعوے کرتے ہین کہ عیسے
اور خدا ایک ہین یہان تو عیسے کے فرمانے سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسے اور خدا اور وہ
سب لوگ جنسے عیسے نے خطاب کیا ہے ایک ہین - افسوس ہے ایسی عقل پر اور

حیف ہے ایسے اعتقاد پر - ای یارو ذرا انصاف سے کہو کہ کسطرح یہہ کلام خدا یا عیسی
علیہ السلام کا ہوگا جو مشتمل ہے محالات پر اور جس سے خدائے پاک کی ذات پر عیب وارد
ہو رہے ہین ہرگز یہہ کلام خدا کا یا عیسے علیہ السلام کا نہین ہے بلکہ آدمیونکا بنایا ہوا

آٹھوین دلیل بعض ان کتابونکو خود مصنفین نے اپنی تصنیف سے ہونیکا اقرار
کیا ہے چنانچہ لوقا اپنی انجیل کے شروع مین کہتے ہین کہ (۱) اے بزرگ تیوفلس سے
کہ ہمتون نے اختیار کیا کہ اس احوال کو جو حقیقت مین ہمارے درمیان گزرا ہوا
کرین (۲) جیسا انہون نے جو شروعسے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت کرنے
والے تھے ہمکو سونپا (۳) مینے بھی مناسب جانا کہ سبکو سرے سے اچھی طرح دریافت
کرکے تیرے لئے درستی سے لکھون - اب کہان ہین وہ لوگ جنہین اللہ پاک نے
عقل اور سمجھ عطا کی ہے اور جو منصف مزاج ہین اس کلام کو ملاحظہ کرین اور ارشاد فرماوین
کہ یہہ اچھی طرح دریافت کرکے لکھنے والا کون ہے اور شروعسے خود دیکھنے والون
اور کلام کی خدمت کرنیوالون نے کسکو وہ خبرین سونپین کیا خدا کسی سے دریافت
کرکے لکھتا ہے اور کیا خدا سے کسی نے یہہ خبرین بیان کی ہین - نہین ہرگز نہین
یہہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ کسی آدمی نے یہہ کتاب لکھی ہے پھر اس کتاب کو
خدا کا کلام کہنا اور اسے انجیل مترل من اللہ جاننا دیوانگی اور گمراہی ہے کہ نہین تو اور
لطف یہہ ہے کہ لوقا نے یہہ بھی نہین کہا کہ مین خدا کے کلام کو جمع کرتا ہون یا
انجیل جو خدا نے نازل فرمائی ہے اسے لکھتا ہون بلکہ کہتے ہین کہ اس احوال کو جو حقیقت
مین ہمارے درمیان گزرا بیان کرتا ہون یہہ عبارت صاف کہہ رہی ہے کہ مصنف
کتاب یعنی لوقا نے محض تاریخی حالات اسکتاب مین لکھے ہین اور اس احوال کو جو انکے زمانہ

گزرا ہے اس کتاب مین بیان کیا ہے پس کسیطرح کا تعلق اسکتاب کو کلام خدا اور انجیل منزل من اللہ سے نہین ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

اور یوحنا کی انجیل کے آخر مین مرقوم ہے (۲۴) یہہ وہ شاگرد ہے جسنے ان کامونکی گواہی دی اور ان باتونکو لکھا اور ہمکو یقین ہے کہ اسکی گواہی سچ ہے (۲۵) اور بھی بہت کام ہین جو یسوع نے کئے کہ اگر وے جدا جدا لکھے جاتے تو مین گمان کرتا ہون کہ کتابین جو لکھی جاتین دنیا مین نہ سما سکتین - اس عبارت سے ثابت اور ظاہر ہے کہ یوحنا کی کتاب مین بھی سب کلام آدمی کا ہے اور اسکو کسی شاگرد نے لکھا ہے اور کسی کلام کی کلام خدا سے نقل نہین کی بلکہ بطور خود احوال اور افعال عیسے علیہ السلام کے جمع کئے ہین اور مثل اخبار کے اس رسالہ کو تحریر کیا ہے نہ یہہ انجیل منزل من اللہ ہے نہ اسمین کلام خدا ہی پایا جاتا ہے

اور اخبار الرسل کے ابتدا مین ہے (۱) ای تیوفل جو کچھ کہ یسوع شروع سے کرتا اور سکھاتا رہا (۲) اس دن تک کہ وہ روح قدس سے اپنے رسولونکو جنہین اسنے چنا حکم دیکر اوپر اٹھایا گیا مین وہ سب پہلی کتاب مین بیان کر چکا -

الغرض ان عبارتونسے صاف ظاہر ہے اور کسیطرح کا شک نہین ہے - کہ یہہ کتابین ہرگز خدا کے پاس سے نازل کی ہوی نہین ہین اور نہ انمین خدا کا کلام ہے بلکہ لوقا وغیرہ نے بطور تاریخی حالات کے ان کتابونکو لکھا ہے اور ان مین احوال عیسے کا درج کیا ہے اب اس سے زیادہ ثبوت کونسا ہوگا کہ خود مصنفین یعنی لوقا وغیرہ نے اقرار کیا ہے کہ یہہ کتابین ہمنے لکھی ہین اور انمین عیسے کے احوال اور افعال کو بیان کیا ہے

ی حضرات نہایت تعجب کا مقام ہے کہ لوقا وغیرہ تو کہتی ہین کہ یہہ کتابین ہماری تصنیف ہین اور آپ لوگ فرماتے ہین کہ یہی انجیلین منزل من اللہ ہین - ہزار افسوس ہے

ایسی سمجھ پر اور حیف ہے ایسے اعتقاد پر۔

نوین دلیل قران مجید اور فرقان حمید سے ثابت ہے کہ عیسے علیہ السلام نہ قتل کئے گئے اور نہ دار پر چڑہائے گئے بلکہ آدمیون پر اسکا شبہ ہوا اور اللہ تعالی نے آپ کو آسمان پر اٹہا لیا چنانچہ سورہ نسا مین حق تعالی ارشاد فرماتا ہے۔ **وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم** (الی قولہ) **وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما** - یعنی نہ اسکو قتل کیا اور نہ دار پر کھینچا بلکہ انپر اشتباہ ہوا اور اسے یقینا قتل نہین کیا بلکہ خدا نے اسے اپنی طرف بلند کیا ہے اور خدا غالب اور حکمت والا ہے - اور کلام الہی ہونا قران شریف کا ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہے جو ہر شخص کو انکا ماننا واجب اور لازم ہے جنکا ذکر انشاء اللہ تعالی آیندہ کیا جائیگا پس جب قرآن شریف کا کلام خدا ہونا ثابت ہے تو ضرور ہوا کہ موافق خبر قران کے دار پر چڑہایا جانا اور قتل ہونا عیسے کا غلط ہو - اور چارون مروجہ انجیلون مین مرقوم ہے کہ عیسے علیہ السلام کو ظالمون نے دار پر چڑہا کر قتل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہہ کتابین کلام خدا نہین ہین ای منصف بہائیو اور ای عاقل عیسائیو اب مین یقین کرتا ہون کہ آپ لوگ ان روشن دلیلونکو ملاحظہ فرماکر پہر ہرگز نکہین گے کہ یہہ کتابین خدا کی طرف سے نازل کی ہوی ہین یا انمین خدا کا کلام ہے یا تمام مطلب انمین کا سچا ہے —

مقصد پہلا خدا تعالی کے وحدانیت اور ان امور کے بیان مین ہے جو اس سے متعلق ہین اسمین کئی فصلین ہین **فصل پہلی** خدا تعالے کی وحدانیت کے بیان مین ہے **جاننا** چاہیئے کہ یہہ ایک بڑا عظیم مسئلہ ہے جسمین عیسائیون اور مسلمانونکے درمیان اختلاف ہے عیسائی لوگ تثلیث کے قائل ہین یعنی کہتے ہین کہ باپ اور

پتا اور روح القدس تینون خدا ہین - اور **مسلمانون** کا اعتقاد یہہ ہے کہ خدا تعالی
ایک یعنی یکتا اور یگانہ ہے کوی اسکا مثل اور شریک نہین ہے ہر چند اس اعتقاد پر بہت
قطعی دلیلین اور مستحکم حجتین قایم ہین مگر بندہ اسمقام پر چند دلیلین بطور اختصار کے بیان
کرتا ہے جو لوگ عاقل اور حق جو ہین اور جنہین کچھ فہم حاصل ہے انکے یقین کے لئے
یہہ دلیلین کافی اور نیک راہ اختیار کرنیکے لئے یہہ حجتین وافی ہین —

پہلی دلیل عقل کی بداہت سے ہر ذی عقل پر یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ انتظام
عالم وجود کا اور بندوبست تمام جہان کا بغیر خدا کی وحدانیت کے حاصل نہین ہو سکتا
دیکھو جب ایک گھر کے دو مالک ہون یا ایک شہر کے دو بادشاہ ہون تو اس گھر اور اس
شہر مین ہرگز انتظام نہین ہو سکتا ہے اور اس گھر اور اس شہر مین بالکل بربادی اور خرابی
ہو جاتی ہے ہرگز ممکن نہین کہ دو بادشاہ مقتدر ایک شہر کی حکومت کر سکین اور وہ شہر
آباد رہسکے پھر کیونکر ممکن ہے کہ احوال آسمان اور زمین کا اور خلقت اور ایجاد کے کارخانہ کا
باوجود اس عظمت کے بغیر خدا کی وحدت کے منتظم اور درست ہو سکے — بلکہ تھوڑے سے
تامل اور غور سے یہہ امر صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ تمام عالم اس اعتبار سے جو اس کے اجزا
باہم ایک دوسرے سے ارتباط رکھتے ہین ایک شخص کے مقام پر ہے پس جسطرح سے عقل تجویز
نہین کرتی کہ دو نفس متعلق ایک بدن کے ہون اسیطرح عقل تجویز نہین کرتی کہ دو خدا
مدبر ایک عالم کے ہون —

دوسری دلیل خدا کے تعدد سے امر محال لازم آتا ہے اور یہہ باطل ہے پس تعدد
بھی باطل ہے یعنی مثلا اگر دو خدا ہون اور انمین سے ایک ارادہ کرے کہ مثلا زمین کو مشرق سے
مغرب کی طرف گردش ہو دوسرا چاہے کہ اسی وقت مین اسی زمین کو مغرب سے مشرق کی

طرف گردش ہو یعنی یہہ خدا پہلے خدا کے خلاف کا ارادہ کرے پس اگر دونکا ارادہ عمل
مین نہ آئے تو دونون عاجز ہوئے اور اگر ایک کے ارادیکے موافق زمین کو گردش ہو تو
وہی ایک خدا ہے اسلئے کہ وہ قادر ہے اور دوسرا عاجز اور ضرور ہے کہ خدا قادر ہو جو عاجز
ہے وہ خدا نہین ہے اگر کوی کہے کہ دونون خدا آپسمین صلح کئے ہوے ہین اور
نفسانیت نہین رکھتے جب ایک خدا کا قصد زمین کو مثلاً مشرق سے مغرب کی طرف
گردش دینے کے لئے ہو تو دوسرا خدا اسکے خلاف حکم نہین کرتا اور جب اسکے خلاف
حکم نکرے تو پھر کیسکا عجز کیونکر ثابت ہو - **اسکا جواب** یہہ ہے کہ یہہ ہمنے
فرض کیا مگر ہم کہتے ہین کہ ہرگاہ ایک خدا چاہے کہ زمین کو مشرق سے مغرب کیطرف
گردش ہو تو آیا دوسری خدا مین اتنی قدرت ہے کہ اس پہلے خدا کے ارادیکو روک سکے
اور زمین کو مشرق سے مغرب کیطرف گردش نہونے دے - ہم یہہ نہین کہتے کہ دوسرا
خدا اس گردش کو روکنا چاہے اور اس کے ارادیکا وقوع ہو بلکہ کہتے ہین کہ آیا دوسرے
مین اس گردش کا روکنا ممکن ہے اور اسقدر اسمین قدرت ہے کہ نہین پس اگر کہے کہ قدرت
تو وہ پہلا خدا نہین ہے اسلئے کہ اگر وہ خدا ہوتا تو اسکی کام کی روکنے کی کسی مین قدرت
نہوتی جب کسی کو اسکے کام کے روکنے کی قدرت ہے تو یہہ قدرت والا قادر ہوا
اور وہ پہلا عاجز اور اگر کہے کہ دوسرے مین اس گردش کو جو پہلے خدا کے حکم سے ہوی ہے
روکنے کی قدرت نہین ہے تو یہہ دوسرا خدا نہین اسلئے کہ یہہ عاجز ہے اور عاجز
خدا نہین ہو سکتا - پس اس قطعی دلیل سے یہہ بات ثابت ہوی کہ دو یا کئی خدا ہونا
عقلاً محال ہے

تیسری دلیل اگر دو خدا ہوتے تو ضرور تہا کہ جسطرح ایک خدا نے اپنی فیاضی اور

حکمت ظاہر کی اور ہماری ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجی اور رسولوں
مبعوث فرمایا اور کتابین نازل کین اور وہ سب پیغمبر بموجب حکم خدا کے اسکی خدائی
اور یکتائی کا اہل دنیا سے اقرار لیتے رہے اسیطرح دوسرا خدا بھی بخیل اور جاہل نہوتا
اور کوی پیغمبر بھیجتا تا اسکی خدائی کو ثابت کرتا اور ان سب پیغمبرونکی تکذیب کرتا ہرگاہ
کوی پیغمبر بغیر اس یکتا اور لاشریک لہ کے کسی نے نہین بھیجا اور ان انبیا کی تکذیب نکی
تو معلوم ہوا کہ اس یکتا اور بی مثل خدا کے سوا کوی اور خدا نہین ہے ۔

چوتھی دلیل جب تمام انبیا اور اوصیا جنکی سچائی دلیل خارج یعنی معجزات اور
خوارق عادات سے ثابت ہے دعوی کرین کہ خدا ایک ہی اور سب کے سب
اسکی وحدانیت پر اتفاق فرمائین تو پھر کسی عاقل کو خدا تعالی کی وحدانیت اور
یکتائی مین کسیطرح کا شک اور شبہہ نہین ہوسکتا ہے ۔

پانچوین دلیل اگر دو خدا ہون تو ضرور ہے کہ دونون قادر مطلق ہون اور
دونون قادر ہوے تو واجب الوجود ہونا دونون کا محال ہے پس ایک واجب
ہوگا اور دوسرا ممکن اور جو واجب ہے وہی خدا ہے دوسرا خدا نہین ۔
تصریح اسکی یہہ ہے کہ پہلے جو مینے کہا کہ ضرور ہے کہ دونو قادر ہون یہہ اسلئے
کہ اگر قادر نہو تو عاجز ہوگا اور عاجز خدا نہین ہوسکتا ۔ دوسرے جو مینے کہا کہ ضرور ہے
کہ کوی ایک انمین واجب ہو اور دوسرا ممکن ۔ یہہ اسلئے کہ جب ہر ایک قادر ہے
تو ہر شئی کے پیدا اور فنا کرنیکے واسطے اور ہر کام کے لئے وہی ایک کافی ہے
دوسرے کی ضرورت نہین جب دوسرے کی ضرورت نہین تو پھر وہ واجب الوجود
نہین ہوسکتا ۔ تیسرے جو مینے کہا کہ جو واجب الوجود ہے وہی خدا ہے ممکن الوجود

خدا نہین یہہ امر ظاہر ہے —

یہہ چند دلیلین عقلی قطعی ہین جنسے خدا تعالی کی یکتائی اور وحدانیت ثابت اور متحقق ہے اور جیسے یقین کیا جاتا ہے کہ شریک باری قطعاً محال ہے اور یہہ وہ دلیلین ہین جنکو تمام بنی آدم خواہ ہندو ہون یا نصاری ہو دہون یا مجوس بشرطیکہ عقل رکھتے ہون ماننا ضرور ہے اور اونکا انکار بجز دیوانے یا بیہوش کے کوئی نہین کرسکتا —

اب مین خاص حضرات نصاری کے لئے خدا تعالی کی وحدانیت کی دلیلین بیان کرتا ہون تا انہین زیادہ توضیح حاصل ہو اور یہہ حضرات مثل موحدین مقدسین کے یعنی مسلمانون کے خدای پاک کی یکتائی اور وحدانیت کے معتقد اور قائل ہون اور اپنی تثلیث کے اعتقاد سے دست بردار ہون —

ای عیسائی بھائیون ذی رتبہ کتابون مین جنہین آپ لوگ انجیل مقدس اور خدا کے پاس سے نازل کی ہوین جانتے ہین خدا ے پاک کی وحدانیت کئی مقامون پر بیان کی گئی ہے اور کتنے عبارتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خود حضرت عیسے علیہ السلام نے خدا کی وحدانیت اور یکتائی کا اقرار فرمایا ہے ۔ بندہ یہان بعض عبارت کو نقل کرتا ہے

متی کی عربی انجیل کے اصحاح تاسع عشر[19] مین عیسے کی زبانے مرقوم ہے (۱۷)
فقال له لما ذا تسالني عن الصلاح واحد هو الصالح الله الخ
اسکا ترجمہ اردو انجیل کے انیسوین[19] باب مین اسطرح لکھا ہے (اسنے اسے کہا تو کیون مجھے اچھا کہتا ہے اچھا تو کوی نہین مگر ایک یعنی خدا) اس کلام سے جو عیسے کی زبا مرقوم ہے کئے امور ثابت ہوتے ہین اول یہہ کہ عیسے نے اپنے کلام مین ایک ہونیکو صفت خدا کی قرار دی اور فرمایا ایک یعنی خدا اس سے وحدانیت مقصود ہے کی

صاف ظاہر ہے دوسرے یہہ کہ اپنے کو خدا تعالی سے علیحدہ کردیا اسلئے کہ جب سائل نے
حضرت عیسےؑ کو اچھا کہا تو عیسےؑ نے اسپر اعتراض کیا اور فرمایا کہ تو کیون مجھے اچھا کہتا ہے اچھا
تو کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا اس سے ظاہر ہی کہ عیسے نے اپنے اچھے ہونیکا انکار کیا اور
اچھے ہونیکو خاص خدا کی صفت قرار دی پس اس سے مثل آفتاب کے روشن ہوا کہ عیسے نے
اپنے کو خدا سے جدا اور علیحدہ گروانا ہے اور اپنی الوہیت سے انکار کیا ہے اب کہان ہین
وہ لوگ جو کہتے ہین کہ عیسے اور خدا ایک ہین ذرا اس قول پر حضرت عیسے کے غور فرماہین
اور اپنے فاسد اعتقاد سے متنبہ ہوکر توبہ کرین تیسرے یہہ کہ عیسے نے اپنے اچھے ہونیکا
بھی انکار کیا ہے پہر الوہیت عیسےؑ کی کہان رہی — اور اسی انجیل کے اصحاح
ثالث والعشرون مین مرقوم ہے (۹) ولا تدعوا لکم ابا علی الارض فان اباکم
واحد ھو الذی فی السموات اسکا ترجمہ متی کی اردو انجیل کے تیئیسوین باب مین
اسطرح لکہا ہے (۹) اور زمین پر کسکو اپنا باپ مت کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہے
باپ ہے جو آسمان پر ہے اس عبارت سے خدا تعالی کی وحدانیت کے سوائے ایک
اور بات ہمارے مطلب کی ثابت ہوی یعنی باپ معنی مین پروردگار یا خالق کے ہے
اسلئے کہ خدا تعالی کو عیسے علیہ السلام نے سب آدمیونکا باپ کہا ہے اور ظاہر ہے
کہ خدای پاک کسی شخص کے نزدیک بہی تمام آدمیونکا باپ نہین ہے پس ضرور ہوا
کہ باپ سے مراد یہان اور جہان کہین عیسے علیہ السلام نے خدا تعالی کو اپنا باپ
کہا ہے پروردگار یا خالق ہو — نہین معلوم کس دلیل سے حضرات نصاری خدا کو
عیسے علیہ السلام کا معاذ اللہ باپ کہتے ہین اگر اس دلیل سے کہین کہ حضرت عیسے نے
خود خدا کو اپنا باپ فرمایا ہے تو لازم ہے کہ یہہ حضرات خدا کو تمام آدمیونکا بہی باپ کہین

اسلئے کہ عیسےٰ نے خدا کو تمام آدمیوں کا باپ کہا ہے اور اگر یہان باپ کے معنی پروردگار یا خالق ہین تو وہان بھی وہی معنی ہین یہہ کیا بات ہے کہ کڑوا کڑوا تھو اور میٹھا میٹھا ہپ اور انشاء اللہ تعالی تحقیق اس امر کی آیندہ اسکے مقام پر تفصیل سے کیجائیگی

اور لوقا کی انجیل کے اصحاح ثامن عشر[۱۸] مین مرقوم ہے (۱۹) فقال له یسوع لماذا تقول لی صالحا ولیس صالحا الا الله وحده) اسکا ترجمہ اردو انجیل کے اٹھارویں باب مین اسطرح لکھا ہے (۱۹) یسوع نے اسکو کہا تو کیون مجکو اچھا کہتا ہے کوی اچھا نہین مگر ایک یعنی خدا) اس عبارت سے بھی تین امور ثابت ہوتے ہین پہلے[۱] وحدانیت خدا کی دوسرے[۲] علیحدگی عیسےٰ کی خدا سے تیسرے[۳] نفی الوہیت عیسےٰ کی - چنانچہ سابق مین تفصیل سے اسکا بیان ہوا ہے —

اور مرقس کی انجیل کے دسوین[۱۰] باب مین بھی اسطرح لکھا ہے اور اسکی اصحاح ثانی عشر[۱۲] مین مسطور ہے (۲۹) فاجابه یسوع ان اول کل الوصایا اسمع یا اسرائیل الرب الاهنا الاه واحد ترجمہ اسکا مرقس کی اردو انجیل کے بارویں باب مین اسطرح مرقوم ہے (یسوع نے اسے جواب مین کہا کہ سب حکمون مین اول یہہ ہے کہ ای اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے) اور اسی باب مین ۳۲ آیت اسطرح مرقوم ہے (تب اس فقیہ نے اسے کہا کیا خوب ای استاد تو نے سچ کہا کیونکہ خدا ایک ہے اسکے سوا اور کوی نہین) ای عیسائیو حضرت عیسےٰ نے تو سب وصیتون مین پہلی وصیت اور حکمون مین پہلا حکم یہہ بیان کیا کہ خداوند عالم یکتا ہے اور اسکا کوی شریک نہین مگر آپ لوگون نے اس پہلی وصیت اور سب سے بڑی حکم کی مخالفت کی اور برخلاف قول عیسےٰ کے قائل ہوے کہ خدا تین ہین پھر کیونکر کوی سمجھ سکیگا کہ آپ

عیسے علیہ السلام کے مطیع ہین اور انکی متابعت فرماتے ہین —
اور یوحنا کی انجیل کے اصحاح سابع عشر مین مذکور ہے (۳) و ھذہ ھی
حیاۃ الابد ان یعرفوک انت الاٰہ الحق وحدک والذی ارسلت
یسوع المسیح اسکا ترجمہ اردو انجیل کے سترھوین باب مین اسطرح لکھا ہے —
اور ہمیشہ کی زندگی یہہ ہے کہ وے تجھکو اکیلا سچا خدا اور یسوع کو جسے تو نے بھیجا ہے
جانین ا ان عبارتونسے جو انجیلون سے نقل ہوی ہین خدا تعالی کی یکتائی اور وحدانیت
اور تثلیث کی نفی صاف طور سے ظاہر ہو رہی ہے اور ذرا بھی شک اور تامل کا مقام
نہین ہے ای منصف عیسائیو آپ لوگونکا انصاف کہان گیا ہے اور ای عاقلو تمہاری عقل
کدہر چھپ رہی ہے کیون یہان انصاف نہین فرماتے اور کسلیے اسمقام پر سمجھ سے کام نہین
لیتے کیا اسقدر صاف مضمونکو بھی نہین سمجھتے کیا کبھی آپ لوگون نے بصیرت کی نظر سے
ان کتابونکو نہین دیکھا ہے اور کبھی انصاف کی آنکھونسے یہہ عبارتین ملاحظہ نہین کی
ای بارو یہہ تو آپکی کی کتابین ہین اور انہین کتابون پر آپکا اعتقاد ہے پھر اس محکم کلام
کے صاف مطلب کو کیون نہین سمجھتے اور اس پاک امر یعنی توحید کا اعتقاد نہین رکھتے
اور کیون متشابہات پر عمل کرتے ہو اور کسلیے محالات کو ممکن جانتے ہو ای بھائیو یہہ
بھی کوی انصاف ہے کہ عیسے علیہ السلام تو صاف الفاظ مین فرمائین کہ خدا ایک ہے
اور آپ لوگ فرماتے ہین کہ خدا تین ہین عیسے تو اپنے کو خدا تعالی سے علیحدہ کرتے ہین
اور آپ لوگ فرماتے ہین کہ خدا اور عیسے ایک ہین اور عیسے علیہ السلام تو اپنے نیک ہونے
سے بھی انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تم کیون مجھے اچھا کہتے ہو اچھا کوی نہین مگر ایک
یعنی خدا۔ اور آپ لوگ کہتے ہین کہ عیسے بھی خدا ہین۔ آیا یہہ حضرت عیسے علیہ السلام

جھٹلاتا ہے یا نہین آیا یہہ عیسے مسیح کی مخالفت ہے یا نہین بیشک یہہ حضرت عیسی کی تکذیب اور انکی مخالفت ہے۔ افسوس کیجاے ہے کہ آپ لوگ ایک اعلی اور اعظم اعتقاد مین عیسے علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہین اور پھر اپنے کو عیسے مسیح کا متبع جانتے ہین۔ ع۔ برعکس نہند نام زنگی کافور۔ ای یارو واسطے خدا کے سچ کہو اور انصاف فرماؤ کہ حضرت عیسیٰ کے معتقد اور انکی موافقت کرنیوالے آیا مسلمان ہین یا نصاری۔ جسطرح عیسے نے ارشاد فرمایا کہ خدا ایک ہے مسلمان بھی کہتے ہین کہ خدا ایک ہے مگر خلاف ہین اسکے آپ لوگ کہتی ہین کہ خدا تین ہین ای پیارے بھائیو اپنے حال پر رحم کرو اور دین کے امر مین غور اور تامل فرماؤ اور عقل کے موافق اور عیسے علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق خدا کو وحدہ لاشریک لہ جانو تثلیث کے اعتقاد کو چھوڑ دو تاکہ خدا اور عیسے آپ صاحبونسے راضی ہون اور آپکو نجات اخروی ملے ۔

اسمقام پر ایک اور بات کہنی ضرور ہے کہ جب علماے نصارے نے دیکھا کہ توحید کی دلیلین قطعیہ مین اور نہایت مضبوط اور مستحکم ہین اور جسکے منکرین داخل گروہ کفار یا مجانین ہوتے ہین اور تثلیث بالکل عقل سلیم کے خلاف اور محالات سے ہے تو ایک اور بات نکالی اور کہنے لگے کہ ہم بھی موحدین سے خارج نہین ہین اور توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے قائل ہین یعنی ایک خدا تین ہین ہے اور تین خدا ایک ہین ہین

چنانچہ پادری فنڈر صاحب ایک جوابیہ مکتوبین جو سلطان العلما جناب سید محمد صاحب اعلی اللہ مقامہ کی خدمت مین لکھا ہے تحریر کرتے ہین (ترجمہ) زبان خامہ بحسب طرز رقمہ تو بود کہ شما بسبب قول تثلیث از حرم توحید خارج و بدایرہ تثلیث داخل گردیدہ اید۔ موجب ہزار کونہ تامل گردید کہ چرا چنین گفتہ اند و ما را از حرم توحید چون خارج

دانسته - زیراکه بزمره مسیحیان هرکه موحد نیست از دین مسیحی بهره اش نیست چنانچه
رساله مفتاح الاسرار حاوی همین مطلب است واین اجمال را تفصیلی در آن مذکور شده وانکه
توحید در تثلیث وتثلیث در عین توحید معتقد ماست سر است بس مخفی ودقیقه ایست نهایت باریک
که ادراک آن بدون تائیدات سماوی وتوفیقات الٰهی بر عقل انسان کمال دشوار الی آخره
بهه خط ۱۳ جنوری ۱۸۵۴ع مطابق ۱۱ ذالحجه ۱۲۵۱ هجری کو لکھا گیا ہے -

اسکے جواب میں جناب سلطان العلماء نے جو نامہ تحریر فرمایا ہے بعض عبارت اسکی افادۃً
نقل کرتا ہوں وانچه در آخر رقیمه سابقه حضور را از موحدین شمرده وتثلیث را منافی توحید
نه انگاشته فهم آنرا از اسرار الٰهی وموقوف بر تائید سماوی قرار داده اند پس مشابه وما باد عای
ارباب وحدت وجود که مستند بکشف وشهود اند میباشد وطوره وراء طور العقول
وهریکی از اهل ملل ادعای چنین میتواند کرد چنانچه اکثری از هنود هم مدعی شهود میشوند وپیشتر
پادری یوسف ولف صاحب همدست بدامن کشف والهام دربارهٔ تعیین
مدت نزول عیسے علی نبینا وعلیه السلام تا چهارده سال زده بودند غالبًا سامی مرتبت
هم معتقد حقیت الهامش بنا شد بالجمله کشف نیز شیطانی ورحمانی میباشد چنانچه مدعیانش
نیز بآن معترف - فلا بد حینئذ من دلیل خارجی قطعی فارق بین الکشف
الحق والباطل الکاسد ممیز بین الصحیح منه والفاسد ودونه خرط
القتاد وچگونه امر محال از اسرار الٰهی محسوب میتواند شد مع ان الله سبحانه جعل
العقل دلیلًا لا یحید عنها ابدًا وحقا لا یحید اعوانه پس هر چه را عقل مستحیل
قطعی داند ممکن نیست که در وحی الٰهی آید یا در سلک اسرار سبحانیه منسلک ومنتظم گردد الخ
آخر مین بهه بیت ترقیم فرمائی ہے ؎ اندکی از خم خود گفتم وخاموش شدم - کز دل آزده شود سخن بسیار

یہہ دونون خط ابتدا مین رسالہ **کشف الاستار** فی جواب مفتاح الاسرار کے جسے جناب
مولوی سید محمد ہادی صاحب مرحوم نے جو بیٹے جناب سلطان العلما کے تھے تصنیف کیا تھا
چھپے ہوے ہین - غرض یہہ اعتقاد بہی علمای انصاری کا محالات قطعیہ سے ہے اور ہرگز
ممکن نہین کہ ایک خدا تین مین ہو اور تین خدا ایک مین ہون اور اگر کوی انسے اسکی دلیل تو پوچھے
اور اسکا ثبوت دریافت کرے تو کہتے ہین کہ یہہ وہ امر ہے جسکی دلیل نہین اور یہہ وہ بات
ہے جو انسان کی عقل مین نہین آسکتی ہے بلکہ الہام اور کشف سے معلوم ہوتی ہے - سبحان اللہ
کیا اچھا اعتقاد ہو اور کیا عمدہ اسکی توجیہ ہے کہ جس سے حقیت کی بنیاد ہی دنیا سے مٹجاتی
ہے اور کل مذاہب باطلہ کی صحت ثابت ہو جاتی ہے اسلئے کہ جتنے کفار اور مشرکین اور سوائے
انکے جتنے باطل مذہب والے ہین اپنے باطل اعتقاد پر کہہ سکتے ہین کہ یہہ وہ باریک امر
نازک مسئلہ ہے جو عقل مین نہین آسکتا بلکہ کشف والہام سے اور خدا کے تائید سے ثابت
ہوسکتا ہے نہین معلوم اسکا جواب اگر جناب پاوری فنڈر صاحب زندہ ہوتے
تو کیا عنایت فرماتے اور اب انکے مرید کیا جواب دینگے اور سوای اسکے صاف
ظاہر ہے کہ یہہ مسئلہ یعنی مسئلہ تثلیث یا تثلیث فی التوحید والتوحید فی التثلیث ایسا
نہین ہے جس تک عقل نہ پہونچسکے بلکہ قطعاً اسے عقل محال جانتی ہے - اور عقل کا
کسی مسئلہ تک نہ پہونچنا اور بات ہے اور اسکا کسی امر کو محال جاننا اور بات ہے جب عقل کے
نزدیک کوی امر قطعی محال ہو تو اسکے وجود کا کوی کیونکر دعوی کرسکتا ہے اور کیونکر کوی
اسکے ہونیکا اعتقاد رکہسکتا ہے - مین آپ لوگونکے روبرو چند مثالین محالات
عقل کی بیان کرتا ہون دیکہئے اور کہئے کہ ایسے امور کیا واقع ہوسکتے ہین -
مثلاً یہہ کہ زمین کا ایک کبوتر کے انڈے مین سما سکتا ہے یا اجتماع ضدین یا اتحاد اثنین

یا ایک ماؤیہین اجتماع نقیضین یا ارتفاع نقیضین ہوسکتا ہے جیسے ایک شئی ابیض ہو یعنی سفید ہو
اور وہی شئی لا ابیض بھی ہو - یا ابیض بھی نہو لا ابیض بھی نہو - یا ہوسکتا ہے کہ ایک عدد نہ
طاق ہو نہ جفت ہو - یا کوئی چیز اپنے پر آپ مقدم ہوسکتی ہے ہرگز نہین یہہ سب امور
محالات عقلیہ سے ہین وجود انکا ہرگز ممکن نہین ہے پس اسطرح تین خدا ایک نہین ہوسکتے اور ایک
خدا تین نہین ہوسکتا یہہ بھی قطعاً محال ہے - پھر کیون آپ لوگ ایسے امر محال کے امکان کا اعتقاد
رکھتے ہین اور دانستہ حق کو چھوڑکے باطل کو اختیار کرتے ہین ای یارو ذرا عقل کو نزدیک لاؤ
اور فہم سے کام لو دیکھو ایسا نہو کہ جب یہہ چار دن زندگی کے گزر جائین تو پھر مرنیکے بعد پچتانا
اور افسوس کرنا پڑے اسوقت کا افسوس کوئی کام نہ آئیگا اور اسدم کے پچتانے سے کچھ حاصل نہوگا
ای بھائیو اس زندگانی کو غنیمت جانو اور بیچارگی کرنا ہے اپنی زندگانی مین کرلو آبائی تقلید اور
تعصب کو چھوڑکر خود تحقیق کرو دیکھو سیدہا رستہ دین کا کسطرح آپ لوگون پر کھلا ہوا ہے
اور حق و باطل کیونکر واضح اور روشن ہے اور باوجود اسکے کہ حق کی راہ بالکل روشن ہے اور
تثلیث قطعاً باطل ہے جو لوگ حق کو نہین اختیار کرتے اور تثلیث کے اعتقاد کو ترک نہین
کرتے ہین اسکی وجہ فقط آبائی تقلید ہے اور مذہبی تعصب ہے اور جتنی قومین ضلالت مین پڑی ہین
سب اسی سبب سے ہے اور جبتک تعصب کے پردے کیسکی چشم دل پر پڑے ہون اور آبائی
تقلید نہین بھی ہو وہ ہرگز حق کی تحقیق نکرسکیگا اور سیدہی راہ پاسکیگا -

فصل دوسری حضرت عیسی علیہ السلام کی الوہیت کے ابطال مین ہے - جاننا چاہیے
کہ عیسائی لوگ حضرت عیسے کی نسبت دو امرونکا دعوی کرتے ہین - اول یہہ کہ آپ پسر خدا
ہین - دوسرے یہہ کہ خود خدا ہین - لہذا یہہ فقیر ہر فصل مین تو عیسے کی الوہیت کے
بطلان کو ظاہر کریگا - اور آیندہ فصل مین انکے ابن خدا ہونیکی تردید کریگا انشاء اللہ تعالے

عیسے علیہ السلام کی الوہیت کئی وجوہ سے باطل ہے اور یہہ وجوہ بالکل ظاہر اور قطعیہ ہین بندہ انمین
سے چند وجوہ پر اکتفا کرتا ہے **اول** یہہ کہ حضرات نصاری ثبوت مین دعوی الوہیت
عیسے علیہ السلام کے وہ چند کلمات پیش کرتے ہین جو ان مشہور اور مروجہ کتابون مین جنہین
حضرات نصارے انجیل منزل من اللہ جانتے ہین درج ہین اور یہہ دلیل انکی کئی طرح سے
منقوض ہے **اول** یہہ کہ ان مشہور کتابونمین بھی کسی مقام پر کسی عبارت سے صراحۃً عیسے
علیہ السلام کی الوہیت ثابت نہین ہوتی اور نہ کسی مقام پر ان انجیلون مین سے عیسی
علیہ السلام نے اپنی الوہیت کا دعوی فرمایا ہے ۔ اور جن عبارتونسے عیسائی لوگ
حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت اپنی دانست مین ثابت کرنا چاہتے ہین حقیقت مین ان
عبارتون کو ان حضرات نے سمجھا ہی نہین اور اپنی کم فہمی اور ہٹ دھرمی سے ان کلمات کو عیسے
کی الوہیت پر حمل کرتے ہین حقیقت مین یہہ انکی عقل اور فہم کا قصور ہے چنانچہ جتنی عبارتین
پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب مفتاح الاسرار مین بہ ثبوت الوہیت علیہ مسیح ان مروجہ
انجیلون سے نقل کی ہین ان سبکا جواب کتاب ۔ کشف الاستار مین بخوبی دیا گیا ہے
یہہ کتاب بفضلہ تعالے چھپ چکی ہے جو شخص چاہے ملاحظہ کرے اور لطف یہہ ہے کہ یہہ کتاب
مستطاب جو رد مین مذہب نصاری کے ہے اسکو طبع ہوکر پچاس برس گزر گئے مگر
کسی سے ابتک اسکا جواب نہو سکا اور اسیطرح بہت سے کتابین اہل اسلام کی ہین جن مین
عمدہ دلایل اور قطعی جنسے عیسائیونکے اعتقادات کا ابطال کیا گیا ہے اور جواب انکا
مفقود ہے یہہ بھی ایک بڑی دلیل ہے بطلان پر اس مذہب کے **دوسرے** یہہ کہ
ہمنے فرض کیا کہ ان مروجہ کتابونسے جنہین حضرات نصاری اناجیل کہتے ہین عیسی کی
الوہیت مترشح ہوتی ہے یا صراحۃً انمین بیان کی گئی ہے مگر اولاً ہمکو ان کتابونکے

اعتبار ہین کلام ہے پس ضرور ہے کہ یہہ حضرات پہلے ان کتابونکا اعتبار اور کلام خدا ہونا بلا تحریف اور تبدیل کے دلیل قطعی سے ثابت کرین اور جو دلیلین یقینیہ اور محققین قطعیہ ہمنے ان کتابون کے عدم اعتبار ہین بیان کی ہین انکو معقول اور مستحکم وجہونسے باطل کرین - اور یہہ امر ہرگز ممکن نہین پس جب ان مروجہ انجیلونکا اعتبار ثابت نہین ہوسکتا بلکہ عدم اعتبار اور بطلان ثابت ہے تو پھر جتنے دعوے انسے مترشح اور ماخوذ ہون وہ سب باطل اور غیر معتبر ہین تیسرے یہہ کہ وہ عبارتین اور کلمات جنسے بزعم حضرات نصاریٰ عیسےٰ کی الوہیت ثابت ہوتی ہے دوسری ایسی عبارتون اور کلمات سے معارض اور مخالف ہین جو وہی انہین مروجہ انجیلون مین موجود ہین اور انسے عیسے علیہ السلام کی الوہیت کا بطلان بصراحت معلوم ہوتا ہے اور وہ کلمات محکمات ہین پس اگر ان عبارتونکو بھی جنسے عیسے علیہ السلام کی الوہیت حضرات نصاریٰ سمجھتے ہین کلام خدا فرض کرین تو یقیناً انکی تاویل واجب ہوگی اسلئے کہ وہ کلمات متشابہات ہین اور کلمات محکمات کے مخالف اور معارض ہین علی الخصوص اسصورت مین کہ دلائل عقلیہ قطعیہ مطابق اور معاون ان کلمات محکمات کے ہون اور اعتقاد الوہیت خلاف عقل ہو چنانچہ عنقریب اسکا بیان ہوگا انشاء اللہ تعالے - چوتھے یہہ کہ الوہیت عیسے علیہ السلام کی عقلاً محال ہے پس اگر بفرض محال تجویز محال کی کسی مقام پر کلام خدا یا کلام پیغمبر مین ہو تو بداہت عقل وہ کلام مأول اور محمول برخلاف ظاہر ہوگا اور تاویل اسکی واجب اور لازم ہوگی نہ یہہ کہ اس امر محال کو ممکن جانین اور عقل سے بالکلیہ ہاتھہ اٹھاکر نقل کو عقل پر مقدم کرین بلکہ اگر کوئی شخص خدائی کا دعوی کرے اور امر محال کے وقوع اور تجویز کا قائل ہو تو یہی کلام اسکا اسکے دعوی کی تکذیب پر دلیل ہوگا جیساکہ فرعون نے

دعوی خدائی کا کیا اور چونکہ عوارض بشریت اس سے واضح اور لایح تھے اسلئے یہی
دعوے اسکا اسکی تکذیب کے لئے کافی اور وافی ہے نہ یہہ کہ کسی کے ایسے واہی دعوے
سے تمسک ہو کر عقل سے ہاتھہ اٹھا ئین اور اسکے کہنے سے محال کو ممکن جانین۔
اور یہہ بات جو بندہ فقیر نے عرض کی سب پر ظاہر اور مثل آفتاب کے روشن ہے علاوہ اسکے
اس قول کی شہادت پر توریت کے سفر خامس جسے سفر استثنا کہتے ہین تیرہوین فصل مین
بزبان عربی یہہ عبارت مسطور ہے فان قام فیما بینکم مدعی نبوۃ او حلم فاعطاکم
آیۃ او برہانا فلو اتت الایۃ والبرہان ممن قال لک نتعالی بنا الی معبودات
آخر لم تعرفہا فتعبدہا فلا تقبل من ذلک مدعی النبوۃ والحلم فان اللہ
ربکم ممتحنکم ھل انتم محبون مخلصین من قلوبکم ونفوسکم بل تتبع طاعۃ اللہ
ربکم یجب ان تسیروا وایاہ فارھبوا ووصایاہ فاحفظوا وقولہ فاسمعوا
وایاہ فاعبدوا وطاعتہ فالزموا وذلک المدعی للنبوۃ والحلم فلیقتل
لما یقول المحال علی اللہ ربکم انتہی۔ خلاصہ اس عبارت کا یہہ ہے کہ اگر تم مین
کوئی شخص پیغمبری کا دعوی کرے اور بعض نشانیان ظاہر کرے اور تمکو دوسرے
معبودونکی طرف دعوت کرے تو تم ایسے شخص کے قول کو قبول نکرو۔ بتحقیق کہ
خدا تعالے تمہارا امتحان کرتا ہے کہ تمنے اسے اپنے دلسے دوست رکہا ہے اور
دوستی اسکی خالص کی ہے یا نہین بلکہ چاہئے کہ تم ہمیشہ فرمانبرداری اپنے خدا کی کرو اور سوا اسکے کسی
سے نڈرو اور اسکے احکام کی حفاظت کرو اور اسکے سوا کسیکی پرستش نکرو اور لازم ہے کہ وہ مدعی
نبوت قتل کیا جاے اسلئے کہ امر محال کا خدا پر ادعا کرتا ہے انتہی ای یارو ہمکو تو یقین کامل ہے کہ
حضرت عیسی علیہ السلام نے ہرگز دعوی خدائی کا نہین کیا اور کبھی محالات کے قائل نہین ہوے مگر افسوس ہے

آپ لوگونسے کہ حضرت کی طرف ایسے امر کی نسبت دیتے ہین اور آپ کو محالات کا قائل ٹھہراتے ہین نعوذ باللہ تعالےٰ من ھٰذا الاعتقاد۔

دوسرے ۲ وجہ یہہ ہے کہ خود دعوے عیسائیونکے آپسمین متعارض اور متخالف ہین اور ہر دعوے دوسرے دعوے کو باطل کرتا ہے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ جب یہہ لوگ کہین کہ عیسے خدا کے بیٹے ہین تو پہر انہین خدا نہین کہسکتے اسلئے کہ بیٹا قطعاً باپ سے زمانًا اور رتبۃً مؤخر ہوتا ہے اور جو کسی سے مؤخر ہو وہ خدا نہین۔ اور بیٹا اسلئے کہتے ہین جو کسی سے پیدا ہوا اور جو پیدا ہوا وہ حادث ہے اور جو حادث ہو وہ خدا نہین اور باپ اور بیٹے مین تغایر ضرور ہے یعنی ضرور ہے کہ باپ اور ہو اور بیٹا اور ہو۔ ورنہ ایک شخص کہ وہ خود اپنا باپ اور اپنا بیٹا ہو محال ہے اور جب دو ہوے یعنی باپ ایک اور بیٹا ایک تو ضرور ہے کہ جب ان مین سے ایک خدا ہو تو دوسرا خدا نہو اسلئے کہ دو خدا ہونا محال ہے۔ اور بیٹا خدا نہین ہوسکتا اسلئے کہ باپ بیٹے سے افضل ہے۔ اور جب یہہ لوگ کہین کہ عیسے خدا ہین تو آپ کا ابن خدا ہونا باطل ہوگیا اسلئے کہ خدا کیسکا بیٹا نہین ہوسکتا۔ پس یہہ دونون اعتقاد آپسمین متعارض اور متخالف ہین اور ہر اعتقاد دوسرے اعتقاد کو باطل کرتا ہے۔

تیسرے وجہ یہہ ہے کہ ظاہر ہے کہ عیسے علیہ السلام حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوے انکی دودسے پرورش پائی بچپنے سے جوان ہوئے یہود کے ہاتونمین گرفتار ہوے عیسائیونکے دانست مین دار پر کھینچے گئے قتل ہوے پہر زندہ ہوے آسمانپر گئے یہہ حوادث اور تغیرات آیا ممکن ہے کہ خدا مین ہون خدا بہی کسی سے پیدا ہوتا ہے خدا بہی کبہی بچہ کبہی جوان ہوتا ہے خدا کو بہی کوی گرفتار کرسکتا ہے یا دار پر کہینچسکتا ہے

قتل

قتل کرسکتا ہے اور جب خدا قتل کیا گیا تو پھر سے زندہ کسنے کیا - کیا ایسا اعتقاد کوئی عاقل آدمی کرسکیگا کیا ایسی بات کوئی سمجھ والا انسان کہسکیگا - ای یارو یہہ بدیہی بات ہے اسمین فکر کی ضرورت نہین ہے یہہ ظاہر امر ہے اسمین غور اور تامل کرنیکی حاجت نہین پھر کیا ہوا آپ لوگونکو کہ ایسی بات کو نہین سمجھتے ہے اور محالات کے قائل ہوکر عیسے کو جو تمام تغیرات اور حوادث سے موصوف تھے خدا کہتے ہو اور ممکن کو واجب جانتے ہو اور معلوم ہے کہ عیسے علیہ السلام کو جسم تنہا کہاتے پیتے تھے سوتے تھے جتنے عوارض اور لوازم بشری ہین سب عیسی مین موجود تھے ہر چیز کے محتاج تھے پھر کیونکر وہ خدا ہوسکتے ہین اسلئے کہ خدای پاک کے جسم نہین غنی مطلق ہے کسی شئے کا محتاج نہین ہے اور تمام عیوب سے ذات اسکی پاک ہے اور حیرت یہہ ہے کہ کل ان امور کے علمای نصاری بھی قائل ہین چنانچہ پادری فنڈر صاحب نے رسالہ مفتاح الاسرار مین ان امور کی تصریح کی ہے پھر کیونکر وہ آدمی جو ہر چیز کا محتاج ہو گوشت اور ہڈی وغیرہ سے مرکب ہے خدا ہوسکتا ہے اور کیونکر عاقل ایسی بات کہسکتا ہے

چوتھی وجہ یہہ ہے کہ ان مروجہ کتابون مین جنہین حضرات نصاری غیر محرف انجیل جانتے ہین متعدد مقامون پر حضرت عیسی علیہ السلام کی زبانی ایسے کلمات مرقوم ہین جنسے عیسے کی عبودیت مثل آفتاب کے ظاہر ہوتی ہے اور الوہیت آپکی باطل - احقر انمین سے چند اقوال یہان نقل کرتا ہے اول یہہ کہ متی کی انجیل کے اصحاح سادس والعشرون[۲۶] مین عیسے کا احوال اسطرح مرقوم ہے (۳۹) وبعد قلیلا وخر علی وجہہ وصلی قائلا یا ابتاہ ان کان یستطیع فلتغبر عنی ھذا الکاس الخ ترجمہ اسکا اردو انجیل کے چھبیسوین[۲۶] باب مین اسطرح لکھا ہے (۳۹) اور کچھ آگے بڑھکر منہ کے بل گرا اور دعا مانگی کہ ای باپ اگر ہوسکے تو یہہ پیالہ مجھسے گزر جائے یعنی مین قتل ہونے سے

اور پھر اسی صحاح میں مرقوم ہے (۴۲) وایضاً ثانیۃ مضی وصلی وقال یا ابتاہ
الم یکن یستطاع الخ اسکا ترجمہ اردو انجیل میں اسطرح لکھا ہے (پھر اسنے دوبارہ جاکر
دعا مانگی کہ ای میرے باپ اگر میرے پیئے بغیر یہ پیالہ مجھسے نہیں گزر سکتا تو تیری مرضی
انتہی پوشیدہ نرہی کہ یہہ منہ کے بھل گرکے دعا مانگنا عیسے علیہ السلام کا اسوقت تہا
جسوقت کہ یہود آپ کو گرفتار کرنیکی تدبیر میں تھے پس میں حضرات انصاری سے
پوچھتا ہوں کہ اگر عیسے مسیح خود خدا تھے تو یہہ منہ کے بھل کسکے واسطے گرے اور کس سے
دعا مانگی اور کسلئے اپنی دفع بلیتا کے لئے یہہ عاجزی کی ای یارو خدا بھی کیکو سجدہ کرتا ہے
خدا بھی کسی سے دعا مانگتا ہے خدا کو بھی ضرورت ایسی عاجزی کی ہوتی ہے ہرگز نہیں
یہہ سب امور خدا پر محال ہیں مگر معلوم نہیں آپ حضرات کی عقل کہاں ہے ای یارو
ایا کسی بچہ کو بھی اسمقام پر عیسے کی عبدیت میں شک ہوگا اور آیا کوئی نادان آدمی بھی یہہ
حالت دیکھکر عیسے کی الوہیت کا دعوی کریگا ذرا انصاف سے کہو اور پھر اپنے اعتقاد
بھی غور کرو اور سمجھو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ اور مثل اسکے اور انجیلو نمیں بھی لکھا ہے چنانچہ
لوقا کی انجیل کے اصحاح ساد سمیں مرقوم ہے (۱۲) وکان فی تلک الایام خرج الی الجبل
لیصلی وکان یبات طول اللیل فی صلوٰۃ اللہ یعنی ان ایام میں عیسے (نماز پڑھنے
یاد عا کرنے کے لئے پہاڑ کیطرف نکل گئے اور تمام شب نماز یا دعا میں مصروف رہے
اور لوقا کی اردو انجیل کے بارویں باب میں اسطرح لکھا ہے (۴۱) اور اسنے انسے تیر کے
پتھے ایک پر پڑکے گھٹنے ٹیک کر دعا مانگی (۴۲) کہ ای باپ اگر تو چاہے تو یہہ پیالہ
مجھسے دور کرے لیکن میرے مرضی کے موافق نہو بلکہ تیری۔ (۴۴) اور وہ عاجزی
میں بہنس کے اور بہت گڑگڑا کے دعا مانگتا تہا الخ اسیطرح مرقس کی انجیل کے

اصحاح رابع عشر ۱۴ مین (۳۵ اور ۳۶ آیت مرقوم ہے جس مین حالت مذکورہ عیسے کے درج ہے بہرحال
انجیلونکے یہہ عبارتین اور حضرت عیسی کی یہہ حالتین دیکھکر کوئی عاقل نہین کہسکتا کہ عیسے خدا تھا
مگر دیوانگی یا نادانی اور ہٹ دھرمی کا علاج مشکل ہے -

دوسرے یہہ کہ متی کی انجیل کے اصحاح سابع والعشرون مین مرقوم ہے وبحو الساعۃ الناسعۃ
صرخ یسوع بصوت عظیم قائلا ایلی ایلی لما شبقتنی الذی تفسیرہ الاھی الاھی
لما ذا تر کتنی اسکا ترجمہ اردو انجیل کے ستائیسوین باب مین اسطرح لکھا ہے (۴۶) تیسرے پہر کے قریب
یسوع نے بڑے شور سے چلاکے کہا ایلی ایلی لما سبقتانی یعنی ای میرے خدا ای میرے خدا کیون تو نے
مجھے چھوڑا اور مثل اسکے مرقس کی انجیل کے پندرھوین باب مین مرقوم ہے - بہرحال اسکلام سے ظہر عیسے علیہ السلام
کی عبدیت قطعا ثابت ہے اور الوہیت آپ کی صاف طور سے باطل اوّل یہہ کہ عیسے علیہ السلام
اُس تکلیف کی حالت مین خدا کو پکار رہے ہین اور اس سے فریاد کر رہے ہین اور یہہ فریاد کرنا آپ
آپ کی مجبوری پر دلالت کرتا ہے جو عبدیت کا مقتضی ہے - دوسرے یہہ کہ بس لفظ سے آپ خدا
کو پکار رہے ہین وہ لفظ خود دال ہے اس امر پر کہ عیسے خدا کے بندے ہین یعنی عیسے نے جو
ایلی ایلی جسکا ترجمہ الٰہی الٰہی مترجمین نے لکھا ہے اور الٰہ معبود کو کہتے ہین پس ان لفظونسے صاف
ظاہر ہوا کہ عیسے نے اپنی عبدیت کا اور خدا کی معبودیت کا اعتراف اور اقرار فرمایا ہے پس
صریح تر اور صاف تر کونسا لفظ ہوگا جس سے عیسے کی الوہیت باطل ہو اور انکی عبدیت ثابت
ای یار دوسرے کلام سے تو صاف عیسے کی عبدیت کا ثبوت اور الوہیت کا بطلان ظاہر ہوتا ہے
اور ایک ذرہ کے برابر بھی شبہ اور تردد کی جگہ باقی نہین رہی ہے پھر آپ لوگ کیون نہین سمجھتے اور
کیون عیسے کو خدا کہے جاتے ہو عیسے تو اپنی مظلومیت کے عالم مین اپنے پروردگار سے فریاد کر کے صریح
الفاظ سے اپنی مجبوریت اور عبدیت ظاہر اور ثابت کر رہے ہین اور آپ لوگ خود عیسے کو خدا

ہڑا رہے ہین اور انکی قدرت مطلقہ کا دعوی کر رہے ہین کچھ عجب حیرت کا ماجرا ہے کہ زبانسے تو اپنے
کو عیسے کا تابع اور فرمان بردار کہین اور اعمال اور اعتقاد مین انکے ارشاد کے خلاف کرین خلاف
کیسا بلکہ معاذ اللہ انکی تکذیب فرمائین - افسوس ہے ایسی عقل پر اور حیف ہے ایسے اعتقاد پر -
تیسرے یہہ ہے کہ مرقس کی انجیل کے اصحاح ثالث عشر مین مرقوم ہے (۳۲) فامّا ذلك
اليوم او ملك الساعة لا يعرفها احد ولا الملائكة الذين في السماء ولا الابن
الا الاب - اسمقام پر اردو انجیل کے تیرہوین باب مین اسطرح لکھا ہے کہ عیسے نے فرمایا -
مگر اسدن اور اسگھڑی کی بابت سوا باپکے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہین اور نہ بیٹا کوی نہین
جانتا ہے) مثل اسکے متی کی انجیل کے چوبیسوین باب مین بھی مرقوم ہے - غرض اسکلام سے
بھی عیسے کی الوہیت کا بطلان ظاہر ہے اسلئے کہ عیسے علیہ السلام نے روز قیامت کے
تعین مین اپنی بے علمی کا اقرار فرمایا ہے اور اسکے علم کو خداوند عالم پر منحصر کر دیا ہے - اور یہہ معلوم
ہے کہ کسی چیز کا جہل خدا پر روا نہین اور جو جاہل ہو وہ خدا نہین ہو سکتے
ہین اور سوا اسکے جو عیسائی لوگ اعتقاد رکھتے ہین کہ عیسے اور خدا دونون ایک ہین
یا عیسے مین خدا نے حلول کیا ہے یہہ قول بھی اسکلام سے عیسے علیہ السلام کے باطل ہوتا ہے
اسلئے کہ عیسے نے اسکلام مین خدا کو اپنے سے علیحدہ فرمایا ہے اور کہدیا ہے کہ خدا کو روز
قیامت کا علم ہے مجھے علم نہین ہے پس اس قول سے صاف ظاہر ہو کہ خداوند عالم اور ہے
اور عیسے اور ہین نہ خدا اور عیسے متحد ہین نہ خدا نے عیسے مین حلول کیا ہے -
چوتھے یہہ ہے کہ متی کی انجیل کے اصحاح عاشر مین اسطرح مرقوم ہے (۴۰) من قبلكم
قبلني ومن يقبلني فانما يقبل الذي ارسلني) ترجمہ اسکا اردو انجیل کے دسوین
باب مین اسطرح لکھا ہے (۴۰) جو تمہین قبول کرتا ہے مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے

اسے جسنے مجھے بھیجا قبول کرتا ہے) اسکلام سے بھی الوہیت عیسیٰ کی اور اتحاد آپ کا خدا سے یہہ دونوں امر بطلان ہین اسلئے کہ ظاہر ہے کہ عیسے نے اپنے کو غیر خدا ٹہرایا اور خدا کو بھیجنے والا اور اپنے کو بھیجا گیا قرار دیا اور اسیکو رسل اور رسول کہتے ہین اور یہی عقیدہ مسلمانونکا ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بنی مرسل تھے جسکا خود حضرت نے اعتراف فرمایا ہے۔

پانچوین یہہ کہ متی کی اردو انجیل کے باروین باب مین یہہ عبارت مرقوم ہے (۱۷) تاکہ وہ جو اشعیا نبی کی معرفت کہا گیا پورا ہو (۱۸) کہ دیکھو میرا خادم جسے مینے چنا اور میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے مین اپنا روح اسپر ڈالونگا اور وہ غیر قومونکو شرع کی بیان کریگا) یہہ عبارت اسی انجیل کی شہادت سے عیسے کی بشارتین واقع ہوی ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے اس پیشانگوئی مین عیسے کو اپنا خادم اور اپنا پیارا فرمایا ہے اور یہہ واضح دلیل ہے خدا اور عیسے کی مغایرت اور عیسے کی الوہیت کے بطلان پر۔

چھٹے یہہ کہ یوحنا کی انجیل کے اصحاح حادی عشر مین مرقوم ہے (۴۱) فرفعوا الحجر فرفع یسوع عینیہ الی فوق وقال یا ابتاہ اشکرک لانک سمعت لی) ترجمہ اسکا اردو انجیل کے گیارھوین باب مین اسطرح لکھا ہے) تب انہون نے سنگ وہانسے جہان وہ مردہ گرا تہا اٹہایا یسوع نے آنکہین اوپر کرکے کہا کہ ای باپ مین تیرا شکر کرتا ہون کہ تو نے میری سنی ہے) اسکلام سے بھی عیسے کی الوہیت کا بطلان ظاہر ہے اسلئے اگر وہ خدا ہوتے تو خدا کا شکر کیون بجالاتے یہہ شکر کرنا دلیل ہے اسپر کہ وہ خدا نہ تھے۔

ساتوین یہہ کہ یوحنا کی انجیل کے اصحاح رابع عشر مین انہاسیوین آیت کے آخر مین ہے لان الاب اعظم منی یعنی اسلئے کہ بتحقیق کہ باپ مجھسے بڑے مرتبہ والا اور بزرگ تر ہے اس سے صاف روشن ہوکہ عیسے خدا نہین ہین اسلئے کہ جو کسی سے مرتبہ مین کم ہو وہ ہرگز خدا

نہین ہوسکتا اور خود حضرت عیسے کے اقرار سے یہان ظاہر ہے کہ عیسے باپ سے مرتبہ مین کم ہین پہر وہ کیونکر خدا ہوسکتے ہین —

آٹھوین یہ کہ یوحنا کی انجیل کے اصحاح عشرون مین ستروین آیت کے آخر مین مندرج ہے **انی صاعد الی ابی وابیکم الاھی والاھکم** ترجمہ اسکا اردو مین اسطرح لکھا ہے مین اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہون **اب** منصفین سے امید ہے کہ تعصب کو چھوڑ کے بچشم انصاف ملاحظہ فرمائین کہ اسکلام سے کسطرح حضرت عیسے نے بطلان اپنے ابن خدا ہونیکا اور بطلان اپنی الوہیت کا ظاہر کردیا ہے کہ کسی وجہ سے شک اور شبہ کا مقام نہین رہا - دیکھئے کہ آپنے اسخیالسے کہ لفظ (اب) کے اطلاق سے کہین خدا کو آپ کا حقیقۃً باپ نکہین لفظ (ابیکم) فرمایا تا لوگ سمجھ جائین کہ جب لفظ (اب) خدا کیطرف منسوب ہو تو اس سے مراد خالق یا پروردگار ہے - اور پہر آپنے لفظ (الھی والھکم) ارشاد فرماکر بالکل شبہ کو دور کردیا اور اپنے عبدیت ظاہر کردی اور اپنی الوہیت کو باطل فرمادیا پس باوجود ان ارشادات اور واضح کلمات کے جو عیسے علیہ السلام کی عبدیت اور انکی الوہیت کے بطلان پر دلالت کرتے ہین پہر بہی حضرات نصاری حضرت عیسی کو خدا یا ابن خدا کہے جائین تو اسوقت بجز خاموشی کے چارہ نہین وما علینا الا البلاغ المبین —

نوین یہ کہ جتنے اقوال حضرت عیسے کے پہلی فصل مین خدا کی وحدانیت کے ثبوتین ہم نقل کرچکے ہین انمین سے ہر قول عیسے کی الوہیت کے بطلان پر ایک قطعی دلیل ہے ناظرین سے امید ہے کہ جب اسمقام پر آئین تو چند ورق الٹ کر ان کلمات اور دلائل کو ملاحظہ فرمائین اور انصاف سے نگرین — بہرحال یہ اقوال اور کلمات محکمات جو ان مروجہ انجیلو نقل کئے گئے ہین انمین سے ہر قول اور ہر کلام خدا یتعالی کی وحدانیت کو اور عیسے علیہ السلام کی

کی الوہیت کے بطلان کو مثل آفتاب عالمتاب کے ظاہر اور روشن کر رہا ہے - مجھی بڑی امید ہے
کہ اب عیسائی بھائی جنہیں اللہ پاک نے راہ مستقیم اور عقل سلیم عطا فرمائی ہے ان قطعی دلیلوں
ملاحظہ فرما کر ضرور اپنی ہٹ سے باز آئینگے اور تقلیدی تعصب کو چھوڑ دینگے اور انصاف
کر کے تثلیث کے اعتقاد سے اجتناب کرینگے اور حضرت عیسے مسیح علیہ السلام کو ایک
پیارا بندہ خدا کا اور نبی مرسل جانینگے اور توحید کی پاک اور روشن راستہ کو اختیار فرمائینگے

تیسرے فصل عیسے علیہ السلام کے ابن خدا ہونیکے بطلان میں ہے جاننا چاہیئے کہ
گروہ نصارے کو بعض وجوہ سے شبہ ہوا ہے جو یہہ لوگ عیسئے کو پسر خدا جانتے ہیں
حقیقت میں یہہ وجوہ بالکل مہمل اور واہی ہیں اور یہہ شبہات ہرگز قابل اعتنا نہیں
ہیں - بندہ حقیر واسطے تحقیق حق کے ان تمام شبہات کو بیان کر کے ہر ایک کی تردید بحجہ
قاطعہ کریگا اور ہر شبہ کو بادلیل ساطع باطل کریگا انشاء اللہ تعالے -

پہلا شبہ یہہ کہ عیسے علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوے ہیں یعنی کوی انسان
آپ کا باپ نہ تہا اور کوی شخص بیدر پیدا نہیں ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ عیسے پسر خدا ہیں
جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ امر قطعی ثبوت کو پہونچا ہے کہ خدای پاک قادر مطلق ہے
یعنے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور نصارے بہی اس امر کے معتقد ہیں بلکہ کوی شخص افراد
انسانی سے اسکا انکار نہیں کر سکتا پس عیسے علیہ السلام کا بیدر کے پیدا ہونا یہہ
بہی ایک نشانی خلاق عالم کی قدرت کاملہ کی ہے جو خالق کہ تمام اشیا کو عدم سے
وجود میں لایا ہے اور بی بادے کے زمین اور آسمان اور چاند سورج اور ستارے وغیرہ
اپنے پیدا کئے ہیں اسکے نزدیک ایک آدمی کو بیدر کے پیدا کرنا کونسا امر دشوار ہے
ہاں یار و عیسئے کے لئے تو ان بہی نہیں مگر حضرت آدم اور حوا کی خلقت کو دیکہو نہ انکا

باپ ہے نہ ماں اس قادر مطلق نے بی پدر و مادر کے انہین پیدا کیا ہے پس جسطرح کہ
اسنے آدم اور حوا کو بے ماں اور باپکے محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اسیطرح عیسے
مسیح کو فقط بی باپ کے پیدا کیا تا معلوم ہو کہ اسکو ہر طرحکی قدرت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے
کوئی امر اسکے نزدیک مشکل نہین ہے ۔ اور یہہ شبہ وہ ہے جسے نصارا نے نجران نے
جناب رسالتمآب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کے روبرو بیان کیا تہا اور حضرت نے وہی
جواب دیا جو بندہ نے یہان عرض کیا اور یہہ آیت تلاوت فرمائی ۔ جزو (۳) سورہ آل
عمران) ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن
فیکون یعنے بتحقیق کہ مثال عیسی کی نزدیک خدا کے مثل آدم کے ہے کہ خدا نے اسے
مٹی سے پیدا کیا پہر اسے فرمایا کہ ہو جا پس وہ ہو گیا ۔

دوسرا شبہ یہہ ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام کیطرف حق تعالی نے اپنی روحکی نسبت
دی ہے چنانچہ قرآنمین مریم علیہا السلام کے حاملہ ہونیکے بیانمین اللہ جل شانہ ارشاد
فرماتا ہے (جزو ۲۸) سورہ تحریم) ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا
فنفخنا فیہ من روحنا یعنے مریم بیٹی عمران کی وہ ہے جسنے اپنی شرمگاہ کی حفاظت
کی پس ہمنے اپنی روح مین سے اسمین پہونکدیا ۔

جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ شبہ بہی مثل پہلے شبہ کے باطل ہے اسلئے کہ مراد روح خدا سے
روح مخلوق خدا و برگزیدہ خدا ہے ورنہ لازم آئیگا کہ خدا مرکب روح وجسم سے ہو یا اوسکی
روحکے کئی اجزا ہون اور یہہ دونون امر محال ہین اگر کوی کہے کہ سب روحین مخلوق
خدا ہین یہان عیسے کے بارمین تخصیص کی کیا ضرورت تہی ۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ چونکہ خلقت مسیح کی بلا واسطہ پدر کے واقع ہوی ہے اسلئے خدا نے اپنی طرف نسبت دیکر خدا بہیجا

انکی طرف اپنی روح کی نسبت دی اور فرمایا (من روحنا) اور معلوم ہے کہ اضافت مین ادنی علاقہ اور ملابست کافی ہے اور یہان تو یہہ ہے کہ خالق اور مخلوق مین عمدہ علاقہ اور قوی ملابست موجود ہے پس جہان خداوند عالم نے روحکو اپنی طرف مضاف کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہمنے اپنی روح مین سے پھونک دیا ہے یا وہ ہماری روح سے ہے تو مراد اس سے روح برگزیدہ و مخلوق خداوند عالم ہے ۔ بعض کہتے ہین کہ جسطرح حضرت عیسے کی خلقت کے بارے مین اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمنے روحسے اپنی پھونک دیا ہے اسطرح کسی اور نبی کی نسبت مین نہین فرمایا ۔ چنانچہ پادری فنڈر صاحب اپنی فرط عقلمندی سے کتاب مفتاح الاسرار مین یہی دعوی کرتے ہین اور عبارت انکی یہہ ہے کہ (دراین آیات خود قران معترف است کہ عیسے مسیح ۔ نہ اینکہ مانند سایر مردم تولد یافتہ بلکہ بقدرت الہی بیوساطت پدر از بطن مطہر مریم باین نوع کہ خدا روح خودرا در وی دمید بوجود آمد وہم اقرار مینماید کہ کلمہ و روح الہی ست پس آیا در قران درباره کدام پیغمبر چنین نگرشتہ) انتہی بلفظہ ۔

جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ شبہ بسبب بی فہمی اور عدم وقفیت کے واقع ہوا ہے اسلئے کہ اولاً کیفیت ولادت مین حضرت عیسے علیہ السلام کی تو ہم خود مقر ہین کہ ولادت انکی مثل اور آدمیونکی نہین ہوی بلکہ خدا یتعالی نے محض اپنی حکمت کاملہ سے بپدر کے انکو پیدا کیا اور انکی ولادت مین اپنی قدرت عجیبہ ظاہر فرمائی جسطرح سے کہ آدم اور حوا علیہما السلام کی خلقت مین زیادہ اس سے قدرت ظاہر فرمائی ہے مگر بیوساطت پدر کے پیدا ہونے سے اس امر پر استدلال کرنا کہ عیسے پسر خدا ہین عجیب عقلمندی اور طرفہ دانش ہے اور طرہ اسپر وہ جو پادری صاحب فرماتے ہین

کہ در قرآن (دربار، کدام پیغمبر چنین ذکر گشتہ) اس سے نہایت تعجب پادری صاحب کے
علم اور فہم پر ہوتا ہے اسلئے کہ یا تو پادری صاحب نے کبھی پورا قرآن ملاحظہ نہین فرمایا
اور بی تحقیق انکار کرتے ہین یا دیدہ و دانستہ تجاہل فرماتے ہین - ورنہ قرآن شریف
مین حضرت آدم علیہ السلام کے خلقت کے بارہ مین بھی کئی مقام پر اسطرح مذکور ہے چنانچہ
جزو (۱۴) سورہ حجر مین اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے اذ قال ربک للملائکۃ انی
خالق بشرا من صلصال من حماء مسنون فاذا سویتہ ونفخت فیہ
من روحی فقعوا لہ ساجدین - حاصل ترجمہ یہہ ہے کہ جسوقت کہ
تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا کہ مین ایک انسان پیدا کرنیوالا ہون گل خشکیدہ
سے پس جسوقت اسے برابر کرون اور اسمین اپنی روح مین سے پھونکدون تو تم سب
اسے سجدہ کرنیکے لئے گر جاؤ - اور جزو (۲۳) سورہ ص مین فرماتا ہے اذ قال
ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من طین فاذا سویتہ ونفخت فیہ
من روحی فقعوا لہ ساجدین - اور حیرت یہہ ہے کہ جب پادری صاحب
جواب مین جناب مولوی سید محمد ہادی صاحب نے کتاب کشف الاستار لکھی اور یہہ
دونون آیتین پیش فرمائین تو پھر پادری صاحب نے کچھ جواب نہ دیا اور دم بخود رہگئے
لازم تو یہہ تھا کہ متنبہ ہوکر اپنے اعتقاد سے دست بردار ہوتے - اب تو انکا انتقال
ہوگیا ہے مگر جو حضرات موجود ہین انکی خدمت مین عرض ہے کہ پادری صاحب کے دعوے
اور اسکی رد کو بچشم حق بین ملاحظہ فرماکر انصاف کرین اور راہ حق اختیار فرمائین -
اور زیادہ حیرت کی بات یہہ ہے کہ جناب پادری فنڈر صاحب نے رسالہ مفتاح الاسرار
مین اپنے دعوے یعنے عیسے کے ابن خدا بلکہ خدا ہونیکے اثبات مین ایک دوسرے آیت

بھی پیش فرمائی ہے اور ابتدا اور انتہا کو اسکی چھوڑ کر اسے نقل کیا ہے اور حال یہہ ہے
کہ خود وہ آیت انکے عقیدہ کو باطل اور انکے دعوے کو رد کرتی ہے چنانچہ بندہ وہ آیت شریفہ
یہان نقل کرتا ہے (جزء ۶) سورہ نسا) یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم
ولا تقولوا علی اللہ الا الحق انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ و
کلمتہ القاھا الی مریم وروح منہ فامنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا
ثلثہ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد سبحانہ ان یکون لہ ولد
الآیہ یعنے اے صاحبان کتاب اپنے دینمین غلو نکرو اور نکہو خدا پر مگر حق - بجز اسکے نہین
ہے کہ مسیح عیسے پسر مریم رسول خدا ہے اور اسکا کلمہ ہے یعنے بسبب امر الٰہی اور کلمہ کن کے
وجود مین آیا ہے کہ اسکو القا کیا خدا نے مریم کیطرف اور روح ہے اُس سے یعنے وہ روح
جو اسکی برگزیدہ ہے پس ایمان لاؤ ساتھہ خدا اور انبیا کے اور نکہو کہ تین خدا ہین -
باز رہو اس قول سے اور قصد کرو نیکی کا اپنے لئے بجز اسکے نہین کہ خدا معبود یکتا ہے
اور پاک اور منزہ ہے اس امر سے کہ اسکے لئے کوئی فرزند ہو - افسوس ہے علمای نصاریٰ
سے کہ انکے فہم و فراست کی یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ اس آیہ شریفہ کو کہ وہ
خاص مذہب نصاریٰ کے ابطال مین نازل ہوا ہے اپنے دعوے کے اثبات مین پیش کرتے
جاننا چاہئے کہ صحف سابقہ مین بھی جنکی صحت کا حضرات نصاریٰ اعتقاد رکھتے
ہین اور اعتراف کرتے ہین اسناد ایسی روح کا دوسرے پیغمبر کیطرف بھی ہوا ہے
چنانچہ کتاب دانیال کی چودھویں فصل مین حضرت دانیال علیہ السلام کے حق
مین مذکور ہے وروح اللہ القدوس فیک وکان لا یعلم
یعنے پاکیزہ روح خدا کی تجھمین ہے اور کوئی بھید تجھپر پوشیدہ اور دشوار نہین ہے

اور اسی کتاب کی پانچوین فصل مین حضرت دانیال علیہ السلام کے حق مین مسطور ہے
سمعت عنك ان روح القدوس فيك و يقظة و فهما و حكمة
مضعفة وجدت فيك انتہی یعنے مینے تجھسے سنا تحقیق کہ پاکیزہ روح خدا کی تجھمین ہے اور
دانش اور حکمت دوچند تجھمین پائی گئی - اور توریت کے پہلے سفر اکتالیسوین فصل مین
حضرت یوسف علیہ السلام کے بارہ مین جسوقت کہ بادشاہ مصر نے حضرتکو خوابکی تعبیر کے لئے طلب کیا
مرقوم ہے (ثم قال فرعون لعبيده هل نجد مثل هذا رجلا فيه روح الله علما
انتہی یعنے بادشاہ مصر نے کہا کہ آیا ہمکو ایسا مرد ملسکتا ہے کہ اسمین روح خدا کی علم و دانش ہے
اور زبور کی پچاسوین فصل مین حضرت داؤد علیہ السلام اپنی مناجات مین فرماتے ہین -
لا تطرحني من لدن وجهك و لا تنزع منى روح قدسك انتہی یعنے میرے
مرتبہ کو اپنے آگے سے نہ گرا دے اور مجھسے اپنی پاکیزہ روحکو نہ نکالدے - اب منصفین باانصاف
کی نظر سے ان عبارتونکو ملاحظہ فرماین کہ کسطرح روح خدا کی نسبت ان پیغمبرون یعنے
حضرت دانیال اور حضرت یوسف اور حضرت داؤد علیہم السلام کیطرف پہلی کتابون مین
ہوی ہے ای یارو ذرا اپنے سر کو گریبان مین ڈالو اور کہو کہ موافق استدلال اپکے لوگونکو
کیا لازم نہین آتا کہ حضرت آدم کو اور ان دوسرے پیغمبرونکو بھی معاذ اللہ خدا یا پسر خدا
کہین جب ان پیغمبرونکو خدا یا پسر خدا نہین کہتے ہو تو چاہیے کہ حضرت عیسے کو بھی خدا
یا پسر خدا نکہو - اور زیادہ لطف کی بات یہہ ہے کہ تتبع سے صحف سابقہ کے معلوم
ہوتا ہے کہ روح خدا کا استعمال خاص انبیا کے طرف ہی نہین ہے بلکہ احاد الناس کی
نسبت بھی ایسا استعمال ہوا ہے چنانچہ صاحب کشف الاستار فی جواب مفتاح الاسرار نے
وہ عبارتین صحف سابقہ سے نقل کی ہین بخیال طول بندہ نے یہان انکو نقل نہین کیا

مگر اب بندہ ان متداولہ انجیلوں سے چند وہ عبارتیں نقل کرتا ہے جنمیں روح خدا کی نسبت
پیغمبر اور غیر پیغمبر کیطرف ہوی ہے -

متی کی انجیل کے اصحاح عاشر میں مسطور ہے لان لستم انتم المتکلمین لکن
روح ابیکم الذی یتکلم فیکم یعنے اسلئے کہ تحقیق کہ تم بات کرنیوالے نہیں ہو
بلکہ تم میں روح تمہاری باپکی ہے جو باتیں کرتی ہے -

اور لوقا - کی انجیل کے پہلے باب میں حضرت یحیی علیہ السلام کے حالمیں مرقوم ہے
(۱۵) کیونکہ وہ خداوند کے حضور بزرگ ہوگا اور نہ شراب اور نہ کوی نشہ پیئے گا اور
اپنی مانکے پیٹ ہی سے روح قدس سے بھر جائیگا اور پھر اسی باب میں مذکور ہے -
(۶۷) اور اسکا باپ ذکریا روح قدس سے بھر گیا اور نبوت کی راہ سے کہنے لگا -
ای عیسائی صاحبو اگر آپ لوگ روح برگزیدہ خدا سے پیدا ہونیکے سبب عیسے کو پسر
خدا یا خدا کہتے ہیں تو آدم بھی اسیطرح پیدا ہوئے ہیں بلکہ عیسے کے مان بھی نہیں
اور آدم کے لئے نہ مان تھی نہ باپ تھا اور جسطرح قران مجید میں عیسے کے بارمیں
فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وارد ہوا ہے اسیطرح آدم کے بارمیں (نفخت فیہ
من روحی) وارد ہوا ہے اور اگر بسبب روح القدس سے بھر جانیکے اور روح خدا کہنے
ہونیکے عیسے کو خدا یا پسر خدا کہتے ہیں تو حضرت دانیال اور یوسف اور داؤد اور یحیی اور
ذکریا علیہم السلام میں بلکہ عوام الناس میں روح خدا اور روح القدس کا ہونا کتب سابقہ
یعنے توریت اور زبور اور انجیل میں بیان کیا گیا ہے پس ضرور ہوگا کہ ان سب انبیا اور
غیر انبیا کو بھی خدا یا پسر خدا کہیں معاذ اللہ من ھذا الاعتقاد - ای برادران
خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور انکہیں کھولکر ان کلمات کو ملاحظہ کرو اور عقل اور فہم

کام لو اور ایسے اعتقادات سے جنکی برائی ہر ذی فہم پر ظاہر ہے باز آؤ اور گمراہی میں نہ پڑو

تیسرا شبہ یہہ ہے کہ ان مروجہ انجیلوں میں بعض مقام پر عیسے علیہ السلام کیطرف ابن خدا ہونیکے نسبت دیگئی ہے اور بعض مقام پر عیسے نے خدا کو اپنا باپ کہا ہے

اسکے دو جواب ہیں اوّل یہہ کہ یہہ مروجہ انجیلیں قابل اعتبار کے نہیں ہیں نا کسی امر کا انسے استدلال کیا جاسکے چنانچہ بحث اسکی سابقین گزر چکی ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرا جواب یہہ ہے کہ جس مقام پر خدا کیطرف باپ ہونیکی نسبت اور عیسے کیطرف ابن خدا ہونیکی نسبت دی گئی ہے مراد اس سے حقیقت میں باپ اور بیٹا ہرگز نہیں ہے بلکہ مراد (اب) سے خالق یا پروردگار ہے اور مراد (ابن) سے مخلوق یا پیارا بندہ ہے اسلئے کہ انہیں مروجہ انجیلوں میں بہت سے مقامات پر عوام الناس کی نسبت ایسا کہا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں اور خدا انکا باپ ہے۔ پس جس صورت میں حضرات نصاریٰ محض ان کتابوں میں مرقوم ہونے سے عیسے کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو لازم ہے کہ ان سب لوگوں کو نہیں کہیں کہ یہہ خدا کے بیٹے ہیں اور اگر یہاں معنی باپ سے پروردگار یا خالق اور مراد بیٹوں سے پیارے بندے یا مخلوق یا اور کچھ لیتے ہیں تو ضرور ہے کہ عیسے کے بارے میں بھی ایسا ہی سمجھیں اور مجھے یقین ہے کہ عیسائی لوگ عوام کے نسبت ایسا نہیں کہیں گے کہ یہہ سب خدا کے بیٹے ہیں تو پھر حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا کہنی کی کیا وجہ ہے۔

اب بندہ ان چند مقاموں کی عبارتیں یہاں نقل کرتا ہے جنمیں عوام الناس کیطرف خدا کے بیٹے ہونیکی نسبت دیگئی ہے اور خدائے پاک کو انکا باپ کہا گیا ہے۔

متی کی انجیل کے اصحاح پنجم میں مسطور ہے (۹) طوبیٰ لصانع السلام فانهم

ابنا الله

ابناء الله یا عون ترجمہ اسکا اردو انجیل مین اسطرح لکھا ہے) مبارک وے جو صلح کرنیوالے
ہین کیونکہ وے خدا کے فرزند کہلائینگے — اور اسی اصحاح مین مسطور ہے (۱۶) هکذا
فلیضی نورکم قدام الناس لیروا اعمالکم الصالحة و یمجدوا اباکم الذی
فی السموات) اسکا مطلب کو اردو انجیل مین اسطرح لکھا ہے (۱۶) اسیطرح تمہاری
روشنی آدمیونکے سامنے چمکے تاکہ وے تمہارے اچھے کامونکو دیکھین اور تمہارے باپ
کی جو آسمان پر ہے تعریف کرین) اور اسی اصحاح مین مرقوم ہے (۴۵) لکیما
تکونوا بنی ابیکم الذی فی السموات اسکا مطلب کو اردو انجیل مین اس مقام پر اسطرح
لکھا ہے (۴۵) تاکہ تم اپنے باپکے جو آسمان پر ہے فرزند ہو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدون
بدیکون پر اگاتا ہے یعنی چمکاتا ہے اور راستون اور ناراستون پر مینہ برساتا ہے (۴۸)
پس تم کامل ہو جیسا تمہارا باپ جو آسمان پر ہے کامل ہے — اور اسی انجیل کے اصحاح مذکور مین مرقوم
ہے انظروا ان لا تضعوا برکم قدام الناس لکی یروکم والا فلیس لکم اجر عند ابیکم
الذی فی السموات اسکا مطلب کو اردو انجیل کے چھٹے باب مین اسطرح لکھا ہے (۱) خبردار اپنے کام لوگونکے
سامنے نہ کیا کرنے نکرو نہین تو تمہارے باپ سے جو آسمان پر ہے اجر نملیگا — اور اسی اصحاح مین
متفرق آیتونمین مذکور ہے جو آیتین ہند سونسے معلوم ہو جائینگی (۳) لکی تکون صدقاتک
فی الخفاء و ابوک الذی یری ما فی الخفاء یجازیک (۶) و انت اذا صلیت
فادخل الی مخدعک و اغلق بابک و صل لابیک الذی فی السر و ابوک الذی یری فی
السر یعطیک (۸) و لا تتشبهوا بهم لان اباکم عالم بما تحتاجون الیه قبل ان تسئلوه
۹ فهکذا تصلون انتم ابونا الذی فی السموات — لیتقدس اسمک (۱۴) فان
ان غفرتم للناس خطایاهم یغفر لکم ایضا ابوکم السماوی و خطایاکم

(۱۸) لئلا تظہر للناس صیامک لکن لابیک الذی فی السر وابوک
الذی ینظر فی السر یجازیک (۲۶) انظروا الی طیور السماء انہا لا
تزرع ولا تحصد ولا تخزن فی الاھراء وابوکم السماوی یقوتہا
الیس انتم بالحری افضل منہا (۳۲) فان ھذا کلہ یطلبہ الامم ان
ابوکم یعلم انکم تحتاجون الی ھذا اجمعہ انتہی ان مقامات پر
متی کی اردو انجیل کے چھٹے باب مین اسطرح لکھا ہے (۴) تاکہ تیری خیرات پوشیدہ
رہے اور تیرا باپ پوشیدہ دیکھتا ہے وہ خود ظاہر مین تجھے بدلہ دے ۔(۶)
لکن جب تو دعا مانگے اپنی کوٹھری مین جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے
جو پوشیدہ گی مین ہے دعا مانگ اور تیرا باپ جو پوشیدہ دیکھتا ہے ظاہر مین تجھے
بدلہ دیگا ۔۸ پس انکے مانند نہو کیونکہ تمہارا باپ تمہارے مانگنے کے پہلے جانتا ہے
کہ تمہین کن کن چیزونکی ضرورت ہے ۔ (۹) اسواسطے تم اسطرح دعا مانگو کہ ای ہمارے
باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو ۔ (۱۰) تیری بادشاہت آوی اور تیری
مرضی کے موافق جیسا آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو (۱۴) اسلئے کہ اگر تم آدمیونکے
قصور معاف کرو تو تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف کریگا
(۱۸) تاکہ تجھے روزہ رکھے آدمی نہین بلکہ تیرا باپ جو پوشیدہ ہے جانے اور تیرا باپ
جو پوشیدگی مین دیکھتا ہے ظاہر مین تجھے بدلہ دے (۲۶) پرندونکو دیکھو نہ
بوتے نہ کاٹتے نہ کوٹھے مین جمع کرتے ہین تو بھی تمہارا باپ جو آسمان پر ہے
انکی پرورش کرتا ہے کیا تم انسے بہتر نہین ہو (۳۲) کیونکہ ان سب چیزونکی
تلاش غیر قوم کرتے ہین اور تمہارا باپ جو آسمان پر ہے جانتا ہے کہ تم ان چیزونکی

محتاج ہو انتہی — اور اسی انجیل کے اصحاح ثالث والعشرون مین مرقوم ہے (۹)
ولا تدعوا لکم اباعلی الارض فان اباکم واحد ھو الذی فی السموات
ترجمہ اسکا متی کی انجیل کے تئیسوین باب مین اسطرح لکھا ہے (اور زمین پر کسیکو اپنا باپ
مت کہو کیونکہ تمہارا ایک ہی باپ ہے جو آسمان پر ہے) اور لوقا کی انجیل کے
چھٹے باب مین مرقوم ہے (۳۵) پس اپنے دشمنونکو پیار کرو اور بھلا کرو اور پھر پانیکی امید
نرکھکر قرض دو تمہارا بدلہ بڑا ہوگا اور تم خدا تعالی کے فرزند ہوگے کیونکہ وہ ناشکرون
اور شریرون پر مہربان ہے (۳۶) پس جیسا تمہارا باپ رحیم ہے رحیم ہو انتہی
اور اسی انجیل کے گیارھوین باب مین اسطرح لکھا ہے (۲) اسنے انسے کہا جب تم
دعا مانگو تو کہو ای ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو تیری
بادشاہت آوے — اور اسی باب مین مرقوم ہے (۱۳) پس جب تم برے ہوکر
اپنے لڑکونکو اچھی چیز دینا جانتے ہو تو وہ باپ جو آسمان پر ہے کتنا زیادہ انکو جو اس سے
مانگتے ہین روح قدس دیگا —
اور اسی انجیل کے بارھوین باب مین اسطرح لکھا ہے (۳۰) کیونکہ ان سب چیزونکی
دنیا کے لوگ فکر کرتے ہین پر تمہارا باپ جانتا ہے کہ تم انکے محتاج ہو) اور اسی
انجیل کے تیئسوین باب مین مرقوم ہے (۳۰) پہر نہین مرنیکے کیونکہ وے فرشتونکے
مانند ہین اور قیامت کے بیٹے ہوکر خدا کے بیٹے ہین —
اور مرقس کی انجیل کے گیارھوین باب مین مسطور ہے (۲۵) اور جب کہ تم دعا
کے لئے کہڑے ہوتے ہو اگر کوی تمہارا مخالف ہو تو اسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ
بھی جو آسمان پر ہے تمہارے قصور معاف کرے (۲۶) اور اگر تم معاف نکروگے تو

تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہاری قصور بھی معاف نہ کریگا۔

اور یوحنا کی انجیل کے پہلے باب میں لکھا ہے (۱۳) وے نہ لہو سے نہ جسم کی خواہش سے نہ آدمی کے قصد سے بلکہ خدا سے پیدا ہوے ہیں انتہی۔

اور اسی انجیل کے گیارویں باب میں مرقوم ہے (۵۲) اور نہ صرف اس قوم کے واسطے بلکہ اسواسطے بھی کہ وہ خدا کے فرزندوں کو جو پراگندہ ہوے باہم جمع کرے۔

اور اسی عربی انجیل کے بیسویں باب میں سترویں آیت کے آخر میں عیسے کی زبانی مرقوم ہے انی صاعد الی ابی وابیکم الٰھی والٰھکم ترجمہ اسکا اردو انجیل میں اسطرح لکھا ہے (میں اوپر اپنے باپ اور تمہارے باپ پاس اور اپنے خدا اور تمہارے خدا پاس جاتا ہوں۔

اب ناظرین خیال کرسکتے ہیں کہ ان انجیلوں میں کسقدر کثیر مقامات پر عوام الناس کو خدا کے بیٹے ہونیکے نسبت اور خدا کیطرف انکے باپ ہونیکی نسبت دیگئی ہے پس کوئی عاقل کہسکتا ہے کہ مراد یہاں باپ سے حقیقتہً باپ اور مراد بیٹے سے حقیقتہً بیٹا ہے۔ اگر کوئی ایسا کہے تو وہ شخص قابل خطاب کے اور وہ کلام لایق جواب کے ہوگا اسلئے کہ یقیں کیا جائیگا کہ وہ شخص دیوانہ اور مخاطب الحواس ہے اور وہ کلام مجنونکی بڑ ہے۔ عاقل ہرگز ایسی بات نہیں کہتے اور نہ ہی ایسا سخن زبان پر نہیں لاتے۔ اور مجھی امید ہے کہ حضرات نصاری بھی ایسا دعوی نکرینگے اور ایسا اعتقاد نہ کرینگے پس جب ان مقامات پر مراد باپ سے حقیقتہً باپ اور مراد بیٹے سے حقیقتہً بیٹا نہیں لیا جاسکتا یعنے حقیقت میں خدا نے پاک آدمیونکا باپ نہیں ہوسکتا اور آدمی خدا کے بیٹے نہیں ہوسکتے تو ضرور ہے کہ ان مقامون پر باپ اور بیٹے سے کچھ اور مراد ہو۔ یعنی باپ سے

مراد خالق یا پروردگار اور بیٹے سے مراد مخلوق یا پرورش پذیر یا پیارا بندہ ہو پس حضرت
عیسے علیہ السلام کے باریمین بھی اسیطرح سمجھنا چاہئے اور یہی اعتقاد انکی نسبت مین رکھنا
چاہئے کہ وہ ایک پیارے بندے خداوند عالم کے تھے اسلئے کہ جس سبب سے
سوائے عیسے کے اور لوگ ابنا ے خدا نہین ہوسکتے اور جو وجہ اس امر کی مانع ہے
وہی سبب عیسے کے نسبت بھی موجود ہے اور جو اور عوام کے باریمین اس بات کا باعث
ہوا ہے کہ ابنا ے خدا سے مراد مخلوق یا پیارے بندے یعنی بعینہ وہی امر عیسے
کے باریمین بھی موجود ہے پھر یہان کسلئے عقل سے کام نہین لیا جاتا ہے اور جو منہ
مین آتا ہے کیون کہدیا جاتا ہے —

ای منصفو ذرا سوچکر کہو کہ آپ لوگ جو حضرت عیسے علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہین
اسکے کیا معنے ہین اگر معنے یہہ ہین کہ جسطرح آدمیون مین توالد اور تناسل ہوتا ہے
یعنے چاہئے کہ ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو اور مرد کو شہوت ہو اور عورت سے
جماع کرے اور نطفہ مرد کا عورت کے رحم مین منعقد ہو پھر جو بچہ پیدا ہوگا اسے کہین گے
کہ یہہ فرزند فلان مرد کا ہے اور حقیقۃً بیٹا اس مرد کا وہی بچہ ہے پس اسطرح معاذ اللہ
عیسے خدا کے فرزند ہین تو ہرچند مین سمجھتا ہون کہ کوی ذی عقل آدمی ایسی بات
زبانسے نہ کہیگا اور ایسا واہی اور پوچ اعتقاد نہ رکھیگا —

مگر اسپر بھی جواب اسکا یہہ ہے کہ اس اعتقاد سے کتنے عیب خدا ے پاک کی ذات پر
وارد ہوتے ہین یعنے چاہئے کہ خدا کے لئے جسم ہو اور اسے مکان کی احتیاج ہو
اور اسکو شہوت بھی ہو اور اسپر تغیر وارد ہو اور وہ مرکب بھی ہو اور وہ محتاج
بھی ہو **آعاذنا اللہ من ھذا الاعتقاد** اور یہہ سب امور محالات عقلیہ

اور مقتضات قطعیہ سے ہیں - اور طرفہ یہہ ہے کہ جناب پادری فنڈر صاحب نے بھی
کتاب مفتاح الاسرار میں ان سب امور کے امکان کی نفی کی ہے اور مقر ہیں کہ اللہ تعالیٰ
کے جسم نہیں ہے وہ مرکب نہیں ہے وہ محتاج کسی شئی کا نہیں ہے خوات اسکی تمام
عیبوں سے پاک ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ باوجود قائل ہونے ایسے امور کے عیسے علیہ
السلام کو خدا تعالےٰ کا بیٹا کہیں -

اور اگر بسبب اسکے کہ خدا کی ذات ان تمام امور سے جو اوپر بیان ہوی پاک اور
منزہ ہے عیسے خدا کے بیٹے ویسے نہیں ہیں جیسا کہ آدمی ایک دوسری کا بیٹا
ہوتا ہے اور جسکی کیفیت ابھی بیان کی گئی ہے تو پھر عیسے علیہ السلام کو خدا تعالےٰ
کا بیٹا کہنا بیجا اور لغو ہے اسلئے کہ بغیر کیفیت مذکورہ واقع ہونیکے کوی کیسکا بیٹا
نہیں ہو سکتا اور سوا اسکے عقل اس امر پر حاکم ہے اور یہہ بات قطعاً واجب ہے
کہ باپ اور بیٹے کی جنس قریب ایک ہی ہو اور دونونکے اجزاے اصلیہ اور مادہ میں
فرق نہ ہو اور یہہ ظاہر ہے کہ عیسے علیہ السلام جنس حیوانی سے تھی اور محتاج تھے انکے لئے جسم نامی
اور خداوند عالم پر کل یہہ امور محال ہیں اور وہ واجب الوجود ہے پھر ممکن نہیں کہ
عیسےٰ یا اور کوی شخص خدا کا بیٹا ہو سکے اور یہہ دلیل قطعیا تسے ہے کوی ذی عقل
اسکا انکار نہیں کر سکتا -

پس اس تقریر سے یہہ بات مثل آفتاب عالمتاب کے روشن اور ظاہر ہوی
کہ مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ مثل اور انبیای مرسلین کے یہہ بھی ایک
خدا کے پیارے ہیں اور ذات خدای پاک کی اس سے مبرہ ہے کہ اسکے لئے کوی
فرزند ہو - اور سوا ے ان تمام دلائل قطعیہ کے لطف مزید یہہ ہے کہ خود مسیح نے

تمام ان مروجہ انجیلون مین اکثر مقامون پر اپنے کو انسان کا بیٹا کہا ہے اور ابن آدم ہونیکا اعتراف فرمایا ہے ۔ چنانچہ مصنفین کے ملاحظہ کے لئے چند عبارتین ان انجیلونکی یہان نقل کیجاتی ہین —

متی کی انجیل کے نویں باب مین حضرت عیسے کے حال مین مذکور ہے (۶) پر اسلئے کہ تمکو معلوم ہوے کہ انسان کا بیٹا زمین پر گناہونکے معاف کرنیکا اختیار رکھتا ہے) انتہی —

اور بارہویں باب مین حضرت عیسے اپنے ذکر مین ارشاد فرماتے ہین (۴۰) کیونکہ جیسا یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ مین رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا) انتہی (—

اور سترہویں باب مین مرقوم ہے (۲۲) جب وے گلیل مین پھرا کرتے تھے یسوع نے انہین کہا کہ ابن آدم لوگون کے ہاتھ مین سونپا جائیگا (۲۳) اور وے اُسے قتل کرینگے پھر وہ تیسری دن اٹھیگا تب وے نہایت غمگین ہوے انتہی اور بیسویں باب مین مسطور ہے (۱۸) دیکھو ہم یروشالم کو جاتے ہین اور ابن آدم سردار کاہن اور فقیہونکے ہاتھ مین سونپا جائیگا اور اسے غیر قومون کے حوالے کرینگے کہ ٹھٹھون مین اڑائین اور کوڑے ماریں اور صلیب پر کھینچین پر وہ تیسرے دن پھر جی اٹھیگا) انتہی (—

اور چوبیسویں باب مین اسطرح لکھا ہے (۳۰) تب آدمی کے بیٹے کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور اسوقت زمین کے سارے گھرانے چھاتی پیٹینگے اور ابن آدم کو بڑی قوت اور جلال کے ساتھ آسمانونکے بادلون پر آتے —

آتے دیکھینگے انتہے

اور چھبیسوین ۲۶ باب مین اسطرح مرقوم ہے (۲) تم جانتے ہو کہ دو روز بعد عید فسح ہوگی جب ابن آدم حوالے کیا جائیگا کہ صلیب پر کھینچا جاے (۲۴) ابن آدم جسطرح اسکے حق مین لکھا ہے سو جاتا ہے لیکن اس شخص پر افسوس جسکے ہاتھون ابن آدم گرفتار کروایا جاتا ہے الخ (۴۵) تب اپنے شاگردون پاس آکر انسے کہا اب سوتے رہو اور آرام کرو دیکھو وہ گھڑی آپہونچی کہ ابن آدم گنہگارونکے ہاتھہ حوالہ کیا جاتا ہے (۴۶) اٹھو چلین دیکھو جو مجھے پکڑواتا ہے آپہونچا) انتہے —

اسیطرح لوقا کی انجیل اور مرقس کی انجیل اور یوحنا کی انجیل مین بہت سے مقامون پر ایسی عبارتین مرقوم ہین جنمین جابجا حضرت عیسے نے اپنے کو انسان کا بیٹا کہا ہے اور ابن آدم ہونیکا صاف اقرار کیا ہے —

پس افسوس اور نہایت افسوس ہے حضرات نصارے سے کہ ظاہر اپنے کو عیسائی کہتے ہین اور حقیقت مین عیسے علیہ السلام کی مخالفت کرتے ہین اور اسکے قولکو جھٹلاتے ہین — ای برادران نصاریٰ تمہارا یہہ عقیدہ ہے کہ عیسے علیہ السلام آدمی ہین اور پیغمبر مرسل ہین اور خدا کے پیارے بندے ہین اور جیسا کہ خود حضرت عیسے نے اپنے انسان ہونیکا اقرار فرمایا اور خداوند عالم کی وحدانیت کا اعتراف کیا ہے اسیطرح مسلمان بھی ان امور کے معترف اور مقر ہین برخلاف آپ لوگون کہ عیسے علیہ السلام کے قول کے خلاف اعتقاد رکھتے ہین پھر انصاف سے فرمائیے اور برای خدا بہت دھرمی نکیجی کہ عیسے کے پیرو اور حق کے متابعت کرنیوالے آپ اسلمان ہین یا نصاری یہہ بات ظاہر ہے کہ عیسے کے قول کے خلاف مین انکا قول ہے

اور عیسے کے فرمانیکے برعکس آپ کا اعتقاد ہے پھر کیونکر آپ لوگ حضرت عیسے کی مطیع ہوسکتے ہین اور کسطرح سے آپ اپنے کو عیسائی کہسکتے ہین -

اگر غور فرمائے اور انصاف سے دیکھئے تو بغیر اسلام قبول کئے کوئی شخص حضرت عیسے علیہ السلام کا مطیع نہین ہوسکتا اور اپنے کو حق کا پیرو نہین کہسکتا -

اب مین اسمقصد کو اس بیان پر ختم کرتا ہون کہ بعض حضرات نصاری حضرت عیسے علیہ السلام کی الوہیت کے ثبوت مین کہتے ہین کہ آپنے مردونکو زندہ کیا ہے اور بیمارونکو شفا دی ہے اور یہہ کام خدا کا ہے -

جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ قول بالکل واہی اور یہہ شبہ سراسر باطل ہے اسلئے کہ ظاہر ہے کہ امور مذکورہ معجزات کے اقسام سے ہین خدا تعالے نے انبیا کو ایسے معجزے واسطے اثبات نبوت کے عطا فرمائے ہین اور وہ قادر ہے جسکو چاہتا ایسی قدرت دیتا ہے کہ وہ مردونکو زندہ کرے اور بیمارونکو شفا دے پس ایسے معجزات سے صاحب معجزہ کا نہ خدا ہونا ثابت ہوتا ہے نہ ابن خدا ہونا بلکہ اتنا ثابت ہوتا ہے کہ وہ مبنی برحق ہے -

پس جو شخص ادعا کرے کہ جو آدمی مردکو زندہ کرتا ہے اور بیمارونکو شفا دیتا ہے وہ خدا یا ابن خدا ہے تو وہ شخص عاقلونسے خارج کیا جائیگا - ای منھ

برہان قطعی سے یہہ بات ثابت ہے کہ مرکب باری محال ہے اور یہہ بات بھی ثابت ہے کہ جسم ہونا مرکب ہونا محتاج ہونا یہہ سب امور لوازم بشری سے ہین خدا کی ذات ان سب باتون سے پاک ہے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ عیسے علیہ السلام کے جسم تھا وہ مرکب تھے وہ محتاج تھے پھر کیونکر

کوی عاقل انکی الوہیت کا قائل ہوسکتا ہے اور کسطرح سے کوی ذی فہم شریک باری کا دعوی کرسکتا ہے ہرگز نہیں ای غافلو یہہ خدا ای نہیں ہوی ہوسکتا کہ سیل نہ ولانکا تمنا شاہو گمارو اتو آپ لوگ غور فرمایئں اور سمجھ سے کام لیں اتنا تو سوچیں کہ سوائے عیسے علیہ السلام کے اور بھی بعض پیغمبرون نے مردونکو زندہ کیا ہے پیارو کو شفا بخشے ہیں کیا ان پیغمبرونکو بھی آپ لوگ خدا یا ابن اللہ کہسکتے ہین پھر کیسی عقل ہے کہ امر صریح کو نہیں سمجھتے۔ اور لطف مزید یہہ ہے کہ انبیا سے ایسے معجزات کا ظاہر ہونا درکنار غیر انبیا سے بھی مثل ایلیا و خضر ہم کے ایسے معجزات اور کرامات ظاہر ہوے ہین۔

چنانچہ بعد عیسے علیہ السلام کے ایک بزرگ نے جنکا نام بطرس تھا اور اہل لطر بھی کہتے ہین اور وہ حواریین سے حضرت عیسے کے تھے ایک عورت کو زندہ کیا ہے اور کیفیت اسکے اس مشہور انجیل مین جسکا نام اخبار الرسل ہے مفصل لکھی ہے یہان بندہ نقل پر بعض عبارت کے اکتفا کرتا ہے۔

اخبار الرسل کے اصحاح تاسع مین مرقوم ہے (۴) وان بطرس اختم کلام وحنی علی رکبتیہ وصلی والتفت الی الجسد وقال یا طابیثا قومی ففتحت عینیہا ونظرت الی بطرس وجلست (۵) وناولہا یدہ واقامہا وسولنکے دعا کرکے زانو مین بیٹھ کر اسطرح کہا ہے (۴) بطرس نے سب کو باہر کرکے گھٹنے ٹیکر دعا مانگی پھر لاش کیطرف متوجہ ہو کے کہا ای طبیثہ اٹھہ اسنے آنکھین کھولدین اور بطرس کو دیکھہ کے اٹھہ بیٹھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ خداوند عالم نے اپنے بندونکو بھی ایسی قدرت بخشی ہے

کہ وہ مردونکو زندہ کرتے ہین اور بیمارونکو شفا دیتے ہین مگر یہہ امور خدا تعالے
کی اذن اور حکم سے واقع ہوتے ہین اس سے ہرگز کوی عاقل یہہ نہین کہہ سکتا ہے
کہ وہ آدمی جنہون نے مردونکو زندہ کیا ہے اور بیمارونکو شفا دی ہے وہ خدا یا
خدا کے بیٹے تھے ۔ اور

اگر کسیکو یہہ شبہہ ہو کہ یہان بطرس نے جو مردے کو زندہ کیا تو پہلے خدا سے دعا
کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بطرس مین بنفسہ مردے کو زندہ کرنیکی قدرت نہ تھی بلکہ
وہ بندے تھے اور خدا نے انہین یہہ قدرت دی تھی ۔

بخلاف حضرت عیسے کے کہ انمین بنفسہ ایسی قدرت تھی کہ وہ مردے کو زندہ کرتے یہہ
یہہ قدرت انہین کسی نے دی نہ تھی ۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ کسی فرد بشر مین خواہ وہ عیسے ہون یا غیر عیسے
بنفسہ ایسی قدرت نہین ہے جو وہ مردے کو زندہ کر سکے اور کوی معجزہ دکھلا سکے
خداوند قدیر نے اپنے انبیا اور اولیا کو یہہ قدرتین دی ہین اور حضرت عیسے بھی اسی
کی دی ہوی قدرت سے اور اسیکی حکم سے مردونکو زندہ کرتے تھے اور دوسرے
معجزے دکھلاتے تھے چنانچہ ثبوت اسکا مین سوائے دلیل عقلی ظاہری کی انجیل
ہی سے پیش کرتا ہون ۔

یوحنا کی اردو انجیل کے گیارویں باب مین ایک مردے کے زندہ کرنیکے بیان مین
مذکور ہے (۳۸) تب یسوع اپنے دلسے پھر آہ کرتا ہوا قبر پر آیا وہ ایک غار تھا اور
اسپر ایک پتھر دھرا تھا (۳۹) یسوع نے کہا کہ پتھر کو اٹھاؤ اس مردے کی بہن مارتا
نے اسے کہا ای خداوند اسے تو اب بدبو آتی ہے کیونکہ اسے چار دن ہوے

۴۰ یسوع نے اسے کہا کیا مینے تجھے نہین کہا کہ اگر تو ایمان لاوے تو خدا کی بزرگی
دیکھیگی (۴۱ تب انہون نے سنگ وہانسے جہان وہ مردہ گراتہا اٹہایا یسوع نے
انکہین اوپر کو کے کہا ای باپ مین تیرا شکر کرتا ہون کہ تو نے میری سنی ہے
۴۲ اور مینے جانا کہ تو میرے نت سنتہا ہے پر ان لوگونکے باعث جو آس پاس کہڑے
ہین مین نے یہہ کہا تا کہ وے ایمان لاوین کہ تو نے مجھے بہیجا ہے الخ اسکے بعد
مردیکو زندہ کرنیکا حال لکہا ہے —

بہرحال اس عبارت سے کئی فائدے ظاہر ہوتے ہین اوّل یہہ کہ خدا نے
عیسے کو اس معجزے کی قدرت دی تہی دوسرے یہہ کہ عیسے علیہ السلام ہمیشہ خدا سے
دعا کرتے تہے اور خدا یتعالے انکی دعا قبول فرماتا تہا تیسرے یہہ کہ خدا یتعالے
نے حضرت عیسے کو بہیجا تہا اور یہی معنی رسول کے ہین چوتہے یہہ کہ عیسے علیہ السلام
نے اس مردیکے حال پر آہ کی اور اس عبارت سے پہلے تصریح واقع ہوے ہے
کہ عیسے علیہ السلام اسکے حال پر روئے ہین — یہہ سب امور دلائل قطعیہ اثبات
پر ہین کہ عیسے علیہ السلام خدا کے بندے ہین اور نبی مرسل تہے کسی طرح کا اسمین
شک وشبہ نہین ہے — مگر ان ہمیشہ کج فہمی اور ہٹ دہرمی کا علاج نہین
اور بیعقلی اور جہالت کا بجز سکوت کے کچہ چارہ نہین — وما علینا الا البلاغ المبین

دوسرا مقصد نبی عربی ہاشمی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نبوت ورسالت کے اثبات مین ہے جاننا چاہئے کہ بندہ اس امر کے
اثبات مین بہی کئی ایسی قطعیہ دلیلین خدا یتعالے کی تائید سے پیش کرتا ہے کہ
عقلای منصفین کو بغیر انکے ماننے اور قبول کرنیکے چارہ نہوگا — اور اگر کوی ان

دلیلونکو نمانے اوران حجتونکو قبول نکرے تو صاحب عقل کے نزدیک وہ گروہ عقل سے
خارج اور دیوانون اور گمراہون مین شمار کیا جائیگا - مین اپنے پیارے عیسائی
بھائیونسے امید کرتا ہون کہ وہ اپنے حال و مآل پر رحم کی نظر فرماکر ان دلیلونکو
بچشم حق بین ونظر انصاف ملاحظہ فرمائین - اگر عقل انکی ان دلیلونکو قبول کرے
اور بیان میرا انکے فہم مین آئے تو اسپر عمل فرمائین اور حق کی راہ اور اخروی
نجات حاصل کرین -

پہلی دلیل یہہ دلیل کئی ارکانسے تمام ہوتی ہے -

پہلا رکن معرفت خدا مین ہے - اس امر کے تو اکثر نبی آدم بلکہ کمسے کم خواہ
وہ مسلمان ہون یا عیسائی یہود ہون یا ہنود سب کے سب قائل ہین کہ
ہم بندے خدا کے ہین اور ہمارے لئے ایک خدا ہے مگر خدا کے مصداق
مین اختلاف رکھتے ہین بعض تو واجب الوجود کو خدا کہتے ہین جیسے مسلمان
اور بعض آفتاب کو خدا جانتے ہین اور بعض بتونکو اور بعض عیسے وغیرہ کو اور بعض
اور کسیکو پس خدا کے مصداق مین اختلاف ہوا -

مگر اصل وجود مین خدا کے اختلاف نہین مگر شاذ چنانچہ دہری خدا کا منکر ہے اور
یہہ چونکہ امر بدیہی اور یقینی کا منکر ہے اسلئے قابل خطاب نہین اور اسمقام پر
اس سے بحث بھی نہین ہے الغرض یہہ امر عقلا ثابت ہے کہ چاہیے خدا تمام
کمالات مین کل موجودات سے کامل تر ہو اور اگر ایسا نہو تو ناقص ہوگا اور ناقص
خدا نہین ہوسکتا پس ضرور ہے کہ خدا کسی چیز کا محتاج نہو اگر محتاج ہو تو ناقص
ہوا کامل تر نہوا اور ضرور ہے کہ اسے جسم نہو اگر جسم ہوگا تو محتاج مکان کا ہوگا

اور ضرور ہے کہ وہ مرکب ہو اگر مرکب ہوگا تو محتاج اجزا کا ہوگا اور ضرور ہے کہ شریک نرکھتا ہو اسلئے کہ وجود کامل ترکیتا ہے اور اگر دو خدا ہونگے تو یہہ معلوم ہے کہ ہر ایک سے ہر دوسرے کا کامل تر ہونا محال ہے پس ایک کامل تر ہوگا اور ایک ناقص اور جو ناقص ہے وہ خدا نہین ہے چاہیئے خدا کامل تر ہو اور وہ ایک ہی ہوگا - یہہ دلیل وحدانیت خدا کی ان دلیلونکے سوائے ہے جو دلیلین پہلے مذکور ہوی ہین) اور یہہ خدا جو کامل تر ہے ناقص سے متحد نہین ہوسکتا اسلئے کہ اتحاد کامل کا ناقص سے خلاف عقل ہے اور خدا کسی چیز مین حلول نہین کرتا اسلئے کہ حلول کامل کا ناقص مین لغو ہے علاوہ اسکے اتحاد اور حلول اگر محال ہے تو قبل اتحاد و حلول چاہیئے خدا ناقص ہو اور یہہ خلاف عقل ہے اور اگر اتحاد و حلول نقص ہے تو خدا ناقص نہین ہوسکتا - اس بیان سے مذہب بت پرستون اور آفتاب پرستون کا اور نصاریٰ کا کہ وہ عیسے کی الوہیت اور اتحاد و حلول خدا کے قائل ہین باطل ہوا -

دوسرا رکن - ضرور ہے کہ خدا تعالے بندون پر ایک پیغمبر مقرر فرمائے اسلئے کہ پہلے رکن مین بیان ہوا کہ خدا چاہیئے تمام کمالات مین اکمل ہو پس وہ کوی فعل لغو اور عبث نہین کرتا اسلئے کہ لغو فعل جاہل کا کام ہے پس ضرور ہے کہ انسان کو کسی فائدے کے واسطے خلق کیا ہو اور اگر یہہ فائدہ خدا کیطرف عاید ہو تو لازم آئیگا کہ خدا بدون اس فائدے کے ناقص ہو اور یہہ امر ثابت ہے کہ خدا کامل تر ہے اور یہہ بھی ضرور ہوگا کہ خدا اس فائدے کا محتاج ہو اور یہہ بات ثابت ہے کہ اسکی ذات پر احتیاج روا نہین

پس ضرور ہوا کہ وہ فائدہ بھی عائد اسی خلق کی طرف ہو۔ وہ فایدہ یہہ ہے کہ انسان کو قرب حق اور نعمات باقیہ حاصل ہون اور وہ بلا استحقاق اور بغیر تکلیف حاصل نہین ہو سکتے۔ اور یہہ معلوم ہے کہ ہر شخص مین بلا واسطہ خداوند عالم سے احکام اخذ کرنیکی قابلیت نہین ہے اور سوای اسکے کل پر احکام نازل ہونا خلاف اور حکمتون کے ہے۔ پس لازم ہوا کہ خداوند حکیم بندون پر پیغمبر مقرر فرمائے تا اسکے ذریعہ سے تمام لوگ احکام خدا اور اپنے تکالیف خدا کرین۔ اور یہہ بھی معلوم ہے کہ طبیعتین آدمیونکی باہم مخالف ہین اور ہر ایک دوسرے پر جان و مال و ناموس پر ظلم کرتا ہے پس ضرور ہے کہ انکی ہدایت کے لئے پیغمبر بھیجے جائین جو انکو افعال قبیحہ سے روکین اور انمین عدل سے عمل کرین تا نظام عالم مین فرق نآئے۔ اس بیانسے یہہ بات ثابت ہوی کہ انبیا کا مقرر کرنا خدای تعالے کو ضرور ہے یعنے موافق حکمت کے ہے۔

تنبیہ ارکن جاننا چاہیئے کہ قبل مبعوث ہونے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین حق جہانسے مفقود ہو گیا تھا۔ اسلیے کہ تواتر سے ثابت ہے کہ بعض لوگ تو بتونکی عبادت مین مشغول ہو گئے تھے مثل قریش وغیرہ کے اور ظاہر ہے کہ بت پرستے بداہت عقل باطل ہے اور عقل حاکم ہے اس امر پر کہ خدا کے جسم نہو وہ مرکب نہو عاجز و محتاج نہو اور وہ کسی مین حلول نکرتا ہو چنانچہ بیان اسکا مجملا پہلے رکن مین ہوا ہے۔ اور بت کہ وہ مخلوق ہین جسم جسم کہتے ہین محتاج و عاجز ہین کچھ نفع و ضرر انسے نہین ہے وہ کیونکر خدا ہو سکتے ہین اور خدا کیونکر ان مین حلول کر سکتا ہے بہرحال معلوم ہے کہ بطلان

بت پرستی کا عمدہ بدیہیات سے ہے ۔ اور بعض لوگ آفتاب پرست اور آتش پرست تھے انکا دین بھی بضرورت عقل باطل ہے جسکی وجہ ابھی بیان ہوئی ۔ اور بعض لوگ یہودی تھے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کہلاتی ہیں پس انہوں نے بھی اپنے دین اور کتاب میں تحریفیں کی تھیں اور شراب کو حلال کر دیا تھا جسکے سبب سے تمام برائیاں واقع ہوتی ہیں اور توریت میں ایسے مضمون داخل کر دئے جو بالکل ہیچ اور واہی ہیں اور کلام خدا ہونیکے ہرگز شایان نہیں ۔ چنانچہ توریت کی کتاب پیدائش کے انیسویں باب میں مرقوم ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ حضرت لوط نبی کفار پر عذاب نازل ہونے کے بعد اپنی دونوں بیٹیوں سمیت ایک جنگل میں رہنے لگے ۔ بڑی بیٹی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ ضعیف ہے اور اس زمین پر کوئی مرد باقی نہیں جو ہمارے پاس آئے جیسی تمام دنیا کا رسم ہے اب مناسب یہہ ہے کہ ہم اپنے باپکو شراب پلاکر اس سے ہم بستر ہوں تاکہ ہم سے نسل باقی رہے پس موافق اپنی خواہش کے ایک رات لوط کو شراب پلائی اور بڑی بیٹی باپسے ہم بستر ہوی جب دوسرا دن ہوا بڑی نے اپنی چھوٹی بہن سے سب ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آج بھی شراب پلائینگے اور آج تو باپسے مقاربت کرتا کہ ہم نسل اپنے باپسے لیں پھر اسروز لوط کو دونوں نے شراب پلائی اور چھوٹی بیٹی باپ سے ہم بستر ہوی پس دونوں بیٹیاں باپ سے حاملہ ہوئیں اور بچے پیدا ہوئے (انتہی محصلاً ۔ اور اشموئیل کی دوسری کتاب کے گیارویں باب میں مسطور ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ ایک دن شام کو داؤد اپنے فرش پر سے اٹھے اور اپنے بام پر ٹہلنے لگے وہاں سے انہیں ایک عورت نظر آئی جو نہا رہی تھی اور نہایت خوب صورت تھی ۔ داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے آدمی بھیجی معلوم ہوا کہ وہ

اوریا کی

اوریا کی جورو ہی - داؤد نے اس عورت کو بلا بھیجا چنانچہ وہ عورت انکی پاس آئی
اور داود اس سے ہم بستر ہوے اسکے بعد وہ اپنے گہر چلی گئی اور اُسے داؤد کا حمل
رہگیا تب اس عورت نے اپنی حمل کی داؤد کو خبر بھیجی - داؤد نے اپنے لشکر کے سردار
یوآب کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو میری پاس بھیجدے - یوآب نے اوریا کو داود کے
پاس بھیجدیا - جب اوریا آیا تو داؤد نے اس سے پہلے جنگ پوچھی اور بعد اسکے
کہا کہ تو اپنے گہر جا جب اوریا داؤد کے گہر سے نکلا تو داؤد نے اسکے لئے کہانا
بھیجنے کے لئے کہا - مگر اوریا داود کے گہر سے نکلکر انکی دیوڑھی پر خادمونکے ساتھ
سوگیا اور اپنے گہر نگیا یہہ خبر داود کو پہونچی تو انہون نے اوریا سے کہا کہ تو سفر
سے آیا ہے اپنے گہر کیون نہین جاتا اوریا نے عرض کی کہ تمام بنی اسرائیل اور بنی یہوداہ
اور ہمارا آقا یوآب یہہ سب لوگ جنگل مین ہین مین کیونکر اپنے گہر جاکر آرام کرون بہرحال
اوریا وہین رہا دوسری روز داؤد نے اوریا کو بلاکر مست کیا مگر پہر بہی وہ
اپنے گہر نگیا اور وہین خادمونکے ساتھہ سورہا - آخر داؤد نے یوآب کو ایک خط لکہکر
اوریا کے ہاتہہ روانہ کیا اس خط کا مضمون یہہ تہا کہ عین جنگ کی گرمی کے
وقت اوریا کو آگے کرکے تم لوگ پہر جاؤ تا اوریا مقتول ہوجائے - پس یوآب نے
حسب تحریر داود کے اوریا کو ایسے مقام پر کہ جہان دشمنون کے جنگی لوگ تہے چہوڑدیا
دشمنون نے چڑہائی کی اور اوریا کو چند اور سپاہیون سمیت مار ڈالا - تب
یوآب نے ایک قاصد کی زبانی اوریا کے قتل ہونیکی کیفیت داود کے پاس
کہلا بھیجی - اوریا کی جورو اپنے شوہر کا مرنا سنکے سوگ مین بیٹہی اور جب سوگ کے
دن گزرگئے تو داؤد نے اسے اپنے گہر مین بلوالیا اور اُسے اپنی جورو بنالیا اور وہ

اسکے لئے میٹا جھی انتہی محصلاً وافضیحتاہ کسقدر یہہ لوگ اپنے دین مین بی باک ہین جو ایسے مضامین قبیحہ اور مطالب رکیکہ کتابون مین داخل کرکے انھین کلام الٰہی جانتے ہین - سوای اسکے اور بہی ایسے امور پیغمبرون اور خدا کیطرف ان کتابون مین منسوب ہین کہ عقل ہر عاقل کی انکے بطلان پر دال ہے اور انکو نقل کرتے ہوے حجاب دامنگیر حال ہوتا ہے اور دل خوف سے لرزتا ہے -

اور بعض لوگ نصارے تھے کہ انہون نے بہی اپنے دین مین تغیر اور تبدل کیا تہا انجیل مین تحریفین کین تثلیث کے قائل ہوے عیسے کو خدا اور ابن خدا کہا شراب حلال کردیے چنانچہ یہہ امور سابقین بیان کردئے گئے ہین - پس اس بیان سے یہہ امر ثابت ہوا کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے دین حق دنیا سے مفقود ہوگیا تہا اور اسوقت ایک پیغمبر کا مقرر کرنا خدای تعالے کو ضرور تہا یعنے موافق حکمت کے تہا -

چوتہا رکن جس زمان مین کہ دین حق مفقود ہوگیا تہا اور بہت سے امور قبیحہ جاری ہوے تہے اور ضرور تہا کہ کوی نبی مرسل مبعوث ہو - ایک ہزگوار نے جنکا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم تہا دعوی نبوت کیا اور بت پرستی اور آدم پرستے اور آفتاب پرستی وغیرہ امور قبیحہ کی ممانعت فرمائی اور خدا ے وحدہ لاشریک کی عبادت کیطرف دعوت کی اور جو دین آپ لائے وہ موافق راے صائب کے تہا اور کل عقاید اسکے یعنی خدا کو منزہ جسمیت اور احتیاج سے جاننا اور اسکو وحدہ لاشریک لہ اور قدیم اور عالم اور قادر سمجہنا اور مثل اور امور حقہ کے اعتقاد رکہنا جملہ مطابق عقل مستقیم کے تہے اور فروع مین ایسے اعمال اور افعال آئینے

مقرر فرمائے جس سے آدمی اپنے پروردگار سے کبھی غافل نہین ہوتا اور قرب
حق حاصل ہوتا ہے اور معاش و معاد کا انتظام باحسن وجوہ عمل مین آتا ہے۔
چنانچہ ظاہر ہے کہ جب آدمی تکمیل نفس اور قرب خالق چاہے تو ضرور ہے کہ
نفسانی خواہش دل سے دور کرے اور تکبر اور بخل وغیرہ افعال مذمومہ سے مجتنب
ہو۔ پس اسی لئے حضرت نے رات دنمین نماز پنجگانہ مقرر فرمائی جسمین پیشانی
خاک پر رکھنے سے کبر و نخوت دلسے دور ہوتے ہین اور اپنی خالق کے یاد سے
غافل نہین ہوتا۔ پھر زکوٰۃ اور خمس کا حکم فرمایا تا محبت مالکی دل سے دور ہو اور
محتاجون کی اعانت کیجائے اور انکی گزران ہو پھر روزیکا امر کیا تا فاقہ کا حال
معلوم ہو اور بھوکونکو کھلائے اور محبت شکم پرستی کی نرہے پھر حج کا حکم فرمایا
تا بسبب مسافرت اور انقطاع اہل و عیال و وطن و مکانکے محبت ان اشیا کی بھی دل سے
دفع ہو۔ پس جب کہ دل خیال اغیار سے پاک اور زنگ حب ماسوا سے صاف ہو تو
اسوقت نور یقین اور لمعہ عشق پروردگار دل مین جاگزین ہو اور لذت قرب معبود
حاصل ہو۔ اور امور معاش و معاشرت اور ابواب سیاست مین ایسے آداب
و احکام بیان فرمائے کہ سب موافق عقل اور مطابق حکمت کے ہین۔ اور شرب
مسکرات اور دوسرے امور قبیحہ کو حرام گردانا جن سے اقسام کی برائیان واقع
ہوتی ہین پس جب ایسے زمانمین کہ تمام برائیان اسمین موجود تہین اور دین
حق مفقود تہا ویسے بزرگوار نے جو کامل اور مکمل تہے خدا کیطرف دعوت کرنے
پر قیام کیا اور دین انکا موافق حکمت اور صواب کے تہا اور کسیطرح کا عیب اور
نقص اس دین مین نہ تہا تو ثابت ہوا کہ وہ حضرت سچے پیغمبر تہے اور کلام انکا راست

اور دین انکا برحق ہے ۔ پوشیدہ نرہے کہ یہہ دلیل عقلی جو احقر نے بیان کی اور اسکو چار ارکان سے مرتب کیا ہے نہایت عمدہ دلیل اور کلام بعض علمائے حق سے ماخوذ ہے مگر ہر رکن کو احقر نے مجملاً بیان کیا ہے جس مین بہت تفصیل کی گنجایش تھی اگر ہر رکن اسکا تفصیل سے بیان کیا جاتا تو بہت طول ہوتا اور یہہ مقام اس کی گنجایش نرکھتا ۔ لہذا اسی پر اختتام کیا گیا کہ وہ کافی ہے ۔

دوسرے دلیل حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپکی سچائی پر وہ کلمات دلالت کرتے ہین جو ان متداولہ انجیلون اور توریت وغیرہ مین موجود اور مذکور ہین ہرچند ان کتابون کی تحریف اور تبدیل بہت کچھ ہوگئی ہے بلکہ حقیقت مین یہہ کتابین کتب آسمانی کے لقب کی ہرگز قابلیت نہین رکھتی ہین چنانچہ سابق مین تحقیق اسکی گزر گئی ہے مگر چونکہ حضرات نصارے ان کتابون کی سچائی کے معتقد ہین اور انکو کلام الٰہی اور کتب سماوی جانتے ہین اور ان پر عمل کرتے ہین لہذا ان کتابون سے استدلال کیا جاتا ہے اور انہین کے مسلمات سے دلیل لائی جاتی ہے ۔ اگرچہ ان کتابون مین اب تک بہت سی ایسی بشارتین موجود ہین جن سے ان حضرت کی حقیقت ثابت ہے مگر یہان بندہ بلحاظ اختصار چند بشارتون کے ذکر پر اکتفا کرتا ہے ناظرین اور طالبین حق انصاف اور حق بینی کی نظر سے ملاحظہ فرمائین ۔

پہلی بشارت اشعیا نبی کی کتاب نبوت کی اکیسوین فصل مین مذکور ہے ونظرت فارسین راکبین احدھما راکب حمار والاخر راکب جمل لیسمعوا اسماعا کثیرہ ۔ خلاصہ اسکا یہہ ہے حضرت

اشعیا فرماتے ہین کہ مینے دو سوار و نکو دیکہا کہ ان مین سے ایک تو گدہے
سوار ہے اور دوسرا اونٹ پر تا کہ بہت سے آدمی نصیحتین سنین - اسکلام
مین بشارت حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ہے اسلئے کہ عیسے علیہ السلام گدہے پر سوار ہوتے تہے اور سوارے
اونٹ کی عرب مین جاری ہے اور ہمارے نبی ہمیشہ اونٹ پر سوار ہوا
کرتے تہی - اور اسی کتاب مین عبارت مذکورہ کے بعد متعلقات کلام
مذکور کے او اخر مین مرقوم ہے واقبل راکب من الاثنین واجاب و
قال سقطت بابل العظمے وکل اصنا عہا و مصنوعات الابدی
التی بہا انسحقت الی الارض حاصل اسکا یہہ ہے حضرت اشعیا
فرماتے ہین کہ مین ایسا دیکہتا ہون کہ ان مین سے ایک سوار کہتا ہے کہ
بابل عظمی اور اسکے تمام بت گر پڑے اور جو کچہ ہا تونکے مصنوعات تہے یعنی
تصویرین اور بت یہہ سب ریزہ ریزہ ہوکر خاک مین ملگئے - اور یہہ امر
اظہر من الشمس ہے کہ بت شکنی عہد جناب سرور کاینات علیہ السلام والتحیات
مین بے انتہا ہوی ہے اور تمام اصنام توڑے گئے اور تصویرین مٹائی
گئین اور یہہ امر مخصوص حضرت کے دین کا ہے پس یہہ بشارت صریح اور واضح
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہے اور کسیطرح کا اسمین شبہ وشک کا مقام نہین ہے
دوسری بشارت اشعیا نبی کی کتاب کی اکیسوین فصل مین مرقوم ہے
القبوۃ فی العرب وہی قیدار یعنے بنوت عرب مین قیدار کی اولاد
مین ہے ای یارو انصاف سے اس کلام کو ملاحظہ کرو اور غور فرماؤ کہ کسطرح سے

الفاظ صریحہ اور عبارت واضحہ مین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دیگئی ہے اور آپ کی نبوت کی شہادت بیان کی گئی ہے کہ جس مین ذرا بھی کسیکو کلام کی گنجایش نہین ہے اسلئے کہ عرب مین نبی قیدار مین سوائے ان حضرت کی کوئی نبی نہین ہوا ہے اور وہ حضرت قیدار کی اولاد مین ہین چنانچہ نسب شریف آنحضرت کا اسطرح پر ہے - محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اود بن یسع بن ہمیع بن سلامان بن نبت بن جمیل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام —

تیسرے بشارت یوحنا کی اردو انجیل کے پہلے باب مین حضرت یحیی علیہ السلام کے حال مین مرقوم ہے (۲۰) اور اسنے اقرار کیا اور انکار نکیا بلکہ اقرار کیا کہ مین مسیح نہین ہون (۲۱) اور انہون نے اس سے پوچھا پس تو کون ہے کیا تو ایلیا ہے اسنے کہا مین نہین ہون پس آیا تو وہ نبی ہے اسنے جواب دیا نہین اور اسی باب مین مذکور ہے (۲۵) اور انہون نے اس سے سوال کیا اور کہا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیا اور نہ وہ نبی پھر کیون بپتسما یعنی غسل دیتا ہے —

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحیی علیہ السلام کے زمانہ تک تین بزرگوارون کے تشریف لانیکے لوگ منتظر تھے اور انبیا کی پیشین گوئی اور بشارتون

سے یہہ بات سب پر ثابت تہی کہ تین بزرگ تشریف لانے والے ہین ایک مسیح دوسرا ایلیا تیسرا وہ نبی - اور یہہ تیسرے نبی جنکے آنیکی خبر دی گئی تہی ایسے مشہور تہے جنکا نام بیان کرنیکی ضرورت نہ تہی بلکہ فقط نبی کے لفظ سے انہین پکارتے تہے - اب مین حضرات نصارے سے پوچہتا ہون کہ اس انجیل مین جو ذکر آیا ہے (کہ آیا تو وہ نبی ہے اسنے جواب دیا نہین) یہہ نبی کون ہے بغیر اسکے کہ مراد اس نبی سے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ ہون اور کچہ نہین کہہ سکتے اسلئے کہ حضرت عیسے مسیح علیہ السلام کے بعد کوی نبی جسکی آنیکی بشارت دی گئی ہو سوائے حضرت محمد مصطفے کے دنیا مین مبعوث نہین ہوا - پس معلوم ہوا کہ مراد اس نبی سے وہی حضرت ہین اور آپ ہے کے لئے بشارت دیگئی تہی -

کتاب استثنا کے بشارت کا بیان کہ حضرت موسی نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا تمہارا معبود تمہارے بہائیون مین سے تمہارے لئے ایک نبی میرے مانند ظاہر کریگا جو کچہ وہ تمہین کہے اسکی سنو - (۲۳) اور ایسا ہوگا کہ ہر ایک جو اس نبی کی نسنے وہ قوم مین سے ہلاک کیا جائیگا انتہے اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسے علیہ السلام نے بہت صریح الفاظ مین حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی ہے اور وہ چند صفتین آپ کی بیان فرمائی ہین جو کسی اور نبی مین نہ تہین

چوتہی بشارت ابرکسیس یعنے اخبار الرسل کے اصحاح ثالث مین مرقوم ہے (۲۲) ان موسی قال ان الرب الاھکم یقیم لکم نبیا من اخوتکم مثلی لہ تسمعون فی کل ما یکلمکم بہ (۲۳) ویکون کل نفس لا تسمع ذالک النبی تہلک من الشعب (حاصل اسکا یہہ ہے کہ حضرت موسی نے بنی اسرائیل سے کہا کہ خدا جو تمہارا معبود ہے تمہارے بہائیون مین سے تمہارے لئے ایک نبی میرے مانند ظاہر کریگا جو کچہ وہ تمہین کہے اسکی سنو - (۲۳) اور ایسا ہوگا کہ ہر ایک جو اس نبی کی نسنے وہ قوم مین سے ہلاک کیا جائیگا انتہے اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسے علیہ السلام نے بہت صریح الفاظ مین حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی ہے اور وہ چند صفتین آپ کی بیان فرمائی ہین جو کسی اور نبی مین نہ تہین

مگر حضرات نصاری کا اعتقاد ہے کہ یہہ بشارت یسے علیہ السلام کے باریمین ہے
مگر یہہ نہین سمجھتے کہ کئی وجوہ سے یہہ عبارت حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کے حال کے مطابق اور حضرت عیسے کے مخالف ہے چنانچہ ان وجوہ کو بندہ یہان
بیان کرتا ہے امید ہے کہ منصفین چشم انصاف سے ملاحظہ فرما کر حق سے انحراف
نفرمائینگے - **پہلے وجہ** یہہ ہے کہ موسے علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے
کہ وہی مخاطب ہین ارشاد فرمایا کہ تمہارے بھائیون مین سے خداوند عالم
ایک نبی مقرر فرمائیگا) اور یہہ ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمعیل ہین
اسلئے کہ بنی اسرائیل اولاد مین یعقوب علیہ السلام کے ہین چونکہ یعقوب کا نام
اسرائیل تہا اسواسطے انکی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہین اور موسے و عیسے و زکریا
و یحیی علیہم السلام یہہ سب پیغمبر بنی اسرائیل سے ہین اور عرب بنی اسمعیل ہین اور یہہ
معلوم ہے کہ یعقوب فرزند اسحق علیہ السلام کے ہین اور اسحق اور اسمعیل علیہم السلام
دونون بھای ہین پس بنی اسرائیل کے بھای یقیناً بنی اسمعیل ہین اور سوائے محمد صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کے دوسرا کوی نبی نہین ہوا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ بشارت
حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تہی - اور اگر کوی کہی کہ یہہ پیشین گوی حضرت
عیسے کے باریمین تہی تو ہرگز نہین ہوسکتا اسلئے کہ عیسے علیہ السلام خود بنی اسرائیل
سے ہین نہ بنی اسرائیل کے بھائیونسے اور موسے نے فرمایا ہے کہ تمہارے بھائیون
مین سے ایک نبی ہوگا - اگر مقام مذکور مین موسے کو عیسے کی بشارت دینی منظور
ہوتی تو ایسا ارشاد فرماتے کہ تم مین سے ایک نبی مقرر ہوگا پس حضرت موسے
کلیم اللہ علیہ السلام نے جو فرمایا کہ تمہاری بھائیون مین سے ایک نبی مقرر ہوگا

تو یہہ دلیل قطعی ہے - اس امر پر کہ مراد اس نبی سے محمد عربی ہاشمی ہین کہ نبی اسمٰعیل
سے ہین جن پر نبی اسرائیل کے بہای ہونیکا اطلاق صحیح ہے - دوسرے وجہ
یہہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ نبی میرے مانند ہوگا - اس عبارت
سے یہہ بات ثابت ہے کہ اس نبی موعود مین ایسے چند اوصاف ضرور ہین
جنسے وہ نبی موسے کے مانند اور ہم مثل ہونیکی قابلیت رکہے اور وہ دو بڑی
صفتین ہین جو موسے مین تہین ایک صاحب شریعت ہونا دوسرے مامور بجہاد
ہونا پس یہہ دونون وصف نبی ہاشمی مین موجود تہے اور بعد حضرت موسے
کے کوی ایسا نبی نہین ہوا جو صاحب شریعت اور مامور بجہاد ہو سوای حضرت
محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس معلوم ہوا کہ یہہ بشارت خاص انہین
حضرت کی ہے اور اس بشارت مین مخصوص آپہی کی شہادت دیگئی ہے -
اور اگر حضرات نصارے کہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام بہی صاحب شریعت
تہے پس آپکو حضرت موسے سے تشبیہ دینے کے لئے یہی ایک وجہ کافی ہے -
اسکے جواب مین کہا جائیگا کہ جس صورت مین کہ ہم اپنی عقیدت کے موافق
عیسے علیہ السلام کے صاحب شریعت ہونیکو تسلیم بہی کرین تب بہی تشبیہ ہمارے
نبی کی حضرت موسے سے بہ نسبت حضرت عیسے کے اولی اور راجح ہے اور تشبیہ
حضرت عیسے علیہ السلام کی غیر اولی اور مرجوح ہے اسلئے کہ ہماری پیغمبر مین دو
وجہین تشبیہ کے لئے موجود ہین بخلاف حضرت عیسے کے کہ ان مین ایک ہی وجہ
تشبیہ کی ہے اور یہہ بات معلوم ہے کہ عقلا ترجیح مرجوح اور تصحیح ممنوع ہے
یہہ جواب تو بفرض تسلیم تہا ورنہ مردود انجیلون اور کتابون سے حضرات نصارے

کی یہہ بات ثابت ہے کہ عیسے علیہ السلام حضرت موسے کی شریعت کے تابع تھے
پس جب آپ تابع شریعت موسے ہین تو پھر کوی وجہ تشبیہ ان مین حضرت موسے
سے بنای گئی اور اس سے ثابت ہوا کہ عبارت اس بشارت کی ہرگز عیسے علیہ
السلام کے بارے مین واقع نہین ہے - علاوہ اسپر یہہ ہے کہ حضرت موسی
علیہ السلام خدا کے بندے اور نبی مرسل تھے - نہ کبھی انہون نے معاذ اللہ
دعوی الوہیت کیا نکوئی انکو خدا کہتا ہے بخلاف حضرت عیسے علیہ السلام کے
کہ اعتقاد مین حضرات نصارے کے وہ خدا ہین اور انکے زعم مین -
معاذ اللہ حضرت نے دعوی الوہیت کیا ہے - پھر کیونکر عیسے علیہ السلام
حضرت موسے کے مانند اور مشابہ ہوسکتے ہین - مرسل بالکسر مرسل بالفتح
سے کہین برابر ہوتا ہے خدا اور بندے مین کوی مقابلہ کرسکتا ہے - مصرع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - اعاذنا اللہ من الاعتقاد الباطل

تیسری وجہ حضرت عیسے کی شان مین اس بشارت کے نہونیکی یہہ ہے
کہ حضرت موسے نے فرمایا کہ میرے مانند ایک نبی کو خدا مقرر فرمائیگا - اور
نصارے کے اعتقاد مین حضرت عیسے علیہ السلام خود خدا ہین جیسا کہ ابھی
بیان کیا گیا ہے - موسی علیہ السلام نے یہہ تو نہین فرمایا کہ خود خدا نبی
مقرر کیا جائیگا پھر کیونکر یہ عبارت عیسے کی شان مین اور انکے حال کے مطابق
ہوسکتی ہے - ای منصفو کہان نبی مانند موسے کے اور کہان خدا - خدا کو
کوی کیونکر مقرر کرسکتا ہے اور نبوت پر مقرر کیا گیا کیونکر خدا ہوسکتا ہے بہرحال
اسوجہ سے باعتقاد نصارے صاف ظاہر ہے کہ یہہ عبارت موسی کی ہرگز شان مین

حضرت عیسے کے نہین ہے ۔

چوتھی وجہ یہہ ہے کہ موسے علیہ السلام نے اس عبارت مین فرمایا ہے (کہ جو شخص اس نبی کی نسنے وہ قوم مین سے ہلاک کیا جائیگا) یہہ کلام صریح ہے وقوع جہاد اور اس نبی موعود کے مخالفین کے قتل ہونی مین ۔ اور یہہ امر پیغمبران اولوالعزم مین بعد موسے کے خاص ہمارے نبی کے لئے ہوا ہے کہ آپ مامور بجہاد تھے اور مخالفین حضرت کے ہلاک کئے جاتے تھے اور ہرگز یہہ بات حضرت عیسے علیہ السلام کے لئے حاصل نہین ہوی نہ آپ مامور بجہاد تھے اور نہ آپ کے مخالفین ہلاک کئے گئے مختصر یہہ ہے کہ منصفین اور صاحبان عقل سمجھ سکتے ہین کہ عبارت مذکورہ مخصوص نبی ہاشمی کی شان مین ہے اور حضرت موسے کلیم اللہ نے خاص ہمارے پیغمبر کے نسبت ان الفاظ مذکورہ سے پیشین گوی فرمائی ہے اور آپ کی نبوتکی بشارت دی ہے ۔

جاننا چاہئے کہ اس بشارت مین موسے علیہ السلام سے نبی موعود کی جو تشبیہ دی گئی ہے اسمقام پر رسالہ منظار الکلام مین ۲۳ وجہین بیان کی ہین جو ہمارے پیغمبر اور موسے علیہ السلام کے مشابہ ہونے پر دال ہین رسالہ مذکور چھپ چکا ہے شایقین ملاحظہ فرمائین ۔

پانچوین بشارت یوحنا کی انجیل کے چودوین باب مین حضرت عیسی کی زبانی مرقوم ہے (۳۰) بعد اسکے مین تم سے بہت کلام نکرونگا اسلئے کہ اس جہانکا سردار آتا ہے اور مجہ مین اسکی کوی چیز نہین ۔ یہہ پیشین گوی بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ مین ہے

(۱) انجیل کی عبارت جو اسمقام پر ہے اب نہین ہے

(۲) من الان اتکلم کثیرا لان رئیس العالم یاتی وفلیس لہ فی شیء

اسلئے کہ سید عالم آپ کا لقب مشہور ہے اور سوائی آپ کے کوی سید عالم
نہین ہوا ہے مگر علماے نصارے بوجہ تعصب کہتے ہین کہ مراد جہانکے سردار
سے شیطان ہے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ بسبب کئی وجوہ کے ممکن
نہین کہ اس عبارت مین مراد آنیوالے سے شیطان لیا جائے ۔
اوّل یہہ کہ حضرت عیسے نے اس عبارت مین اس آنیوالیکو جہانکا سردار
فرمایا اور شیطان ملعون جو دشمن خدا و رسول ہے کیونکر جہان کا سردار ہوسکتا
ہے اور کسطرح نبی معصوم اسے جہان کا سردار کہسکتے ہین ۔ حضرات نصاریٰ
کو اتنا خیال نہین کہ کیونکر مسیح کی نسبت مین ایسا دعوی کرین جس سے انپر
ایک قباحت لازم ہو ۔ اور اعتراض کا موقع ملے افسوس ہے کہ تعصب بہت
بڑی چیز ہوتی ہے جس سے آدمی کو خیر و شر کا خیال نہین رہتا اور بے غور و تامل
بعض ایسے کلمات زبانسے کہجاتا ہے جس سے نتیجہ قبیح ہوتا ہے ۔
معاذ اللہ ۔ اتنا نہین
سمجھتے کہ شیطان لعین جہان کا سردار کیونکر ہوا اور کس دلیل سے کوی اسے
جہان کا سردار کہسکتا ہے ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
دوسرے یہہ کہ عیسے علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جہان کا سردار آتا ہے
اور یہہ قول صریحاً کسی آنی والیکے بارے مین ہے جو عیسے کے زمانے تک وہ
نہ آیا ہو اور آیندہ اسکے آنیکی امید ہو ۔ اور شیطان لعین گیا کہان تہا
جسکا آنا بیان کیا جاے وہ تو آدم علیہ السلام کے وقت سے جہان مین
موجود ہے ۔ بلکہ عیسے علیہ السلام سے بہی اسنے ملاقات کی ہے چنانچہ

مرقس کی انجیل کے پہلے باب اور متی کی انجیل کے چوتھی باب مین
اسکا حال لکھا ہے پھر کیونکر اسکے آنیکی امید دلائی جاتی ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے
کہ اسکے بارے مین عیسے فرمائین کہ جہان کا سردار آتا ہے اور اگر ایسا فرمائین
تو قول آپ کا معاذ اللہ لغو اور باطل ہوگا - اور معلوم ہے کہ پیغمبر کا قول ہرگز لغو
اور خلاف واقع نہین ہوسکتا پس اس سے ثابت ہے کہ مراد اس آنیوالے سے
ہرگز شیطان نہین ہے -

تیسرے یہہ کہ حضرت عیسے نے جو فرمایا کہ بعد اسکے مین تم سے بہت کلام
نکرونگا یہہ بھی دلیل ہے اس امر پر کہ مراد اس آنیوالے سے شیطان نہین ہے
اسلئے کہ اگر مراد اس سے شیطان ہوتا تو آپکو کلام نہین کرنیکی کوی وجہ نہ تہی بلکہ
ضرور تہا کہ اس صورت مین آپ زیادہ کلام کرتے اور شیطان کے بہکانے سے
بچاتے اور فرماتے کہ دیکھو شیطان آتا ہے تمکو بہکائیگا تم اسکے کہنے پر عمل نکرنا
تم اسکی بات نسنا وغیرہ وغیرہ -

برخلاف اسکے آپ فرماتے ہین کہ بعد اسکے مین تم سے زیادہ کلام نکرونگا -
پس اس قول سے حضرت کے صاف ظاہر ہے کہ مراد اس آنیوالے سے
ہرگز شیطان نہین ہوسکتا بلکہ یہہ قول بہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنیوالے
نبی یا ہاشمی ہین اسلئے کہ مطلب حضرت عیسے کا یہہ تہا کہ چونکہ جہانکا سردار آتا ہے
وہ تمہین ہر طرحکی ہدایت کریگا اب مجھے زیادہ کلام کرنیکی ضرورت نہین ہے
بہرحال صاف ظاہر ہے کہ یہہ کلام عیسے علیہ السلام کا بہی حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت مین واقع ہوا ہے اور آپہی کے بارہمین مسیح نے

پیشین گوئی کی ہے بلکہ ہمارے پیغمبر کی افضلیت کا بھی اقرار فرمایا ہے چنانچہ
جہانگیر سردار کی لفظ جو آپنی فرمائی اس سے ظاہر ہے اور نیز جو آپنے فرمایا ہے
کہ اسکے مجھمین کوئی چیز نہین یہہ کلام بھی ہماری پیغمبر کی افضلیت پر دلالت کرتا ہے
یعنے جو بڑی صفتین اسمین ہین وہ اسی کے لئے خاص ہین وہ صفتین مجھمین نہین
ہین جیسے مامور بجہاد ہونا خاتم المرسلین ہونا عالم علوم اولین و آخرین ہونا
وغیرہ امور جو حضرت کے لئے خاص تھے - اور حضرت عیسے نے جو نفی تمام
امور کی کی ہے وہ محمول علی المبالغہ ہے یا مراد اس سے جملہ خصایص نبی ہاشمی نہین
یا مراد اس کلام سے یہہ ہے کہ کوئی کمال مجھسے اسکو نہ پہونچیگا اور کوئی فضیلت
اسے مین ندونگا میرے پاس اسکے لئے کوئی چیز نہین ہے بلکہ خدا کیطرف سے
وہ جمیع صفات مین کامل ہوگا -

چھٹی بشارت یوحنا کی انجیل اصحاح رابع عشر یعنے چودوین باب مین
مرقوم ہے (۱۶) وانا اطلب من الاب فیعطیکم فارقلیط آخر
لیثبت معکم الی الابد یعنے مین اپنے پروردگار سے درخواست
کرونگا اور وہ تمہین دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھہ رہے
اور اسی انجیل کے پندرودین باب مین مرقوم ہے جسکا ترجمہ اردو مین یہہ ہے
(۲۶) پر جب کہ وہ تسلی دینے والا جسے مین تمہارے لئے باپ کیطرف
سے بھیجونگا یعنے روح حق جو باپ سے نکلتا ہے آوے تو وہ میرے لئے گواہی
دیگا - اور اسی انجیل کے سولوین باب مین ایک عبارت طویل مذکور ہے
جسکا حاصل یہہ ہے عیسے فرماتے ہین کہ میرا جانا ہے تمہارے لئے اچھا ہے

اسلئے کہ اگر مین نجاؤن تو فارقلیط تمہاری پاس نہ آئیگا اگر مین جاؤن تو فارقلیط کو بھجوا دونگا اور وہ جب آئیگا تو عالم کے گناہ اور نیکی اور عدالت پر توبیخ اور سرزنش کریگا - اور پھر تھوڑی عبارت کے بعد مذکور ہے کہ جب وہ روح حق آئے تو وہ تمہین تمام راہ حق سکھلائیگا اسلئے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نکہیگا بلکہ جو کچھ سنیگا وہ بیان کریگا اور تمہین آیندہ کی خبر دیگا اور میری تعریف کریگا انتہے موضع الحاجہ - منصفین ملاحظہ فرمائین کہ عیسے علیہ السلام نے اس عبارت مین کن صاف الفاظون سے حضرت خاتم المرسلین کی بشارت دی ہے کہ کسیطرح شک کا مقام نہین ہے کئی وجوہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ پیشین گوہی خاص حضرت بنی ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ کے بارےمین تہی —

پہلی وجہ یہہ ہے کہ حضرت عیسے نے فرمایا کہ میرے بعد فارقلیط آئیگا اور فارقلیط نام ہماری پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کا ہے اور معنی بہی فارقلیط کے تسلی دینے والا اور شفاعت کرنیوالا یا برگزیدہ اور تعریف کیا ہوا ہے جو بہصورت ہمارے حضرت کے نامونکے مطابق ہے اسلئے کہ حضرتکا نام محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شفیع المذنبین ورحمۃ العالمین اور بشیر ہے

دوسری وجہ یہہ ہے کہ عیسے نے فرمایا ہے کہ وہ تمہارے ساتھہ ہمیشہ رہیگا یہہ امر بہی صحیح ہے حضرت کی بشارت مین اسلئے کہ آپ خاتم المرسلین ہین اور دین آپ کا قیامت تک باقی ہے اور یہی مراد ہمیشہ ساتھہ رہنے سے ہے کہ حکم اور شریعت آپ کی ہمیشہ ہمارے ساتھہ ہے اور تا قیامت باقی ہے اور کوی اسے منسوخ اور اسکی ترمیم نکریگا -

تیسری وجہ یہہ ہے کہ عیسے نے فرمایا ہے کہ وہ میرے لئے گواہی دیگا اور میری تعریف کریگا - اور معلوم ہے کہ ہمارے پیغمبر نے عیسے کے نبوت کی گواہی دی ہے اور انکی تعریف فرمائی ہے -

چوتھی وجہ یہہ ہے کہ عیسے نے فرمایا کہ جب وہ آئیگا تو جہانکی توبیخ اور سرزنش کریگا - اور یہہ معلوم ہے کہ حضرت خاتم المرسلین نے کفار اور فساق کو بی انتہا سزائین دی ہین اور تلوار اور زبانسے انکی بہت سرزنش کی ہین -

پانچوین وجہ یہہ ہے کہ عیسے نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نکہیگا بلکہ جو سنے گا وہ کہی گا یہہ کلام بالکل ترجمہ قول خداوند عالم کا ہے جو شان ہین ہمارے پیغمبر کے وارد ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف مین موجود ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى حاصل ترجمہ یہہ ہے کہ یہہ نبی کوی بات اپنی خواہش سے نہین کہتا ہے جو کہتا ہے وہ وحی کے موافق کہتا ہے پس مصنفین اس آیت شریف کے مضمون کو عیسے کے کلام سے مطابق کرین اور انصاف فرمائین کہ کسطرح سے عیسے علیہ السلام نے بنی ہاشمی کی صفت واقعی بیان فرمائی ہے اور آپ کی بشارت دی ہے کہ کسطرح کا فرق نہین ہے

چھٹی وجہ یہہ ہے کہ عیسے نے فرمایا ہے کہ وہ تمہین آیندہ کی خبر دیگا اس سے بھی بالکل ظاہر ہے کہ مراد اس سے ہمارے پیغمبر ہین اسلئے کہ جتنی خبرین آیندہ ہماری پیغمبر نے بیان فرمائی ہین اتنی خبرین کسی نے بیان نہین کین چنانچہ اسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ معجزات کے بیان مین کیا جائیگا - بہرحال یہہ عبارت ملاحظہ فرماکر صاحب عقل و فہم صاف کہینگے کہ یہہ بشارت حضرت محمد مصطفےٰ

صلی اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ کے بارعین ہے اور بالیقین اس سے نبوت انکی ثابت ہوتی ہے
مگر حیرت ہے حضرات نصارے کی عقل سے کہ وہ کہتے ہین کہ یہہ فارقلیط جسکو
روح حق اور روح قدس بھی کہا گیا ہے وہ تیسرا خدا ہے جو باپ اور بیٹے سے
نکلا اور ہم مین اگر رہا اور نزول اسکا اسطرح ہوا کہ بعد عیسے کے ایک مرتبہ ایک
جگہہ حواری جمع تھے کہ یکایک آسمانسے کچھ چنگاریان اتریں اور حواریون پر گریں
وہ چنگاریان نہ تھین بلکہ وہی روح قدس اور فارقلیط تھا کہ حواری اس سے
معمور ہو گئے -- بندہ کہتا ہے کہ علمای نصاری کی فراست سے ہمکو
تعجب اور بہت افسوس ہے کہ ایسی وہمی اور خیالی ایک بات سے چاہتے ہین کہ اس
عمدہ بشارت کے تاویل کرین مگر یہہ نہین جانتے کہ عاقل کب ایسی وہمی باتونکو
مانیگا اور کب ایسی خیالی امور کا اعتقاد رکھیگا ای یارو حضرت عیسے کے ارشاد
فرمانے سے تو یہہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ چاہیئے ایک شخص ظاہر مین
موجود ہو - اور راہ حق کیطرف دہ ہدایت کرے - عیسے کی تصدیق اور توصیف
فرمائے مخالفین کی توبیخ اور سرزنش کرے - اپنی طرف سے کوئی بات نکلی
جو سنے وہ بیان کرے - غیب کی خبرین دے - جہان کا سردار ہو --
بھلا کہین اس وہمی اور خیالی روح مین یہہ صفتین پائی جاتی ہین ان چنگاریونمین
کہان ان امور کی قابلیت ہے اور کب ان چنگاریون نے یا اس وہمی روح نے
راہ حق کیطرف ہدایت کی اور عیسے کی توصیف کی ہے اور کہان اس سے جہانگیر
سرزنش عمل مین آئی اور کونسی بات اسنی سنی ہوی کہی اور کس زمانمین - اور
کسکو غیب کی خبر دی - اور سوائے ان تمام امور کے موافق قول عیسے علیہ السلام کے

ضرور ہے کہ وہ فارقلیط ابدالآباد اہل حق کے ساتھ رہے پس حضرات نصاریٰ فرمائین کہ وہ فارقلیط اب کہان گیا اور اگر کہین اب بہی موجود ہے تو ہم کہتی ہین کہ بسم اللہ ایک معجزہ ہمین حضرات نصاریٰ دیکہلاوین کہ جس سے تمام نزاع طے ہوجاے اور کل جہگڑا مٹجائے ۔ حال یہہ ہے کہ یہہ امر انسے قیامت تک ممکن نہین ہے ۔ مختصر یہہ ہے کہ وہ شئے وہی جسے حضرات نصاریٰ تیسرا خدا کہتے ہین اور نام اسکا روح القدس بتاتے ہین اور معتقد ہین کہ وہی فارقلیط ہے ایسی ہے جسکا وجود خارج مین نہین ہوا اور اسنے ظاہر مین وقوع نہین کیا اور نہ اسکے افعال اور آثار ایسے ہین جو اسکی ذات پر دلالت کرین اور نہ اس خیالی شئے نے کبہی کسی کو راہ راست کیطرف ہدایت کی اور نہ کبہی عیسے علیہ السلام کی تصدیق کی اور نہ اس سے کبہی سرزنش اور توبیخ عمل مین آئی اور نہ اسنے خدا سے سنی ہوئی بات کہی اور نہ کوئی غیب کی خبر دی اور نہ وہ جہانکی سردار ہوئی اور نہ وہ ابتک کسی کے ساتہہ ہے تو پس معلوم ہوا کہ وہ خیالی شئے ہرگز مصداق مسیح کی بشارت کے نہین ہوسکتی اور ہرگز اس شئے وہمی کو فارقلیط نہین کہہ سکتے بلکہ حضرت عیسے علیہ السلام کی بشارت کے مصداق بلاشک وشبہ حضرت خاتم المرسلین ہین کہ تمام اوصاف جو عیسے نے بیان کئے ہین وہ آنحضرت مین موجود ہین اور فارقلیط بہی آپہی کا نام ہے اور روح حق اور روح قدس سے بہی مراد آپہی ہین ۔ اب چاہئے کہ حضرات نصاریٰ تعصب قلبی کو دور کرکے بچشم حق ہمین ان تمام بشارتونکو ملاحظہ فرمائین اور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت کی تصدیق کرین اور آپ پر ایمان لائین تا راہ نجات حاصل ہو ۔

ورنہ حضرت موسے اور عیسے اور دوسرے انبیا علیہم السلام کے اقوال کو جھٹلانا ہوگا اور کتب مذکورہ کی جنکی تصدیق آپ لوگون کا جزء ایمان ہے آپ کو تکذیب کرنی ہوگی - اسصورتمین اس مصرع کا مضمون موافق آپ کے حال کے ہوگا ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ؛ نہ ادہر کے ہوی نہ ادہر کے ہوی

تیسری دلیل حضرت کی نبوت پر معجزات ہین جو آپ نے ظاہر فرمائے ہین اور چونکہ ضرور ہے کہ تمام انبیا کے پاس انکی نبوتکے ثبوت کیلئے کوی نشانی موجود ہو اور انکے دعوی کی سچائی کے واسطے کوی دلیل ظاہر ہو اسی لئے خلاق عالم نے اپنے انبیا کو معجزے عنایت فرمائے ہین کہ انسے ثبوت انکی حقیت کا ہوتا ہے - اور جسقدر معجزات ہمارے پیغمبر کو خدای قدیر نے عطا کئے ہین اتنے معجزے کسی نبی کو عطا نہین ہوے - بسکہ وہ جناب خاتم المرسلین اور افضل انبیا تھے اسلئے اللہ تعالے نے انکو ہر طرح کی قدرت دی تھی اور بہت سے معجزات سے انکو سرفراز فرمایا تھا - چاہئے کہ ثبوت ان معجزات کا تواتر سے ہے - اور معلوم ہی کہ تواتر سے قطع اور یقین ہر خبر کا حاصل ہوتا ہے اور کوی شخص عاقل تواتر کا انکار نہین کرتا اور اگر کوی انکار کری تو بلاشبہ وہ گروہ عقل سے خارج ہوگا اسلئے کہ ایک یقینی اور بدیہی اور قطعی امر کا انکار کرتا ہے اور قطعًا معلوم اور ثابت ہے کہ یقینیات چھ چیزین ہین - اول اولیات دوسری مشاہدات تیسری متواترات چوتھی حدسیات - پانچوین تجربیات - چھٹے وہ قضیہ جسکا قیاس انکے ساتھ ہو چنانچہ کتب معقول مین انکا بیان موجود ہے

بہرحال کوی عاقل تواتر کا انکار نہین کرسکتا اور اگر نصارے تواتر کا
انکار کرین تو بقطع نظر اسبات کے کہ یہہ لوگ بیعقل ٹہرین ایک اور
مشکل یہہ درپیش ہوگی کہ یہہ لوگ پہر کسیطرح سے معجزات حضرت عیسے
علیہ السلام کے اور حقیت آپکی منکرین پر یعنے یہود یون اور آتش پرستون
اور بت پرستون وغیرہ ہم پر ثابت نہین کرسکینگے - بہرحال جس طرحسے
یہہ لوگ معجزے مسیح علیہ السلام کے انکے منکرین پر ثابت کرینگے اسے
طرح ہم بہی معجزات جناب سرور کاینات علیہ التحیات کے ان پر ثابت
کردینگے - اور ہمنے تو بغیر معجزات کے بہی فقط دلیل عقلی سے اور بشارتون
سے انبیاے سلف کے حقیت آنحضرت کی ثابت کردی ہے - اگر حضرات
نصارے معجزات مین تواتر کو نمانین تو ہمارا کوی ضرر نہین ہے مگر انہین
کو بڑا ضرر اور نقصان ہوگا کہ انکے پاس ثبوت معجزات عیسے علیہ السلام کے
لئے بغیر تواتر کے اور کوی چارہ نہین ہے - اور ہم سوا ے دلیل عقلی
اور بشارات انبیا کے اور تواتر معجزات کے ایک اور دلیل قطعی سے اپنی
پیمبر کی حقیت ثابت کرسکتے ہین جسکا انکار کوی نہین کرسکتا اور وہ
دلیل معجزۂ قرآنکی ہی کہ جسکا مشاہدہ ہر وقت ممکن ہے اور وہ معجزہ
قیامت تک باقی رہی گا - چنانچہ ذکر اسکا مختصر تفصیل سے عنقریب آتا ہے
انشاء اللہ تعالے الحاصل تواتر وہ شئے ہے کہ کوی عاقل اسکی حجت کا
انکار نہین کرسکتا اور حجیت اسکی بدیہی ہے اور تواتر دو قسم پر ہی ایک تواتر
باللفظ دوسری تواتر بالمعنے - تواتر باللفظ دنیا مین بہت کم ہی مگر تواتر

بالمعنے اکثر ہے اور تواتر بالمعنی ہی دو طرح پر ہے اوّل یہہ کہ ایک خبر کو بہت سے آدمی اسطرح بیان
کرین کہ اس بیان مین ہر چند الفاظ مختلف ہون مگر اصل مطلب اور حال ایک ہی ہو جیسے تمام
امام حسین علیہ السلام کی حکم سے یزید اور عبداللہ بن زیاد کے اور مباہلہ سے انکار کرکے صلح
کرنا نجران کے انگریزوں کا جناب رسالتمآب سے اور جزیہ قبول کرنا اور تورّدینا حضرت امیر کا
خیبر کے دروازے کو حالانکہ وہ کئی ہزار من کا تھا اسیطرح اور اخبار متواترہ کہ جنمین ہر چند راوی کے
الفاظ مختلف ہین مگر اصل مضمون اور حال ایک ہی ہے دوسرے یہہ ہے کہ اکثر قصے ایک آدمی
اکثر آدمی بیان کرین اور ہر قصہ دوسرے سے مختلف ہو مگر تمام قصے متعلق ایک ہی صفت کے ہون
اسصورت مین اس صفت کا یقین ہو جاتا ہے ہر چند ہر قصہ کا بنفسہ یقین نہو جیسے ایک شخص نے
کہا کہ رستم نے اکوان دیو کو مارا اور دوسرے نے خبر دی کہ رستم نے اکبوس کو قتل کیا اور تیسرے نے
روایت کی کہ رستم افراسیاب پر غالب ہوا اور کسی نے کہا کہ رستم نے مازندران کو فتح کیا
اسیطرح کئے قصے مختلف اسکی شجاعت کے کئی لوگون نے بیان کئی تو ہمین معلوم ہوا کہ رستم
مرد شجیع تھا پس تواتر کی اس قسم سے بھی بہت سے امور ثابت ہوتے ہین اور ہوتے ہین پس چب
ناظرین کو تعریف تواتر کی معلوم ہوی تو اب جاننا چاہئے کہ بہت سے معجزات حضرت
سرور کائنات علیہ و آلہ الصلوات کے تواتر سے ثابت ہین اگر اس مقام پر کل معجزات حضرت کے
فقط بیان کئے جائین تو یہہ کتاب تمام ہونے سے رہجائے اسلئے کہ ایک علیحدہ کتاب ضخیم
حضرت کے معجزات بیان کرنیکے لئے چاہئی بلکہ پوری معجزات ایکجلد مین بھی ذکر نہین ہو سکتے پس
اگر کسی کو منظور ہو کہ اکثر معجزات سے حضرت کے مع اخبار واقف ہو تو وہ کتاب مستطاب بحار الانوار
وغیرہ ملاحظہ فرمائے اور بہت سے معجزی حضرت کے بالتفصیل سند محض سند و نشان اشارہ کرکے
حیات القلوب مین بھی علامہ مجلسی نے نقل کئے ہین جس سے معلوم ہوتا ہی کہ فلان امر متواتر

سے ہے اور فرقان احادیث اور کتاب معارج النبوۃ اور شواہد النبوۃ مین بھی بلا تصریح اسناد حضرتکے
معجزات بیان کئے گئے ہین بندہ یہان بخطر اختصار چند معجزونکے ذکر مجمل پر اکتفا کرتا ہے
پہلا معجزہ آنحضرتکا قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو متواترترین اور معتمدترین معجزات ہے اور
ہر وقت اسکا مشاہدہ ممکن ہے اور قرآن شریف کے سوا جتنے معجزے ہماری نبی یا اور انبیا
کے تھے سب انکے ساتھ تھے جب وہ انتقال کرگئے تو انکے ساتھ انکے معجزے بھی گئے اب کسی
شخصکو معجزات کا مشاہدہ ممکن نہین ہے لاکن چونکہ ہمارے پیغمبر کا دین قیامت تک باقی رہیگا اور آپکو
اللہ تعالے نے خاتم المرسلین بنایا ہے اسلئے خلاق عالم نے ایک معجزہ آپ کو ایسا عطا فرمایا کہ
وہ بھی قیامت تک باقی رہے اور جو چاہے اسمعجزہ کو دیکھ سکے سمجھنا چاہیے کہ اوسجانہ تعالے نے
قرآن شریف کو بسواسطے معجزہ جناب رسالتمآب کا مقرر فرمایا ہے کہ ہمیشہ عمدہ معجزے انبیا کے
مشابہ ایسے افعال کے ہوتے تھے جن افعال مین ان انبیا کے زمانیکے آدمیونکی مہارت ہوچنانچہ
حضرت موسی کلیم اللہ کے عہد مین جادو کا رواج تھا اور اسوقت بڑی بڑی جادوگر موجود تھے
اور اپنے جادو سے سانپ وغیرہ بناتے تھے حق تعالے نے معجزہ ید بیضا اور اژدہے کا موسے کو
رحمت کیا کہ تمام ساحرانسے مغلوب اور عاجز ہوئے اور زمانہ مین حضرت عیسے روح اللہ کے وقت
سے طبیب حاذق مثل جالینوس وغیرہ کے موجود تھے اور طبابت کے فنمین کمال رکھتے تھے
اللہ تعالے نے حضرت عیسے کو ایسا معجزہ عطا فرمایا کہ ظاہرا مشابہ طبیبون کے افعال سے تھا لاکن
طبیب ایسے قدرت نہین رکھتے تھے جیسے مبروص اور مجذوم کو شفا دینا مادرزاد اندھے کو بینا
کرنا مردے کو جلانا پس سراج جب حضرت محمد مصطفے صلعم عربمین مبعوث ہوئے تو اس زمین بڑی
فضیلت عبارت فصیح و بلیغ کے لکھنے اور اشعار ابدار کے تصنیف کرنے مین تھی اور ہر طرف اسکی بہت
ہی بہا تھی کہ بڑے بڑے فصحای عرب اکثر عبارتین فصیحہ و اشعار بلیغہ لکھکر کعبے مین لٹکاتے تھے

اور اپنے اسمین فخر و مباہات کرتے تھے اسلئے خداوند عالم نے قرآن شریف کو آنحضرت پر نازل فرمایا اور اسکو
اعلیٰ فصیح اور بلیغ تر تمام کلاموں سے کیا کہ کوئی تحفہ بہتر اس سے یا مثل اسکے نہین لا سکتا اور اسکو
معجزہ اپنے نبی کا مقرر فرمایا چنانچہ جب حضرت نے انکو فصحاء عرب کے روبرو تلاوت فرمایا اور
ارشاد کیا کہ یہہ کلام خدائے پاک کا ہی جو مجھپر نازل ہوا اگر تمکو میرے نبوت اور میری قرآن میں شک
ہو تو مثل اس قرآن کا لکھ لاؤ اور ہرگز نہین لا سکتے ہو پس تمام فصحاء عرب عاجز ہوئی اور مثل
قرآن مجید کا نہ لا سکے بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ اگر تمسے مثل پوری قرآن کا نہین ہو سکتا ہے تو
دس سورے مثل سورہای قرآن کے لکھکر لاؤ جب وہ لوگ اس سے بھی عاجز ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ اگر دس
سورے بھی نہین ہو سکتے ہین تو ایک ہی سورہ مثل سورہ قرآن کے لاؤ مگر تمام عرب اس سے بھی
عاجز ہوی اور ایک سورہ بھی اسسے نہو سکا پس یقین ہوا کہ یہہ کلام خدائے علام کا اور معجزہ
نبی عربی ہاشمی کا ہے چنانچہ خود خدائے متعال ارشاد فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس و
الجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا یعنی کہہ
دے ای نبی کہ اگر تمام انس و جن جمع ہون اس امر پر کہ مثل اس قرآن کا لائین تو نہین لا سکینگے
مثل اسکا ہرچند بعض انکے مددگار بعض کے ہون اور دوسرے مقام پر فرماتا ہے ام یقولون
افتریاہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ
ان کنتم صادقین فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ یعنے کیا وہ کفار
کہتے ہین کہ خود محمد نے یہہ قرآن بنایا ہے تو کہدے ای رسول کہ تم دس سورے مثل اسکے
بنا کے لاؤ اور جسکو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو بلاؤ بغیر خدا کے اگر تم راست گو ہو پس اگر
ای مسلمانو تمہاری سوال کو انہون نے قبول نکیا یعنے دس سورے نلائے تو تم جانلو کہ وہ علم
الٰہی سے نازل کیا گیا ہے اور پھر حق تعالےٰ کفار سے خطاب کرکے فرماتا ہے وانکنتم فی ریب

نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہدائکم من دون اللہ ان کنتم
صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارۃ
اعدت للکافرین یعنی اگر تم شک مین ہو حقیقت سے اس چیز کی جسے ہمنے اپنے بندے
نازل کیا ہے تو ایک سورہ مثل اسکے لاؤ اور اپنی مدد کے لئے بلاؤ ان لوگونکو جو تمہارے پاس
حاضر ہین بغیر خدا کے اور اگر تمنے ایسا کیا یعنے مثل ایک سورے کے نلائے اور ہرگز نہین لاسکتے ہو
پس بچو آتش دوزخ سے کہ ایندھن اسکی آدمی اور پتھر ہین یہہ آگ کافرونکے لئے مہیا کی ہوی ہے
اب ای منصفین اور ای طالبین حق ذرا غور فرماؤ اور نظر انصاف سے ملاحظہ کرو کہ حضرت خاتم المرسلین
کے زمانہ مین اور حضرت کے بعد عرب مین فصحا اور بلغا بی انتہا موجود تھے چنانچہ یہہ امر ظاہر اور اسکا
پس اگر مثل قرآن کا لانا انسے ممکن ہوتا تو کسلئے مشقت جنگ و جدال کی اور ہلاکتین اقربا و احبا کی اور
نقصان دولت اور ہاکا اور قید ہونا اہل و عیال کا اختیار کرتے اور کسواسطے ایسی ذلت و خواری
اور بیعزتی اور جلاوطنی کو ارا ہوتی اور انکے سوا علمای یہود و نصاری آسمانیسے اب تک برابر موجود
ہین مگر کوی جواب قرآن مجید کا نلا سکا اور اس معجزہ کو باطل نکر سکا اور قیامت تک کوی باطل
کر سکیگا پس اس سے بلاشک و شبہ معلوم اور ثابت ہوا کہ قرآن مجید آدمی کا کلام نہین ہے یقینا کلام
الٰہی اور منزل من اللہ ہے اور معجزہ حضرت خاتم المرسلین کا ہے جاننا چاہئے کہ اعجاز قرآن شریف کا
کئی وجوہ سے ہے بندہ مجملا ان وجوہ کو بیان کرتا ہے اول بسبب فصاحت و بلاغت کے دوسرے
بسبب اسلوب کے تیسرے بسبب اسکے کہ کسی سے اسکا جواب لکھنا ممکن نہین ہوتا چوتھی بسبب عدم اختلاف
کے پانچوین بسبب مشتمل ہونے اسکے معارف ربانی سے چھوتے کہ عرب سے علم مفقود نہا چاہئے ساتوین بسبب مشتمل
ہونے اسکے آداب کریمہ اور شرایع مستقیمہ سے آٹھوین بسبب مشتمل ہونے اسکے قصص انبیا پر کہ آپ ان
قریش اس علم سے بالکل جاہل تھے نوین بسبب اسکے خاصیتونکے کہ شفا تمام دردہای جسمانی و روحا

کی آیات قرآنیمن ہے یونہی بسبب مشتمل ہونے اسکے اخبار غیب پر کہ کثرت سے اخبار غیب اور وہ امور جو کفار اپنے گھروں میں پوشیدہ کرتے تھے خداوند عالم بذریعہ آیات قرآنی اور وحی کے ان امور سے اپنی پیغمبر کو آگاہ کرتا تھا اور جو قرآنمیں موجود ہیں اور انکے موافق ظاہر ہوتا تھا تفصیل ان امور کی حیات القلوب اور تفاسیر میں موجود ہے شخص چاہے ان کتابوں کو ملاحظہ فرمائے اور سوائے قرآن شریف کے اور معجزات حضرت سے وہ کا بیان ہے کہ کئی قسم پہلی قسم میں وہ معجزے ہیں جو حضرت کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ علماء نے اسناد معتبرہ سے نقل کی ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو جتنے بت مکے میں اور خانہ کعبہ میں تھے سب منہ کے بل گر پڑے اور طاق کسریٰ کا بادشاہ عجم نے نہایت استحکام سے بنایا تھا لرز گیا چودہ کنگرے اسکے ٹوٹکے گر گئے اور وہ طاق تک شق ہو گیا علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ وہ اب تک اسی شکستگی پر باقی ہے اور بغیر اس شکستگی کے اور سنگ اسمیں نہیں آئی۔ اور تالاب ساوہ کا کہ لوگ اسکو پوجا کرتے تھے سوکھ گیا اور وہ آگ جو برسوں کا سا بکے جلتی رہی اور اسکے دو ہزار برس سے پرستش کیجاتی تھی سرد ہو گئی اور بجھ گئی مگر اس کے سوا بہت سے معجزات حضرت کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے ہیں دوسری قسم میں وہ معجزے ہیں جو اعضاء مبارک سے ظاہر ہوئے میں وہ کئی معجزے ہیں اول یہ کہ حضرت کی پیشانی مبارک سے نور ساطع تھا اور کبھی انکو آپ نے مبارک ملا فرماتے تھے تو سورج کی انگلیاں مثل دس شمعوں کے روشن دوسرے یہ کہ مصر کے جسم مبارک میں اسقدر خوشبو تھی کہ جب آپ کسی راہ سے گزرتے تھے تو دو دو روز تک وہ راہ معطر رہتی تھی کبھی آپ نہیں کلی کرتے تھے تو وہ پانی مثل مشک کے خوشبو ہو جاتا تھا۔ تیسرے یہ کہ جسم مبارک کے لئے حضرت کے سایہ نہ تھا اور جب آپ دھوپ میں نکلتے تھے ابر آپ پر سایہ ڈالتا تھا اور جہاں تشریف لیجاتے تھے ابر بھی ساتھ رہتا تھا چوتھے یہ کہ ہر عید حضرت کا قد مبارک بہت طویل ہوتا مگر جس گروہ میں آپ کھڑے ہوتے ہے سب سے اونچے نظر آتے تھے پانچویں یہ کہ کوئی جانور حضرت کے سر پر سے اڑتا نہ تھا اور مکھی وغیرہ انکے جسم پر نہیں بیٹھتی تھی چھٹے یہ کہ عقب سے بھی

آپ ملاحظہ فرماتے تھے ساتویں یہہ کہ خواب اور بیداری آپ کی یکسان تھی آٹھویں یہہ کہ جس چاہ میں لعابِ
تھوک دیا وہ چاہ پانی سے بھر گیا اور پانی اسکا شیریں اور پر برکت ہو گیا اسطرح جس کہانمیں آپکا ہاتھ
پہونچتا تھا اسمیں برکت ہوتی تھی چنانچہ ایک گوسپند اور ساڑے تین سیر آٹے سے جابر بن عبداللہ
انصاری رضی اللہ عنہ کی مہمانی میں آپنے ساتھ سو اومیوں کو سیر فرمایا اسیطرح کئی مرتبہ ہوا ہے نویں یہہ کہ
تمام زبانیں آپ سمجھتے تھے اور ہر زبان میں بات کر سکتے تھے دسویں یہہ کہ مہر نبوت آپکی پشت مبارک
پر تھی جو مثل آفتاب کے روشن تھی گیارھویں یہہ کہ آپکی انگلیوں سے اسقدر پانی جاری ہوا کہ جماعت کثیر سیراب ہوئی
بارھویں یہہ کہ آپ ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ اور تمام آلایش سے پاک پیدا ہوئے اور جب پیدا ہوئے تو آپکے
جسم مبارک سے ایک خوشبو زیادہ مشک سے ہر طرف پھیل گئی اور ایک نور آپکے رو میں منور تھا ایسا ساطع ہوا
کہ تمام جہان اس سے پر نور ہو گیا تیرھویں یہہ کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تھے وہ ہرگز ضعیف اور کم طاقت
نہیں ہوتا تھا چودھویں یہہ کہ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ زمین نرم پر آپ چلتے تھے اور قدم مبارک کا نشان
اسپر پڑتا تھا اور کبھی سخت پر چلتے تھے اور اسپر نشان پڑ جاتا تھا قسم سوم میں وہ معجزے
ہیں جو آسمانی اشیا سے ظاہر ہوئے ہیں انمیں سے پہلا معجزہ شق القمر کا ہے اور ثبوت اسکا قرآن مجید اور
اخبار کثیرہ سے ہوا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ
یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنے نزدیک آئی قیامت اور شق ہوا چاند اور جب دیکھتے ہیں وہ کافر
کسی نشانی کو (کہ وہ معجزہ ہے جو پیغمبر کے ہاتھ پر جاری ہوا ہے) تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ
جادو ہے مستمر یعنے ہمیشہ رہنے والا یا مضبوط اور مستحکم اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف میں بھی
یہہ قصہ موجود ہے اور ظاہر ہے کہ اگر حقیقت میں شق القمر واقع نہ ہوتا تو ضرور تمام کفار سیر ہو کر
پر طعن کرتے اور کہتے کہ (معاذ اللہ) باوجود دروغ گوئی کے آپ دعوی نبوت کرتے ہیں پھر کیونکر
کہ کس روز شق القمر واقع ہوا ہے جو آپنے اس خبر بے اصل کو قرآن میں داخل کر کے اسیکلام خدا مقرر فرمایا

اور مسلمان بھی یہہ کلام کفار کا سنکر بلکہ خود متنبہ ہوکر اسلام سے دست بردار ہوتے اور یہہ بات تمام عالم مین مشہور ہو جاتی کہ ایک شخص نے دعوی نبوت کیا تہا مگر جب فلان جھوٹ بات اسنے زبان پر جاری کی اور قرآن مین اسے درج کیا کہ جسکا اثر کہین نہ تہا تو سب اس سے پھر گئے اور کفار کی حجت سپر غالب آگئی - مگر جب کسی نے اس خبر عظیم کا انکار نہین کیا اور معترض نہین ہوے اور قرآن شریف برابر سنتے اور پڑہتے رہے تو ثابت ہوا کہ بی شک یہہ معجزہ واقع ہوا ہے - اور کوی اسکا انکار نہین کرسکتا - مگر اب بعض وہ لوگ جو کم عقل اور متعصب ہین بعض شبہات پیش کرکے اس معجزہ کا انکار کرتے ہین اور آیت شریفہ کی تاویل کرکے کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ مین چاند شق نہین ہوا تہا بلکہ آیندہ قیامت مین شق ہوگا - جواب انکے قول کا دو وجہ سے ہے اول یہہ کہ جب تواتر اور اجماع سے اہل اسلام کے یہہ معجزہ ثابت ہے تو پھر کسی شک و شبہ سے اسکا ثبوت اٹھہ نہین سکتا اور تواتر باطل نہین ہوسکتا - دوسرے یہہ کہ تاویل آیت کی ہرگز درست نہین ہے اور اس آیت سے روز قیامت مین شق ہونا چاند کا ہرگز مراد نہین ہوسکتا دو وجہ سے اول یہہ کہ انشق ماضی کا صیغہ ہے اور وہ زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہے پھر اس سے زمانہ آیندہ مراد لینا کیونکر جایز ہوگا - دوسرے یہہ کہ جو کلام خدا ے علام نے اسکے بعد فرمایا ہے اس سے صاف ظاہر اور روشن ہے کہ یہہ ذکر حضرت کے معجزہ کا ہے چنانچہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَۃً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنے جب کفار کوی نشانی دیکہتے ہین تو منہ پھیر لیتے ہین اور کہتے ہین کہ جادو ہے مستمر ہے - اب مین حضرات منصفین سے پوچہتا ہون کہ یہہ وہ کونسی نشانی تہی جسے دیکہکر کفار نے منہ پھیر لیا تہا اور اسی جادو مستمر کہنے لگے پس وہ یہہ ہے مگر معجزہ شق القمر کا اسی معجزہ کی ذکر کے بعد بلا فاصلہ

اللہ تعالیٰ نے یہہ کلام ارشاد فرمایا ہے - اور سوائے اس معجزے کے اور معجزے بھی ضمناً
اس آیت سے ثابت ہوتے ہین اسلئے کہ آیہ شریفہ مین یعرضوا و یقولوا صیغہ ہائے
مضارع ہین کہ تجدد اور حدوث پر دلالت کرتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ ان کفار کا ہمیشہ
یہی حال تہا کہ معجزات کو حضرت کے دیکہ کر کہتے تہے کہ یہہ جادو ہین - اور اصل قصہ شق القمر
کا یہہ ہے کہ ایک وقت کفار قریش نے آپسمین کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو عاجز
کر دیا ہے اور اسکی تدبیر ہمسے کچہ نہین ہو سکتی اب کیا کیا جائے بعض نے انمین سے جواب دیا
کہ آسمان پر کسی کا جادو چل نہین سکتا ہے پس اب محمد صلعم کے پاس چلکر اس سے سوال کرنا
چاہئے کہ کوئی معجزہ آسمان پر دکہائے پس یہہ مشورہ کر کے سب کے سب اٹہے اور حضرت
کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کی یا محمد صلعم اگر آپ دعوی نبوت کا کرتے ہین تو آسمان پر
کوئی معجزہ دیکہلائیے اسلئے کہ آسمان پر کسی کا جادو نہین چل سکتا ہے حضرت نے فرمایا دیکہو
یہہ چودہوین رات ہے اور ماہ کامل ہے اگر تم کہو تو چاند مین معجزہ دیکہلاتا ہون سب نے عرض
ہوے حضرت نے انگشت مبارک سے چاند کیطرف اشارہ کیا بمجرد اشارہ کے چاند دو ٹکڑے
ہو گیا کافرون نے یہہ دیکہکر عرض کی کہ یہہ دونون ٹکڑے چاند کے ملا دیجئے آپ نے
اشارہ فرمایا کہ یہہ دونون ٹکڑے ملگئے جب کفار نے یہہ حال دیکہا تو آپسمین کہنے لگے
کہ جادو محمد کا آسمان پر بہی ستمر ہے ابوجہل نے کہا کہ اور شہر والون اور مسافرون سے دریافت
کرنا چاہئے دیکہین وہ کیا کہتے ہین پس دوسرے شہر والونسے استفسار کیا اور جو مسافر کہ
مین آئے انسے بہی پوچہا سب نے کہا کہ ہمنے بہی دیکہا ہے کہ اس رات کو چاند کے دو ٹکڑے
ہو گئے تہے پس معجزہ یہ بہت سے اصحاب نے مثل عبداللہ بن مسعود و انس بن مالک اور
حذیفہ بن الیمان اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس و جبیر بن مطعم کے روایت کیا ہے

اور تمام تفسیرون مین مثل تفسیر مجمع البیان و تفسیر منہج الصادقین و تفسیر عمدہ البیان و تفسیر
معالم التنزیل بغوی و تفسیر مدارک و تفسیر کاذرونی و تفسیر ہادی و تفسیر بیضاوی و تفسیر کشاف
زمخشری و تفسیر کبیر فخر رازی و تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ثعلبی وغیرہ کے اس معجزہ کا حال مسطور ہے
پس باوجود حصول تواتر کے اور درج ہونے اس معجزہ کے قران مجید مین پہر انکار کرنا اسکا کسی
طرح درست نہوگا - اور شبہ مشککین کا بدلیل قطعی باطل ہے اور وہ شبہ یہہ کہ جب چاند
شق ہوا تھا تو ضرور تھا کہ تمام دنیا مین نظر آئے اور جب تمام دنیا مین نظر آتا تو تمام دنیا
کی تاریخون مین یہہ امر درج ہوتا پس جب تمام دنیا کی تاریخون مین درج نہین ہے تو معلوم ہوا
کہ چاند شق نہین ہوا اسکا جواب قطعی یہہ ہے کہ کل صاحبان عقل و فہم جانتے ہین کہ
کہ زمین کروی شکل کی ہے اور مکہ معظمہ قریب خط استوا کے واقع ہے پس بہت سے ملک
تو ایسے ہین جو خط استوا سے بہت دور واقع ہین مثل لندن وغیرہ کے اور بہت سے ملک ایسے ہین
کہ اگرچہ وہ خط استوا پر یا قریب خط استوا کے ہین مگر مکے سے بہت دور سمت غربی مین واقع
ہین اور معلوم ہے کہ ان سب ملکون مین چاند نے اسوقت طلوع بھی کیا ہوگا پس جہان چاند طالع
نہوا ہو وہان اسکا شق ہونا کیونکر نظر آئیگا اور یہہ امر ان لوگون پر جو علم ہیئت سے واقف
ہین ہرچند وہ علم انگریزی ہو بخوبی ظاہر ہے - اور وہ ملک جو مکی سے نزدیک ہین یا اسکے
سمت شرقی مین واقع ہین وہان یہہ احتمالات موجود ہین کہ کسی مقام پر تو ابر ہوا ہو اور چاند
ابر مین پوشیدہ ہوا اور کسی مقام پر کہ جہان ابر نہو لوگون نے آسمان پر توجہ نکی ہو اسلئے کہ
اکثر ہوتا ہے کہ ابتدائے شب مین لوگ اپنے کاروبار مین مصروف رہتے ہین آسمان پر کوئی کھا
بھی نہین - اور شق القمر تھوڑی دیر رہا کچھ زیادہ اسے دیر نہین گزری - ان وجوہ کے سوا
یہہ امر کہانسے ثابت ہوا کہ کسی ملک مین شق القمر نہین ہوا معلوم ہے کہ کسی امر کو کسی تاریخ

درج کرنا اسکے عدم پر دلالت نہین کرتا ممکن ہے کہ چاند کا شق ہونا اکثر ملک والون نے دیکھا
ہو مگر تاریخ مین درج نکیا ہو اور علاوہ اسکے اس زمانہ مین اسقدر تاریخون کا چرچا نہا جو اس زمانے
مین ہے بلکہ اکثر مقامات پر مطلق تاریخ نویسی کی عادت نہ تہی اور بندہ سابق مین لکہ چکا ہے
کہ اہل کوچین اور شہر ونسے خبر منگائی تہی اور سافر ونسے دریافت کیا تہا سب نے بیان کیا کہ
اس رات کو چاند شق ہوتے ہمنے دیکہا ہے - بہرحال باوجود ان تمام وجوہ کے کوئی
منصف اور حق جو شق القمر کا انکار نہین کرسکتا مخفی نہ رہے کہ ملک ہند کے راجاؤن سے
ایک راجہ کے پاس جو ایک قدیم تاریخ تہی اسمین شق القمر کا حال درج تہا چنانچہ تاریخ
فرشتہ کی دوسری جلد گیارہوین مقالہ مین مذکور ہے اوقتیکہ تاریخ ہجری ازدہ ویست
سال متجاوز گشت جمعی از اہل اسلام چہ عرب وچہ عجم در لباس فقر و درویشی از بنادر عرب
گشتے سوار شدہ بقصد زیارت قدمگاہ حضرت بابا آدم علیہ السلام بجانب سراندیب کہ آنرا
لنکا نیز گویند متوجہ شدند وبحسب اتفاق کشتے باد مخالف خوردہ بملیبار افتادہ در شہر
کدنکلور فرود آمدند حاکم انجا کہ موسوم بسامری بود بعقل کامل و اخلاق ستودہ اتصاف داشت
بصحبت طائفہ درویشان مشرف شدہ از ہر باب سخن درمیان آورد تا انکہ از ملت و مذہب
ایشان پرسید گفتند بخلیہ اسلام آراستہ ایم و پیغمبر ما محمد رسول اللہ است سامری گفت من
از طائفہ یہود و نصاری و مہنود کہ مخالف دین شما و سیاح عالم اند شنیدہ ام کہ در بلاد
عرب و عجم و ترکستان این دین رواج دارد لاکن الی الآن بصحبت مسلمانان نرسیدہ ام اکنون
توقع دارم کہ برخی از حالات آن سرور انبیا از روی صدق و صفا مذکور سازند و معجزات
او بیان کنند یکی از درویشان کہ بصفت علم و صلاح آراستہ بود آغاز سخن کردہ چندان
از حالات و معجزات آنحضرت بیان فرمود کہ سامری را محبت رسالت پناہ در دل پدید آمد و بحسن

معجزہ شق القمر بشنید گفت ای قوم این معجزہ بسیار قویست و اگر حق و صدق است و سحر نبود ہر دم جمیع بلاد قریب و بعید مشاہدہ کردہ خواہند بود و رسم دیار ما چنانست کہ ہر گاہ قضیہ غریبہ رخ دہد نمایدار باب قلم آنرا در دفاتر ثبت نمایند دفاتر آباء اجداد ما موجود است آنرا بخاطر می آوریم و عیار صدق شما می سنجیم انگاہ اہل دفتر را خواندہ بفرمود تا دفاتر زمان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکشودند و در آنجا نوشتہ یافتند کہ در فلان تاریخ دیدہ شد کہ ماہ دو پارہ گشتہ باز بہم پیوست پس بر سامری حقیقت دین محمدی ظاہر شدہ کلمہ طیبہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر زبان آوردہ باعتقاد تمام مسلمان گشت چون از رؤسای خود می آنرا مخفی داشتہ مسلمانان را ہم از اظہار آن منع فرمود و انعام و احسان فراوان بجا آوردہ الخ بندہ کو امید ہے کہ عاقل اور منصف ان سب امور کو بنظر انصاف و تامل ملاحظہ فرما اور قرآن مجید اور تواتر سے معجزہ شق القمر کا ثبوت دریافت کر کے پھر کوئی شبہ ایسے وقوع میں نکریگے اور ہرگز انکار اسکا نہ فرمائینگے - اور اس قسم میں اور بھی کئی معجزے ہیں مثل پلٹ آنے سورج کے اور گرنے بجلیوں کے حضرت کے دشمنوں پر اور نازل ہونے اقسام کے میووں اور غذاؤں اور لباس کے حضرت پر اور حضرت کے اہل بیت پر اسطرح کے معجزے اکثر ظاہر ہوے ہیں اور باسناد کثیرہ صحیحہ ثابت ہیں - چوتھی قسم میں معجزہ ہیں جو نباتات اور جمادات اور حیوانات میں ظاہر ہوے ہیں مثل منہ کے بھل گرنے ہتون کے اور جھکجانے درختونکے واسطے سجدہ کیے اور سلام کرنے درختونکے اور پتھرون اور حیوانونکے حضرت پر اور گواہی دینے ان چیزونکے حضرت کی رسالت پر اور بات کرنے ان چیزونکے اور اوگنے اور ہری ہوکر باور ہو جانے خشک درختونکے ایک آنین حضرت کے حکم سے اور مثل اطاعت کرنے ان چیزونکے اپنکے حکم کی اس اقسام کے

بحضور

معجزے بیشمار و حساب ہین جو اکثر باسناد متواترہ ثابت ہین — **پانچوین قسم** مین وہ معجزے ہین جو عیسے علیہ السلام کے معجزاتکے مانند ہین مثل زندہ کرنے مردونکے اور شفا دینے مریضونکے اور بینا کرنے اندھونکے اس قسم مین بھی بہت سے معجزے ہین جنمین سے بعض باسناد متواترہ ثابت ہین اور بعض باسناد غیر متواترہ منقول ہین — **چھٹی قسم** معجزونکی وہ ہے جسمین حضرت نے آیندہ کی خبرین اور غیب کی حالتین بیان فرمائی ہین اور وہ سب امور اپکے ارشاد کے موافق ظاہر ہوے ہین جیسے حضرت نے خبر دی ہے کہ بنی امیہ صاحب حکومت ہونگی اور انکی بادشاہت ہزار مہینے تک رہیگی اور مثل خبر دینے اپکے بنی عباسکی بادشاہت سے اور مظلوم ہونے سے اہل بیت کے اور امیرالمومنین اور امام حسن اور امام حسین کی شہادت سے اور شہادت تکی کیفیت سے اور بادشاہان عجم کے استیصال سے جو آتش پرست تھے اور حکومت یہود کے استیصال سے اور بقایای دولت نصاری سے اور مثل خبر دینے اپکے اس امر سے کہ عمار یاسر گروہ باغی کے ہاتھہ سے قتل ہوگا اور عمار انکو بہشت کیطرف ہدایت کریگا اور عمار کو دوزخ کیطرف بلائینگے — اور علی اہل جمل اور اہل صفین اور خوارج سے جہاد کرینگے اور ابوذر غفاری تنہا ہوگا اور لوگ مدینہ سے باہر نکالدینگے اور مثل خبر دینے اپکے وفات سے بخاشے بادشاہ حبشہ کے بوقت وفات اور شہادت سے جعفر طیار اور زید اور عبداللہ بن رواحہ کے بوقت شہادت بسیطرح بیحد و حساب امور آیندہ اور حالات غیب مین جنکی کیفیت آپنے بیان کی ہے اور پیشین گوی فرمائی ہے اور وہ سب حضرتکے فرمانے کے مطابق واقع ہوے ہین اور یہہ خبرین دینا اپکا اکثر باسناد متواترہ کثیرہ ثابت ہے جسمین کسیطرح کا شبہہ نہین ہوسکتا اگر ہر خبر کی پوری روایتین بیان ہون تو ہمین علیحدہ ایک کتاب ہوجاے اور بندیکو

اختصار

اختصار منظور ہے اسلئے فقط اشارون پر اکتفا کی ہے کسیکو تفصیل سے واقف ہونا
منظور ہو تو کتب مطولہ اہل اسلام ملاحظہ فرمائے یا تواتر مین کسی قسم کے معجزہ کیلئے
ہو تو بندہ سے استفسار فرمائے تا بندہ تواتر کو اسکے ثابت کرے اور کل سندین اسکی
پیش کرے - اور معجزاتکی یہہ چہہ قسمین بہی بنظر اختصار کے بندہ نے لکہی ہین ورنہ
اس سے زیادہ اور قسمین موجود ہین بلکہ آدمی اگر تحقیق کرے اور غور سے دیکہے تو
معلوم ہوگا کہ کوئی فعل اور قول حضرت کا ایسا ہوگا جسمین کوئی معجزہ نہو -
پس اب مین حضرات نصارے سے التماس کرتا ہون کہ ان تمام دلائل کو
جو بندہ نے اس کتابہ مین بیان کئے ہین حق جوئی اور انصاف کی نظر ولسے ملاحظہ
فرمائین اور تعصب کو بالکل اپنے دلون سے دور کرین پہر امید ہے کہ آپ پر امر حق
صاف روشن ہو جائیگا - ہمکو آپ لوگونکے عقیل اور فہیم ہونے مین تو کسیطرح کا شک
نہین ہے مگر باوجود عقل و فہم کے جو آپ لوگ حق سے ناواقف ہین اور راہ راست
اختیار نہین کی اسکی وجہ فقط تقلید آبائی اور تعصب ہے اور آپ لوگون پر کیا موقوف
ہے اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہر شخص کو اپنا آبائی دین اچہا معلوم ہوتا ہے اور
کیونکر نہو ظاہر ہے کہ پیدائش اسی دین مین ہوی پرورش پائی تو اسی دین مین
کانونمین برابر اسی دین کی آواز آتی رہی - جب آنکہ کہلی تو اسی دین والونکو دیکہا
ماں باپ بہائی اقربا اسی دین کے تعریف کرتے رہے اور اسے مذہب کی ابتدا سے
تعلیم ہوتی رہی - انہین امورسے ہر شخص کے دلمین جو اعتقادات جمجاتے ہین وہ
دشواری نکل سکتے ہین ہزارمین بلکہ لاکہ مین ایک ہی آدمی ہوگا جو مرد میدان بنکر
اس نفس شیطانی اور تعصبات کا مقابلہ کرے اور اپنے پرزور عقل کی قوت سے

تقلید پر غالب ہوکر خود تحقیق فرمائے - ہر چند عقل کہتی ہے کہ یہہ امر ہر شخص پر لازم اور واجب ہے اسلئے ضرور ہے کہ دنیا مین مذہب حق ایک ہی ہو ورنہ وقوع محال لازم آئیگا اسلئے کہ دنیا مین سیکڑون مذہب ہین اور ہر مذہب دوسری مذہب کا مخالف اور معارض ہے اور ہر شخص اپنے آبائی مذہب کو حق جانتا ہی اور یہہ محال ہے کہ دو مذہب آپسمین مخالف اور متعارض ہون اور دونون برحق ہون پس ضرور ہوا کہ سب مذاہب مین سے ایک ہی مذہب اور دین برحق ہو اور باقی باطل اور وہ دین برحق بغیر تحقیق اور ترک تقلید اور تعصب کے نہین ملسکتا لہذا لازم ہے کہ ہر شخص تحقیق کرے اور مجھے امید کامل ہے کہ اگر میرے وہ عیسائی بھائی جنہین اللہ پاک نے عقل سلیم اور فہم مستقیم عطا فرمائی ہے تھوڑی سی تحقیق کرینگے اور میری اس کتاب کو غور و تامل سے ملاحظہ فرمائینگے تو بیشک حقیت اسلام کی ظاہر ہو جائیگی - اور جہانتک غور کیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات نصاری کے اعتقادات قطعاً عقل کے خلاف ہین ہر چند دنیا مین بہت سے مذہب والے ہین مگر حقیقت مین تر عقل سے ہمارے عیسائی بھائیونکے اصول ہین ایسے شاید کسی اور مذہب والیکے اصول نہونگی - ای بھائیو آدمیونکو بغیر اسکے کہ خداوند عالم کی اطاعت کرین اور اسکے رسول مقبول یعنی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر گواہی دین اور انکی پیروی فرمائین ہرگز نجات ممکن نہین ہے - آپ لوگ جو سمجھی ہوی ہین کہ عیسے علیہ السلام فقط ہماری نجات کے لئے مصلوب ہوی ہین یہہ فقط سہو اور غفلت آپ لوگونکی ہے ورنہ خود حضرت عیسے مسیح علیہ السلام نے اس اعتقاد کو آپ کے رد کردیا ہے اور صریح لفظون مین فرمایا ہے کہ مجھی خداوند کہنے والا نجات نپائیگا - چنانچہ متی کی انجیل کے ساتوین باب مین عیسے علیہ السلام کی زبانی منقول ہے (۲۱) ہو جو مجھے

بعون صناع مکین و مکان
بفضل خلاق دین و زمان

ترجمہ سوانح عمری

منشی ارادت خان واضح

جسکو

والاجناب کمالات انتساب نواب محمد کمال خان بہادر

نے ترجمہ کروایا

اور

بہ حسن انتظام مولوی محمد ابوالحسن صاحب منتظم

مطبع فیض الکریم حیدرآباد دکن میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ نسخہ مجلو کتب تاریخ کے طرف ایک طبعی مذاق ہے ایک دن مین نے منشی ارادت خان واضح کی سوانح عمری کو دیکھہ رہا تہا جس مین منشی جی نے عالمگیر اور اونکی اولاد کے مختصر حالات کا بیان کیا ہے یہہ مختصر حالات ایسی خوش اسلوبی سے بیان کئے گئے ہین جو بڑی بڑی مطوّل تاریخون مین نہین ملسکتے۔ منشی ارادت خان اور مورخون سے شخص نہین ہین بلکہ یہہ وہ شخص ہین جنہون نے عالمگیر اور اون کی اولاد کی مصاحبت کی ہے۔ اس سوانح عمری مین منشی جی نے اون واقعات کو بیان کیا ہے جو اونہون نے اپنی آنکہہ سے دیکہا۔ پس انکا بیان اور اونکی تحریر قابل وثوق سمجہی جاتی ہے۔

چونکہ منشی جی ایک اعلےٰ درجہ کی لیاقت رکھتے تھے اون کی تحریر کو وہی

لوگ سمجھ سکتے ہین جنکی فارسی ادبی لیاقت کامل درجہ کی ہو علاوہ برین
اونکی سوانح عمری ایک کم یاب چیز بھی تہی لہذا خیال ہوا کہ منشی جی کی
سوانح عمری کا اردو ترجمہ کرا دیا جائے تا عام لوگ بہی اس سے
فائدہ اوٹھا سکین۔ پھر مینے اس کتاب کو جناب مولوی سید اشرف صاحب
شمسی حیدرآبادی کو جو میرے ایک سچے دوست ہین دیدیا مولوی صاحب
نے معمولی اردو زبان مین اوسکا ترجمہ کر دیا جو ناظرین کی خدمت
مین پیش کیا جاتا ہے۔

مین یقین کرتا ہون کہ ناظرین اس تاریخ سے بہت فائدہ اوٹھائینگے۔
اس مختصر تاریخ مین ناظرین بعضے ایسے واقعات بہی دیکھینگے جو غالباً
بڑے بڑے حجم کی تاریخون مین نہین ملینگے۔

محمد کمال خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والصلوٰۃ علی نبیہ المصطفےٰ وعلےٰ ولیہ المجتبےٰ۔ **اما بعد** بندۂ ابوالشریف سید اشرف شمسی حیدرآبادی گزارش کرتا ہے۔ کہ عالیجناب مستغنی عن الالقاب نواب محمد کمال خان بہادر دام اقبالہم جو اِس نیازمند پر بے انتہا عنایت فرماتے ہین مجکو منشی ارادت خان واضح کی سوانح عمری کے اُردو ترجمہ کے لئے ارشاد فرمایا مین جہانتک خیال کرتا ہون مجھین اُردو نویسی کا مادہ نہین ہے جس سے مین تاریخی واقعات کو مسلسل اور فصیح تقریر مین بیان کرسکون۔ چونکہ نواب صاحب ممدوح کا فرمان ایک واجب التعمیل امر تھا لہذا اپنے اوسکا ترجمہ کیا زبان کے نسبت میرا اسقدر عذر ناظرین کے پاس کافی سمجھا جائیگا کہ مین اہل زبان یا اُردو نویسی مین مشاق نہین ہون۔ واللہ الموفق والمعین۔

ارادت خان کہتے ہین جبکہ مجکو مقام اودنی مین قلعہ داری اور فوجداری
کی خدمت حضرت ظل اللہ کے شاہانہ نوازشون سے عطا ہوی تہی مینے
یعنے عالمگیر
چاہا کہ چند روز گلبرگہ یا حسن آباد مین آرام پالون۔ اسی خیال سے مینے
اس مقام مین ایک مہینہ اقامت کی اور ایک مہینے کے بعد مین نے اپنے
خلف ارجمند ہدایت اللہ خان کو جو اب ہوشدار خان کے خطاب سے پکارے
جاتے ہین اپنی جگہہ مقرر کرکے اپنا نائب حضرت ظل اللہ کی آستان بوسی
کے لئے بہادر گڑہ مین اوسوقت پہنچا جبکہ حضرت قلعہ کندانہ کی تسخیر کے
طرف توجہ فرما رہے تہے۔ مین نے حضرت ظل اللہ کی ملازمت سے
سرفرازی حاصل کی اور حضرت ظل اللہ نے مجہپر شاہانہ عنایت فرماے۔ جو
ملازمانہ رابطے میرے اور حضرت ظل اللہ کے درمیان تھے اونمین اس خجستہ
روزہ مفارقت کیوجہ سے کسی قسم کی کمی واقع نہوی تہی۔ حضرت ظل اللہ
نے مجکو قلعہ کندانہ کے محاصرہ کے واسطے لشکر کے چار گروہ عنایت فرماے
اور اُس مقام کی تہانہ داری مجکو دی گئی۔ دکن کے قلعون کی تسخیر کیوقت
تک جبکہ عساکر شاہی بیجاپور یا حیدرآباد مین تھے اکثر مین نے تہانہ داری
کی ہے اتفاقاً ایک دشمن شاہی لشکر پر حملہ آور ہوا اور لشکر کے اطراف

لوٹ شروع کر دیا مین نے باوجود کم مقدار فوج کے اوس کثیر التعداد لشکر
سے مقابلہ کیا اور فاحش شکست دی - گو غنیم نے بھی مدبرانہ کوشش
کین مگر جب خدا کی جانب سے مجھکو غیبی تائید اور حضرت کی اقبال مندی
سے مدد مل رہی تھی غنیم کے شیرانہ حملون سے کب مضرت پہنچ سکتی
تہی - حضرت ظل اللہ نے میری اس نمایان یابی پر بہت تحسین فرمائی
اور اسکے انعام مین میرے بھائیون اور فرزندون کے منصبون مین جنکو
مین نے گلبرگہ چھوڑ آیا تہا اضافہ فرمایا -

جب قلعہ کندانہ مفتوح ہوگیا اور راج گڑہ اور تورنہ شاہی ممالک مین
داخل ہوگئے تو حضرت ظل اللہ نے قلعہ کندانہ سے مراجعت فرمائی - اور
چونکہ راج گڑہ اوسوقت ممالک شاہی مین داخل ہوگیا تھا اوسکی
حفاظت ضرور تھی لہذا حضرت ظل اللہ نے منصبدارون سے ارشاد
فرمایا کہ قلعہ راجگڑہ کی محافظت مین مصروف رہو چونکہ یہہ کام ایک نہایت
دشوار اور بظاہر مضرت رسان تھا اکثرون نے اس خدمت سے انکار
کیا - شام کے وقت مجھکو اور میرے فرزند کو حضرت ظل اللہ نے
طلب فرمایا - جب ہمکو حضور شاہی مین باریابی حاصل ہوی ارشاد فرمایا

کہ مین تجھکو قلعہ راج گڑہ پر روانہ کرتا ہون۔ مین نے اسکو بسر و چشم قبول
لیا۔ حضرت نے بہت خوش ہو کے مجھکو ایک قہوہ کی پیالی عنایت فرمائی
جو آپ نوش فرما رہے تہے اور فرمایا کہ باہر جاکر قہوہ پی لو اور پہر میرے پاس
آکر رخصت ہو جب مین قہوہ پیکر عالی خدمت مین حاضر ہوا حضرت نے
فاتحہ پڑہکر مجھے رخصت کیا اور دو گہوڑے بہی عنایت فرمائے جسمین سے
ہر ایک کی قیمت دو سو اشرفی تہی۔ میرے فرزند کو بہی پانچ گہوڑے
حضرت نے عطا فرمائے۔ اور دو سو بیل غلہ وغیرہ کی بار برداری کے
لئے مرحمت ہوے مین نے صبح کے وقت اپنے فرزندان تینون بہائیونکو اپنے ہمراہ
لیکر رخصت ہوا حضرت ظل اللہ نے رخصت کے وقت اپنے اعلی نوازشون
سے یہہ فرمایا کہ تم برسات تک قلعہ راج گڑہ کی حفاظت مین رہو اور اسکے
بعد ہم دوسرے شخص کو قلعہ کی حفاظت کے لئے روانہ کرین گے اوسوقت
تم فی الفور ملازمت شاہی مین اپنے کو پہنچا دو۔ جب مین نے حضرت ظل اللہ
سے اجازت پائی فورا آبدرقہ لیکر قلعہ راج گڑہ کی طرف روانہ ہوا سات
آٹہہ روز کی مدت مین قلعہ راج گڑہ مین پہنچا اور شاہی حکم کے موافق
چالیس روز قلعہ کی حفاظت کی اس مدت مین مجھکو ایک بلند اور دلکش

مکان مین اقامت کا اتفاق حاصل ہوا تہا چونکہ اوس زمین کی آب وہوا ایک
نہایت درجہ پر راحت رسان تہی۔ اسواسطے مجہکو اوس نواح سے ایک
خاص تعلق ہوگیا تہا کہ اتنے مین حضرت ظل اللہ نے منصور خان کو اضافہ
اور ترقی کے ساتھ اس قلعہ کی قلعہ داری پر روانہ فرمایا اور اون کے
سات ہی ساتہہ ایک واجب التعظیم فرمان مجہکو بہی بہیجا جس کا خلاصہ یہہ تہا
کہ ہماری خدمت مین جلد پہنچ جاؤ ہمنے اپنے وعدہ کے موافق تمہاری تبدلی
کردی ہے۔ جب مین نے اُس بزرگ شاہی فرمان کو جس کے ہر لفظ سے
لطف کا دریا جوش زن تہا پڑہا بے اختیار حصول ملازمت کا شوق ہوا اسی
وقت مین نے اپنے ہمراہیون سمیت حضرت ظل اللہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔
جب مین نے شاہی بارگاہ مین باریابی پائی حضرت ظل اللہ نے مجہکو اپنی
عمدہ عنایتون سے مشغوف فرمایا۔ اس کے بعد مین اودنی کے مقام سے قلعۂ
راجگڑہ کو حفاظت کی غرض سے روانہ ہوا اور اوسی اثنا مین میری جاگیرون مین بہی کسی قسم
غزل ونصب ہوگیا تہا جس سے میری موجودہ حالت پریشان دکہائی
دیتی تہی بلکہ مین بہی اپنے آپ کو کمال پریشانی کے باعث ایک بہیانک سا
خیال کرتا تہا۔ چونکہ اعلیحضرت ملکی معاملات اور انسانی جزئیات کو عمیق نظرون سے

ملاحظہ فرماتے تہے دیوان عام مین امیر خان کی زبانی مجھکو کہلایا کہ چندر وزمندو
کی قلعہ داری اور فوجداری کی خدمت قبول کرلو ہمنے اس سے پہلے اُس
مقام مین اسلام خان رومی کے بیٹے نوازش خان دو ہزاری کو روانہ کیا
تہا مگر اون سے قلعہ داری اور فوجداری کی خدمت نہیں ہوسکتی لہذا اس خدمت پر تمہاری ماموری کیجاتی ہے مجکو حضرت ظل اللہ
کی حضوری مین ایک ایسی الفت حاصل ہوگئی تہی جس سے مین نے اس
خدمت کو قبول نہین کرسکا۔ جب اس معاملہ کو صوبہ مالوہ مین میرے نورچشم
نے سُنا سخت رنجیدہ ہوا اور مینے اپنی مضطربانہ طبیعت مین یہہ ارادہ کیا
کہ نوکری چھوڑدیجاے اس خیال سے میرے اہل وعیال کو مجھسے ایک قسم کا
تنفر ہوگیا تہا۔ جب مین نے اپنے لواحقون کی ایسی نفرت اور غضبناکی
کی حالت دیکہی تو دل کو نرم کرلیا اور کہدیا کہ تم جو چاہین کرین مجھکو تمہاری
دل شکنی منظور نہین ہے شام کو نورچشم نے نہایت ہی عجلت کے ساتہہ امیر خان
کے پاس روانہ ہوا اور کہا کہ مین نے اپنے باپ کو مندو کی قلعہ داری پر راضی
کیا ہے امیر خان نے اس بات کے سنتے ہی حضور شاہی مین عرض کیا کہ اردوخان
مندو کی قلعہ داری کی خدمت پر راضی ہین حضرت ظل اللہ نے اوسیوقت

میری ماموری فرمائی - اور مجکو رسالہ دکھنیان پر جو دارونگی کا عہدہ تھا
اس خدمت پر بجاے میرے منعم خان داروغہ مقرر کردئے گئے اس امر سے
حضرت کی یہہ غرض تہی کہ مجہپر اس امر کا انکشاف ہوجاے کہ مین مندو کی
قلعہ داری پر مستقل مامور ہوچکا ہون - دوسرے روز مین نے ظہر کے وقت
حضرت کی واجب التعظیم عتبہ بوسی سے افتخار حاصل کیا حضرت نے بکمال
الطاف میری سعادت مندانہ حالت کو ملاحظہ فرماکے کہا کہ ہماری اور تمہاری
اب جدائی ہے تمنے عمداً یا سہواً جو جو تقصیرات کئے ہین ہمنے اون کو معاف
کیا اور ہمارے طرف سے بہی واجبی یا ناواجبی الزامات جو تمپر لگائے گئے
ہین تم اون کو معاف کرو جب مین نے حضرت کی ملاطفانہ زبان سے الطف آمیز
موثر جملون کو سنا مجہپر ایسی حالت طاری ہوگئی جس کے بیان کے لئے
کوی لفظ ہی نہین ملسکتا - اور وفور گریہ سے مجہکو اسقدر حبس نفس ہوا
کہ کسی قسم کی آواز نکل نہ سکی حضرت نے میری اس واجب الرحم حالت کو
ملاحظہ فرماکے خود بہی آبدیدہ ہوگئے اور فاتحہ پڑہکر مجکو رخصت فرمایا - مین نے
موافق فرمان معلے کے قلعہ ماندو مین پہنچا - مگر چونکہ مین اس طرف کبہی نہین
آیا تہا لہذا یہان کی آب و ہوا مجہکو ناموافق ہوئی اور سخت بیمار ہوگیا جب

چند روز مین نے وہان اقامت کی اور آب و ہوا وہان کی موافق ہوگئی
خود طبیعت نے میری اصلاح کر ڈالی - مین نے اس مقام مین ایک سال
اور کئی مہینے اقامت کی ہے - جب میرے سننے مین آیا کہ محمد بیدار بخت
بہادر نہایت عظمت و شوکت سے مالوہ کی صوبہ داری پر تشریف فرما ہوے
ہین مین نے اُنھین مین جاکر اون کی ملازمت سے مشرف ہوا چند ہی روز کے
بعد مجھ مین اور اوس جلیل القدر بادشاہ زادہ مین ایسی اتحادی نسبت پیدا
ہوگئی جو سلاطین اور ملازمون کے درمیان ہرگز نہین خیال کیجا سکتی ہے
کوئی ایسا لمحہ نہین گذرتا تھا جسمین مین اون سے دور رہتا اور کوی ایسا
سنجیدہ کام نہین ہوتا جو میرے مشورت کے بغیر طے ہو جاتا ہو - مین جب
مشاورانہ کوی بات کہہ دیتا تھا اوسکو نص قاطع خیال فرماتے تھے اور نہایت
اولوالعزمی سے اوس کام کو انجام دیتے تھے اونکی تفصیلی عنایات کو جو مجھپر
وارد ہوتی تھین نہ زبان سے کہہ سکتا ہون نہ قلم سے لکھہ سکتا یہی روز افزون
عنایت میرے محسود ہو جانے کے لئے کافی اور مضبوط وجہ تھی اور اسیوجہ سے
مجھکو ہر شخص دشمنی کی نگاہون سے دیکھا کرتا تھا اونھین دنون مین محمد اعظم شاہ
بہادر صوبہ گجرات سے صوبہ مالوہ ہوکر حضرت ظل اللہ کی ملازمت کے لئے

احمد نگر جا رہے تھے اور مین بہی اون کے بچپن مین ملازمت کی عزت
حاصل کر چکا تہا۔ علاوہ اسکے پادشاہی عنایات جو میرے حال پر
مبذول ہوتی تہی اوس سے بہی اونکو پوری واقفیت تہی مزید بران
محمد بیدار بخت بہادر نے سفارش بہی کی تہی اس لئے مجہہ سے خسروانہ
نوازشات کے ساتھہ پیش آئے جس کی تفصیلی کیفیت سے یہہ بیان
لمبا ہو جائیگا۔ اب بجاے محمد اعظم شاہ محمد بیدار بخت گورنر (صوبہ دار)
گجرات ہو کر تشریف لیگئے اور مجہے چلتے وقت سرحد مالوہ تک ہمرکاب رکہا
عند الوداع مجہسے وعدہ لیا کہ ہفتہ وار عرضی لکہا کرے اور خود بہی وعدہ عہد
فرمایا کہ ہر ہفتہ مین ہم بہی وہان کے کل حالات اپنے ہاتہہ سے لکہینگے
اور جو کچہہ کام کرنا ہوگا تیری مشورت سے کرینگے بہر طرفین سے ایفاے
عہد مین کوئی شکایت باقی نہین رہی۔ ناگہان حضرت ظل اللہ یعنے عالمگیر
کی ۲۰ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو رحلت ہوگئی جسکی خبر مجہے نہم ذی حجہ کو قلعہ سندہ مین ملی

جلوس محمد اعظم شاہ بہادر

رحلت کے تیسرے روز غرہ ذیحجہ ۱۱۱۸ھ کو محمد اعظم شاہ لشکرگاہ مین تشریف
لاکر اپنے سوا خواہون کی تشفی و تسکین کی اور نہایت رعایت و مروت سے

پیش آیا۔ خصوص حمید الدین خان و امیر خان پر جو بادشاہ عالمگیر کے
مصاحبون سے تہے بہت مہربانی و عنایت ظاہر کی اور اپنے والد ماجد کے
انتقال پر نہایت درجہ کا غم و افسوس تبلایا۔ اب یہان لشکر مین جو بعض
امرا محمد اعظم شاہ سے ناراض تہے اونمین سے تین جلیل القدر سردار ہین جو
مغلون کے سرگروہ تہے خان فیروز جنگ بہادر و حسین قلیچ خان فرزند
فیروز جنگ و محمد امین خان مصلحت وقت دیکہکر علانیہ لشکر سے جدا ہوے
اور برہانپور کے طرف کوچ کئے اور من مانے کام بلا کسی خیال کے عمل
مین لاے اور بعض فوجی سردار مثل مطلب خان و خدا بندہ خان
و تربیت خان و امان اللہ خان وغیرہ جو اپنے کو بڑے مخلص سمجہتے تہے
اور چند وہ امرا جنکو محمد اعظم شاہ کا بادشاہ ہونا اور نہ ہونا برابر تہا
باقی رہ گئے تہے محمد اعظم شاہ دہم ذیحجہ ۱۱۱۹ھ ہجری کو تخت شاہی پر
جلوس فرماکر ضروری کامون کے انجام دینے مین مشغول ہوا پھر تو ہر طرف
سے امیر و امرا سعہ حشم و حشم ملازمت کے لئے حاضر ہونے لگے ہر ایک سے
بادشاہانہ برتاو کے ساتھ علی قدر مراتبہم رعایت مناصب کیگئی۔ اب مین
محمد اعظم شاہ کے اوس مختصر حالت کو بیان کرتا ہون جو بعد جلوس

لوگون پر ظاہر ہوی۔ محمد اعظم شاہ کے نسبت ایام شاہزادگی مین اکثر
امیرون کا یہہ خیال تہا کہ محمد اعظم شاہ سب سے زیادہ امور سلطنت کو
سمجہتا ہے اسیوجہ بہت سے امیر اوس سے راضی رہتے تہے مگر جب خود مختار
پادشاہ بنگیا تو اپنے خیال مین یہہ غلط بات مصمم کرکے کہ کوی شخص میرے
سے مقابلہ نہین کرسکتا اور بے جنگ کئے دوسرے وارث سلطنت اور
اقلیمون مین چلے جائین گے اور زود تر اپنے لایق فرزند محمد بیدار بخت کے
عزل کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ محمد بیدار بخت بہادر کو اوسکا دادا عالمگیر
نے جس وقت صوبہ گجرات کی حکمرانی عطا کی تہی تو اپنے بیٹے اعظم شاہ کی
شکایت کی تہی اور محمد بیدار بخت ادبا یا مصلحتاً حسب مرضی اپنے جد امجد
کے جواب لکہا تہا وہ جواب دو روز بعد انتقال عالمگیر کے محمد اعظم شاہ کو
ملا۔ خدائے تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ایسا مدبر پادشاہ ان واہیات
خیالات اور منصوبون مین پڑا۔ سچ تو یہہ ہے کہ خداداد اقبال محمد اعظم شاہ
کا تہا جب اعظم شاہ تخت پر بیٹہا تمام امرا و اعزہ حاضر ہوکر اپنے لئے ترقی
مناسب وغیرہ کی درخواستین کین لیکن کچہہ التفات نہین کیا گیا اور خصوص
مطلب خان اور تربیت خان و خدا بندہ خان جو خلوصیت کا دم بھرتے تھے

بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوگئے بلکہ بادشاہ علی رؤس الاشتہاد یہہ کہا کرتا تہا کہ
یہہ لوگ بالکل ناکارہ ہین نوکر وہ ہین جو اپنے ذاتی ملازم ہون اور ایسے
بہت باتین پرانے امیرون کی نسبت کہا کیا اور ایسے وقت مین تربیت خان
جو ایک زمانہ سے میر آتشی کا کام نہایت عمدگی سے کیا کرتا تہا معزول کرکے اپنے
ایک ملازم کو عطا کیا چنانچہ اوسی روز تربیت خان توپخانہ کی نسبت کچہہ عرض کرنے
کے لئے حاضر ہوا تہا لوگون نے کہا کہ تم معزول ہوگئے اور فلان شخص نے
تمہارے کام کے جایزہ مین خلعت حاصل کی ہے۔

محمد کام بخش صوبہ دار بیجاپور حضرت عالمگیر کی رحلت سے چند روز پہلے بیجاپور
جانے کی رخصت حاصل کرکے جا رہا تہا تیسری یا چوتھی منزل پر عالمگیر کے انتقال
کی اطلاع ہوئی محمد امین خان جو ہمراہ محمد کام بخش کے تہا اور تورنیون کا گروہ
اور وہ لوگ جو محمد کام بخش سے ناراض تہے اوسکو مجنون مزاج سمجہکر جدا ہوے
اور محمد اعظم شاہ کی ملازمت حاصل کی اور محمد کام بخش بعجلت تمام مخوف
ومضطربانہ چند نالایق لوگون کے ساتہہ بیجاپور جا رہا تہا۔ محمد اعظم شاہ
کے لشکر مین جو دو بڑے سردار تہے ایک نصرت جنگ اور دوسرا تربیت خان
میر آتش ان دونون مین نہایت دوستی اور قرابتداری بہی تہی یہہ اپنے

اپنے بہادر اور کارآزمودہ فوج کو لیکر شہر کے باہر پڑے ہوے تھے
لیکن محمد کام بخش اور نصرت جنگ کے درمیان عداوت تہی کیونکہ ایک بار
کام بخش نے نصرت جنگ کو جنگ جنجی مین گرفتار کرلیا تہا ایسے وقت مین محمد اعظم شاہ
نصرت جنگ اور تربیت خان کے نام یہہ حکم لکہا کہ تم فورآ جاکر محمد کام بخش
کو گرفتار کرلاؤ کیونکہ اسوقت اوسکے ساتھ زیادہ جمعیت نہین ہے لہذا
اوسکا گرفتار کرنا آسان ہے مگر یہہ سردارون نے شاید تورانیون سے
مخوف ہوکر یا کسی اور مصلحت سے سرکاری حکم کی تعمیل نہین کی اور لطایف
الحیل سے ٹال دیا شاید بطور سفارش اون کی نسبت کچہہ لکہا ہی تھا اور
اس مکر و حیلہ کو اپنے زعم ناقص مین کوی عمدہ تدبیر سمجہتا تہا اس کا نتیجہ آگے
چلکر معلوم ہوگا خیر ان دونون نے بے نیل مرام محمد اعظم شاہ کی ملازمت
حاصل کی اور محمد اعظم شاہ نے بہی مقتضاے وقت خیال کرکے اوس حکم
کی تعمیل کی نسبت کچہہ نکہا اور اپنے کسی فرزند کو بہی محمد کام بخش کیطرف
نہین روانہ کیا کیونکہ یہان شاہ عالم بہادر سے مقابلہ تہا اگرچہ محمد اعظم شاہ
اپنی جمعیت پر نادانی کیوجہ سے نہایت سختی کرتا تھا مگر یہی جانتا تہا کہ میرا حریف
مقابل زبردست ہے ۔

محمد اعظم شاہ کا ہندوستان جانا

محمد اعظم شاہ اس خیال سے کہ کل ہندوستان کے چھوٹے بڑون کا مین ہی سردار ہون معہ قدیم و قبائل آہستہ آہستہ ہندوستان کی جانب روانہ ہوا شاہ راہ اکبر پور سے داہنی طرف مڑکر نومری کے گھاٹ کی جانب متوجہ ہوا۔ ؎

چو خیرہ شود مرد را روزگار ہمہ آن کند کس نیاید بکار

جب کسی آدمی سے زمانہ بد ہوتا ہے تو ہر تدبیر اوسکی ضایع جاتی ہی۔ اس راستہ مین بہت دور تک جنگل اور پہاڑ اور درّہ تھے اور پانی بہت کم ملتا تھا چنانچہ جم غفیر غربا کا کیا عورت اور کیا مرد تشنگی و بے آبی سے تنگ ہوکر ہلاک ہوے اوسوقت بعضے دانشمندون و کار آزمودہ لوگ آپسمین کہا کرتے تھے کہ یہ شگون بد ہے کیونکہ عالمگیر بادشاہ جس وقت داراشکوہ کے مقابلہ کے لئے دکن سے ہندوستان گئے تھے تو سید ہا راستہ اکبر پور سے ہوتے ہوے گئے اور یہ بہادر کیون بدفالی کرتا ہے۔

محمد بیدار بخت کا گجرات سے مالوہ آنا ہندوستان جانیکے ارادہ سے

جب محمد اعظم شاہ دکن سے معہ جمعیت اور اونکے بال بچون کے ہندوستان کیجانب روانہ ہوا اور اپنے لایق و بہادر لڑکے کے نام ایک فرمان لکھا کہ تم بہت جلد

آگے چلکر شاہ عالم کو روک دو - اب یہان محمد بیدار بخت غم والم کی حالت مین
تھا کیونکہ اوسکو اپنے جد امجد سے پرلے درجہ کا خلوص اور اعتقاد تہا اور یہی
سبب سے اوسکا باپ دشمن ہوگیا تہا - چنانچہ مین اوسکو جسوقت شہر اوجین
مین دیکہا تو اپنے دادا کے ماتم مین بہت سختی کے ساتہہ رو رہا تہا اور کثرت سے رویا
کرتا تہا - القصہ محمد بیدار گجرات سے اپنے قدیم تین ہزار ملازمین اور تیس لک
روپیہ جو اوسوقت ملا لیکر ہندوستان کی جانب براہ اوجین آرہا تہا - اور خزانہ
عامرہ مین جو بتیس لک روپیہ موجود تہا اوسکو چہوا تک نہین کیونکہ اوسکے باپ کو
بغاوت کا اندیشہ ہوگیا تہا اسی لئے محمد بیدار بخت موجودہ جمعیت سے کسی ایک
کو بہی نیا نوکر نہ رکہا اور نہ روپیہ جمع کرنے کی کوی فکر کی چنانچہ مراد بخش
جب اراشکوہ کے مقابلہ کے لئے جارہا تہا تو اسی شہر گجرات سے ایک کرور
سے زیادہ روپیہ وصول کیا تہا جس روز محمد بیدار بخت گجرات سے مالوہ کی
جانب روانہ ہوا مجہے بہی ایک عنایت نامہ اپنے ہاتہہ سے لکہا بلکہ اسی ایک
مہینے مین متواتر تین فرمان میرے نام پر صادر ہوے مگر ہرکارون نے راستہ
کے خوف سے مجہے ایک بہی جلدی نہ پہونچایا اور راہ مین ہر منزل پر یاد و
انتظار کیا جاتا تہا جب جہالوہ کی منزل پر پہونچا (یہان گجرات اور مالوہ کی حد)

ملتی ہین جسکو دودھ بہی کہتے ہین) تو فرمایا کہ کیا ہوا جو ابہی تک نہین آیا آخر میرے
دشمنون نے قابو پاکر میری شکایت شروع کی کہ وہ آپ کے نزدیک نہین
آیا ہرگز نہین آئیگا کیونکہ آپکو والد امجد کے مخالف سمجھتا ہے بیشک حضرت
بادشاہ کے نزدیک جائیگا بلکہ بادشاہ کے نزدیک چلا گیا ہوگا اور اسیطرح
یاد کرتے اور شکایتین سنتے ہوے سرحد اودہین تک پہونچا اگرچیکہ میرا
بہت اعتماد ورسوخ تھا جب بہی ہر روز کی شکایتون سے اوسے بہی وہم ہوگیا
تہا کہ شاید ایسا ہی ہو اور مجھپر یہان غرہ محرم کے دوپہر دن کو عنایت نامہ
وصول ہوا جس اوسی وقت اپنی باربرداری دو اونٹون کو جو اوسوقت
قلعہ مین موجود تہے اور تہوڑا ضروری اسباب لیکر پالکی پر سوار ہوا اور قلعہ
اپنے برادر نورچشم میر نصراللہ کے سپرد کیا اور اپنے علایق یعنے خواہر و زوجہ
وغیرہ کو بہی اپنے بہائی کی نگہداشت مین چہوڑ دیا اور منزل بمنزل چلا گیا آخر
جس روز کہ محمد بیدار بخت شہر اُجین مین داخل ہونیوالا تہا مین بہی اوس مقام
سے سات کوس کے فاصلہ پر مقام کیا تہا بعد قطع راہ کے تیسرے روز وہان
پہونچا اور دیکہا کہ محمد بیدار بخت پالکی پر سوار ہے اور جب مجہہ محمد بیدار بخت نے
دور سے ملاحظہ فرمایا اپنے نزدیک کے لوگون سے پوچہا کہ یہ فلان شخص ہے

وہی لوگون نے عرض کیا کہ ہان وہی ہے اتنی دیر مین مین نزدیک پہنچ گیا۔ پھر تو
محمد بیدار بخت نے اپنے دونون ہاتھ کہولکر فرمایا بیا بیا کہ در انتظار تو چشم
سفید شد کہ بلد آئیرے انتظار نے تو میری انکہین سفید کر ڈالا۔ مین جہٹ پٹ
قدمبوس ہوا۔ مجہے گلے سے لگایا مین نے اوسیوقت نذر گزرانی۔ محمد بیدار بخت
نہایت شفقت اور بندہ نوازی سے جو ہم آستین کہ پہنا ہوا تہا اُتار کر مجہے مرحمت
کیا اور ارشاد ہوا کہ پہن لے۔ مین شکریہ مین آداب تسلیمات عرض کیا۔ پھر اپنے
جد امجد حضرت عالمگیر کو یاد کر کے رونے لگا کیونکہ مجہے حضرت ظل اللہ کے ساتہہ نہایت
عقیدت تہی اور حضرت مرحوم بہی میرے حال پر شفقت فرماتے اسکو محمد بیدار بخت
خوب جانتا تہا بعد مین گہوڑے پر سوار اور محمد بیدار بخت پالکی مین چلنے لگے
راستہ مین وہی حضرت مرحوم کا ذکر ہوتا گیا آخر اوجین مین پہنچے مگر شہزادہ داخل
عمارت شاہی نہوکر اُجین سے ایک کوس کے فاصلہ پر لب دریا خیمہ نصب کیا
اوسی روز امان اللہ خان المخاطب عبد اللہ خان صوبہ دار مالوہ بہی ملازمت
کے لئے حاضر ہوا ہم اُجین مین بیس ۲۰ روز تک محمد اعظم شاہ کی آمد آمد کی انتظاری
مین تہے مگر اعظم شاہ نہایت غضب و عتاب سے ایک فرمان بخط خاص تحریر
فرمایا کہ تم ابتک جلدی سے نہین گئے اور غنیم کی کشتیان دریائے نربدا

واقع لاہور سے عبور کر رہی ہین اور نہ مخالف کو روکنے کی کوئی فکر کی یہ بات
تو تمکو معلوم ہے کہ وہ بزدل سپاہ ہمپر کیا حملہ کر سکتی ہے مگر تم نے خلاف
فرمان ہمارے اتنا توقف جائز رکھا یہ تمہارا دیر کرنا بڑی خطا مین داخل ہے
اور یہان محمد بیدار بخت اجتین مین ٹھہر کر ایک فرمان اپنے خط خاص سے میرے
لڑکے ہوشدار خان المخاطب بہ ہدایت اللہ کے نام جو فوجدار دگہ دو منزل کے
فاصلہ پر اجتین سے تھا تحریر فرمایا کہ تمہارا باپ ہمارے جان نثار اور معتمدون
سے رکاب مین حاضر ہے مگر افسوس اسبات کا ہے کہ تم نے ابتک ہماری ملازمت
نہین حاصل کی - میرے لڑکے نے جواباً گزارش کی کہ فدوی بہت جلد حاضر
ہو کر افتخار ملازمت حاصل کرے گا - اور میرے نام ایک خط لکھا کہ جسمین تحریر
تھا کہ آپ اس عریضہ کو بادشاہ کے عالی ملاحظہ سے بھی گزرانیے گا کیونکہ یہ
میری تقصیر بے ادبی مین داخل ہوگی - وہ یہ تھا کہ میرے والد تنہا اور بے
جمعیت رہکر عہدۂ افسری کو باصلاح و مشورت کے کام کو یا اور دوسری
خدمت گزاری کو ادا کر سکتے ہین مگر مجھسے بغیر فوجی کام کے کوئی کام
نہین بن پڑتا اب بالفعل میرے ہمراہ قدیم اور کارآمودہ دو ہزار سوار
موجود ہین اس سپاہ کو اپنی فوجی حکومت سے اور ایک دو مہینے رکھسکتا ہون

بشرطیکہ سرکار سے ایک مہینہ کی تنخواہ مرحمت ہو۔ اگر ایسا ہی ہو تو مین مع سپاہ
حاضر ہو سکتا ہون ورنہ معذور ہون معاف فرمائے۔ جب مین نے یہ کیفیت
محمد بیدار بخت بہادر کے گوش گزار کی تو فرمایا بیشک مین جسقدر رقم تمہارا
لڑکا چہتا ہے دینے مین مضایقہ نکرتا افسوس ہے کہ مین تمہارے لڑکے کو
معہ جمعیت طلب کرون میرے والد امجد کو خلوص وعقیدت کا پورا اعتماد ہو جائیگا
پہر تو شاہ عالم سے مقابلہ کرنے سے پہلے مجہسے لڑائی ہوگی اور بادشاہ کے
نزدیک یہ بات تحقیق طور پر ثابت ہو جاے گی کہ مین باغی ہو گیا ہون تم اس
مصلحت کی اپنے لڑکے کو اطلاع دو پس مین نے حسب فرمان اطلاع دی پہر
میرا لڑکا فسخ عزیمت کر کے مجہکو لکہا کہ مین بدقسمتی سے حاضر ہونے سے مقصر ہا
اب آپ کو خدا کو سونپتا ہون اگرچہ کہ مین آپکے نزدیک آنے کے لئے استخارہ
بہی کیا مگر شگون بد ہے آپ سے ممکن ہو تو لطایف الحیل سے ٹالکر محمد بیدار بخت
سے علحدہ ہو جائیے۔ واقعی میرا نیک بخت لڑکا سچ لکہا تہا اور خود اپنے
دادا یعنے قبلہ گاہی میر سنجر کی دعا کی وجہ سے محفوظ رہا محمد اعظم شاہ اگرچیکہ
اس تشدد کے ساتھ اپنے لڑکے بیدار بخت کے نام فرمان لکہا تہا اسپر بہی
بے تامل بذات خود اکبر آباد روانہ ہوا اور اپنے چند معتمدون مثل ذوالفقار خان

اور اوسکے دو مصاحب جانباز راجپوت ایک رام سنگھ بادہ زمیدار کوتہ۔
دوسرا دلپت بندیلہ و امان اللہ خان کو احتیاطاً محمد بیدار بخت کی خبرداری
کے لئے رکاب مین متعین کیا اور راجہ جے سنگھ اور امان اللہ المخاطب عبداللہ
خان صوبہ دار مالوہ اور خان عالم دکھنی اور منور خان اوسکا بھائی جو ہراول
کی خدمت پر مقرر تھے اور دوسری پانچ چھہ ہزار کی فوج اوسکی کمک کے واسطے
رکاب مین چھوڑا اور یہ فوج بطور منقلاب کے پہلی منزل پر پہونچی تھی۔

محمد عظیم الشان کا اکبرآباد پہونچکر ممتاز خان صوبہ دار کو گرفتار کرنا

محمد عظیم الشان صوبہ دار بنگالہ سے حسب الطلب اپنے جد بزرگوار (عالمگیر)
کی ملازمت کی غرض سے چلا آرہا تھا حسن اتفاق اور یاوری تقدیر کے سبب
عالمگیر کے انتقال کی کیفیت قریب اکبرآباد کے معلوم ہوی اور شاہ عالم بہادر
کے ارادہ اور آنے کی خبر بھی پہونچی۔ عظیم الشان فوراً اکبرآباد داخل ہونا
چاہا مگر یہان کا صوبہ دار ممتاز خان خسر محمد بیدار بخت محمد اعظم شاہ کے دولتخواہ
سے تھا۔ دریاے جمنا پر آکر بہت سے کشتیان مخالف فوج کی ڈبو دین اور
راہ بھی بند کردی۔ عظیم الشان جو نہایت مدبر اور صاحب رای تھا عین عبور گاہ کو
چھوڑ دوسرے راستہ سے اکبرآباد مین آگیا پھر تو اس غریب صوبہ دار بیچارہ

کو تاب مقاومت نہین رہی قید ہو گیا اور اوسکی کُل جایداد ضبط ہو گئی - لیکن اعلے
مراتب و عالی خاندانی کی وجہ سے فضیحت و خفت سے محفوظ رہا - کیونکہ
اس صاحبقرانی خاندان کا یہ نہایت کریمانہ اور مدبرانہ اصول ہے کہ جو شخص
اپنے آقا کی دولت خواہی کی غرض سے جسقدر تشدد کے ساتھ اپنا مخالف
و معاند ہو جاے تو اوسکی شجاعت و نمک حلالی غایت درجہ کی اعتبار کے قابل
ہو جاتی ہے بلکہ بعض اسی خاندان کے شاہزادون نے فرمایا ہی ہے کہ کسی
امیر کو بادشاہ سے جو مالک تخت و تاج ہوتا ہے کچھہ مخالفت نہین ہے اگر تخت
و تاج ہمارے ہاتھہ آجاے تو یہ اُمرا ہمارے ہی جان نثارون اور دولتخواہون
سے ہین اگر ہم اپنے بھائی مدعی سلطنت پر غالب ہو کر ان امیرون کو جو ہمارے
بھائی مدعی سلطنت کے شریک تھے قتل یا جلا وطن کرین تو پھر کس سے اپنے
ملکی بندوبست کا کام لین بلکہ بقدر جفاکشی و جان فشانی ہر ایک کے ساتھ
مراتب امارت و مناصب کی رعایت فرمایا کیے - اسی نیک نیتی و عالی ظرفی کی وجہ
سے اس وسیع اقلیم ہندوستان کا نظم نسق برابر ہوا کیا اور کبھی نظام مملکت مین
کسیطرح کا خلل واقع نہین ہوا المختصر جب محمد بیدار بخت دریاے جنبل پہونچا اور ادھر
دکن سے اعظم شاہ بھی قریب گوالیار کے آگیا اور یہان اکبرآباد مین محمد عظیم الشان

کہ ابھی اوسکا باپ شاہ عالم اکبرآباد سے دور تھا اپنے چند جان نثار ملازمون مثل
محتشم خان و پسر شیخ میر وغیرہ کو سونپ جمعیت و توپخانہ واسطے بند کرنے گزر ہای
چنبل کے متعین فرمایا۔ محمد بیدار بخت کہ نہایت بہادر اور بلند ہمت اور صاحب ارادہ
تھا اور اکثر اپنے باپ کا مددگار رہکر سب سے پہلے جنگ مین جاتا تھا اوسوقت بالکل
بے تامل خلاف مصلحت و بغیر پیش بینی و دور اندیشی کے فوراً معابر دریا سے روک
ٹوک اوٹھا کر پار اوترا۔ مگر نواب ذوالفقار خان بہادر جو مرد مدبر اور جنگ آزمودہ
تھا اس راے سے اتفاق نہین کیا۔ ذوالفقار خان کی اختلاف راے کیوجہ
سے محمد بیدار بخت کے مصاحبون مین عجیب کھلبلی پڑگئی جو قابل نقل ہے۔ چند
پاجی اور کوتہ اندیش جو یاوری تقدیر سے بادشاہزادہ کے مقرب ہوگئے تھے
اپنے کو بھی ذوالفقار جلیل القدر سردارون کے ہمسر سمجھکر اہم معاملات ریاست مین دخل دینے
لگے اور محمد بیدار بخت بہادر کی حضور مین بہت دولت خواہی و دل سوزی سے
گزارش کی کہ ذوالفقار خان بڑا مکار و حیلہ ساز ہے بلکہ شاہ عالم اور عظیم الشان
سے سازش کرلی ہے اب یہہ چہتا ہی کہ کسیطرح جنگ مین تاخیر ہو تاکہ خود اطمینان
کے ساتھہ اپنی غرض پوری کرنے مین کوشش کرے۔ اب صلاح دولت
یہ ہے کہ جہان پناہ خدا پر سونپکر فوراً دریا پار اوتر جائے۔ شاید اون صلاح کارون

کی راے ذوالفقار خان کی نسبت درست بہی ہو۔ العلم عند اللہ (خدا جانتا ہے)
مگر تاریخ جنگ کیلیئے جو ذوالفقار خان کہتا تہا نہایت عمدہ بات تہی جب ذوالفقار خان
کو محمد بیدار بخت کے مصمم ارادہ کی خبر معلوم ہوئی تو آدہی رات کو معتمدین بادشاہی
مثل امان اللہ خان وغیرہ کی وساطت سے عرض کیا کہ آج صبحکو دریا پار
اوترنا ٹھیک نہین ہے بلکہ خود بہی اوسیوقت دولت خانہ پر حاضر ہوکر اطلاع
کی کہ کچہہ ضروری گزارش کرنا چہتا ہون۔ مگر یہان سے صاف جواب ملا کہ
اتنی رات کو کوی مصلحت کرنا نہین چاہیے جو کچہہ عرض معروض ہو صبح کو سنی
ہوگی۔ مجہے صرف دن کی کیفیت اتنی معلوم تہی کہ ذوالفقار خان امیر الامرا نے
اپنی راے خلاف راے بادشاہزادے کے ظاہر کی تہی جسپر کچہہ التفات نہین کیا
گیا۔ لیکن رات کے واقعات سے پورا واقف نہین تہا۔ چونکہ میری عادت ہی کہ
بے طلب کسی مجلس شورہ مین نہین داخل ہوتا تہا۔ اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیئے
کہ مجہکو عظیم امور ریاست کی کمیٹی مین شریک ہونے کی اجازت نہ تہی بلکہ مین
اوس روز حسب الطلب امیر الامرا و ذوالفقار خان کے نزدیک جو مجہسے نہایت
دوستی رکہتا تہا گیا تہا مگر اوسوقت اس معاملہ مین کچہہ گفتگو نہین ہوی یہان
دشمنون نے قابو پاکر التماس کیا کہ راقم بہی اس معاملہ مین ذوالفقار خان کا شریک

شاہزادہ باوجود اسقدر سچائی و اعتماد کے پھر بھی مجھسے بدگمان ہوگیا۔ کیونکہ اوسکی
راے ذوالفقار خان کی راے کے مخالف تھی اور ذوالفقار خان سے بہت
بدظن ہوگیا تھا ایسے وقت مین میرا ذوالفقار خان سے بے اجازت ملنا بدگمانی
کا باعث ہوگیا۔ بزرگون نے بہت ہی سچ کہا ہے کہ بادشاہون کی عنایت و اعتبار
پر ہرگز ہرگز بھروسہ نکرنا چاہیئے اونکا دل اگر ذرا سی بات پر پلٹ گیا تو اپنے
ہزار رسالہ معتمد کا اعتبار نہین کرتے ہین ایک لمحہ مین صرف وہم و خیال پر ایسا بگڑ
جاتے ہین کہ جسکا سنبھالنا دشوار ہو جاتا ہے اوس روز علی الصباح خلاف
معمول آواز جنگی نقارہ کی سنائی دی معلوم ہوا کہ بادشاہ جنگی ہاتھی پر سوار
ہوکر دولت خانہ سے برآمد ہوا ہے مین ابتک نماز پڑھ رہا تھا جھٹ پٹ نماز پڑھی
اور کمر باندھکر باطمینان تمام آداب عرض کرنے کی غرض سے گیا کیا دیکھتا ہون
کہ چند نالایق و کم عقل مصاحبین کی جماعت ہاتی کے آگے پیچھے چل رہی ہے
اور بادشاہ نہایت غضبناک اور آشفتہ مزاج ذوالفقار خان کی نسبت
الفاظ مکار و منافق و محیل کہہ رہا ہے۔ جب مجھپر دور سے نظر پڑی تو خاموش
ہوگیا کیونکہ مجھسے بھی بدظن تھا۔ مین اپنے معمولی طریقہ سے گھوڑے سے
اوترکر آداب عرض کیا مین بھی حیران تھا کہ کبھی بے مشورت میرے کوئی کام

مین مبادرت نہین کیجاتی تہی آج مجھسے کس لئے ایسے ناراض ہین ورنہ خوش
خلقی سے ہنستے ہوے ملتے تہے اور آج بالکل چین بجبین اور شگفتہ مزاج نہ
کچھہ بات نہ چیت اونھہ میری طرف سے پھیر کر روانہ ہوے - مین بہی اپنے معمولی
طریقہ سے سیدہی جانب ہاتہی کے کان کے برابر کہ جہان سے ہاتہی پر میرا
ہاتہہ بہی پہونچتا تہا ہو کر روانہ ہوا مجھہی سخت فکر تہی کہ رات کو چند نالایق اور
پاجیون نے اس بادشاہ کو دہوکا دیکر آپ خوش بخوش ہاتہی کے آگے پیچھے
چل رہے ہین اگر چپکہ مین جب سے ساتہہ ہولیا تہا بادشاہ اون پاجیون کے ساتھ
کسیطرحکی بات چیت نہین کیا - مگر اون کے آپسمین جو اشارات و کنایات ہورہے
تھے اس سے مین پہچانا کہ انہون نے کچھہ نکچھہ جال پہیلایا ہے - اسی اثنا مین
ذوالفقار خان بہی سوار ہوکر اون کے پیچھے پیچھے کسیقدر فاصلہ سے چلا آرہا تھا
اور اپنے بخشی (افسر فوج) کو میرے پاس بہیجا کہ ایک ضروری کام ہے ایک
لمحہ کے واسطے مجھسے ملو - میرے بلانے سے اوسکا یہ خیال تہا کہ شاید اسکے
کہنے سے بادشاہ اپنے ارادہ سے باز آے گا - مین نے جب یہان کی مجلس
کی یہ حالت دیکہی اور اسکے سواے بہی جب کبہی مین کسی بڑے امیر کے نزدیک
جاتا تہا تو اجازت لیکر جاتا - آج بہی مین حسب معمول التماس کیا کہ ذوالفقار خان نے

اپنے بخشی کو بھیجا ہے اور مجھے ایک گھڑی بھر کے واسطے طلب کیا ہے پادشاہ
سنتے ہی آشفتہ ہو کر کہا کہ جاؤ کہ تمہاری ترکش اونہین کی ترکش کے ساتھ ہے
(تم اور وہ باہم موافق ہو) مین پلٹ کر بخشی سے کہا جو کچھہ تم نے سنا ہے ذوالفقار
خان سے کہدو۔ چونکہ بادشاہ مجھسے ہی بدظن تھا اسلئے دوسرے بار مجھسے متوجہ
ہو کر کہا کہ مین تمکو منع نہین کرتا بیفکری سے جاؤ اور اوسی کے ہمدم ہو جب مین
یہ الفاظ بادشاہ کے منھ سے نکلتے ہوے سنا تو نہایت بُرا معلوم ہوا اور
طبیعت بیقرار ہو گئی کیونکہ مجھکو اپنی صداقت اور بادشاہ کی عنایت پر یقین
و فخر تھا اور اپنے حق مین ایسی باتون کو نہایت بری سمجھتا تھا اور بادشاہ
کی عنایت کی وجہ سے مین گستاخ اور ہر وقت مین عرض کرنے کی جرات کرتا
تھا اسی بنا پر عرض کیا کہ مجھہ غریب آدمی کو جلیل القدر امراؤن سے کیا کام ہے
ذوالفقار خان آپ کا اور آپ کے باپ دادا کا معتمد اور سپہ سالار رہے
علاوہ اسکے خود آپ کے والد نے اوسکو معتمد سمجھکر آپ کی خدمت مین مقرر فرمایا ہے
آپکو اختیار ہے جو چاہین اوسکے ساتھ سلوک کرین۔ بادشاہ غضب ناک ہو کر
مجھسے فرمایا کہ شاید تمکو بادشاہ میرا تالیق نہین کیا افسوس ہے کہ مجھے اوسوقت
ایسی باتین سننے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا تھا۔ اوسوقت میرے دل مین آیا کہ

اسوقت گریبان پہاڑ سر پر خاک ڈال کر چلا جاؤن اسی آزردگی کی حالت
مین میری زبان سے بے اختیار نکلا کہ خدا نہ کرے باپ دادا کو یہ مرتبہ کہانسی
حاصل تہا کہ جو آپ کے جیسے بادشاہ زادے کے اتالیق ہو سکتے۔ اگر آپ مجھکو
اتالیقی کی خدمت دینا چاہتے ہین تو مین ابہی چار ابرو کی صفائی لیکر جنگل چلا
جاونگا اور ہرگز اس خدمت کو قبول نہین کر سکتا۔ جب بادشاہ نے میری
یہ حالت دیکہی تو خاموش ہو گیا دم نہین مارا اور چلنے لگا۔ بادشاہ نہایت
متحمل اور صاحب مروت اور مخلص نواز اور کرم فرما تہا۔ مین چند قدم آگے
نہین بڑہا کہ ایک خاص داروغہ جو اکثر ہمارے اور اونکے راز کی باتون سے
واقف تہا بہیجا۔ داروغہ مجہسے کہا کہ بادشاہ نے یہی الفاظ تمہارے سے
گفتگو کیا ہے آج تو کیا خواب دیکہا کہ اسطرح دیوانہ اور مجنون ہو گیا ہے
اور بادشاہ کو اوسکے مصاحبون نے یہ بات سمجہا کر رکھا ہے کہ ذوالفقار خان
جو آپکی راے کے مخالف ہے اوسمین تو بہی شریک ہی رات کو اس معاملہ مین
بڑا جہگڑا ہوا اور آج صبح اوس مکار و محیل کو مین نہایت خفیف کر دیا ہون
اور مین نے تیرے ساتہہ اسیقدر تشدد سے علی رؤس الاشتہاد پیش آیا
ورنہ اسکا کل بار تجہپر پڑتا۔ اور مجہکو بہی تجہسے ایسی بے عقلی کی امید نہین ہے

اور داروغہ نے یہ بھی کہا کہ سرکار کا حکم ہے کہ تجھکو یہین ٹہرا رکھین اب تو کہڑا رہو
آخر مین نے اپنے گھوڑے کو وہین ٹہرا دیا اتنے مین بادشاہ کی سواری میرے برابر
ہو کر گذری جب مجھ پر نظر پڑی تو ہنسکر کہا کہ ہمنے ترے اخلاص و صحت رائے کو دیکھا
مین نے عرض کیا کہ خداوند جو حضرت کا خیال تہا پہلے سے مجھکو اطلاع ہوتی تو بہتر تھا
آپ مجھسے کیون اس مصلحت کو پوشیدہ رکھے تھے بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ ہمکو
تمہارا امتحان لینا تھا تمنے باوجود اپنی لیاقت کے دعوے کے ایسی تند مزاجی ظاہر
کی پہر ایک مینی جسپر نہایت عمدہ خط سے کچھہ دعا لکھی ہوی تہی اپنے گلے سے کھولکر
فیل پر مجھکو دیا بلند آواز سے اور فرمایا کہ کیا لکھا ہے اور کیا خوب لکھا ہی دیکھہ
مین لیکر پڑہنے لگا تو آنکھون سے اشارہ کیا کہ تیرے پاس رکھہ مین بہی اشارے
سے انتظار کیا کہ اسوقت تمام آدمی ارد گرد چل رہے ہین مصلحت نہین ہے آخر واپس
کر دیا جب میرے نالایق دشمنون نے بادشاہ کے اسدرجہ الطاف کو مجھپر دیکھا تو
ہمت ہار گئے پہر بادشاہ مجھسے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے والد ماجد نے تیرے
لئے جو کچھہ کہا ہے تجھی معلوم ہے یا نہین اور مین اسکا جواب کیا لکھا ہون - اصل
کیفیت اسکی یہ تھی کہ اوس روز شام کو محمد اعظم شاہ کے پاس سے ایک فرمان آیا
حسب ضابطہ فرمان لینے کو خود تشریف لیجاتے تہے اوس روز مجھکو ہمراہ نہین رکھا

اسلئے کہ جو شخص کے فرمان لانے والا تہا وہ محمد اعظم شاہ کا معتمد تہا کہین مجہکو نہ دیکہہ لے
اُسی رات کو مین نے حسب عادت اپنے بادشاہ کے خوابگاہ پر حاضر ہوکر اطلاع
دی اوسوقت اونکی بیدار دل والدہ بیٹہی ہوی تہین اوٹہکر ایک دوسرے
کمرے مین تشریف لے گئین اور وہین مین طلب کیا گیا بادشاہ تنہا بیٹہا ہوا تہا
جب حاضر ہوا تو اپنے والد کے نزدیک سے جو فرمان آیا تہا میرے سامنے رکہا
اور کہا کہ اسکو پڑہ - مین اوسے چراغ کی روشنی مین جو بادشاہ کے روبرو تہا
اوس پورے خط کو پڑہا جب اس فقرہ پر میری نظر پڑی (کہ روز و شب با ارادت خان
مصلحت می کند آیا این چہ مصلحت است) رات دن جو ارادت خان سے مصلحت
کیجاتی ہے وہ کون سی مصلحت ہے) تو مین اوس فرمان کو پہر بادشاہ کے ہاتہہ مین
دیدیا - بادشاہ مجہسے پوچہا کہ اسکا کیا جواب دینا چاہیے - مین عرض کیا کہ یہ فدوی
آپکا جان نثار ہے بالفعل مجہے آپ اپنے سے الگ کر دیجے ضرورت کے وقت
فدوی حاضر ہو جائیگا - بادشاہ کہا کہ نہین بلکہ جواب کچہہ تجویز کیجئے - مین عرض کیا
جو کچہہ سرکار مناسب سمجہین - پہر ارشاد فرمایا کہ اچہا تو بہی اسکے جواب کا ایک مسودہ کر
اور مین بہی مسودہ کرتا ہون اور اوسوقت دوات و قلم اور تہوڑا کاغذ اپنے قلمدان
سے نکالکر مجہکو عنایت ہوا اور خود بہی دوات و قلم لیکر مسودہ لکہنا شروع کیا آخر مین

بہی لکہا اور وہ بھی لکہا اتفاقاً وہ دونو مسودے ہم مضمون بلکہ لفظون مین بہی
تفاوت نہین تہا لکہے گئے جسکا حاصل مطلب یہہ تہا - کہ حضرت اقدس کو یاد
ہوگا کہ جسوقت حضرت ظل الٰہی کی ملازمت کے لئے مالوہ پر سے گذر ہوا تہا
اوسوقت فدوی کو یہہ ارشاد ہوا کہ ارادت خان اخلاص مند اور خانہ زاد
موروثی اور تجربہ کار آدمی ہے ہمنے تمکو عطا کیا ہے تم اکثر اہم معاملات
ریاست مین اوس سے صلاح لیا کرو - آجکل جو کام درپیش ہے نہایت
مشکل ہے اسلئے حسب الحکم آپ کے ہر کام مین اوس سے مشورہ لیا جاتا ہے
اگر بر یابان حضور کو کوی اندیشہ یا گمان اس بچے غلام کی جانب سے ہو تو
اطلاع فرمایئے تا مفصل کیفیت گزارش کیجاے جب میرے مسودہ کا
بہی یہی مضمون پڑہا تو مجہپر نہایت تحسین و آفرین کی اور فرمایا کہ تیری نہایت
عمدہ راے ہے اور علاوہ اسکے تجہے میری طبیعت کے ساتہہ موافقت
ہے اگر تجہے اپنا رازدار نہ بناؤن تو پہر کسکو بناؤن) سچ تو یہہ ہے جو محمد اعظم شاہ
کو بیدار بخت سے جو بغاوت کا گمان تہا اور مجہے بہی اس راے مین
اوس کے شریک سمجہتا تہا بالکل ٹھیک تہا کیونکہ مین محمد اعظم شاہ کا کچہ
نوکر نہتا بلکہ مجہکو بیدار بخت سے پرے درجہ کا خلوص و اتحاد تہا - چنانچہ

ایک رات تنہا مین اور بیدار بخت کھڑے ہوے تھے بیدار بخت میرے نزدیک
آکر نہایت الفت سے میری گردن مین اپنے دونون ہاتھ ڈالکر میرے کان
مین کہا کہ مین تجھسے ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہون وہ یہہ ہے۔ کہ اگر
کوی بادشاہ اپنے لڑکے کو مار ڈالنا چاہے اور اوس کے بیٹے کو اس بات کا
یقین ہوجاے تو کیا کرنا چاہیے۔ مین فور آعرض کیا خداوندیہہ بات پوچھنے
کی ضرورت نہین کیونکہ اس امر کو آپ کے دادا سے بڑھکر دوسرا کوی شخص
نہین جانتا تھا۔ پس دیکھئے کہ آپ کا دادا اپنے والد سے کیا سلوک کیا۔
اب آپکو بھی اونہین اگلے سلاطین کا مسلک اختیار کرنا چاہیئے غرض اس قسم
کی گفتگو مجھسے ہوتی تھی اونہین دنون مین جب کہ شاہ عالم بہادر در آیا تھا ایک روز
مجھسے بیدار بخت نے پوچھا اچھا تم یہ بتاؤ کہ مجھکو اپنے والد پر غالب ہونیکا
موقع کیسا ملیگا۔ مین نے گزارش کی کہ جسوقت غنیم پر ظفر پاجاؤگے تو بہت سارے
لوگ مارے جائینگے اور بقیۃ السیف پریشان حالت سے چل نکلینگے اور آپ تو اپنے
والد کی جمعیت کے ہراول ہی ہو آپ کو مبارک باد کے لئے جانا ضرور ہوگا۔
اور حسب ضابطہ سلاطین آپ کے والد بھی ایک شاہانہ استادگی کرکے اور
ایک دو وقنات دیکر بیٹھینگے۔ آپ کو چاہیے کہ اوسوقت اپنے تجربہ کار جان نثارون کو

مسلح کرکے اپنے ہمرکاب رکھین اور آپ اندر جاکر ملاحظہ فرماوین کہ بادشاہ کے
گرد و پیش کتنے آدمی ہین اور کیا موقع ہے پھر جیسا قابو بنے کرنا چاہیئے۔ فرمایا
کہ تو بہت ٹھیک کہا مگر اب یہ بتا کہ تو اوسوقت جرأت کرکے بادشاہ کا کام تمام
کردے گا کہ نہین۔ مین کہا کہ یہ کام کچھہ زیادہ مشکل تو نہین ہے لیکن تمہارے
یہان اس بات کی سخت تاکید اور قسم ہے کہ ہرگز کسی بادشاہ کے خون سے
اپنے ہاتھہ آلودہ کرین۔ البتہ اوسکے ہمراہیون کے ساتھہ جنگ کرین اور
دغا و فریب سے ہرگز ہرگز ہمارا ارادہ بادشاہون کے قتل پر نہین ہوسکتا۔
یہہ دا ٹھیک اچھا ہے آپ ضرور کامیاب ہوجاوگے۔ اگر اسوقت آپکو
موقع نہ ملے تو ذرا توقف فرمائے بعد فتح کے جب سب جمعیت بیفکر ہوجائیگی تو
آپ اپنے جان نثارون اور کارآزمودہ لوگون سے منتخب فرماکے جگہہ جگہہ پر
یہان کہین قابو بنے مقرر فرمادیجئے۔ اور کوچ بکوچ موقع کے منتظر رہیئے
ایک دو منزل مین کہین نہ کہین موقع ہاتھہ آئیگا جب کبھی قابو بنے فوراً حملہ کیجئے
ضرور آپ کامیاب ہون گے۔ اگر ان تدابیر سے آپ کسی ایک تدبیر پر عمل نکرین
تو ایسا کیجئے کہ آپکے والد جب مدعی سلطنت کو درمیان سے اوٹھا دین تو آپ
صوبہ داری دکن کی درخواست کیجئے آپکو ضرور دکن کی صوبہ داری ملجائے گی

کیونکہ آپ ہی بڑے فرزند اور مستحق بادشاہت کے ہین۔ دکن مین پہونچکر سامان
جنگ جہانتک ممکن ہو فراہم کرکے کھلم کھلا مقابلہ کرینگے آخر یہ جنگ قسمت کا فیصلہ
کردے گی ہم آخر اوسی تزک و احتشام سے معہ فوج محمد بیدار بخت آگے بڑہا اور
قریب دریا کے پہونچا اوسوقت جو لوگ عظیم الشان کی جانب سے محمد بیدار بخت
کے روکنے کے لئے متعین کئے گئے تھے اپنا توپخانہ وہین چہوڑکر جان بچا گئے
توپخانہ اور دوسرا اسباب مخالفون کا محمد بیدار بخت کے ہاتہہ لگا اور نہایت
سہولت سے دریا پار ہوگیا۔ امیر الامرا ذوالفقار خان جو محمد بیدار بخت کے
ہمراہی سے انکار کرتا تہا وہ بہی اپنی جمعیت لیکر پیچہے سے آہستہ آہستہ دریا پار
ہوکر آیا اور سرسواری بادشاہ کو فتحمندی کی مبارک باد دیکر اپنے ڈیرے کو
چلے گیا۔ آخر وہ دن ہنسی خوشی مین رات ہوا رات کو یہ مصلحت ہوی کہ ذوالفقار خان
ہم سے آزردہ خاطر ہے صبح اوسکے مکان پر جاکر اوسکی دلدہی کیجاے۔ جب
ذوالفقار خان کو محمد بیدار بخت کے ارادہ کی خبر ہوی تو فورا ایک آدمی میرے
پاس بہیجا کہ تم محمد بیدار بخت کو اس ارادہ سے باز رکہو کیونکہ اسمین میری بدنامی
ہوگی۔ اب بعض لوگون کو اس معاملہ کی اطلاع ہے اور بہت ابہی نہین سمجہے
ہین۔ اگر محمد بیدار بخت میرے مکان پر آے گا تو تمام لوگون کو یہہ بات معلوم

ہو جائیگی - بلکہ یہ کیفیت اخبار مین درج ہو گی - مین صبح کو جانے کے لئے پورا تیار
بھی نہین ہوا تہا کہ یکایک ذوالفقار خان پالکی پر جو اوسوقت اوس کے مکان پر
موجود تہی تنہا سوار ہو کر میرے ڈیرے کے سامنے سے محمد بیدار بخت کے
خیمہ پر گیا اور محمد بیدار بخت سے نہایت عاجزانہ لہجے مین اپنے تقصیرات کی
معافی چاہی اور محمد بیدار بخت کا جو ارادہ تہا اوسکا مانع ہوا اور ایک جمایل بطور
نذر گذرانا اور اپنے خلوص و اتحاد پر قرآن مجید کی قسم کہائی اور محمد بیدار بخت نے
بھی ضرورت سے زیادہ عنایت و مہربانی فرمائی - اگرچہ کہ محمد بیدار بخت کی عادت
تہی کہ معزز امیرون سے ایسا عمدہ سلوک نہین کرتا تہا اور وضع ممکن کو نہین چہوڑتا
تہا اور دوسرے پادشاہون کا بہی یہی دستور رہا ہے - کہ ایسی لجاجت و
رعایت کو ہرگز ہرگز جایز نہین رکھتے تہے کہ جس مین اپنی کسر شان ہو اور وضع
ممکن مین فرق آجاے خیر - محمد بیدار بخت جو اوسوقت سر پیچ بندہا ہوا اور نیمہ
آستین پہنا ہوا تہا ذوالفقار خان کو عطا کیا - ذوالفقار خان آداب عرض کر کے
رخصت ہوا یہ ذوالفقار خان نہایت ہوشیار اور پادشاہون کے جنگ مین
رہا ہوا تہا - رات کو پہر محمد بیدار بخت کی خدمت مین حاضر ہوا اوسوقت سواے
میرے اور ذوالفقار کے اور کوئی موجود نہتہا اور محمد بیدار بخت ایک سفید سونی پر

بیٹھا ہوا تھا اور اوسکے بازو دو تکیے رکھے ہوے تھے ذوالفقار خان بیدار بخت
کے روبرو بالشت یا دیڑھ بالشت کے فاصلہ پر بیٹھ گیا اور مین پہلو مین بیدار بخت
کے بیچ بیچ ذوالفقار خان و بیدار بخت کے بیٹھا رہا۔ پھر ذوالفقار خان جوشمند
و خجل تہا عرض کیا کہ غلام کی راے کل دریا پار اوترنے کی نسبت حضرت کی عالی
راے کے مخالف تہی آج تو سرکار دریا سے پار اوتر گئے ہین اسواسطے گزارش
کیجاتی ہے کہ کل ہی کے روز سرکار عظیم الشان کے سر پر پہونچین اور بالکل توقف
روا نرکہین۔ آپ کے مقابلہ مین محمد عظیم الشان کا کیا مقدور ہے کہ کچہ کرسکے بلکہ
وہ آپ کے حملہ کی تاب ہی نہین لاسکیگا۔ علاوہ اسکے اسوقت آپکا دیر کرنا عوام
لوگون کو دوسرے خیالون مین ڈالیگا اور حضرت جہان پناہ (محمد اعظم شاہ)
کی نظر مین بہی یہ توقف بہلا نہ معلوم ہوگا۔ محمد بیدار بخت ذوالفقار خان کا جواب
کچہہ یون ہی سا دیا۔ اور میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ کیا تم نے سنا ہی کہ ذوالفقار خان
کیا عرض کیا۔ مین نے عرض کیا کہ ذوالفقار خان تجربہ کار اور صاحب راے
اور آپ کے جان نثارون سے ہے جو کچہہ کہا ہے ٹہیک ہے مگر تامل اسبات کا
ہے کہ عظیم الشان بہی تو آخر شاہزادہ ہے اگرچہ آپ جیسے بہادر شاہزادہ کے
مقابل مین نہ ٹہہر سکیگا جب بہی اپنی ذلت کو شکل سے گوارا کریگا۔ اب اوسکو

دیکھنا چاہیے کہ کچھہ حرکت کرتا ہے یا چپکا بیٹھا رہتا ہے اگر خاموش بیٹھہ گیا تو
سمجھہ لیجئے کہ وہ عاجز ہے یا آپ کی ہیبت اوسپر غالب ہوگئی ہے۔ اور پھر تو
پولیٹکل (مصالح ملک داری) تدبیر پر نظر کیجئے اور یہہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اسوقت
یہاں سے عظیم الشان کا باپ آپ سے قریب ہے یا آپکے والد امجد (محمد اعظم شاہ)
سے اگر آپ کے والد آپ سے قریب ہون تو کچھہ مضایقہ نہین کل ہی آپ حملہ کرنیکا
قصد کیجئے گا ورنہ آپ کو مضرت پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ پہلے تو قلعہ گیری بہت
مشکل ہے اور یہہ کام مین آپ بہت جلد کامیاب نہین ہوسکین گے ضرور دیر لگیگی
اگر اس اثنا مین اوسکا والد (شاہ عالم) پہونچ گیا تو جسکے ساتھہ ایک لاکھہ سوار کی
تعداد کی خبر ہے اور خود عظیم الشان کے ہمراہ بیس تیس ہزار سوار موجود ہین اور
آپ کے والد (محمد شاہ اعظم) نہ پہونچ سکین تو کیا آپ اور ذوالفقار خان اس
موجودہ جمعیت کے ساتھہ شاہ عالم جیسے سنجیدہ مزاج اور کار آزمودہ شخص سے
مقابلہ کرسکتے ہین۔ اگر مقابلہ ہوسکتا ہو تو کچھہ مضایقہ ہی نہین کل ہی بسم اللہ کرکے
کا قصد فرمائیے خدا مبارک کرے۔ ورنہ جیسا حضرت کی مرضی مبارک ہو ارادہ
فرماوین۔ پھر تو ذوالفقار خان سے میری رائے کی تردید کی کچھہ بھی بن نہ پڑی
اور کہا تو یہ کہا کہ خان صاحب بہت خوب بہت خوب بیشک توقف کرنا مصلحت ہے

محمد اعظم شاہ کا دھولپور پہنچنا اور محمد بیدار بخت کا مع اپنے لشکر کے باپ سے ملنا

چند روز وہین ٹھہر کر محمد بیدار بخت اکبر آباد جانے کے ارادہ سے کوچ کیا اور تھوڑے دنون مین دھولپور پہنچا جہان سے اکبر آباد چند کروہ کے فاصلہ پر رہتا ہے بیدار بخت دھولپور پہنچا ہی تہا کہ محمد اعظم شاہ معہ اپنے لشکر کے آگیا - بیدار بخت نے جس جگہہ اپنا ڈیرہ لگایا تہا اوکہیڑ کر اوس جگہہ کو اپنے والد کے لئے چہوڑ دیا اور خود ایک آدہ کوس کے فاصلہ پر ہٹ کر اپنا خیمہ استادہ کیا علی الصباح محمد اعظم شاہ اپنے خیمہ مین تشریف لانے کے ارادہ سے سوار ہوا تھا اور یہان سے بیدار بخت نے اول وقت صبح ہی باپ کے لینے کو دو کوس آگے بڑہا - راستہ مین بادشاہ کی سواری ملی - اگرچہ بادشاہ کو اوسکے نادان مصاحبون نے سمجہا رکھا تہا کہ شاہزادہ عالمگیر کے وقت سے آپکا مخالف ہے اور ارادہ بغاوت رکھتا ہے اور بادشاہ کو بہی اسبات کا یقین ہوگیا تھا - اور شاہزادے سے بنظر ضروریات سلطنت ناراض بہی تھا - لیکن اوسکے ذاتی کمالات اور حسب و نسب پر ایسا فریفتہ تہا کہ جب اوسکو اس شان و سوکت سے دیکہا تو اسکے باتون کو بالکل بہول گیا اور بے اختیار ہر طرح کی عنایت و الطاف سے پیش آیا اور حسب ضابطہ سلطنت جواہر

اور خلعت اور ہاتھی گھوڑا اور تلوار اور چار قب اور دوسرے مقررہ لوازمات
عطا کرکے اوسکے قیامگاہ کو واپس فرمایا۔ جب شاہزادہ اپنے باپ کے
استقبال کے لئے جارہا تھا اوسوقت مین بہی ہمرکاب تہا۔ شاہزادہ نے
فرمایا کہ تو بادشاہ کی ملازمت کے واسطے کیون نہین جاتا عرض کیا کہ مجہے بادشاہ
سے کیا تعلق ہے مین پادشاہ کی نوکری کرنی نہین چاہتا۔ پھر شاہزادہ نے
فرمایا کہ مجہے معلوم ہوتا ہے کہ جو تیری نسبت اس بات کا گمان ہے کہ تو میرے
ساتھ بغاوت کے مشورہ مین شریک رہتا ہے بلکہ تیری ہی اس مین غالب
راے ہے اسکو یقین کرانا چاہتا ہے آخر مین بہی جب شاہزادہ کے خیمہ سے
پلٹا تو بوساطت صلابت خان کے جو پادشاہ کا مقرب اور مشیر بلکہ وزیر تہا
بادشاہ کی ملازمت حاصل کی۔ چونکہ مجہسے اور پادشاہ سے بہی زمانہ
مین جب کہ مین عالمگیر کا ملازم تہا جان پہچان تہی نہایت مہربانی فرمائی
جب پادشاہ کی نظر مجہپر پڑی فرمایا کیا تم بہی آے ہو۔ مین نے عرض کیا کہ
فدوی ابہی آیا ہے۔ اگرچہ کہ حضرت دوسرے جان نثارون کو بلوا رہا تھا
لائے ہین اور یہ فدوی خود اپنی ذاتی شوق سے ضروری امور کو چہوڑکر
بے طلب حاضر رکاب ہوا۔ بہر بہت کچہ عنایات و الطاف فرماکر خلعت

عطا کی ۔ اللہ تعالی کی عجیب قدرت ہے اور شاہ عالم کا خداداد اقبال
تھا جو جانب اللہ محمد اعظم شاہ کے سر مین غرور کی سمائی تہی اوسکو اسبات
کا یقین ہوگیا تہا کہ اگر شاہ عالم کے ساتھ تمام جہان ہوجاے تو پہر ہرگز میرا
مقابلہ نہین کرسکتا ۔ پس جو شخص شاہ عالم کے آنے کی خبر دیتا اوس پر قہقہے
اڑاتا یا اوسکو خاین یا بزدل یا بیوقوف کہتا اب کسی اخباری کو اسبات
کی مجال نہین تہی کہ سچے سچے اخبار گزارش کرسکے ۔ اخباری تو کیا بلکہ کسی
مصاحب کی بہی یہ قدرت نہین تہی کہ خبر واقعی عرض کرے ۔ جب ہمایون شاہ
اور شیر خان کی لڑائی ہوی تہی تو جب بہی ایسا ہی معاملہ پیش آیا تہا آخر
محمد اعظم شاہ نے دہول پور پہونچا اور شاہ عالم متھرا مین آکر ایک فقیر صاحب
کی وساطت سے جس کو محمد اعظم شاہ بہی جانتا تھا کہلا یا کہ خدا کے
فضل سے ہمارے آبا و اجداد نے بہت بڑا ملک کہ جسمین کئی مستقل
سلطنتین بن سکتی ہین چہوڑ گئے ہین اب مناسب ہے کہ ہم تم آپس مین
مار کٹائی نکرین اور مسلمانون کو مفت نہ پٹوائین بلکہ باہم حصہ کرلین گے
گو مین تم سے بڑا ہون مگر اسپر بہی ملک کی تقسیم کا اختیار تم ہی کو دیا ہون
۔ پدایشی سپاہی اور مغرور بادشاہ اوس فقیر کو یہ جواب دیکر رخصت

کیا کہ کل مین ہی اسکا جواب دونگا - اور دوسرے روز دھولپور سے
آگے بڑہ کر جاجو اور اکبرآباد کے بیچا بیچ جو جنگ گاہ تھی مقام کیا اوس روز
ہوا گرم چل رہی تھی جسکی وجہ سے لشکر کو سخت تکلیف اُٹھانی پڑی -
اور جمعیت کا پڑاو ابھی ایسی خراب جگہہ پر ہوا کہ جہان پانی بالکل نہین
ملتا تھا اور اوسی روز یہ خبر پہونچی کہ شاہ عالم ایک بیشمار لشکر کے ساتھ
ارادہ کوچ کا رکہتا ہے مگر یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس طرف کا قصد ہے -
مین پہلے ہی یہ امر لکہہ چکا ہون کہ میری غرض یہ نہین ہے کہ مین بادشاہون
کی نامہ نگاری کرتا رہون بلکہ میرا یہ منشاء ہے کہ مین اپنی خاص حالت بیان
کرون اور اوس کے ضمن مین ان ضروری مقدمات کا بھی بیان کردون جو
بادشاہون کے پولیٹکل حالات سے متعلق ہین - اب مین اس جنگ کے
اون سچے واقعات کو بیان کرتا ہون جو مین نے اپنی آنکہہ سے دیکہے ہین -
میری اس تحریر سے صرف یہی غرض ہے کہ میرے سچے دوست جو اس جنگ
مین نہین تہے اونکو اوس جنگ کی افسوسناک واقعون سے واقفیت
ہے لہذا مین اس مقام مین اونہین واقعون کو بیان کرونگا جنکو مینے
اپنی آنکہہ سے دیکہا ہے - یہ وہ چہپے ہوے دلچسپ واقعات ہین کہ شاید

اون واقعات سے کوئی شخص پوری آگہی نرکہتا ہوگا ۔

علی الصباح محمد بیدار بخت جو فوج کا ہراول تھا لشکر کو جنگی آلات سے سنوارا اور جنگی طبل بجانے کا حکم فرمایا جنکی صدا آسمان تک پہونچ جاتی تہی وہ توپین جنکی گرج رعد کی کڑک کے شابہ تہی جابجا فوج دشمن کے مقابل نصب کیگئین پادشاہ نے اون شیر دل بہادرون کو جنکے شیرانہ حملے بڑے بڑے عظیم الشان معرکون مین ملاحظہ کیا تھا اپنے پاس بلایا اور آپ جنگی ہاتھی پر سوار ہوا پادشاہ کے مبارک بازو پر اوسوقت ترکش اور کمان لگی ہوی تہی ذوالفقار خان نصرت جنگ مع اون دو راجپوتون کے جو شارالیہ کے قدیم رفیق تھے پادشاہ کی رکاب مین موجود تھا رام سنگ ہارہ و دلپت بندھیلہ و امان اللہ خان ۔ جنکے ساتھ بیشمار شاہی لشکر تھا محمد بیدار بخت کی بائین طرف تھے ۔ عزیز خان افغان اور شاہ عالم اور منور خان دکنی داہنی طرف تھے ۔ محمد والاجاہ و عبداللہ خان بہی محمد بیدار بخت کے ساتھ موجود تھے ۔ یہ وہ لوگ ہین جن کو محمد اعظم شاہ اپنے قدیم نمک خوارون مین شمار کرتا تھا ۔

محمد بیدار بخت اس جنگی لشکر سے جاجو مین پہونچا تبتک کسیکو یہ

بات نہین معلوم تہی کہ شاہ عالم بہادر کس طرف متوجہ ہوگا - اور امیر
بہی نا معلوم تھا کہ کسوقت کس ارادہ اور کس ترتیب سے کس سمت
کی توجہ ہوگی مگر اوسکی اولوالعزمی کی بلند پروازیون سے اوس کے
چہپے ہوے بھیدون کی علامتین ظاہر ہوتی تھین -
محمد بیدار بخت اپنی فوج کو لئے ہوے ایک دیہہ مین پہونچا جسمین
ایک خوشگوار نہر بہتی تہی اور چوڑائی مین بہت کم مقدار تھی - اس دیہہ مین
بہت باولیان تہین جب محمد بیدار بخت کی جنگی سپاہ اس دیہہ کے
اردگرد پہونچی چارون طرف پریشان ہوگئی - ہر شخص نے اپنی افسرانہ
راے ظاہر کرنے لگا اور جس طرف چاہتا بے دھڑک چلے چلتا - مین نے
محمد بیدار بخت سے عرض کیا کہ ابہی شاہی لشکر ایک کوس کے فاصلہ سے
زیادہ نہین پڑا ہے اور یہ بات معلوم نہین کہ غنیم کس طرف توجہ کریگا - اس
میدان سے ہمکو ایک بے انتہا مسافت طے کرنے کے بعد پانی ملیگا ہوا مین
سخت گرمی ہے - جہان پناہ بلا تعین کدہر تشریف فرماتے ہین - سپاہ
کی یہ کیفیت ہے کہ اگر کوی مغرب کو چلا تو دوسرے نے مشرقی راہ طے
کرنی شروع کی - چنانچہ ذوالفقار خان کو ملاحظہ فرما ہے کہ کدہر جارہا ہے

معلوم ہو رہا ہے کہ اپنے لئے کوہی مقام دیکھہ رہا ہے۔ اسی پر سے لشکر کی
اور جلیل القدر افسرون کی حالتون کو قیاس کر سکتے ہین۔ جہان پناہ
اگر اس شاداب اور سرسبز مقام مین جو ایک نہایت وسیع ہے اقامت فرمائین
تو یقین ہے کہ بادشاہ کے بیشمار لشکر کو یہان پانی بہی ملجائے گا اور یہ اقامت
کے اس امر کا بہی پورا انکشاف ہوجائے گا کہ غنیم کس راہ سے حملہ کرتا ہے۔
فرمایا بہت خوب ہے تم بادشاہ سے عرض کرو۔ شاہ عالم بہادر کو اس
فوج کی پژمردہ حالت کی خبر نہین معلوم ہوی تہی کہ یہ لشکر ہوا کی تند آندہیون
سے عاجز آگیا اور تمازت آفتاب نے ہر بہادر سپاہی کے دماغ کو پکا دیا
ہے۔ اوس وقت شاہ عالم بہادر شکار کے ارادہ سے جمنا کے اوس کنارہ پر
تشریف فرما تھے جہان عالمگیر اور داراشکوہ کا مقابلہ ہوا تھا شاہ عالم
کے ساتھہ اوسوقت جہاندار شاہ اور عظیم الشان بہی موجود تھے۔
شاہ عالم کی تمام فوج منعم خان کے ساتھہ اوس راستہ سے آرہی تھی جسطرف
سے کہ ہم چلے جارہے تھے جب کہ ان دونون فوجون کا یہ منشا تھا کہ ایک
وسیع مقام مین اوترجائین لہذا بہت قریب ہوگئے تھے۔ اوسوقت
مین نے محمد اعظم شاہ کی خدمت مین پہنچکر راستہ کے خوفناک واقعات کو بیان

بعد استماع فرمایا کہ مناسب ہے یہین اقامت کرو۔ اور مین بہی تمہارے
پیچہے آتا ہون۔ مین نے اوس مقام سے پلٹ کر اوس شاداب لہلہاتے
ہوے مقام مین پہنچا جہان میرا ارادہ پادشاہ کو ٹھیرانے کا تہا۔ جب مین
اوس مقام مین آیا وہان ایک متنفس بہی نظر نہین آیا پہر مین نہایت جلدی
کے ساتھہ روانہ ہوکر شاہی لشکر مین داخل ہوا اور ایک نہایت اعجوبہ انگیز واقعہ
دیکہا کہ ہر شخص مبارک بادی دے رہا ہے اور خوشی کی شراب سے جہوم رہا ہے
جب کہ مجکو پادشاہ کے مصاحبون نے دیکہا نہایت مسرت سے فرمایا کہ فتح
مبارک ہو۔ مین نے کہا کہ بغیر جنگ کے فتح کیسی ہوگئی۔ اور پہر مجکو ان بیہودگیون
اور ذاتی بدشگون سے نہایت حیرت ہوی بظاہر ان کی چہ میگوئیون کی یہ وجہ
تہی۔ کہ ایک مہمل قراولی کو چند پاجی کوتہ اندیشون نے یہ بات کہی تہی کہ تونے
جو کچہ دیکہا ہے بیان کردے۔ اُس مسخرے نامعقول نے کہا کہ مین نے اپنی
آنکہہ سے دیکہا ہے کہ شاہ عالم کے لشکر کا ایک ہاتہی سوار نہایت جلدی کے
ساتہہ اکبرآباد کی طرف بہاگ رہا تہا در اُصل یہ جدا معاملہ تہا یعنے رستم دل خان
کا ہاتہی جو جلدی کے ساتہہ جا رہا تہا لوگون نے اپنی تیز فہمی اور اعلیٰ درجہ کی
ذکاوت سے یہ خیال کیا کہ یہ شاہ عالم کا ہاتہی ہے جو فوج کی بدحیثانی اور

اعظم شاہ کے جنگی لشکر کے شیرانہ حملون سے بھاگ رہا ہے اکثر نامعقول
بزرگون کی یہ رائے تھی کہ مین بادشاہ کی عالی پیشگاہ مین مہمل فتح کی خبر پہنچاؤن
مین نے کہا کہ ایسی بے اصل مہمل خبرین مین بادشاہ کی حضور مین ہرگز نہین بیان
کرونگا جن سے میرے کاذب ہونے کا بادشاہ کو مدلل ثبوت ملے اون نامعقول
بزرگون کے دل مین تو میری اس صاف صاف تقریر سے کسیقدر رکدورت
آگئی اور مجھسے یہ پوچھا کہ فتح کی خبر کو تم کس وجہ سے مہمل سمجھتے ہو۔ مین نے
کہا کہ شاہ عالم جو ایک عظیم الشان عالی ہمم بادشاہ ہے اوسنے جنگی سپاہ لیکر کابل
سے اکبرآباد کو اس غرض سے آیا کہ اعظم شاہ سے لڑائی کرون اور اوسی
کی طبیعت اور شجاعت والے اوسکے چار لڑکے ایسے ہین جنکے بہادرانہ حملون سے
شیر مردون کے منھ پر ہوائیان چھٹ جاتی ہین پھر یہ واقعہ کیونکر اعجوبہ انگیز
اور قریب قریب جھوٹ کے نہوگا کہ ایسے بہادر بادشاہ نے جنگ نہ کرکے
بھاگ گیا اگر ہزیمت کی وجہ دریافت کیجاے تو کچھ نظر مین نہین آتی۔ مجکو ہرگز
اس امر کا انکشاف نہین ہوتا کہ ان کے بہادر مزاج پر کس وحشت ناک خیال نے
ایک رعب انگیز تصویر کا نقشہ جما دیا تھا جس سے انہون نے میدان جنگ سے
بغیر جنگ کے منھ موڑ لیا۔ مین نے اور چند وجوہ ایسے مدلل اور صاف صاف

بیان کئے جنکے سننے کے بعد اونکی آزردگی کے آثار نمایان ہوے اور
نہایت بے اعتنائی سے مجھہ سے کہا کہ تم ہمیشہ ایسے ہی معقولی توجیہات
اور فلسفی مقدمات ہر امر مین پیش کرتے ہو اس سے تمہاری غرض سوا
خودرائی اور علمی قوت جتانے کے کوئی بات نہین معلوم ہوتی - اس کے
بعد ایک مسٹر قاسم علی نامی شخص جو ایک بیوقوف تھا اوس نے عرض کیا کہ
اگر مجھکو حکم ہووے مین بادشاہ سے گذارش کئے دیتا ہون - اُسکو تمام نامعقول
بزرگون نے اجازت دیدی اور اوسکو اعظم شاہ کی عالی پیشگاہ مین روانہ کیا -
اسکو روانہ ہوکر ایک ساعت نہین ہوئی تہی کہ دُور سے داہنی طرف ایک گرد
نظر آئی جسکی چال تند آندہی سے تیز دکھائی دیتی تہی ہمنے بڑہکر دیکہا اور کہا ہان
بیشک اب فتح و ظفر کی نشانیان معلوم ہو رہی ہین بیشک شاہ عالم ہمارے جرار
لشکر سے بہاگ رہا ہے مگر ہمارے ہی سامنے سے اوسکا گذر ہے - میری
دانست مین یہہ گرد پچاس ہزار سوار سے کم نہین دکھائی دیتی تہی - اس کے
ساتھہ ہی بائین طرف سے ایک گرد پیدا ہوی جو تیس ہزار سوار کے ہجوم سے
کم نہین تہی - اب شاہی افسرون مین ایک قسم کی کہلبل پڑگئی ہے - ابتک
گرد ہی سے اندازہ غنیم کے لشکر کا قایم کیا جارہا ہے - اور سوا اے گرد کے

کوی بات معلوم نہین ہو رہی تہی اوسوقت بعض افسرون نے مجھکو یہہ رائے
دی کہ آپ اس خبر کو جلد پادشاہ کے حضور مین پہنچا دیجئے کہ غنیم کا لشکر
بڑی آمادگی کے ساتھہ نہایت قریب آگیا ہے۔ اس سے اونکی یہہ عمدہ غرض
معلوم ہوتی تہی کہ بعض شریر پاجیون کے وہمی اور بیہودہ کلامیون سے جو
پادشاہ کے پاک دل مین میری جانب سے ایک مظنہ آگیا تہا دور ہو جاوے
اور مجرا بہی میسر ہو جاوے مین نے گزارش کی اسوقت مین تنہا اور بے جمعیت
ہون مجھکو ہرگز یہہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ مین آپ کے رکاب سے اپنے کو
دور کرون اگر آپ بزرگون کی یہی رائے ہے تو مضایقہ نہین ابہی پادشاہ سے
عرض کرتا ہون۔ پہر مین نہایت عجلت کے ساتھہ پادشاہ کے طرف روانہ ہوا
اور ایک جرار لشکر کو دیکہا جس سے دلمین خوفناک خیال پیدا ہوتے تھے
عبداللہ خان اور امان اللہ خان جو قدیم ملازم اور بہادر سپاہی تہے مالوہ
کی نہایت شایستہ فوج اپنے ساتہہ رکہتے تہے والاجاہ کے لشکر کا سپہ سالار
جو محمد بیدار بخت کے داہنی طرف رہتا تہا دو سو سوار کو لئے ہوے پریشان
پہر رہا تہا مجھکو دیکہکر پوچہا کہ والاجاہ کہان ہے مینے کہا محمد بیدار بخت کے
سیدہی طرف ایک بان کی زد کے فاصلہ پر کہڑا ہوا ہے مین دیکہہ رہا تہا

کہ محمد اعظم شاہ محمد بیدار بخت سے آدہ کوس پیچھے چلا آرہا ہے اور سوارون کی
تین جوقین مین نے دیکھین جنسے مجھکو یہہ نہین معلوم ہوتا تہا کہ ان مین وہ سوار
کونسے ہین جو پادشاہ کے ساتھہ رہا کرتے ہین کیونکہ اونہون نے توپخانہ تو
پہلے ہی سے اپنے ساتھہ نہین رکہا تہا اور جو کچھہ پادشاہ کے ساتھہ تہا وہ بہی
معلوم نہین اوسوقت کہان غائب ہوگیا تہا - یہانتک کہ وہ خاص نشان اور وہ
خاص ہاتہی جنسے پادشاہ کی شاہانہ شوکت ظاہر ہوتی ہے وہ بہی اوسوقت دوسرے
جانب تہا - توپخانہ اور شاہی نشان پادشاہ کی پیشگاہ مین نہین رہنے کی یہہ بہی وجہ
معلوم ہوتی تہی کہ ایک وقت تربیت خان جو توپخانہ کا داروغہ پادشاہ کی حضور
مین عرض کیا تہا کہ توپخانہ مین کسیقدر زیادتی چاہتی ہے - پادشاہ نے نہایت
بے پروائی کے ساتھہ فرمایا تہا کہ کیا لوگون کو یہی گمان ہے کہ مین اوس پرواری
بیل سے توپخانہ کے ساتھہ جنگ کرونگا بلکہ مین نے یہہ بہی اپنے دل مین ارادہ
کرلیا ہے کہ شمشیر سے بہی اوسکے مقابلہ مین کام نہ لون - بلکہ یہہ چوب دستی جو
اسوقت میرے ہاتھہ مین موجود ہے اوس پرواری بیل کے لئے کافی ہے - پہر
مین نے شاہی چتر اور اون ہاتیون سے جو پادشاہ کے عقب مین تھے یہہ معلوم کرلیا
کہ پادشاہ یہین ہے - نہایت جلدی کے ساتھہ مین نے یہہ قصد کیا کہ پادشاہ

کے نزدیک اپنے کو پہونچادون - مگر وہ شاہی مقرب جسکا یہہ نامعقول ضابطہ
تہا کہ کوئی شخص اپنے معروضہ کو بغیر اونکی وساطت کے شاہی پتیکاہ مین نہین
عرض کرسکتا تہا - لہذا اونہون نے اپنے حسب ضابطہ میری مزاحمت کی مگر چونکہ
مجھکو ایک اہم معاملہ بیان کرنا تہا مینے اونکی مزاحمت کی نہین پروا کی اور برابر
بادشاہ کے تخت روان کے قریب آپہنچا - جب بادشاہ نے مجھکو دور سے
ملاحظہ کیا اپنے مبارک ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ جلد آجلد آ - جب مجھکو اون
بہادر سپاہیون نے جو بادشاہ کے روبرو تہے بادشاہ کیجانب آتے ہوے دیکہا
نہایت غل مچایا اور سوارون کا ہجوم زیادہ ہوگیا جس سے مین گہوڑے سے
نہین اوتر سکتا تہا - بادشاہ میری مجبوری کو ملاحظہ کرکے فرمایا کہ سوار آؤ سوار آؤ
جب مین شاہی تخت روان کے نہایت قریب ہوگیا تو مجبوری ہزار مشقت سے
گہوڑے سے اوترا اور گزارش کی کہ پادشاہ زادہ نے عرض کیا ہے کہ غنیم
نہایت قریب آگیا ہے - میری اس گزارش نے بادشاہ کے فرحت ناک دل پر
ایک غصہ کی حالت طاری کردی اور نہایت غصیلی آواز سے فرمایا کیا مجہپر غنیم آتا ہے
جب مین بہی لشکر کی خرابیون سے پریشان تہا مکرر عرض کیا کہ غنیم کی آمد ظاہر ہے
فرمایا کہ ہاتہی لایا جاے اور خود ہی تخت روان پر کہڑے ہوکے چار طرف

نظر ڈالی اور نہایت اغماض سے فرمایا کہ کتنی یہہ جھوٹی بے اصل خبر ہے جو غنیم
کی آمد کا وہم کیا جا رہا ہے۔ مجھکو یہہ بات محمد بیدار بخت کے حق مین بُری نظر
آئی پر ہکر مین نے گزارش کی کہ جہان پناہ محمد بیدار بخت ایک ایسے بیدار مغز
اور بے انتہا بہادر شخص ہین جنکی نظیر زمانہ مین بہت ہی کم ملیگی۔ یہہ ایسے شخص
نہین ہین جو کسی کی بے اصل گفتگو پر خوفناک وہم کرلین اونکی غرض اس معروضہ سے
یہہ ہے کہ بادشاہ اپنے لئے اوس مقام کو تجویز فرمائین جس مین شاہی عساکر کا
قیام ہو سکے اور غنیم کے حیلہ ساز اعمال سے امن رہے مین نے اس گزارش کے
بعد یہہ چاہا کہ اپنے کو جلد محمد بیدار بخت کی خدمت مین پہونچاؤن۔ اس غرض سے
مین لشکر سے کنارہ ہو کر شاہزادہ کے پاس پہنچا۔ اور ابھی شہزادہ سے کوئی بات
نہین عرض کی تھی کہ ایک سوار کا سر اور بازو توپ کے ضرب سے اُڑ گیا جو شہزادہ
کے روبرو کھڑا ہوا تھا مین نے جلدی سے اوسکے لاشہ کے پاس گیا اور دیکھکر
جب شہزادہ کے طرف پلٹا تو مجھسے ارشاد فرمایا کہ کیا خبر ہے مین نے گزارش
کی کہ تصدق ہو گیا۔ دوسرے روز آفتاب مین نہایت گرمی معلوم ہوتی تھی
ہوا کی گرمی سے جسم پر شعلون کی لپک پہنچتی تھی اور اوسپر یہہ طرّہ کہ پانی
کو سون نہین ملتا تھا۔ مجھکو اس حرارت کی وجہ سے رات بھر سخت بخار رہا

اور ایک غشی سی مجھپر آگئی تھی - اوس روز ہوا مین ایک عجیب کیفیت تھی جسکو
مین بیان نہین کرسکتا ہون - گرمی کی اس شدت اور شعلہ باری سے میرے سر مین
سخت چکر تھا آنکھون مین دھوندلاہٹ چھاگئی تھی جسکی وجہ سے مین گھوڑے سے
اوتر گیا اور زمین پر بیٹھ گیا مجھکو اوسوقت تشنگی نے سخت مجبور کر ڈالا تھا کلیجہ
پیاس کی شدت سے پھٹا جاتا تھا میر روح اللہ خلف میر سنجر اور میر روح اللہ
میر لشکر جس کو اعطاف خان کا خطاب دیا گیا ہے اور میر فضل اللہ میر نصر اللہ
کے فرزند میرے نزدیک اسوقت حاضر تھے - چونکہ میری حالت اوسوقت
نہایت ردی پائی جاتی تھی ہم نشینون نے میرے کمرے سے تمام ہتیار کھول لئے
چارون طرف لوگ پانی ڈھونڈ رہے تھے مگر کسی جانب بھی پانی کا ایک قطرہ
نہین ملا - جب میری حالت پیاس سے سخت بیتاب معلوم ہو رہی تھی - محمد بیدار بخت
نے اپنا آپ خاصہ جو ہاتھی پر باندھا ہوا تھا میرے پاس روانہ کیا - میرے تھوڑا
پانی پیا اور کچھ اپنے کلیجہ پر چھڑکا - اوسیوقت بادشاہ بھی محمد بیدار بخت کے
پاس پہونچگئے - بادشاہ کی سواری محمد بیدار بخت کے سیدھی طرف سے آرہی تھی
جسطرف کو مین بیٹھا ہوا تھا - امیر خان جو ہاتھی پر سوار تھا مجھسے کہا کہ ہاتھی پر تشریف
لائیے مینے کہا کہ آپ تشریف لیجایئے مین ابھی یہین ٹہرتا ہون - اس کے بعد بہت خان

و مطلب خان و خدا بند خان جو ہاتیون پر سوار تھے اس طرف سے گذرے
اونہون نے مجکو ہاتی پر سوار ہونے کے لئے مجبور کیا مگر مین نے انکو یہی
جواب دیا جو امیر خان کو کہا تھا - یکایک میرے فیلبان نے میرے اوس ہاتی
کو لایا جسپر مینے پانی کے تین مشکین باندہی تھین مین اپنے ہاتی پر سوار ہوگیا
ابتک مجھپر غشی کی حالت باقی ہی تہی مینے بیتابی سے مشکون پر اپنا سینہ رکہدیا
جس سے میری طبیعت مین کچھہ سکون معلوم ہوا میری مدہوشانہ حالت
مین کچھہ کمی دکھای دی رہی تہی - اسوقت مین نے اپنے لڑکے میر روح اللہ
اور میر فضل اللہ جو میر نصر اللہ کا بیٹا تھا اپنے ساتھہ ہی ہاتہی پر بیٹہالیا تہا
اسوقت تک اعظم شاہ محمد بیدار بخت کے سیدہی جانب سے معہ تزک و احتشام
گذر رہا تھا - وہ ہاتی جسپر شاہی خزانہ اور جواہر خانہ اور زنانہ تہا اعظم شاہ کے
عقب ہی مین تھے اسوقت میرے اور اعظم شاہ کے درمیان ایک بعید فاصلہ
ہوگیا تھا اب فوج غنیم کی نشان نظر آنے لگے یہہ وہی بے شمار لشکر تھا جسکی
گرم رفتاریون سے گرد آسمان تک پہنچ جاتی تہی اور مجھکو بہت دور سے
نظر آتی تہی اور مین نے محمد بیدار بخت کے مصاحبون کو یہہ خون آلودہ
گرد بتلایا تہا بالآخر وہ گرد جو بائین طرف سے اوٹہتی تہی وہ عظیم الشان کا

جرّار لشکر تھا جسکے مقابل اسوقت ذوالفقار خان آگیا ہے اور دوسرا لشکر
منعم خان خانخانان اور معزالدین جہاندار شاہ کا تہا اندونون جانباز لشکرون
کے وہ جرّار افسر تھے جنہون نے بارہا جنگ لڑا تہا۔ اور اپنے مدبرانہ تدبیرون
سے فتح پائی تہی۔ مین اسمقام مین لشکر کے جلیل القدر افسرون اور بہادر سپاہیون
اور واجب التعظیم امیرون کی تعداد نہین بتلا سکتا ہون گو یہہ بہی امر موزخین کے
اصول وضوابط سے شمار کیا گیا ہے مگر مین نے پہلے ہی سے اس امر کا التزام
نہین کیا ہے لہذا معافی کی درخواست پیش کرتا ہون۔ مین اون حالات کو بیان
کرتا ہون جو لڑائی سے متعلق ہین۔ اِسوقت دونون لشکرون کا نہایت
ہجوم ہوگیا تہا۔ مین بہت چاہتا تہا کہ اپنے کو محمد بیدار بخت کی خدمت مین
پہنچاؤن مگر چونکہ لشکر کا سخت اژدحام تہا مین نے ذرا آگے بڑہکر ایسے
مقام پر اپنے کو پہنچایا جہان محمد بیدار بخت کی نظر مجہپر پڑہ سکتی تہی اور مین
بہی اونکو دیکہہ سکتا تھا۔ اب شاہ عالم کے اوس توپخانہ کی آمد شروع ہوی
ہے جسکی تعداد نہین کیجا سکتی اور اوسکے چارون لڑکون کے لشکرون کا
سخت ہجوم نظر آنا شروع ہوا۔ اسوقت آفتاب نقطۂ نصف النہار سے
کچہہ متجاوز ہوگیا تھا۔ چونکہ میری غشی ابتک کم نہین ہوی تہی مینے میر روح اللہ

اور میر فضل اللہ سے کہا کہ جب ہماری فوج کا ہراولی شاہ عالم کی فوج کی طرف متوجہ ہو مجھکو خبر کرو کیونکہ مین دست راست تہا اور فوج دست چپ تہی ۔ مجھکو اس ہراولی سے سخت وہم تھا جب خان عالم اور منور خان دکنی کو ہراولی کی مدد مین دیگئی تہی مینے محمد بیدار بخت سے گزارش کی تہی کہ یہہ دکہنی ہرگز اس قابل نہین ہین جو الوالعزم سلاطین کے لشکر کی ہراولی کرسکین ۔ یہہ ایسے شخص نہین ہین جو ایسے مہیب وقت فوج کی ہراولی کرسکتے ہون ۔ جب گولون کی بارش اعظم شاہ کے لشکر پر کثرت سے ہونی شروع ہوئی ہراولی کی مضطربانہ حالت دکہائی دینے لگی اور اپنی جاے سے ہٹنا شروع کیا ۔ میر روح اللہ و میر فضل اللہ نے مجھسے کہا کہ ہراولی اپنی جاے سے متحرک ہوگیا ہے مین سنتے ہی اوٹھا اور ہتیار باندہے مجھکو یہہ نظر آرہا تہا کہ ہراولی نہایت جلدی سے چلا جارہا ہے اسوقت گولون کی بارش شدت سے ہورہی تہی ۔ مین نے محمد بیدار بخت کو اسوقت اوس رومال کے اشارہ سے کہا جو کمان کے گوشہ سے باندہا ہوا تہا کہ تم بہی ہراولی کے پیچہے روانہ ہوجاؤ چونکہ فیلون کی نہایت کثرت تہی تاہم محمد بیدار بخت چند قدم ہراولی کے پیچہے آیا مگر اوسکے بعد ٹہہر گیا ۔ مجھکو اوسوقت محمد بیدار بخت کی عماری اچہی طرح سے نہین نظر آتی تہی ۔ مین جب ہراولی کو دیکہا تو معلوم ہورہا تہا

کہ اسکے ساتھہ دو سو سوار سے زیادہ نہین ہین اور ہر قدم فوج پیچھے ہو رہی
ہے اور ہراولی بڑہے چلے جا رہا ہے۔ جب مجھکو یہہ افسوسناک حالت نظر
آئی مین نے ہاتھہ اپنے زانو پر مارے کہ افسوس کام خراب ہوا اتنے مین
خان عالم عظیم الشان کے ہاتی کے برابر آگیا خان عالم کے پاس اوسوقت کوئی
ہتیار نہین تھے صرف ایک بہالہ موجود تہا خان عالم نے عظیم الشان پر بہالہ چلایا
مگر بہالہ کا وار عظیم الشان پر نہین پڑا بلکہ اوس شخص کی ران پر پڑا جو عظیم الشان
کے پیچھے بیٹہا ہوا تہا۔ پہر عظیم الشان نے خان عالم پر تیر چلایا جس سے خانعالم
کی روح پرواز ہوگئی منور خان دکنی بہی تیرون سے سخت زخمی ہوگیا تہا
خان عالم کی لاش ہاتہی پر ڈالدیگئی۔ دست راست کی فوج جو والاجاہ اور
محمد بیدار بخت کے درمیان تہی ایسی مستقلانہ حالت ظاہر کر رہی تہی کہ گویا ایک
کوہ ہے اکثر ہاتہی سوار جنکو مین پہچانتا تہا نہایت جلدی کے ساتہہ جا رہے
تہے۔ چونکہ میرا کام یہہ نہین ہے کہ مین شکست خوردہ لوگون کی اسم نویسی کرتا
رہون لہذا مین اون کے نام نہین لکہہ سکتا مگر والاجاہ اپنی جگہہ پر نہایت
متانت کے ساتھہ کہڑا ہوا تہا اور اوسکے ساتھہ نہایت ہی کم فوج تہی مین
اسقدر کہہ سکتا ہون کہ دس ہزار سوار اس طرف سے بہاگ گئے جب سپاہ کی

نہایت کثرت تہی مجکو والاجاہ کا ہاتھی نظر نہین آتا تہا۔ امان اللہ جسکو عبد اللہ خان
کا خطاب تہا یہہ والاجاہ کا ہراول تہا اوسکے ساتھہ ایک جرار لشکر تہا اتفاقاً ایک
بان اسطرف پہنچی اور اوس ہاتہی پر لگی جسپر روی اور کپڑے لدے ہوے تہے
کپڑے جلگئے اور ہاتہی پریشان ہوگیا جس سے امان اللہ کو سخت صدمہ پہنچا اور
ہاتی پر سے گر گیا۔ اوسوقت لشکر مین نہایت کھلبل پڑگئی اور والاجاہ کے
ساتہہ بالکل فوج نرہی اور چند ہاتیون کو اپنے ساتہہ لئے ہوے محمد بیدار بخت
کے پاس آگیا۔ باز خان افغان جو عظیم الشان کا ملازم تہا ذوالفقار خان کے
جرار لشکر پر حملہ کیا مگر چونکہ ذوالفقار خان اوسوقت تک اپنی شیرانہ صولت
ظاہر کر رہا تہا اوسکے حملون کا کوی اثر نہین ہوا اور خود زخمی ہوکے پلٹ گیا
چونکہ اس لشکر کو فتح در فتح غنیم شکستین ہو رہی تہین توپ کے دو گولے اون دونون
جوانمرد راجپوتون کو لگے جنکا نام دلپت بندیلہ و رام سنگہ تہا یہہ دونون شخص
بڑے جرار سپاہی تہے اور ذوالفقار خان کی قوت بازو تہے جب یہہ دونون
بہادر سپاہی مرگئے اوسوقت جنگی راجپوت جنکی تعداد چہہ سات ہزار ہوگی انکو
ہاتہیون پر لئے ہوے پلٹ گئے۔ ذوالفقار خان کے ساتہہ اب بہت ہی کم مقدار
فوج باقی رہگئی تہی۔ ان کے ساتہہ ان کے خانگی ملازم موجود تہے جنکا ہراول

سید مظفر تھا جو ان کے باپ کا قدیم ملازم اور صاحب اعتبار شخص تہا۔ باز خان افغان
پر عظیم الشان کے بیشمار لشکر کو لیکر حملہ کیا۔ اوسوقت ذوالفقار خان جو بالکل جریدہ
تہا مقابلہ مین مصلحت نہین دیکہا اور حمید الدین خان کو اپنے ساتہہ لیکر پلٹ گیا۔
مین نے اوسوقت اپنی انکہون سے دیکہا ہے کہ امیر الامرا ہاتی سے اُتر کر جا رہا تہا۔
اور وہ فوج جسپر اعظم شاہ کا اعتماد تہا اور دست چپ کی طرف کہڑی ہوئی تہی ترکش
کو زمین رکہکر بیٹھگئے۔ اور اون پر کسینے حملہ نہین کیا۔ حسن علیخان اور حسین علیخان
جو بڑے بہادر اور جنگ آزمودہ نامور سپاہی تھے اکثر لڑائیون مین انکی مدبرانہ
سے عمدہ کام ہوے تہے سادات بارہہ مین ان دونون بہادر سپاہیون کی شجاعت
کا بہریرا اُڑتا تہا جب انہون نے شاہی عساکر کی ایسی مغلوبانہ حالت دیکہی ہاتیون
سے اُتر گئے اور شمشیر سے بہتیرے رستم دلون کو بیجان کیا۔ اس لڑائی مین تلوار سے
انہی دونون بہادرون نے لڑا ہے۔ اس لڑائی مین حسینعلیخان کے جسم پر بے انتہا
زخم لگے تھے۔ تربیت خان اور خدا بندہ خان اور مطلب خان جو مقتدر افسرون
مین شمار کئے جاتے تہے اور اکثر بہادرون کی نظر انہی پر قایم ہوتی تہی۔ اُنپر
تیرون اور بندوقون کی سخت بوچہار ہوگئی جس سے یہہ تینون جلیل القدر سردار مر گئے
محمد بیدار بخت پر اوسوقت نہایت ضبط کے عالم مین ایک متحیرانہ حالت سے دکہائی

دیتی تہی کہ یکایک ایک گولی اوس نوجوان بہادر شہزادہ کو لگی جس سے اوسکے
بیارمان اور ارزومند جان نکل گئی اور اوسکے ارمان بھرے دل کی تمام
آرزوئین خاک مین ملگئین۔ جسوقت یہہ بہادر شاہزادہ جان بحق تسلیم ہوا چار
گھڑی دن باقی ہوگا۔ میرا دل اس جگرسوز واقعہ کے دیکھنے سے پگھلنے لگا۔
آنکھون سے دریا اشک کا بہلازار و قطار رویا اور یہہ شعر پڑہا ؎

در جہان یارب نبودے آرزوے تاج و تخت	
تا بخاک و خون نیالودے سر بیدار بخت	

گو شاہ عالم کی فوج مین میرے اکثر عزیز موجود تھے اور اعظم شاہ کی فوج کی
اکثر سردار شاہ عالم کی فوج مین ملگئے تاہم میری طبیعت نے اس امر کو نہین گوارا
کیا اور سیدہا اکبرآباد کے طرف روانہ ہوا اسوقت تک اعظم شاہ کو ایک تیر
لگا تہا مگر زندہ تہا اس بزرگ پادشاہ کے اردگرد اسوقت چند آدمی موجود تھے
یکایک ایک تند آندہی چلی جس سے لڑائی کے میدان مین گرد و غبار پیدا ہوگیا
دراصل یہہ شاہ عالم کی جنگی سپاہ تہی جسپر منعم خان اور عظیم الشان اور جہاندار شاہ
الوالعزم سردار تھے یہہ تمام بے شمار لشکر اعظم شاہ کے اردگرد ہوگیا تہا اور
بوچہار گولیون کی ہورہی تہی۔ جس مین سے ایک گولی اعظم شاہ کو بہی لگ گئی

اور اعظم شاہ جان بحق تسلیم ہوگئے۔ اسی وقت والاجاہ بہی جو ہاتی پر بیٹھا ہوا تہا اوسکو بہی گولی اور تیر کے زخم لگے جس سے وہ ہاتی پر رہگیا۔ رستم دل خان جو اعظم شاہ کے روبرو اپنی فدویت کا دم مارتا تہا اعظم شاہ کا سر کاٹ کر شاہ عالم کے پاس لے گیا۔ شاہ عالم نے اپنے مقتول بہائی کا کٹا ہوا سر دیکہکر سخت تاسف کیا اور اوسکی حفاظت کے لئے حکم فرمایا۔ اسکے بعد فتح و نصرت کا نقارہ بجایا گیا۔ منعم خان جو اعظم شاہ پر حملہ کیا تہا سخت زخمی ہوگیا تہا اور ایک گولہ اوسکی تہیگاہ پر لگ گیا تہا اوسکا زخم اسقدر گہرا اور چوڑا تہا کہ آدمی کے دونون ہاتہہ اوسمین جا سکتے تھے۔ مگر وہ اپنے بہادرانہ مزاج سے ایسے گہرے زخم سے کسیکو واقف نہین کیا تہا۔ مجروحانہ حالت سے شاہ عالم کے طرف متوجہ ہوا جب ہاتی سے اُترا اوسمین طاقت حرکت کی باقی نہین رہی تھی پالکی اوسوقت کہان موجود تہی چار آدمی چادر مین ڈالکر شاہ عالم کے حضور مین لاے اوسکی ظاہری حالت سے کسیکو اوسکی زندگی کا خیال نہین گزرتا تہا۔ جب شاہ عالم نے اس عظیم الشان واقعہ سے فراغت حاصل کی باغ دہر مین اقامت فرمائی۔

شاہ عالم کے لڑکون کی مختصر کیفیت

شاہ عالم کے چار لڑکے تہے۔ ایک معزالدین ہے جسکا واجب التعظیم خطاب

جہاندار شاہ تہا۔ دوسرا محمد عظیم جو عظیم الشان بہادر کے خطاب سے
پکارا جاتا تھا۔ تیسرا الٹکار رفیع القدر جو رفیع الشان کے لقب سے ملقب تہا۔ چوتھا
محمد مخجستہ اختر ہے جو کہ جہان شاہ کے خطاب سے مخاطب تھا۔ معزالدین وجہان شاہ
لاابالی مزاج اور عیاش تھے انکو سلطنتی امور اور ملکی معاملات مین بالکل دخل
نہین تھا عیاشی اور لاابالی کو اپنے واسطے ایک عمدہ منصب خیال کرتے تہے۔
جب معزالدین کے اقبالمندی کا زمانہ آیا اوسکی بیدار مغزی کا حوصلہ معلوم ہوگیا
عظیم الشان مدبر اور صاحب حوصلہ شخص تہا تالیف قلوب کے عمدہ اسباب اس کو یاد
تہے اوسکی عمدہ تدبیرون سے فائدہ بخش نتایج پیدا ہوتے تہے۔ اس بیدار
مغزی کیوجہ سے عالمگیر نے عظیم الشان کو اپنی نیابت بہی دی تہی۔ عالمگیر کی
اس سے یہہ عمدہ غرض تہی کہ اپنے بیٹون اور پوترون مین مخالفت ہوجاے
فی الحقیقت مخالفت پیدا کرنے کے لئے یہی صائب راے تہی کہ جب باپ اپنے
بیٹون کو انکی بیدار مغزی اور دوراندیشی کی وجہ سے اعلیٰ منصبون پر دیکھینگے
اون کے دلون مین ضرور مخالفت ہوجاوے گی چنانچہ بیدار بخت اور اعظم شاہ
مین جو اندرونی عداوتین پائی جاتی تہین اونکی وجہ یہی تہی جسکو مین نے بیان
کیا۔ شاہ عالم اور اعظم شاہ مین بہی قدیم سے جو دشمنی چلے آتی تہی اوسکی بہی

یہی وجہ تہی - عالمگیر نے اپنی دور اندیشی اور صائب رائے سے اپنے لڑکونمین
کسی وقت موافقت بلکہ قربت نہونے دی اس غرض سے شاہ عالم کو بنگالہ
کی صوبہ داری پر روانہ کیا تہا اوسی وقت سے اعظم شاہ اور شاہ عالم کے کینہ ور
دلون مین باہمی عداوت کے نقش جمے ہوے تہے - گو شاہ عالم اعظم شاہ کے
مقابلہ کی غرض سے بنگالہ اور ہندوستان سے جرار لشکر لایا تہا تاہم اوسکو
اعظم شاہ سے خوف ہی تہا - رفیع القدر باپ کا سچا دوست اور بڑا مصاحب
تہا اسکی والدہ سے شاہ عالم کو ایک خاص محبت تہی یہہ بادشاہزادہ بڑا لایق
اور عالم خوش نویس محدث فقیہ تہا مگر عیاشی کی دہن دماغ مین سمائی ہوی تہی -
رات دن اسکو سواے عیش و عشرت کے دوسرا کام نہین تہا -
خجستہ اختر جو کابل سے باپ کے ساتہہ آیا تہا زیرک اور ہوشمند لڑکا تہا ملکی مقدمات
اور مالی معاملات مین کسیقدر رسائی رکہتا تہا منعم خان کو بڑا دوست جانتا تہا
چنانچہ منعم خان کی وزارت اور خانخانی کے لئے اوسنے بہت کوشش کی تہی بالآخر
اوسکو وزارت کا ارفع عہدہ دلایا گیا -

خانخانان کے مختصر حالات

عالمگیر نے منعم خان کو جو عدالتی امور مین شاہ عالم کی جانب سے وکیل کیا تھا

شاہ عالم کی دیوانی کے لئے دکن سے رخصت فرمایا۔ یہ شخص بلند ارادہ اور صاحب حوصلہ تہا دیانت داری کی آئین عمدہ صفت تہی صحیح اور کارآزمودہ شخص تہا۔ تہوڑی مدت مین اسنے ایسے قوانین و ضوابط نکالے جس سے شاہ عالم کی ریاست نہایت پسندیدہ نظر آنے لگی۔ اسکی بیدار مغزی اور منتظمانہ مزاج نے وہ اعتبار پیدا کیا جو کسی وزیر نے اب تک اس وقعت کو حاصل نہین کیا تہا۔ سپاہ نہایت بے عنوانی کی حالت مین تہی اسی کی مدبرانہ رائے اور مجرب تدبیر سے اصلاح پذیر ہوگئی شاہ عالم اس کے ساتہہ عمدہ برتاؤ رکہتا تہا جس زمانہ مین کہ منعم خان مہمات لاہور کی طرف متوجہ ہوا تہا اپنے لایق لڑکے کو جو ایک نہایت مدبر شخص تہا اپنا نائب بناکر کابل کی طرف بادشاہ کی رکاب مین روانہ کیا تہا غرض منعم خان کی صائب رائے اور عمدہ تدبیر سے عالمگیر کے ملکی انتظام وقعت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے۔

اسوقت مین یہ خبر مشہور ہوگئی تہی کہ شاہ عالم ایران کا ارادہ رکہتے ہین چنانچہ خجستہ اختر اور رفیع القدر جو بادشاہ کی حضور مین تہے مجھسے اپنی بھی الوالعزمی ظاہر کرتے تہے خود خانخانان نے لکہا تہا کہ جب میری

دور اندیشی اور بیدار دلی شاہ عالم کے روشن دل مین مستحکم ہوگئی مین نے
ایک روز تنہائی مین شاہ عالم سے پوچھا کہ یہ خبر مشہور ہوگئی ہے کہ آپ
ایران کا ارادہ رکھتے ہین چنانچہ مجھکو بھی آپ کے جلیل القدر شاہزادون
نے بھی یہی بات ظاہر کی تھی۔ فرمایا کہ ہان ارادہ تو ہے مگر مین نے اس امر
کی شہرت مین ایک خاص عمدہ مصلحت سوچی ہے۔ یہ بات تمہین یاد ہوگی کہ
میرے باپ نے ایک خیالی امر کے گمان مین مجھکو نو برس قید رکھا تھا
اگر اسوقت مجکو صاحب عزیمت اور صواب اندیش شخص خیال کرے گا فوراً
میری برائی مین فکر اور سخت کوشش کرے گا اور محمد اعظم شاہ جو بڑا مدعی
اور مدبر شخص ہے مجکو جب غفلت والا شخص خیال کرے گا میری فکر مین مصروف
نرہیگا۔ مین خدا کی قسم کہاتا ہون اور قرآن شریف پر ہاتھ رکھکر کہتا ہون کہ
اگر میرے ساتھ کوئی جنگی سپاہ نرہے اور مین تنہا ہون تو بھی ایک بار
اعظم شاہ سے ضرور لڑونگا۔ یہ وہ چھپی ہوی باتین تھین جنکی مین ہمیشہ چھپا
رکھتا جب مین تمکو ایک رازدار شخص سمجھتا ہون ان عمدہ خیالات کو ظاہر کیا
جسپر سلطنت کے انتظامی امور کی بنیاد قایم کی جاتی ہے مگر یہ امر ہرگز کسی پر
فاش نکرنا چاہیے۔ جب عالمگیر کے انتقال کی خبر پہونچی اوسوقت منعم خان

لاہور مین تہا۔ شبباشب شاہ عالم کو لکہا کہ مین لشکر اور توپخانہ کو مہیا کر چکا ہون آپ جلد تشریف لائے۔ منعم خان بہت جلد جنگی لشکر کو جمع کیا اور ان بہادرون کو تیار کیا جنہون نے مشہور معرکون مین ناموری اور فتح کا طبل بجایا تہا اور شاہ عالم کے پہنچنے کے پہلے پہل جنگی توپخانہ اور کارآزمودہ لشکر لیکر شاہ اعظم کی طرف روانہ ہوا۔ شاہ عالم کابل کیطرف سے دس دس کوس کی منزل کرتا ہوا چلا آرہا تہا۔ منعم خان جب شاہانہ کروفر اور بہادرانہ احتشام سے شاہجہان آباد کو پہنچا شاہجہان آباد سے تمام عمّال فرار ہوگئے یہ وہ عمال تہے جنکو اعظم شاہ نے مقرر کیا تہا۔

محمد یار خان جو شاہجہان آباد کا صوبہ دار تہا اس جنگی لشکر کے معائنہ سے سخت خایف ہوگیا اور اس جنگی بہادر کی شیرانہ آمد سے بہاگ گیا۔ یہہ وہ قلعہ تہا جسمین اکبر بادشاہ کے بے شمار خزانہ اور جنگی آلات موجود تہے اسمین روپیہ کی وہ بے حد تعداد تہی کہ تمام ہندوستان کی رعایا کو شاہ عالم نوکر رکہتا تو اونکی تمام عمر تک یہ بے شمار خزانہ کافی ہو سکتا۔ منعم خان اس خوفناک وقت مین نہایت زرّ بخشی کو کام فرمایا تہا۔ جس جاے ایک روپیہ کی ضرورت ہوتی ایک لاکھ روپیہ خرچ کرتا۔ اس مقام مین بہی اکثر کارآزمودہ سپاہی اوس بہادر

مزاج شخص کو ملگئے - غرض یہان سے اکبرآباد کو گیا - گوان ایام مین محمد بیدار بخت
دریاے چنبل پر ٹہرا ہوا تہا اور محمد اعظم گوالیار مین تہا تاہم اس مدبر سپاہی
کو کچہہ غم نتھا اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھہ اکبرآباد کو آیا - باقی خان عالمگیر
کے قدیم چیلہ اور اکبرآباد کا قلعہ دار تھا ابتک عظیم الشان اوس قلعہ کو جبکی
تسخیر کے لئے ایک مہینہ کی مدت سے سخت کوششین کر رہا تہا باقی خان سے
نہین لیا تھا - جب قلعہ دار نے منعم خان کے شیرانہ مزاج کو معاینہ کیا اور شاہ عالم
کی آمد آمد کی خبر سنی بیتابانہ منعم خان کو لکہا کہ تم تنہا قلعہ مین آجاؤ تمہین مین قلعہ دیتا
ہون - منعم خان جو ایک بے خطر شخص تہا اس پیام سے بالکل نہین ڈرا اور جریدہ
اوس غرفہ سے جو نہایت تنگ و تاریک تھا قلعہ مین گیا جب منعم خان نے
اوس دن بیس کوس کی منزل کی تہی اور رات بہی ہو گئی تہی سو گیا اور اپنے
بہادر سپاہیون کو فرمایا کہ توپخانہ وغیرہ درست کرو - جب یہ خبر دہولے پور
مین محمد بیدار بخت کو پہنچی اوسکی کمر ٹوٹ گئی رنگ چہرہ کا متغیر ہو گیا یا یوسانہ
حالت اُسکے نازک چہرے سے دکھائی دے رہی تہی - اعظم شاہ کو یہ تمام
کیفیت یاس کے الفاظ مین لکہا مگر اعظم شاہ کو یہ خبر نہین ہوئی تہی کہ متہرا مین جرار
لشکر پہنچ گیا ہے اور اوسکے پیچہے شاہ عالم بہی چلا آرہا ہے - اعظم شاہ اسقدر

جری اور بیباک مزاج تہا کہ جب لوگ اوسکو یہہ خبر پہنچاتے کہ شاہ عالم اب قریب پہنچ گیا ہے قہقہہ مار کر ہنستا اور نہایت اغماض ظاہر کرتا۔ اِس کے دو روز بعد شاہ عالم اکبرآباد مین داخل ہوکر اعظم شاہ کو کہلایا کہ ملک کی برابر تقسیم کیجاے۔ اعظم شاہ نے قبول نہین کیا۔ اور جنگ کے لئے آمادگی ظاہر کی جسکا بیان گذر چکا۔

درحقیقت یہ سلطنت جو شاہ عالم کو نصیب ہوئی منعم خان کی عمدہ رائے اور مدبرانہ اندیشہ کی بدولت تہی۔ منعم خان جب تک شاہ عالم کے زمانہ مین زندہ تہا کسیوقت یہ بات زبان پر نہین لائی کہ میری صائب تدبیر سے شاہ عالم کو ہندوستان کی عظیم الشان سلطنت نصیب ہوئی۔ مگر یہ کہتا تھا۔ کہ کوئی شخص یہہ نہین کہہ سکتا ہے کہ میری عمر کوششون سے بادشاہون کو سلطنتین ملی ہین۔ کیونکہ یہ بات نہایت لغو ہے بلکہ نبوت اور سلطنت کا حصول خدا تعالی کی غیبی تائید پر مبنی ہے اور یہ بہی کہتا تہا کہ مصاحبون کو اس وجہ سے کبہی مضرت پہنچتی ہے کہ یہ لوگ مصاحبانہ خیال کی وجہ سے طریقہ اعتدال کو چہوڑ دیتے ہین جس سے افراط و تفریط کے ہزارون ہیجانی نتایج پیدا ہو جاتے ہین اور جس سے بادشاہون کے غیور دل متحمل نہین ہوسکتی۔ غرض جب شاہ عالم

محمد اعظم شاہ کی لڑائی سے فارغ ہوا اور اوسکے دونون نوجوان بہادر
بیٹے اس جنگ مین مارے گئے اور ایک کم سن شہزادہ جو ابہی تک ملکی معاملات
اور ریاستی امور مین قدم نہین رکھا تھا قید کیا گیا تو شاہ عالم کو کلی فراغت
حاصل ہوئی اور محمد کام بخش کی فکر مین مشغول ہوا۔ وہ سربرآوردہ سپاہی
اور ریاست کے عمائد جیسے امیر الامرا اسد خان و نصرت جنگ ذوالفقار خان
جو گوالیار مین باپ کے پاس محمد اعظم شاہ کے اردو مین تھا منعم خان نے
ان تمام معزز افسرون کو بلایا اور شاہ عالم کو یہہ سمجھایا کہ یہہ لوگ خاندانی
اور سلطنت کے رکن ہندوستان کے انتظامی امور کے لئے بڑے مدبر ہین
یہہ لوگ وہ ہین جو آپ کے آبا و اجداد کے عہد خدمتون مین اپنی جانبازی
جتائی تھی انکی صلاح اندیش تدبیرون سے اون مشکل امور مین آسانی کے
ساتھہ کامیابی ہوجاتی تھی جن مین ایک زمانہ کے عقلا کو حیرت کا سامنا ہوتا
تھا۔ غرض یہہ لوگ قابل قدر سرکاری معزز عہدہ دارون مین شمار فرمائے
جانے کے لایق ہین۔

منعم خان کی اس شایستہ گفتگو سے شاہ عالم کے دل مین ان معزز افسرون
کی کسیقدر رجگہ پیدا ہوگئی اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا۔

جب جہان شاہ کی پر زور کوشش سے منعم خان کو وزارت کی عالیمذمت
نصیب ہوئی - اسد خان کو وکالت کا عہدہ دیا گیا - اور آصف الدولہ کے
خطاب سے مشہور ہوا - ذوالفقار خان کو میر بخشی گیری کا خطاب دیا گیا - اور
مرزا شاہ نواز خان کو دوم بخشی گیری کا خطاب مقرر کیا گیا - آصف الدولہ کو اس
صلاح اندیش وزیر نے وکالت کی مسند پر بڑے اعزاز کے ساتھ بٹھلایا
تھا اور آپ عقیدت اندیش چپیدستون کے مانند کچہری مین مسند سے دور بیٹھا
تھا - ذوالفقار خان کو دکن مین صوبہ داری دی گئی - اور داؤد خان افغان
اونکے نائب مقرر کئے گئے - منعم خان ایک سلیم النفس صلاح اندیش شخص تھا
اپنے نفسی اغراض کو سلطنتی امور پر مقدم نہین رکہتا تھا وہی کام کرتا تھا جو سلطنت
کے انتظام کیلئے صلاح پذیر ہوتا تھا -

وہ عالی مقدار فتخر افسر جو محمد اعظم شاہ کے ساتھ شاہ عالم کے جنگ کے
واسطے آمادہ ہوے تھے ایسی خوفناک حالت مین تھے کہ اگر منعم خان انکی
نسبت سزا اور تعزیر کی تجویز کرتا تو اوسکی ضروری تعمیل ہوجاتی مگر منعم خان
نے بادشاہ کے پاس پر اثر لفظون مین انکی سفارش کی کہ در اصل یہ لوگ
سزا کے قابل نہین ہین کیونکہ جب یہہ لوگ محمد اعظم شاہ کے ملازمون مین مقرب

شمار کئے جاتے تھے انکو اعظم شاہ کی رفاقت دینا ضروری امر تہا۔ اگر اعظم شاہ کا ساتھ نہ دیتے تو غالباً آپ پاس بہی نمک حرام شمار کئے جاتے لہذا اگر اونھون نے اعظم شاہ کا ساتھ دیا تو کوی بیجا امر خیال نہین کیا جائے گا۔

ہندوستان کا وسیع میدان وہ کشادہ خیمہ ہے جو ایک ہی مضبوط ستون سے کہڑا نہین رہ سکتا۔ بلکہ اس خیمہ کے کہڑا کرنے کے لئے چند قوی اور زوردار ستون چاہیے یہ معزز افسر جو آپکے آبا و اجداد کے زمانہ سے ملکی کامون مین شایستہ انتظامات کئے ہین یہ اس لایق ہین کہ پہر انکو وہی عمدہ انتظامات تفویض کئے جائین ان کے اسلاف نے آپ کے آبا کے زمانہ مین ایسی ایسی خدمتین کی تھین جنکے نظائر صفحۂ روزگار پر نہین ملسکتے۔ اور اونسے ایسے سرسبتہ مشکلات آسانی کے ساتھ کھل جاتے تھے۔ جنمین دوسرے عقلا کو حیرانی رہتی تہی اُنکے سلطنتی انتظامات اور فوجی تدابیر لایق قدر خیال کئے جاتے ہین۔ اِنکے اور اون کے آبا و اجداد کی عمدہ خدمتین اس قابل ہین کہ اُنکی قدر و منزلت بڑہا دیجاے۔

مگر بعض اِن مصاحبون مین ایسے لوگ بہی ہین جو کسی طرح شایستہ خدمات کے قابل نہین ہوسکتے۔ انمین سے اکثر نقاب ہین جو بعض مقربون کے پاس

رسوخیت حاصل کرکے بادشاہزادون کے مصاحبت مین داخل ہوگئے تھے۔
ان لوگون کو انسانی مراتب مین کیونکر امتیاز ہوگا اور کیسے یہ لوگ شریف
ورزیل مین تمیز پیدا کرسکتے ہین انکو شاہی آداب اور سلطنتی امور سے
کیا علاقہ۔ اُن کامون کو یہ لوگ کیا جانین جو الوالعزم بادشاہون کے
مقدس مزاجون کے موافق ہون۔ غرض شاہ عالم کی خوش قسمتی نے شاہ عالم
کو ایسا وزیر غیب سے عنایت کیا تھا جس کا ابتک نظیر نہین نظر آتا ؎
وزیرے چنین شہریارے چنان ؛ شاہ عالم ایک کریم النفس عالی ہمت
بادشاہ تہا اسکی مروت اسدرجہ تک پہنچ گئی تہی جسکا بیان نہین ہوسکتا
سلطنتی امور مین ایسا دقیقہ رس تہا جسکا نظیر نہین ملسکتا اس الوالعزم بادشاہ
نے پنج سال سلطنت کی۔ اسکی سلطنت مین زمانہ کو رونق پذیر تہا اعلےٰ ادنےٰ
کے مراتب مین پوری تمیز رکہتا تہا۔ اسکی فطرتی عام فیاضی خاص و عام پر یکسان
تہی اسکے ان برگزیدہ صفات نے عالمگیر کے نام کو زمانہ کے دلون سے مٹادیا
تھا۔ بعضے پست فطرت اِن حالات سے اپنی ناخوشی ظاہر کرتے تھے علما کو فضلا
کو اسکی حکمت آفرین زمانہ مین بہت تجہہ فروغ تھا۔ فقیرون سے اوسکو
معرفت شناس دل کو بے انتہا محبت تہی غالباً کوی ایسا زمانہ نہین

گزرا ہوگا جسمین بادشاہ اور مصاحبون کے راست باز مزاجون مین ایسے کمالات پائے جائین جس سے دوست و دشمن کی وابستگی ہو جاے ۔ اس بہادر بادشاہ کی شجاعت اوس حد تک بڑی ہوی تہی کہ تنہا ریاستون سے لڑنے کا قصد رکھتا تہا ۔

وہ بادشاہزادے جنکے باپ لڑائیون مین قتل کیے گئے تھے اونکی تعلیم اور تربیت مین بلیغ کوششین کرتا تھا اسکے ادب آموز بارگاہ مین ان بادشاہزادون کی وقعت اسکے بیٹون اور پوتون کی وقعت سے کم نہین سمجہی جاتی تھی ۔ شاہ عالم گہر مین فقیرون کا لباس پہنتا تہا ۔ اور پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا تہا ۔ اکثر وقت عیدون کی نماز بہی پڑہائی ہے ۔ اپنی فصیح زبان سے قرات اور تجوید کے قواعد کے موافق خطبہ پڑہتا تھا عرب کے فصیحون کو اسکے بیساختہ لہجہ سے حیرت ہو جاتی تہی ۔ تہجد کبہی اس عابد بادشاہ کی موقوف نہین ہوئی ۔ اسکی اکثر رات عبادت مین ہی تمام ہوتی تھی ۔ رات کو نامی علما اور گرامی فاضلون کے ساتھ صحبت رکھتا ۔ حدیث مین اعلیٰ درجہ کی استعداد پیدا کی تہی ۔ فقہ مین نہایت مستعد ہونے کی وجہ سے روایتون مین ایسے کلیون کا استنباط کرتا تھا جو سیکڑون جزئیات کو حاوی

ہوتے تھے۔

جرح و تعدیل جو مذاہب پر ہوتے ہین اوس سے اوس کے دقیقہ شناس دل کو پوری واقفیت تہی۔ معارف اور حقایق مین ایک اعلے درجہ کا صوفی تھا۔

شریر النفس متعلد لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ شاہ عالم ایدہ اربعہ رضی اللہ عنہ کا سچے دل سے معتقد نہین ہے دراصل انکا یہ طعن بیجا اور بے اصل تھا بلکہ تفسیر اور فقہ مین جو اوسکے پرزور ملکہ سے بے شمار جزئیات پیدا ہوتے تھے علما و معاصر کو اوسکی عداوت پیدا ہونے کے لئے وجہ موجہ ہوگئی تھی مین نے اوسکے عمدہ کمالات سے اون کمالات کو بیان کیا ہے جو معمولی کمالات مین شمار کئے جاتے ہین میرے بیان مین اسقدر طاقت نہین ہے جو اوسکے کمالات کے بیان کے لئے الفاظ کی تلاش کرسکے لہذا مین اوسکے کمالات کے بیان کو یہان ختم کئے دیتا ہون۔

محمد کام بخش کا افسوسناک واقعہ

پہلے اس امر کا اظہار ہوگیا ہے کہ عالمگیر نے اپنی رحلت کے چند روز پہلے محمد کام بخش کو بیجاپور کی طرف روانہ کیا تھا یہ پادشاہزادہ علمی قابلیت بہت رکھتا تھا حافظ

قرآن اور عالم اور خوش نویس تھا مگر کسی قدر جنون سے مجبور رہتا۔ عالمگیر نے
کام بخش کو اسی بیوقوفی کیوجہ سے ایک ہی مہینہ مین دو تین مرتبہ قید کیا تھا
جب کام بخش بیجاپور مین پہنچا امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اپنے نام کا خطبہ
پڑہا۔ بعضے خود غرضون نے جب کام بخش کو اسحالت مین دیکھا اغوا دینا شروع
کیا کہ تمکو یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ تمام ہندوستان کے آپ بادشاہ ہونگے
اس گروہ کی احمقانہ گفتگو کو کام بخش قابل اعتبار جانتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ اگر مین
تنہا بھی رہون تو مین ہی بادشاہ ہون۔ اس دہن مین اپنے ہزارون دلسے
نکالے ہوے خیالات کو بیان کرتا تھا۔ اسیوجہ سے عالمگیر نے اوسکو اپنی
زندگی مین نہایت عسرت مین رکھا تھا۔

غرض دکن کے سردار بالاتفاق کام بخش کی افسری کو قبول کرتے تھے سیف خان
اور رستم دل خان جو دکن مین اعلے عہدون پر مقرر تھے تمام اوس کے
ساتھ متفق تھے۔

غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ جو متقدر اور صاحب اعتبار اور
تورانی فوجون کا افسر تھا کام بخش سے متفق تھا شاہ عالم سے غازی الدین
خان بہادر کو خوف تھا۔ گو محمد اعظم کی رفاقت سے اس نے انکار کیا تھا

بظاہر اسکی یہہ وجہ معلوم ہوتی ہی کہ محمد شاہ عالم کو عالمگیر نے اس گمان سے
کہ اونہون نے ابوالحسن والی حیدرآباد سے موافقت کرلی ہے قید کیا
تھا۔ دراصل یہہ غازی الدین خان کی مغبری کا نتیجہ تہا۔ فیروز جنگ کو کامبخش
کے ساتھہ اوسی زمانہ سے ربط تھا۔ اسی وجہ سے عالمگیر نے کامبخش کو
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے سپرد کیا تہا۔ گو اسوقت مین کامبخش نے
فیروز جنگ کو اپنے ساتھہ متفق کیا مگر فیروز جنگ پر جو ایک جہاندیدہ اور
تجربہ کار شخص تھا کیا کامبخش کے احمقانہ خیالات چھپے ہوے رہ سکتے تھے
ہرگز نہین۔ روسا دکن جو کامبخش کے ساتھہ متفق ہوگئے تھے کامبخش کی
سفیہانہ روش سے علیحدہ ہوتے جاتے تھے۔ غرض جب شاہ عالم نے
ہندوستان کے جنگی مہمات سے کلی فراغت حاصل کی ملک دکن کیطرف
متوجہ ہوا کیونکہ خان فیروز جنگ سے شاہ عالم کا حقیقت شناس دل صاف
نہین تہا اور ڈرتا تہا اور اجیت سنگہ جسونت سنگہ کا بیٹا جو دہپور کا والی
تہا شاہ عالم کی اطاعت مین سستی کرتا تہا اجیت سنگہ کی متکبرانہ حالت سے
یہہ امر صاف ظاہر ہوتا تہا کہ اسکے دماغ مین بہی لڑائی کی ہوا بیچ کھائی
ہوئی ہے ان چھپے اندیشون نے شاہ عالم کو دکن کیطرف توجہ کرنے

کے لئے آمادہ کردیا۔

خانخانان خان فیروز جنگ کے ساتھ مراسلت رکھتا تھا اور وہ نصیحتین لکھا کرتا جو صواب نما خانخانان کی بھی تھین۔

جنسے خان فیروز جنگ کے دل سے وہ اندیشہ جاتا رہا جو شاہ عالم کے جانب سے ایک مدت سے جاے گیر تھا۔ خان فیروز جنگ نے یہی مصلحت دیکھی کہ جب شاہ عالم کے مغاپر داز دل سے وہ خیالات دور ہو گئے ہین جو میری جانب سے سوچے ہوے تھے تو اب مجھکو ضرور ہے کہ مین اسکی فرمان بردار ی مین اپنے کو آمادہ کرون۔

چین قلیچ خان نامی جو خان فیروز جنگ کا ایک لڑکا تھا۔ خان فیروز جنگ سے بالکل ناموافق تھا اور خان فیروز جنگ کا بھائی بھی اِن کے ساتھ مخالفت ظاہر کرتا تھا۔ تورانی سردارون نے جب خان فیروز جنگ کی حالت مین کسیقدر ضعف پایا انھون نے ان کی رفاقت سے اپنے مونھ موڑ لئے غرض خان فیروز جنگ خانخانان کے استوار اقرارون پر نظر رکھکر احمد آباد کی صوبہ داری قبول کی اور دکن سے گجرات کی جانب روانہ ہو گیا۔ مگر شاہ عالم کے حضور مین آنے کے لئے اوس کا خوف

دل سخت کا بنتا تھا۔

شاہ عالم بہادر کو جب کامبخش کی طرف سے کسی قدر اندیشہ تھا بے شمار عساکر کو لئے ہوے دکن کیطرف متوجہ ہوا۔ خانخانان نے اوسوقت مین جب شاہ عالم کو سلطنتی قوت نہین تھی اپنی مدبرانہ طبیعت سے تھوڑی مدت مین ایسا کارآزمودہ لشکر جمع کیا تھا جس سے اعظم شاہ پر فتح ہوگئی اسوقت مین جب شاہ عالم کی ملکی قوت اور اقبالمندی بڑی ہوی تھی کیسا مفید انتظام نہ کیا ہوگا۔ وہ جرار لشکر جمع کے جنمین سے ہر ایک سپاہی اپنے شجیع مزاج سے وحدہ لاشریک لہ کا دم مار رہا تھا۔

جب خجستہ بنیاد کو جو اورنگ آباد کے نام سے مشہور ہے شاہ عالم پہنچا کام بخش کو جو ابتک حیدرآباد مین تھا ایسا نصیحت آمیز خط لکھا جسکا ہر ایک حرف لطف و تحمل کے مضامین کا دفتر تھا۔ خلاصہ مضمون یہ تھا کہ والد بزرگ نے تم کو بیجاپور کا ملک تفویض کیا ہے مین حیدرآباد بھی اوسکا ضمیمہ کرتا ہون یہہ دونون ایسے وسیع ریاستین ہین جنکا محاصل تقریباً ہندوستان کے نصف محاصل سے زیادہ ہوگا مین تمکو اپنے عزیز فرزندون سے کم نہین سمجھتا ہون۔ تم جنگ کا ارادہ نکرو جسمین ہزارون مسلمانون کی خونریزی ہوجاتی ہے

میری اس ناصحانہ گفتگو کو بیہودگی کے ساتھ مت سنو۔
اگر تم میرے اس ناصحانہ خیالات کو قبول کرلین تو مین تمکو ملک دکن پر صوبہ دار
مقرر کردیا۔ فی الحقیقت اس حق شناس بادشاہ کا دل اسی امر کا خواہشمند
تہا کہ لڑائی نہو اور کام بخش دکن کی صوبہ داری قبول لے۔ مگر چون کہ
کام بخش کے نامعقول مزاج مین احمقانہ خیالات متمکن تھے وہ ایسے عمدہ
نصایح کی کب پروا کرتا تہا۔ جلد لڑائی پر آمادہ ہوگیا۔
اسوقت مین رستم دل خان جو جان سپار خان صوبہ دار حیدرآباد کا لڑکا تہا
اور سیف خان جو ایک نامی افسر تہا اور میر ملنگ جو انکا کوکہ تہا لاعلاج اور مجبوراً
کام بخش کی رفاقت مین اپنے سر کہپا رہے تھے۔
خانخانان کے والا تدبیر وزیر نے رستم دل خان اور سیف خان اور میر ملنگ
سے پوشیدہ مراسلت رکھتا تہا اور اپنے نصیحت آمیز مضمونون سے انکو مطلع
کرتا تہا جب اوس سفاک نامعقول کو اس مراسلت کی خبر ہوگئی رستم دل خان
اور سیف خان اور میر ملنگ کو قتل کرڈالا اور اون کے خاندان کو تاراج کردیا۔
اسوقت اوسکے ساتھ ایسے نامی سردار موجود نہین تھے جنہون نے مشہور
واقعون مین اپنی شجاعت کا علم بلند کیا ہوا۔

شاہ عالم اس شایستہ لشکر کو لئے ہوے دس بارہ روز مین حیدرآباد کو پہنچا۔
ہر روز دکنی زمیندار کام بخش کی آفاقت سے مونہ موڑے جاتے تھے۔ اسوقت
کام بخش کے ساتھ چار یا پنج ہزار کی جمعیت سے زاید نہین باقی رہی تہی۔
مگر اوسکو لڑائی کی ویسی ہی دُھن تہی۔
کام بخش نے لڑائی کے ارادہ سے میدان مین خیمہ لگایا اور وہ مغلوکی توپخانہ
جو اوس کے پاس موجود تھا ایک قرینہ کے ساتھ جمایا۔
مگر اس متحمل اور مدبر بادشاہ کو کام بخش سے لڑنے مین بہت تامل تھا اپنے عاطفانہ
مزاج سے اس لڑائی کو بالکل نامناسب خیال کرتا تھا۔
گو مخبرون نے شاہ عالم سے گزارش کی کہ کام بخش کے پاس ایسا لشکر اور جمعیت
نہین ہے جسکے مقابلہ کے لئے آپکو تکلیف کرنی پڑے بلکہ شاہزادون سے
بھی کسی کو بھیجنے کی ضرورت نہین ہے۔ بادشاہ جو نہایت سنجیدہ مزاج اور سمجھدہ الا
تھا کسیکو جنگ کی اجازت نہین دیتا تہا۔ خانخانان اور ذوالفقار خان قدیم سے
محمد کامبخش کے ساتھ کسیقدر خیرخواہانہ رابطہ رکھتے تھے اسمین مصلحت کی کہ
یہہ کیون کاٹے کیطرح کھٹک رہا ہے اور بادشاہ کو وسواس بڑہتا جاتا ہے
اون ہی دونون وہان کی سیر یعنی عمارات وغیرہ دیکھنے کے بہانہ سے بادشاہ سے

رخصت حاصل کی اور اپنے ہمراہی کار آزمودہ فوج ساتھ لی اور خانخانان
بھی چھ سات ہزار کی فوج جنمیں بہت سے خاص بادشاہی ملازم و معتمد
موجود تھے لیکر روانہ ہوا اور ایک ایسے ٹیلے پر پہنچے کہ جہاں سے کام بخش
ٹھیک مقابل اور اوسکے توپ کے گولے بھی یہانتک اچھی طرح پہونچ سکتے
تھے جب محمد کام بخش کو اِن کے آنے کی خبر ہوئی تو فوراً اپنی ہزار دیڑھ ہزار جمعیت
کے ساتھ مع چند خراب و ناکارہ توپوں کے جسپر افلاس برس رہا تھا جنگی ہاتی
پر سوار ہوا اور لڑائی کا نقارہ بجاکر مقابل کھڑی رہا جہان شاہ اور رفیع الشان
بھی بطریق سیر و دل لگی چھڑی سواری سے ادہر ادہر پھر رہے تھے - جب
ذوالفقار خان اور خان خانان کے ساتھ کام بخش کے مقابلہ کی خبر ہی تو یہ بھی
ایک طرف دور سے تماشائیوں کی طرح کھڑے رہکر دیکھنے لگے - اور یہان
خان خانان اور ذوالفقار خان نے اوسی ٹیلے پر سے اوتر کر یہہ مصلحت کی
کہ دست چپ کی طرف امیرالامرا اپنی جنگی سپاہ لئے ہوے کھڑا رہے -
اور کام بخش کے توپخانہ کے سامنے سے کسیقدر موڑا ہوا خان خانان کھڑا
رہے اور اسی مقام سے حملہ کرکے اون کی فوج کو غارت کر ڈالے -
امیرالامرا جو دست چپ کھڑا ہوا تھا خان خانان کے پاس کسی خاص مصلحت کیلئے

آیا تھا اوس نے کہا کہ جب مین نقارہ بجاکر کام بخش کے مقابلہ مین آجاؤن تم بھی فوج لئے ہوے حملہ کرو۔ اِس تجویز کے پہلے سندیون سے کہا گیا تھا کہ دکھنیون کے آئین کے موافق کام بخش کی طرف جاؤ اور اون راستون کو دیکھتے ہوے جاؤ جنمین گھاٹیان اور ٹیلے رہین اور کام بخش سے لڑائی شروع کردو۔

امیر الامرا اس خیال سے کہ فتح اپنے ہی نام پر ہو نقارہ نہین بجایا اور خانخانان سے پہلے جنگی سپاہ کو لئے ہوے کام بخش کیطرف روانہ ہوا۔

خانخانان جو امیر الامرا کی طرف ٹکٹکی باندہے ہوے تھا فی الفور امیر الامرا کے پیچھے روانہ ہوا اور اوس مقام پر پہنچا جہان کام بخش کے توپخانہ کی محاذات تھی اسوقت یہہ بھی خانخانان کے پاس پہنچ گیا۔ کام بخش کو شکست ہوگئی مین نے دیکھا ہے کہ کام بخش جو ایک جنگی ہاتھی پر سوار تہا سخت زخمی ہوگیا تھا اوسکے ہر زخم سے خون کی نہر بہ نکلتی تہی۔ تکیہ پر سر رکھے ہوے بیٹھا تہا اور جب کبھی سر اوٹھاتا اپنے مقابلون پر تیر چلاتا۔ داؤد خان جو امیر الامرا کا ہراول تھا اوس جنگی ہاتھی کو پکڑکر امیر الامرا کے پاس لایا۔ مین اوس نوجوان کی شاہانہ شجاعت پر متحیر ہوتا ہون کہ ایسی ضنع کی حالت مین اوس نے دس پانچ تیر ایسے چلاے جنسے ہاتھی کے ارد گرد کے لوگ بیجان ہوگئے داؤد خان سخت

رخمی ہوا اس ہاتی کے پیچھے چند ایسے ہاتھی تھے جنپر زنانی عماریں کسی ہوی تھین اس نظر تی شجاعت اور بہادرانہ مزاج کا شخص میری نظر مین غالباً نہین گزرا جسنے تنہا اپنے آبائی نام و ننگ کیلئے جان سے ہاتھ دھویا ہو۔ شاہ عالم کے روز افزون اقبال سے اس جنگ مین ایسی غیبی فتوح ہوئی جسمین شاہ عالم کے کسی سپاہی کی نکسیر بہی نہین بھوئی۔ امیر الامرا اوس ہاتی کو لئے ہوے جہان شاہ کے پاس لایا جو تماشا بینون کی طرح دور سے تماشا بینی کر رہا تھا اندنون شاہ عالم نے جہان شاہ کو خانگی اور سلطنتی امور مین پورا اقتدار دیدیا تھا اور امیر الامرا جو ایک زمانہ ساز شخص تہا جہان شاہ سے تازہ ارتباط پیدا کیا تہا۔ جہان شاہ اس عبرت ناک واقعہ کے ملاحظہ کے بعد حکم دیا کہ فتح کا نقارہ بجایا جاے اور عصر کے آخری وقت تک شاہ عالم کے حضور مین پہنچا جرار لشکر مع فتح و ظفر پہنچا۔ شاہ عالم اوسوقت تسبیح خانہ مین تشریف فرما تھے۔

شاہ عالم کام بخش کے سراہنے آکر کام بخش کے زخمی جسم کو دیکہا اور سخت تاسف کیا۔ انکھون سے آنسوؤن کا دریا بہ نکلا۔ اور نہایت پست اور رکی ہوئی آواز سے کہا کہ اے میرے پیارے کام بخش مین ہرگز یہہ نہین چاہتا تہا

کہ تمکو ایسی عبرت ناک حالت مین دیکھون۔
اسکے بعد جراح بلائے گئے مگر کام بخش جو ایک پیدائشی ضدیلا بہادر
سپاہی تہا اوسکو کب ہوس تہی کہ مین چنگا بھلا ہوکر محکومانہ دکن کی صوبہ داری
کرتا رہون زخم سینے کے لئے راضی نہین ہوا۔ رفیع الشان اور
جہان شاہ نے اوس سے کہا کہ چچا صاحب آپنے ایک ہزار سپاہی لیکر ایسے
انبوہ لشکر کا کسلئے مقابلہ کئے۔ کام بخش نے کہا کہ یہہ ایک ہزار سوار تھے اگر
پانسو سوار بہی ہوتے تو مین اپنے ارادہ کو پورا کرتا۔
کام بخش نے اوسوقت شاہ عالم سے کہا کہ میرے ہاتہی پر ایک چہوٹا
صندوق ہے جس پر مین اپنی مہر کیا ہون وہ تمہارے لئے تحفہ ہے
تم اوسکو لیلو اوس مین اکثر وہ قیمتی جواہر ہین جو اعلیحضرت نے
مجکو دیے تھے اور تھوڑے ایسے جواہر بہی ہین جو دکن مین مجہکو ملے
تھے بہر حال وہ تمہارا حق ہے تم اوسکو لیلو۔ کام بخش تین پہر رات
تک بستر پر پڑا رہا اخیر رات اس دنیا سے گذر گیا۔
اوسکی فطرتی بہادری اور دلیری پر آفرین ہے کہ اوس نے جریدہ
وہ آرادہ کیا تہا جو کوئی بادشاہ جم غفیر لشکر کے ساتہہ ایسا ارادہ نہین

کرسکتا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

دکن سے شاہ عالم کی مراجعت

شاہ عالم کو جب کام بخش کی لڑائی سے کلی فراغت ہوگئی۔ ہندوستان کا ارادہ کیا۔ گو دکن مین اوسوقت بعض ایسے ضرور معاملے موجود تھے جنکے تصفیہ یا اصلاح کی سخت ضرورت تہی مگر شاہ عالم کے صوابدیش راسے مین یہی امر مناسب تہا کہ ہندوستان کی طرف مراجعت کرے۔ غالبًا شاہ عالم کی پیش نظر یہ بات ہوگئی کہ عالمگیر بادشاہ کو جب بیجاپور اور حیدرآباد کی تسخیر سے کلی فراغت حاصل ہوئی تہی اون کے سامنے بہی دکن مین بعض ایسے ضروری معاملے پیش ہوگئے تھے جنکے تصفیہ اور انتظام مین عالمگیر کو ہندوستان کی طرف پلٹنے کا موقع نہین ملا۔ اِن معاملون کا ایسا غیر متناہی سلسلہ بڑہتا گیا جسمین عالمگیر کو حرکت کرنے کی مہلت نہین ملتی تہی۔ عالمگیر خود تاسف کرتے تھے۔ مگر اِس تاسف سے کیا نتیجہ نکلتا تھا۔

عالمگیر کو اس امر کا سخت تاسف تہا کہ ہندوستان کے اکثر ایسے مقامات ہین جنمین شاہی انتظام کو وقعت حاصل نہین ہوی مگر دکن کے معاملون کی

پیچیدگیون مین وہ اسقدر اوجھے ہوے تھے جس سے اونکو وہ موقع نہین ملا
جو اپنے سوچے ہوے انتظامات کو ہندوستان مین پھیلا دے سکتے اور اپنے
دہشت و رعب کا نقشہ ہندوستان کے تکبر راجاؤن کے شیر دلون مین
جما دیتے۔

اکثر وقت نہایت افسوس بھرے ہوے لفظون مین فرماتے تھے کہ بعضے
خود غرضون نے (غازی الدین خان اور روح اللہ خان) اپنے نفسانی اغراض
پورے کرنے کے خیال سے مجھکو ایسے پیچ در پیچ معاملون مین پھنسا دیا ہے
جسسے مین اپنے ضروری مقدمات مین دست اندازی نہین کر سکتا۔
مجھکو ان خود غرضون کی جزئی اور کلی امور پر پوری اطلاع ہے کیونکہ اِن معاملون
مین مین ہی دخیل تھا۔ مین اِن تمام واقعات کو بیان کرنا نامناسب خیال کرتا
ہون اسلئے کہ مین اپنی سوانح عمری لکھتا ہون نہ بادشاہون کے واقعات۔
اِن ہی خیالات سے شاہ عالم کو ہندوستان کی مراجعت کا خیال ہوا اور
عین بارش مین ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔
دکن کی صوبہ داری ذوالفقار خان کو دیگئی۔ یہہ وہ شخص تھا جو مدتون دکن
مین کارگزار رہا تھا۔

داؤد خان افغان نائب صوبہ دار مقرر کئے گئے ۔ مگر ذوالفقار خان میر بخشی گیری کی خدمت سے بھی سرفراز ہوکر شاہ عالم کے رکاب مین رہا۔ جب شاہ عالم دریاے نربدا سے عبور کر گئے اور دکن کے حدود سے باہر نکل گئے دل مین راجپوتون کے شرارتون کی اصلاح کا خیال گزرا یہہ وہ خبیث النفس راجپوت تھے جنہون نے عالمگیر کے سامنے اپنے خباثتون کو ظاہر کیا تہا۔

ان راجپوتون سے اجیت سنگہ مہاراجہ جسونت سنگہ کا بیٹا مراد ہے جو جودہپور کا وطندار رہتا ۔ عالم گیر نے جسونت سنگہ کے استیصال مین بہت کوشش کی تہی اور بالآخر اوسکی متکبرانہ طبیعت کو خاک مین ملا دیا تہا۔ جودہ پور مین عالمگیر کے طرف سے صوبہ دار مقرر ہوا تہا۔

جودہ پور کے وطندار کے قبضہ مین اس نواح کا اکثر ملک تہا ۔ مگر اوس وطندار کی فطرتی خباثت نے اوسکے متکبرانہ خیالات کو شاہ عالم کے دل مین جما دیا تہا۔ شاہ عالم کے احکام کی تعمیل مین اکثر سستی ظاہر کرتا تہا ۔ اور جودہ پور بربنیر حکم پادشاہ کے حاکم ہوگیا تہا ۔ دوسرا اجیت سنگہ تہا یہہ شخص میراجگی کے خطاب سے ممتاز ہوا تہا۔ اسکے برتاؤ سے وہ عقیدت

نہین معلوم ہوتی ہی جو اسکے آباو اجداد اپنے عقیدت جتاتے تھے۔ جے سنگھ اجیت سنگھ کے ساتھ حضور مین آیا تہا مگر اسکو وہ منصب نہین ملا جسکے ملنے کی توقع کیجاتی ہی۔ نہ حضور مین اسکو اعتبار حاصل ہوا تھا۔

اسوقت جے سنگھ اور اجیت سنگھ مین دوستی کے روابط بہت بڑے ہوے تھے۔ مگر جب خدا کو یہہ بات منظور نہین تہی ایسے عظیم معاملون مین انسانی راے اور صواب اندیشی کیا کام دیسکتی ہے۔ افسوس ہے کہ دل کی دل ہی مین رہگئی۔

جب شاہ عالم نربدا پار ہوگیا تہا یہہ خبر پہنچی کہ سہرند مین جو کہ تعلقہ لاہور کا ہے ایک گروہ کفار کا جو قدیم سے سہرند کا رہنے والا ہے اپنی فطرتی شرارت کو کام فرما رہا ہے یہ کفار گرو کے نام سے موسوم تھے۔ اس گروہ کا سرکردہ نانک نام جوگیون سے تھا اور اکثر ہندو اوسکو اپنا گرو جانتے تھے۔ اوسکے کمالات پر اونکو پورا اعتقاد تہا۔ اوس کے حکم پر جان فدا کرنے کیلئے مستعدی ظاہر کرتے تھے۔ غرض اس خبیث النفس گرو نے جب اپنی اطاعت مین جم غفیر کو دیکہا اسلام کی تخریب مین کوشش شروع کی ہے۔ وزیر خان جو فوجدار سہرند کا تہا اوس سے سخت لڑائی کی اس ہی لڑائی مین وزیر خان مارا ہی گیا۔ وزیر خان کے مارا جانے سے اوسکی خباثت کا زور دوبالا ہوگیا ہے اور سہرند کی رعایا

پر تعدی شروع کردی۔ مسجدون کے گرانے اور مسلمانون کے قبرین اکھاڑنے
مین پرزور کوششین کرتا ہے۔ دن رات اوسکو ترقی ہو رہی ہے اوس
سرحد مین کوئی ایسا مدبر شخص نہین ہے جو اس کافر کی سرکوبی کی قابلیت رکھتا
ہو۔ بلکہ اوسکی قاہرانہ روش سے مسلمانون کے قوی دل بودے ہوتے چلے
جاتے ہین۔ آصف الدولہ اسد خان جو ایک مدبر کارآزمودہ شخص ہے اوسکے
دھمکیون سے شاہ جہان آباد مین خایف ہو رہا ہے۔

مسلمانون کے دل مین اوسکے رعب اور دہشت نے جاے کرلی ہے۔ اسوقت
بادشاہی عساکر کے سوا اوسکی سرکوبی نہین خیال کیجاتی اور تا وقتیکہ بادشاہ
اوسطرف توجہ نکرے اوسپر شاہی لشکر کا رعب بہی نہ پڑے گا۔

شاہ عالم اس عبرت ناک واقعہ مین منعم خان سے راے لی۔ منعم خان نے یہ راے
دی کہ بالفعل راجپوتون کی سرکوبی سے سرکار اغماض فرماوین کیونکہ یہ ایسا آسان
معاملہ نہین ہے جس مین چند روز کے بعد فراغت حاصل ہوتی ہو بلکہ ان سرکش
مزاجون کی اصلاح کے لئے ایک کافی مدت درکار ہے کیونکہ جب ان سرکش
راجپوتون سے چھیڑ چہاڑ شروع ہو جاوے گی پہر تا وقتیکہ انکی کافی سرکوبی نہو لے
قدم آگے بڑہانا نہوگا۔ ان پیش بینیون سے میری یہی راے ہے کہ پہلے اوس

گروہ کی سرکوبی کے لئے سرکار کو آمادگی چاہیئے جو اسلام کی خرابی کے درپے ہو رہا ہے۔

وہ سرکش راجپوت جنکی طبیعتوں کی اصلاح کا خیال بادشاہ کے صلاح دل مین جاے گیر ہوا ہے وہ نہایت درست ہے مگر آخر وہ سرکاری ملازم ہین اور عالمگیر بادشاہ کے زمانہ مین انکے لئے واجبی پاداش اور گوشمالی ہوگئی۔ غالباً اسوقت اطاعت سے منھ موڑین گے۔ اون کے دلون مین وہ جرات کہان ہے جو مقتدر سلاطین ہندوستان کے مخالفت مین اپنی مستعدی ظاہر کرسکین۔ مگر مین جہانتک خیال کرتا ہون خان خانان کی یہہ کوتہ اندیشی کی وجہ تہی کیونکہ اس نے اس پہلو کا خیال نہین کیا کہ ان سرکش راجپوتون نے بعض ضروری امور کی وجہ سے ملازمت کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کی ہے۔

ان سرکش راجپوتون کی نافرمانی کا یہہ سبب بہی خیال کیا جاتا ہے کہ جب چارون بادشاہون مین باہمی مخالفتین اور اندرونی عداوتین پھیل گئی تھین اور ہر وقت خانہ جنگیون کی نوبت پہنچتی تہی ان کی سرکشی کے لئے ایک عمدہ سبب ہو گیا تہا۔ خان خانان بہی انہین ضروری معاملون کی وجہ سے ملکی اور مالی مہمات مین ایسی دلچسپی کے ساتھ جیسا چاہیے تھا انجام

نہین دے سکتا تہا - ضرور اوسکو زمانہ سازی کرنی ہوتی تہی -

اس سفر مین عجیب واقعے ظاہر ہوے جن مین سے یہہ بہی ایک واقعہ ہے کہ جہان شاہ جو سابق مین ملکی انتظامات اور مالی مہات مین پورا اقتدار رکہتا تہا اپنے اقتدارات سے علیحدہ کیا گیا - دراصل جہان شاہ کی علیحدہ گی جو ان اقتدارات سے کی گئی خانخانان کی مخفی سازش کا نتیجہ تہا جو خانخانان عظیم الشان سے جہان شاہ کی علیحدگی مین مشورت کرتا تہا - گو خانخانان کو وزارت کا عالی عہدہ جہان شاہ کی پرزور کوششون سے ملا تہا مگر خانخانان کو جہان شاہ کی تندمزاجی اور تعجیل سے سخت ہراس تہا -

خان خانان نے نہایت تدبیر اور آہستگی کے ساتہہ جہان شاہ کی تندمزاجی اور مستغنیانہ کارروائی کو شاہ عالم کے گوش گزار کرتا تہا - جہان شاہ نے بہی جب بعض امور مین باپ کی بے پروائی کو ملاحظہ کیا اپنے اقتداری امور مین بہی بہت ہی کم دست اندازی کرتا تہا -

عظیم الشان جو ایک مدبر اور زمانہ ساز شخص تہا ملکی معاملات مین وسعت دے دی اور چونکہ عظیم الشان خانخانان سے مخفی ارتباط رکہتا تہا اکثر ملکی معاملون مین دخل دینا شروع کیا جب جہان شاہ نے یہہ کیفیت دیکہی تندمزاجی

اور سستی پر عمل فرما ہوا۔ انہین دنون مین جہان شاہ ایک مہلک عارضہ مین مبتلا ہوگیا جس سے جہان شاہ کی زندگی کی امید جاتی رہی تھی۔ چونکہ جہان شاہ کی یہہ مستد بیماری تہی خانخانان نے قابو پاکر عظیم الشان کو سلطنتی امورمین پورا دخیل کر دیا۔

شاہ عالم کی یہہ کیفیت تہی کہ جب کسی شخص کو کوئی خاص کام اختیارات عطا فرماتے تھے آپ بہی اوس مین دخل نہین دیتے۔ اور جب کسی کو شاہ عالم سے دوری ہو جاتی شاہ عالم کو اوسکا خیال بالکل نہین رہتا۔ شہزادگی کے زمانہ مین بہی شاہ عالم کی یہی حالت تہی اگر مین ان واقعون کو تفصیلی طور سے بیان کرون تو شاید سامعین کے سمع خراشی ہوگی۔

غرض جب عظیم الشان سلطنتی امورمین پورا دخیل ہوگیا جہان شاہ کو اس مہلک مرض سے افاقہ ہوا مگر اُن سلطنتی اقتدارات مین جس کا یہہ مقتدر رہتا اسوقت دخل دینے کا موقع نہین ملا۔ جہان شاہ نے جب باپ کی کسیقدر بے پروائی دیکہی اصلا اس کام کی ہوا مین بہی نہین آیا۔

جب شاہ جہان کے قبضہ سے یہہ اقتدارات جاتے رہے خانخانان اور عظیم الشان کے اتفاق سے ہر کام کا انجام دیا جاتا۔

غرض شاہ عالم لاہور کی طرف سے ہوا اور شاہجہان آباد اور اکبر آباد مین جو اون کے تخت نشینی کے مقامات تہے بالکل توقف نہین کیا اور نہایت جلدی کے ساتہہ تعلقہ سہرند کو پہنچا۔

اوس گروہ کے پاس ایسا ساز و سامان نہین تہا جو شاہی لشکر کا مقابلہ کرسکے اور اوسکے خیالات کے ایسی بلند پروازی نہین تہی جسسے یہہ خیال پیدا ہوتا ہو کہ اس فساد سے سلطنت کو مضرت پہنچیگی۔ شاہ عالم نے صرف اسلامی حمیت کے لئے ایسی دور دراز مسافت طے کی۔ اور ایسی غیبی فتوح کو شاہ عالم نے نہایت غنیمت خیال فرمایا کیونکہ شاہ عالم کو بسبب خانہ جنگیون کے کوئی ایسا موقع نہین ملا تہا جسمین جہاد کرسکتا۔ لہذا شاہ عالم نے اس واقعہ کو غنیمت سمجہا شاہ عالم نے اس چہوٹے سے واقعہ مین بہ نفس نفیس اسوجہ سے متوجہ ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے ثواب سے مشرف ہوا اور اپنے بزرگ باپ کی بہی شاید تقلید کا خیال ہوگا۔

عالمگیر کی یہی عادت تہی کہ ادنی واقعون مین جو ایک ادنے افسر سے فتح حاصل ہوسکتی ہے خود لشکر کشی کرتا تہا۔

دراصل اوس مفلس گروہ کو اتنی کب قدرت تہی جو ایسے بے شمار جری کارآزمودہ

لشکر کا مقابلہ کرسکتا۔ اوس نے ملک کو عساکر شاہی سے خالی پاکر یہہ فساد برپا کیا تہا۔ جب اوس بدکیش گرد کو شاہ عالم کے لشکر کی خبر ہوی اوس پہاڑ پر امن لیا جسپر برف بہی برستی تہی اور اوسکا یہہ منشا تہا کہ اگر کوئی مشکل آپڑے تو ضرور اس پہاڑی راستے سے فرار ہوجائے۔

غرض شاہی لشکر کے خیمے اوس پہاڑ تک دے گئے جو اوس بدکیش گرد کا اقامت گاہ تہا۔ مگر بادشاہ نے ہر سردار کو جنگ کے ارادہ سے منع فرمایا۔ خانخانان جو ایک بہادر سپاہی تہا اور اسلامی حمیت اوس کے دل مین سمائی ہوئی تہی بادشاہ سے عرض کیا کہ مین اس میدان کو دیکہکر اسکا نقشہ عالی پیشگاہ مین گزرانتا ہون۔ اس بہانہ سے اجازت حاصل کرکے دوسرے دن صبح کو مع لشکر اوس پہاڑ کیطرف روانہ ہوا جہان اوسکی پوری محاوات ہوسکتی تہی۔ رفیع الشان اور جہان شاہ بہی اپنے اپنے خیمون سے باہر نکلکر تماشا دیکہہ رہے تہے۔

چون کہ خانخانان ایک پیدائشی سپاہی تہا۔ اور ہر کام مین جلدی کرنا اسکا ایک فطرتی شیوہ تہا مگر اس نامعقول گرد نے بہت ہی جلدی کی اور پہاڑ پر سے تومین سر کرنا شروع کیا گو خانخانان نے لڑائی کی اجازت نہین لی تہی مگر

اوس نااہل کی پیش دستی نے خانخانان کے غصہ کی آگ کو سلگا دیا۔ گو اوس پہاڑ پر راہین نہین تھین تاہم خانخانان لشکر کو لئے ہوے پیادہ پہاڑ پر چلا جارہا تھا۔ قریب عصر اوس پہاڑ پر خانخانان کا لشکر پہنچا۔ اور اوس کے ساتھیون کو جو بڑے شریر اور سخت بدمعاش تھے گرفتار کیا۔ مگر اوس مقام پر خانخانان نہین پہنچ سکا جو خاص مقام اوس بدذات شریر کا تھا کیونکہ شام ہوگئی تھی۔ خان خانان کے ملازمون نے اوس پہاڑ کی ناکہ بندی کرلی تاکہین ایسا نہو جاے کہ وہ بدذات شریر پہاڑ پر سے بھاگ جاے۔ مگر چونکہ رات ہوگئی تھی خانخانان نے اوس راہ کو نہین دریافت کرسکا جو بہت تنگ و تاریک تھی اور اس راہ سے وہ پاجی گریز کرسکتا تھا۔ لہذا اوس مقام کی حفاظت نہین ہوسکی۔

اوس پاجی کی یہہ عادت تھی کہ روبہانہ ہر وقت رنگ بدلتا تھا کبھی اپنے کو سپاہانہ لباس مین ظاہر کرتا تھا اور کبھی سناسیون کی طرح رہتا جب اوسکو اس امر کا یقین ہوگیا کہ خان خانان ضرور مجھکو گرفتار کرے گا اس خیال سے اوس نے سناسیون کے لباس مین ہوکر اوس راہ سے نکلگیا۔ جسکی خبر خانخانان کے چوکیدارون کو نہ تھی۔

صبح کو خان خانان کا لشکر تھوڑے عرصہ مین اوس حصار پر چڑہ گیا جو خاص اوس پاجی کا مقام تھا جب خان خانان اوسکو قلعہ مین نہین پایا سخت پریشان ہوا بعد تفتیش یہہ خبر ہوی کہ دو پہر رات سے وہ پاجی قلعہ مین نہین ہے۔

اوس پاجی گرو کی تیز رفتاری ایسی تھی کہ غالباً اوس نے دو پہر رات سے صبح تک چالیس کوس کی مسافت طے کی ہوگی۔ جب خان خانان کو یہہ خبر پہونچی سخت نادم ہوا گویا اوسکی کمر توٹ گئی۔ اس کی یہہ وجہ تھی کہ خان خانان نے شاہ عالم سے اس لڑائی کی اجازت نہین لی تہی۔ اور بغیر اجازت کے اس معاملہ مین خان خانان نے مبادرت کی گو خانخانان کو اوسمین کامیابی ہوی مگر ایسے دلپذیر کامیابی نہین ہوی جس کی خانخانان کو توقع تہی۔

غرض خانخانان کو اس چہوٹے سے واقعہ مین سخت ندامت اور خفت ہوئی۔ خانخانان کے دشمنون کو ایسا غیر معمولی واقعہ کبہی ہاتھہ نہین آیا جس مین وہ اپنے دلی بدخواہون کو بادشاہ کی عالی پیشگاہ مین بیان کر سکتے۔ اب کی مرتبہ چونکہ خان خانان کو اس معاملہ مین پوری ناکامی ہوگئی

اون کو اپنے مدتون کے سوچے ہوے ارادون کے پورے کرنے کا موقع ملا۔

خان خانان نے اس لڑائی مین گو فتح پائی تہی مگر سخت نادم تہا آخرالامر جب فتح کا نقارہ بجانے کا حکم دیا شاہ عالم نے منع فرمایا اور حضور مین آنے سے بہی موقوف کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی خان خانان کو خبر پہنچی کہ آپ کے دشمن شاہ عالم کے حضور مین خیر اندیشیان کر رہے ہین اور جو مدتون سے اون کے ارادے تھے اون کے پورے کرنے مین بلیغ کوششین کر رہے ہین۔

خان خانان گو اس حالت کو پہلے ہی سے جانتا تہا مگر چونکہ وزارت کی ایک ارفع عہدہ پر تہا ان پیش اندیشیون سے غالباً غافل ہو گیا تھا خان خانان اس ندامت سے چند ہی روز کے بعد سخت بیمار ہو گیا اوسکی بیماری کی یہی وجہ تھی جسکا بیان کیا گیا۔

محمد شاہ عالم کے انتقال کا جگر سوز واقعہ

جب شاہ عالم نے ہندوستان کے ضروری مہمات سے فراغت

حاصل کی نہایت دلچسپی اور نصفت کے ساتھ امور سلطنت کا انجام دینا
رہا۔ اوسکی فطرتی مروت اور نصفت پسندی ایسی چیز نہین ہے جسکی
بیان کے لئے ناطقہ کام دیسکے۔ زمانہ کو پادشاہون کی ایسی متعدل
حالت بہت ہی ناپسند معلوم ہوتی ہے دفعتاً شاہ عالم کے مزاج مین
مادہ مسموم پیدا ہوگیا یہہ مرض افعی کے سم قاتل سے کم نہین تہا۔ شاہ عالم
پر ایک غشی کی حالت سی طاری ہوئی تہی۔ آخر الامر اسی مہلک مرض
سے شاہ عالم کی وفات ہوگئی۔ ابتداء مرض مین شاہ عالم زنانہ مین تشریف
لیگئے تھے اور زنانہ مین ہی شاہ عالم کا انتقال ہوا اوسوقت شاہ عالم
کے پاس جہاندار شاہ اور عظیم الشان حاضر تھے۔ جب معزالدین نے
شاہی محل سے دردناک آواز سُنی اور اس دردناک واقعہ کا انکشاف
ہوگیا مضطربانہ اپنے محلسرا سے دوڑا اوسوقت معزالدین کی ایسی مضطرانہ
حالت تہی کہ نہ اوسکے پاؤن مین جوتا تہا اور نہ سر پر دستار۔ دستار
کی جاے پر ایک سی کو سر پر لپٹے ہوے باہر نکلا تہا۔ اوسکے خدمت گار نے
اوسکے سر پر دستار رکہی اور پاؤن مین جوتا پہنایا۔ مین نے اس جگر سوز
واقعہ کے سننے کے بعد دربار مین حاضر ہوا تھا مین نے معزالدین کو

راستہ مین دیکھا کہ چند مقربون کے ساتھہ ہاتھی پر سوار چلا آرہا ہے۔ جب مجھکو اندنون عظیم الشان کے ساتھہ ربط و اتحاد بڑہا ہوا تھا مین نے عمداً کنارہ کیا تاہم معزالدین نے مجھکو دیکھکر پکارا کہ تم میرے ساتھہ چلے آؤ۔

جس روز شاہ عالم گزرے مجھکو کسی خاص ضرورت کے لئے امیرالامرا نے بلایا تھا اور مین اوسوقت اون کے خاص دیوان خانہ مین بیٹھا ہوا تھا میرزا شاہ نواز خان بہی اسی جا بیٹھے ہوے تھے۔ امیرالامرا اور عظیم الشان کی اوسوقت پوری موافقت نہین تہی اور مین نے بہی شیخ قدرت اللہ کو عظیم الشان اور امیرالامرا کی موافقت کے لئے واسطہ کیا تھا۔ امیرالامرا نے اوسوقت مجھسے کہا کہ تم اپنے پوترے عنایت اللہ کو عظیم الشان کی خدمت مین روانہ کرو کہ میری جانب سے معروضہ کرے۔ مین نے عنایت اللہ کو اسیوقت عظیم الشان کے پاس روانہ کیا۔ عنایت اللہ نے امیرالامرا کی جانب سے عظیم الشان کی خدمت مین معروضہ کیا۔ کمال بے توجہی اور بے پروائی سے یہہ جواب دیا گیا کہ جب شاہی ملازمون کو اس درگاہ کے سوا کوئی مامن نہین ہے اور تمام بندگان

شاہی ہمارے پاس موجود ہین تم جمعیت حاضر کے ساتھہ ہماری حضور مین چلے آؤ۔ جب امیر الامرا نے یہہ تحریر دیکھی انکھون مین پانی ڈبڈبا آیا اور کہا تم نے پادشاہی مصاحبون کی حالت دیکھی ہے اب جو خدا چاہے گا ہوگا۔ امیر الامرا کو جب عظیم الشان کے ساتھہ ملازمانہ اتحاد جاتا رہا اوس نے نہایت خاطر جمعی کے ساتھہ معزالدین کے پاس چلا گیا۔ امیر الامرا کو وہ مقام رہنے کے لئے ملا جو شاہ عالم کے محل سرا اور تینون شہزادون سے نہایت ہی قریب تھا۔

جب عظیم الشان کو ملکی اور مالی امور مین شاہ عالم کی زندگی سے ہی پورے اقتدارات حاصل تھے اور اپنے بھائیون کے روبرو حاکمانہ اور مقتدرانہ حکومت کرتا تھا تینون بھائیون کے دلون مین دشمنی کی آگ سلگ رہی تھی اور جب شاہ عالم کا انتقال ہوگیا عظیم الشان نے بالکل شاہانہ سلطنت رانی شروع کردی۔

عظیم الشان کے ساتھہ اکثر جلیل القدر فوجی افسر اور مالی حکام متفق تھے خزانہ شاہی بھی عظیم الشان کے ہی قبضہ مین تھا۔ عظیم الشان کے پاس خانگی ملازم کی اتنی تعداد تھی کہ معزالدین اور رفیع الشان اور جہان

شاہ کے تمام ملازمون کو اگر اکہٹا کرلین تو غالباً عظیم الشان کے ملازمون سے نصف خیال کئے جاتے۔ قطع نظر اسکے شاہی توپ خانہ وغیرہ بہی اس کے قبضہ مین تہے یہہ ایسا جری اور بہادر شاہزادہ تہا کہ کوئی شاہزادہ تنہا اس سے مخالفت نہین کرسکتا تھا۔

عظیم الشان اس نزک و احتشام کیساتہہ میدان جنگ مین خیمہ لگایا اور جابجا غنیم کے لشکر کے انسداد کے لئے ناکہ بندیان کی گئین۔ اس وقت عظیم الشان کے دل مین یہہ خیال گزرا کہ یہہ لوگ ایسی عبرت ناک حالت مین ہین جنکے پاس خزانہ اور لشکر نہین ہے اور چند قدیم ملازم جو اون کے ساتہہ متفق ہوگئے تہے روز بروز ہماری فوج مین داخل ہورہے ہین ہمارے اقبال کو روز افزون ترقی ہورہی ہے۔ جب ایسی حالت پیش نظر ہے ہم کیون جلدی کرین اور کیون جنگ مین اپنے طرف سے پیش دستی ظاہر کرین۔ مین سخت تعجب کرتا ہون کہ عظیم الشان جیسا بیدار مغز شخص جو بارہا ایسے تجربہ کرچکا تہا ایسے دہوکہ مین کیون مبتلا ہوگیا۔ شاید اوس کے اقبال کا ستارہ قریب غروب آگیا ہے افسوس کہ اوسکو اس بیہودہ خیال نے خاک مین ملادیا۔

اکثر ملاحظہ ہوا ہے وہ سہل امر جس کے حصول کے لئے سیکڑون مضبوط ذریعہ
پیش نظر تھے وقت پر وہ تمام ذریعے بیکار ہو گئے ۔
اور یہہ بھی ملاحظہ ہوا کہ بعض ایسے مشکل امور جنکی تحصیل کے لئے کوئی ذریعہ
یا کوئی علت سمجھہ مین نہین آتی تھی اور وقت پر وہ کام نہایت آسانی اور
دلچسپی کے ساتھہ نکل گیا ہے ۔ ان بدیہی انقلابون کے ایسے دقیق وجوہ ہوتے
ہین جنکو انسانی عقل نہین سمجھہ سکتی ۔ بالآخر عقلا اپنے ہوشمندانہ خیال سے
یہہ کہتے ہین کہ غالبًا اس امر مین فلان بے احتیاطی ہو گئی جس سے تحصیل مدعا مین
خلل پڑ گیا ۔ بہرحال جیسے ہونے نتائج اور غامض باتون کو تقدیری امور خیال کیا چاہیئے
جس رات کو شاہ عالم کا انتقال ہوا امیر الامرا معز الدین کے پاس چلا گیا
اور مہابت خان کو جو معز الدین اور امیر الامرا اپنا دشمن جانتے تھے عظیم الشان
کے پاس چلا آیا اور سکو یقین تھا کہ اگر معز الدین کو موقع ملے گا تو غالبًا
جیتا نچھوڑے گا اس جان گزا اندیشہ سے اوس نے اپنا سامان اور مال
بھی اوٹھانے نہ پایا اور نہایت جلدی کے ساتھہ اپنے کو عظیم الشان کے
لشکر مین پہنچایا ۔ بدمعاش پاجیون نے جب اوس کے خیمہ کو پایا آگ
لگا دی ۔ مین بھی اوسوقت اوس میدان مین تھا مگر چونکہ میرے پاس

بار برداری موجود نہ تھی مجبورانہ دو چار روز اوس ہولناک مقام مین
ٹہرنا پڑا میرے ساتھ اوسوقت چند مستورات بہی موجود تہین اون کو
مین نے لاہور مین روانہ کر دیا مگر میری اہل خانہ میرے ہی ساتہہ تھین
مجکو اوسوقت شیخ قدرت اللہ اور عظیم الشان سے نہایت ربط بڑہا ہوا
تھا مجہپر اور میرے فرزند پر عظیم الشان مہربانی فرماتا تہا منصبونمین
ترقی دی تہی بہرحال مجہکو عظیم الشان کی رفاقت ضروریات سے تھی
چار پانچ روز کے بعد شاہ نواز خان اور حمید الدین خان وغیرہ کے
لئے جو اس خایف مقام مین ٹھہرے ہوے تھے سواری اور بار برداری
پہنچی مین بہی انہین کے ساتھہ عظیم الشان کی خدمت مین روانہ ہوا۔ اوسوقت
مجکو اقامت کے لئے ایک ایسا مقام ملا تہا جو کسیقدر وسیع نہین تہا مین نے
اپنے اہلخانہ کو اوس مقام مین رکہا اور آپ عظیم الشان کے پاس بصحبت
مین رہنا اکثر امور مین عظیم الشان مجہسے مشورت فرماتے اس کے پہلے
عظیم الشان نے کردی قوم کی تنبیہ کے لئے میرے نورچشم کو خانگی لشکر
کے ساتھہ روانہ کیا تھا چونکہ یہہ مہم درپیش تہا لہذا نہایت عجلت کے ساتھہ
میرے نورچشم کی طلبی کی۔ اور مجہکو لشکر آرائی کے لئے زرخطیر عنایت فرمایا

مگر مین نے اوسکو قبول نہین کیا اور عرض کیا کہ ایسے ہولناک وقت مین مجھسے اس رقم خطیر کی حفاظت نہوگی۔ جب میرا نور چشم پہنچ جاے اوس کے تفویض کیجاے گی۔

عظیم الشان جب تخت پر بیٹھا میرے لئے پنجہزاری منصب اور اعظم خانی خطاب تجویز فرمایا مگر مین نے اسکو قبول نہین کیا اور گزارش کی کہ مین نے خدا سے نذر کی ہے کہ تا وقتیکہ آپکو فتح نہوے مین خلعت و منصب ہرگز نہین قبول کرونگا۔ میری اس تقریر سے عظیم الشان کو اس امر کا گمان پیدا ہوا کہ ان کے دل مین میری سلطنت کا استقرار نہین ہے۔

غرض جب عظیم الشان شاہ عالم کے تخت پر جانشین ہوگیا تینون بھائیون نے عظیم الشان کے مقابلہ کے لئے آمادگی ظاہر کی۔

عقلمند کارآزمودہ لوگ عظیم الشان کی حالت اور دوسرے شہزادون کی عمیق چالون کو غائر نظر سے دیکھتے تھے مگر بعضے ناتجربہ کارون کا یہ گمان تھا کہ عظیم الشان کے انبوہ لشکر سے انکو میدان جنگ مین غالباً سرخروئی نہوگی۔

جب لڑائی شروع ہوئی عظیم الشان کے معزز فوجی افسرون کی مضطربانہ حالت معلوم ہونے لگی۔ وہ لوگ جنکو عظیم الشان نے سیکڑون روپیہ اور علاوہ عمدہ

منصب دیا تھا جنگ میں سستی اور نفاق ظاہر کرتے تھے۔ اور اسوقت میں اون لوگون کو جو نہایت لالچی تھے اوپیہ اور پیسہ اون کے معاہدہ کے موافق نہین دیا جاتا تھا جس سے اون کے دل سرد ہو گئے تھے۔ بہرحال فوجی سردار کے بودے رایون سے کمبت کے آثار دکھائی دینے لگے۔ فوجی افسرون کی بزدلی اچھی طرح ظاہر ہو رہی تھی۔

توپخانہ سے پانچ روز تک جنگ ہوتی رہی۔ عزالدین اور جہان شاہ اور رفیع الشان بالاتفاق کوشش کر رہے تھے۔ توپخانہ سے اِن تینون بہادر شاہزادون نے عظیم الشان کے لشکر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ہر روز بڑھتے جاتے تھے تا آنکہ عظیم الشان کی بددل فوج اس آہنی قلعہ مین محصور ہو گئی۔

پانچوین دن عظیم الشان ہاتھی پر سوار ہوا محمد کریم جو عظیم الشان کی فوج کا ہراول تھا سخت کوشش کرتا تھا مگر چونکہ اِن تینون بہادرون نے ہر طرف سے حملے کر رہے تھے عظیم الشان کی شیرانہ ہمت کیا کام دیسکتی تھی۔ بالآخر توپخانہ عظیم الشان کے بزدل لشکر کا بیکار ہو گیا اور ہزیمت ہو گئی۔ عظیم الشان کے لشکر نے اوسوقت اپنے تجربہ اور مردانگی کی داد دی۔

سلیمان خان افغان جہان شاہ کے لشکر کا تنہا مقابلہ کیا مگر اوسکو کسی نے رفاقت

نہین دی آخر بہادرانہ آئین سے مارا گیا۔
تمام فوجی سردارون کی ہمتین پست ہوگئی تہین۔ آخر جہان شاہ فی آہستہ
آہستہ عظیم الشان کے لئے آمادہ ہوا یہہ بے جگر بہادر سپاہی اوسوقت
مین تنہا باقی پر کھڑا ہوا تہا۔
چونکہ راہ صاف تہی اگر کسی جانب نکل جاتا ممکن تہا مگر اوسکی شاہانہ ہمت
کب اس امر کی مقتضی تہی۔ تنہا جہان شاہ کے مقابلہ مین آیا۔ اوسوقت
یہہ بات معلوم رہتی تہی کہ عظیم الشان تنہا اجل کے منہہ مین چلا جارہا ہے
گولیان اور تیرون کی سخت بوچہار ہو رہی تہی۔ عظیم الشان کے فیلبان کو بہی
ایک گولی لگ گئی جس سے وہ مرگیا۔ عظیم الشان بہی جو گولیون اور تیرون
کے زخمون سے چور چور ہوگیا اور عماری ہی مین جان دی۔
اوسوقت چار گہڑی دن باقی رہا ہوگا سلطان محمد کریم جو فوج کا بڑا ہراول تہا
اپنے ہاتہی سے کود پڑا۔ غرض میدان جنگ سے کوئی زندہ نہین پلٹا
مین اور میرے متعلقین جو دریا کے کنارے کہڑے ہوئے تہے جہان شاہ
بہی وہین ٹہرا ہوا تہا عظیم الشان اور محمد کریم کا ہاتہی جہان شاہ کے لشکر مین
دوڑ رہا تہا۔ اوسوقت مین مہابت خان اور حمید الدین خان محفوظ مقامون

مین تھے اور مین عظیم الشان کی رفاقت کے لئے اس مقام پر آگیا تہا اور میرے
متعلقین دریا کے کنارہ پر ہی تہے ۔ خان زمان کے متعلقین نے مجھسے کہلایا
کہ ابہی لشکر تک و دو مین ہے اگر اپنے متعلقین کو دریا پار پہنچائین میری کشتی
حاضر ہے ۔ مین نے اس کو مناسب سمجہا ۔ مین نے دو زنانی پالکیون مین اپنے
متعلقین کو سوار کیا اوسوقت میرے نزدیک چار ہزار اشرفی اور سونے
کے زیور موجود تھے اور چند ایسے صندوق تہے جنمین جواہر اور میرے متعلقین
کا پوشاک تہا مین نے صرف انہین اشیاء کو اپنے ساتہہ لے لیا اور باقی
تمام اوس جا چہوڑ دیا گیا ۔ یکایک وہ آوارہ ہاتہی جو جہان شاہ کے لشکر مین
گھوم رہے تہے اسطرف آگئے ابتک میرا زنانہ اس جاے سے روانہ نہین
ہوا تہا مین اس مقام سے چند قدم گیا تہا کہ میرے نوکر نے آواز دی آپ
کہان تشریف لیجاتے ہین جلد تشریف لائیے کہ یہان شریر پاجیون نے شور
مچا دیا ہے ۔ اوسوقت خانزمان میرے ساتہہ نہین پلٹ سکا مین اور میرا
نورچشم عنایت اللہ پلٹ گئے ۔ جب مین اسوقت اپنے زنانہ پر پہنچا کہ مغل
زنانہ کو لوٹ رہے تہے مین اپنے گھوڑے سے کودا اور اپنے متعلقین کو
اوس جان گزا حالت سے بچایا مین اور عنایت اللہ مسلح کہڑے رہگئے جون کہ

اون کو لوٹ منظور تھی لہذا اون باجیون نے لڑائی پر آمادہ نہین ہوے۔ اِن ناہموار بدمعاش مغلون نے پالکی کی غلاف تک بھی نہین چھوڑا مین اوسوقت دیکھہ رہا تھا کہ محمد کریم اپنے رفیق کے گھوڑے پر سوار ہوکر چلا جارہا تھا اس بے انتہا شور سے ہمارے ملازم جو کنارہ ہوگئے تھے دور سے مجھکو دیکھکر نزدیک آگئے۔ پہر مین نے اونہین پالکیون پر زنانہ کو سوار کیا اور اوس جان گزا مقام سے اپنے متعلقین کو روانہ کردیا۔

میرے نزدیک اور متعلقین کے پاس اوسوقت ایک چادر سے زیادہ نہین تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ خدا نے جان بچائی۔

ایک پہر رات گزرتی تھی مین اپنے مقام پر آیا اور ایک سو بیس شعر مثنوی کے لکھے اور ایک غزل بھی لکھی۔

جہان شاہ کا خیمہ میرے خیمہ کے متصل تھا۔ جہان شاہ نے صبح کو باربرداری روانہ کی اور فرمایا کہ ہمارے دولت خانہ مین چلے آؤ۔ جہان شاہ کے ساتھہ مجکو قدیم سے ایک خاص رابطہ تھا مگر چونکہ مین عظیم الشان کی رفاقت مین تھا لہذا مجکو جہان شاہ کی ملازمت کا اتفاق نہوا۔ مگر جہان شاہ کا طبعی میلان میری جانب تھا یہہ شہزادہ بڑا مستقیم المزاج اور عقلمند تھا۔ غرض مین نے اون کے

واجب التعظیم حکم کی تعمیل کی - اور جہان شاہ کی ملازمت کے لئے گیا - جہانشاہ
اوسوقت ایک شامیانہ کے نیچے بیٹھا ہوا جب مجھکو دور سے ملاحظہ فرمایا
اعظم خان کے خطاب سے پکارا اور اپنے پاس بلایا - جہان شاہ نے
اوسدن مجھکو چار پانچ قیمتی کپڑے عنایت فرمائے اور شش ہزاری منصب
سے ممتاز فرمایا گیا کہ ایک منصب تمہارے لئے رکھہ چھوڑا ہے جب تخت نشین
ہونگا اوسکو بھی دونگا - جہانشاہ اوس دن جلیل القدر بادشاہون کے مانند
تخت پر بیٹھا ہوا تھا -

مین لطف اللہ خان کے خیمہ کے پاس ٹہرا ہوا تھا جو معتمد جہان شاہ کے
جزئی و کلی امور کا تھا -

جہان شاہ کا واقعہ بھی عمدہ طرز اور دلچسپی کے ساتھہ نہین بیان کیا جاسکتا
در اصل یہہ فتح جہان شاہ کے عمدہ کوشش اور اقبالمندی سے ہوئی
تھی - جہان شاہ نے عظیم الشان کی لاش پر اپنی مہر کرکے معزالدین
کے پاس روانہ کیا -

جہان شاہ اور معزالدین کا یہہ معاہدہ ہوا کہ فتح کے بعد خزانہ اور مال مناصفہ
تقسیم ہوگا - امیرالامرا نے اس معاہدہ پر قرآن کی قسم کھائی تھی - جہانشاہ

جو ایک سچا بہادر سپاہی تہا امیر الامرا کے اس حیلہ سازی کو نہین سمجہا۔
اور وہ مال اور خزانہ جو عظیم الشان کے قتل کے بعد جہان شاہ کے ہاتہہ لگا
تہا اسپر قبضہ نہین کیا۔

درحقیقت جہانشاہ سے یہہ سخت غلطی ہوئی۔ امیر الامرا کی اسمین یہہ غرض
تھی کہ جہان شاہ ایک مدبر اور خود رائے شخص ہے اگر اسکے ہاتہہ مین
ریاست آجائے گی تو غالبًا اپنے نفسانی اغراض پورے نہون گے۔
اور چونکہ معزالدین ایک نااہل شرابی شخص ہے اگر یہ بادشاہ ہو جائے
تو گویا مین ہی بادشاہ ہون اور ایک دوسری وجہ بہی تہی یعنے سرس رانی
نام ایک کسبی جو لال کنور کی بڑی دوست تہی اس کے ساتھہ امیر الامرا کو پوری
وابستگی تہی اور لال کنور وہ کسبی تہی جسکو معزالدین اپنی معشوقہ خیال کرتا تہا
انہین مہپر ہوے تعلقات نے بہی امیر الامرا کو اس خیال پر آمادہ کر دیے تھے
امیر الامرا نے اُن تمام خزانون اور اموال پر اپنا قبضہ کر لیا جہان شاہ کے پاس
اسوقت ایک حبہ بہی موجود نہین تہا جس سے اُس انبوہ لشکر کی خبر داری
کر سکتا۔

جہان شاہ نے امیر الامرا کو کہلایا کہ اب معاہدہ کو پورا کرنا چاہیے امیر الامرا

نے اس مین حیلہ سازی شروع کی - کیونکہ اوسکا یہہ ارادہ تہا کہ جہان شاہ
کو حیلہ سازی سے قتل کرے - اوسکو اس امر کا پورا یقین تہا کہ جہان شاہ
کا لشکر فقر و فاقہ کی تاب نہ لاسکیگا - اور غالباً تین ہی روز مین جہان
لشکر کی پریشانی نظر آجاے گی - افسوس ہے کہ عظیم الشان بہی معز الدین
کے مقابلہ کے وقت یہی فکر کی تہی مگر جب عظیم الشان کا بخت یاور نہین
تہا دل کی دل ہی مین رہگئی -

امیر الامرا ایک مرتبہ جہان شاہ کے حضور مین آیا تہا اور امیر الامرا کی
حیلہ سازی کو جہان شاہ اور وہ دانشمند لوگ سمجہہ گئے تہے جو مصاحب
جہان شاہ کے تہے - اکثرون نے جہان شاہ کو امیر الامرا کے قتل یا قید کی
راے دی مگر جہان شاہ جو ایک بہادر اور سچا شخص تہا اس نے اس امر
کو پسند نہین کیا اور فرمایا کہ گو اس امر مین مدعا برائی کی توقع کیجاتی ہے مگر اسکے
ساتہہ ہی ہمارے عجز کا علم بہی لوگون کے دل مین ہو جائے گا - اگر میرا اقبال ہے
تو مین اسکو جنگ کے وقت قتل یا قید کرونگا -

اوسی وقت جہان شاہ نے امیر الامرا سے فرمایا کہ میرے شیر دل سپاہی تمہارے
قتل کا مصمم ارادہ کیا ہے اور تمہاری رانی بہی تمہارے قتل کا اشارہ کرتی ہے

مجھکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم فی الفور شام کے پہلے یہان سے چلے جاؤ
امیر الامرا جہان شاہ کا شکریہ ادا کر کے اپنے گھر کو چلا گیا۔
فی الحقیقت جہان شاہ ایک جوانمرد اور بامروت شخص تھا سلطنتی امور ایسے
صاف صاف نہین ہوتے جن مین آدمی اپنی سچائی سے کام لے بلکہ سیکڑون
ایسے پیچیدہ معاملہ ہوتے ہین جنمین جھوٹ اور مکاری کو دخل دینا ہوتا ہے
یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ اگر چور سوے ہوے شخص کو ہشیار کرے گا ضرور
اوسکا گلا کاٹا جائے گا۔ نیکیان اور برائیان ایک جا جمع نہین ہوتین بلکہ بعض ایسے
مقام ہوتے ہین جن مین برائی نیکیون کو مٹاے دیتی ہے۔
اسکے بعد امیر الامرا نے جہان شاہ کو صاف جواب دیدیا کہ خزاین اور اموال مین
تقسیم نہین ہوسکتی۔ جہان شاہ نے اسبات کے سننے کے بعد جنگی نقارہ بجوایا
اور اپنی شیر دل سپاہ کو نہایت متانت سے آراستہ کیا۔ جہان شاہ کی شجاعت
اور صائب تدبیر کا امیر الامرا کو علم ہوچکا تھا جو اس نے عظیم الشان کے مقابلہ
مین اپنے ذاتی تجربون کا اظہار کیا تھا۔ آثار سے اوسوقت یہہ بات معلوم ہو
رہی تھی کہ جہان شاہ کو اس جنگ مین فتح ہوگی مگر تقدیری امور ایسے چھپے ہوے
ہوتے ہین جنکا علم خالق حکیم کو بھی نہین ہوتا۔

اس رات کو جہان شاہ کے توپخانہ مین غیب سے آگ سلک گئی جس سے تمام باروت جلگئی اور تمام باروت خانہ جلگیا۔

راجے خان مانکپوری جو معزالدین کے توپخانہ کا افسر تہا ایک چھوٹا اور پست فطرت شخص تہا یہہ شخص ادنی خدمت سے شش ہزاری منصب پر پہنچا تہا اوس نے معزالدین سے ایک جھوٹی بات کہی کہ مین نے چند لالچیون کو اس کام کے لئے مقرر کیا تہا کہ موقع پاکر جہان شاہ کے باروت خانہ مین آگ لگادین چنانچہ یہ کام میرے ہی عمدہ تدبیر کا نتیجہ ہے۔ اس دروغ نے معزالدین کے پاس اوسکی اور وقعت بڑہا دی۔ رستم دل خان اوسی وقت شاہی باروت خانہ سے تہوڑی باروت مہیا کرلی۔ مگر جہان شاہ سے بھوکے پیاسے لشکر نے تنخواہ کی درخواست شروع کردی۔ جہان شاہ اور رستم دل خان اور لطف اللہ خان لشکر کی تسلی مین ملاطفانہ سخن سازی کرتے تہے تاہم لشکر کی طبیعتین جنگ کی طرف مائل نہین تہین۔ دوسرے روز جہان شاہ نے صبح کے وقت جنگ کے لئے آمادہ ہوگیا اور دوپہر توپون کی گرج رہی۔ دوپہر کے بعد اکثر سپاہیون نے پانی کے بہانہ سے فرار ہوگئے مگر جہان شاہ نے اون کے روکنے کیلئے سخت کوشش کی مگر کچھہ بہی نہوا۔ چند ناہموار دن نے

یہہ خبر اُڑادی کہ امیر الامرا توپ کے گولہ سے مرگیا اور معزالدین بھاگنے کی فکر مین ہے اس کے سننے سے جہان شاہ کے لشکر مین فتح کا نقارہ بجایا گیا اس کے بعد اکثر جلیل القدر سردار ایک ایک طرف ہوگئے تہے اس سے اونکی یہہ غرض نہی کہ معزالدین کے لشکر پر حملہ کرین۔ اسوقت پہر دن باقی ہوگا۔ جسوقت جہان شاہ نے حملہ کیا اسکے ہمراہی فوج پانچ ہزار سے زاید نہوگی۔ مگر جہان شاہ کی فوج اوس وقت پریشانی کے عالم مین تھی اوسوقت امیر الامرا چند سوارون کے ساتہہ میدان مین کہڑا ہوا تہا اور معزالدین خیمہ مین رستم دل خان اور مخلص خان نے شاہی خیمہ کا ارادہ کیا۔ معزالدین جو اس ہجوم کی برداشت نہین رکہتا تہا جلد خیمہ سے نکلکر امیر الامرا کے پاس اپنے کو پہنچایا۔ اور یہہ لوگ شاہی خیمون مین گھسکر زیور و لباس خوب ہی لوٹ۔ شاہ عالم کی بیگم کے زیور و لباس کو بہی اونہون نے نہین چہوڑا۔

اوسوقت جہان شاہ امیر الامرا کے مقابلہ مین آگیا تہا اور جہان شاہ کے ساتہہ تین چار سو سوار سے زاید فوج نہوگی۔ رفیع الشان جو معزالدین کا مددگار رہتا اوس نے قابو پاکر جہان شاہ کے پیچہے سے مقابلہ مین آیا۔

اوسوقت تیراور گولی کی سخت بارش ہوی جس سے جہان شاہ کے لشکر
مین پریشانی ہوگئی جہان شاہ تنہا نہایت استقامت کے ساتھ ہاتی
بیٹھا ہوا تھا یکایک ایک گولی جہان شاہ کو لگی جس سے اوس کی ارمان
بھری جان نکل گئی۔

جہان شاہ کی لاش کو امیر الامرا کے پاس لیگئی اور فتح کے نقارے
بجائے گئے۔

جہان شاہ ایک صادق الوعد نیک اور بہادر مزاج شخص تہا جب تقدیر
اسکی یاور نہین تہی کیا ہوسکتا تہا۔ بعض لوگون کے یہہ احمقانہ خیال ہین
کہ بعض امور مین بے احتیاطی کیگئی ورنہ فتح ہوجاتی۔ اکثر مدبر شخصون
کے حواس اور قوی صحیح وسالم رہتے ہین مگر تقدیر کی بے توجہی سے
کوئی بات نہین بن پڑتی۔

اسوقت معزالدین اور رفیع الشان کے سوا کوئی شہزادہ باقی نہین رہا
رفیع الشان۔ صاحب کمال۔ اور حافظ اور متوکل بامروت شخص تہا۔
اسکو اپنے اقرار کی سخت پاس تہی۔ رفیع الشان امیر الامرا پر پورا بہروسہ
رکہتا تہا۔ امیر الامرا کو خان خانان کے مقابلہ مین رفیع الشان کی طرف

سے خفت ہوی تہی ہمیشہ امیر الامرا کو یہہ خیال رہتا تھا کہ رفیع الشان کو اسکی پاداش
دون ۔ بظاہر رفیع الشان کے موافق تہا اور قسمین کھاتا تھا کہ مین آپکا
خیر خواہ ہون ۔ رفیع الشان اوسکو چچا کے خطاب سے پکارتا تہا ۔ امیر الامرا
نے یہہ بات سوچی کہ رفیع الشان کے ساتہہ کوئی فوجی افسر اور مدبر شخص
نہین ہے اور چونکہ اسی وقت جنگ سے فرصت ہوئی ہے ہر شخص غفلت
مین ہے رفیع الشان کی بہی خبر لینی چاہیے ۔
جس رات کو جہان شاہ کا انتقال ہوا امیر الامرا نے اپنے لشکر کو یہ راے
دی کہ ہر شخص اپنے اپنے گہر مین غافل ہے مجموعی حالت سے رفیع الشان پر
حملہ کرنا چاہیے مگر لشکر نے یہہ راے دی کہ رات کے وقت کوئی کسیکو
نہین پہچانتا ہے جب صبح ہوگی ہم ضرور رفیع الشان پر حملہ کرین گے ۔
افسوس ہے کہ یہہ وہ لوگ ہین جن پر رفیع الشان کے ہزارون احسان
تہے ۔ صبح کو رفیع الشان کی طرف سے فوجی افسر نے توپخانہ کی شلک
کردی اور جنگی طبل بجایا گیا ۔ جب معز الدین کا لشکر ہوشیار ہوا اور فوجون
کا اژدہام ہوگیا ۔ رفیع الشان کے ساتہہ ایک متنفس بہی نہین رہا وہ
بدخشی جسکو رفیع الشان نے مفلسی سے امارت تک پہنچایا تہا ۔ اُس نے

اِس وقت اپنے محسن کے ساتھ بیوفائی کی داد دی۔ اور وہ توپ خانہ جو اپنے ساتھ رکھتا تھا رفیع الشان پر خرچ کیا۔ رفیع الشان تنہا باقی پر رہگیا۔

چونکہ رفیع الشان ایک غیرت دار بہادر مزاج شخص تھا تلوار کھینچے ہوے باقی پر سے کود پڑا اور پیادہ لڑائی کی اور آخر اپنی جان دی۔ ایسا بہادر مزاج شخص عالمگیر کے خاندان مین نظر نہین آیا گو تمام اولاد عالمگیر کی جوانمرد تہی مگر اس نوجوان کی بہادری جدی تہی۔

معزالدین نے فتح کا نقارہ بجایا۔

افسوس ہے کہ اِن دونون جوان بہادر شہزادون کے لاش تین دن اور تین رات جنگ گاہ مین پڑی رہی۔

اور تین دن کے بعد ان دونون بہادرون کے لاشون کو ہمایون بادشاہ کے مقبرہ مین دفن کرنے کا حکم دیا جو شاہ جہان آباد مین تہا۔

اِن نامور شاہزادون کے مزار ایسے بے نشان و بے نام باندہے گئے جن سے یہہ بات نہین معلوم ہوتی کہ یہہ قبرین اِن بہادر شہزادون کی ہین جو شاہ عالم کے قرۃ العین تھے۔ وہ قبرین جو سنگ مرمر کی

باندھی ہوی تہین لال کنور اور اوسی کے قرابت دارون کو نصیب ہوئین
اب مین اس امر کی گزارش کرتا ہون کہ مین بعض واقعات سلطان معزالدین
کے ایسے لکھون گا جس سے معزالدین کی ذہانت فطری کا کامل ثبوت
ملے گا - مگر مجکو اس بیان سے سوء ادبی اور توہین منظور نہین ہے صرف
میرا یہہ منشا ہے کہ اپنی سوانح عمری کے ضمن مین ان حالات کو بیان کرون
جو مین نے دیکھا ہے اور مجکو اونکا تجربہ ہوا ہے -
اور یہہ بھی گزارش کرتا ہون کہ بعضے امور جن کو ہم اپنے معلومات
کے لحاظ سے خلاف قاعدہ خیال کرتے تہے غالباً معزالدین کی شاہانہ
مصلحت کے موافق ہون گے پس جو کچھہ اوس بیدار مغز بادشاہ نے
کیا وہ نہایت بجا کیا -
مورخون کا یہہ ضابطہ ہے کہ بادشاہون کے سلطنتی امور اور اون کے
طرز معاشرت جو چھوٹون بڑون کے ساتھہ ہوتی ہے انکو بیان کرے
ان واقعات کے بیان کرنے کی یہی وجہ ہے کہ مین نے عالمگیر بادشاہ
کے زمانہ کو دیکھا ہے جو نہایت دیندار - متشرع - حق پرست - عادل
جوانمرد - عقلمند شخص تہا اور مین نے پچاس برس اوسکے پاس تربیت

پائی ہے اِن رسوائیون کو جو مین نے اپنی آنکھہ سے ملاحظہ کیا ہے تمام اوس تشرع جوان مرد بادشاہ کے انتظامی امور اور طرز معاشرت کے برخلاف پایا۔

جب معزالدین تخت پر بیٹھا ایسے کام کیا جن کو مین صاف صاف بیان نہین کرسکتا۔

مین نہین کہہ سکتا کہ معزالدین نے اپنے عہد حکومت مین ایسے جدید احکام نکالے جنکا نتیجہ ریاست کے بدنظمی کا ہوگیا۔ یہی وجوہ جو بادشاہانہ آئین کے خلاف ہین غمخوارون کی زبان سے بادشاہون کی نسبت ایسے حروف نکال دیتے ہین جن سے بظاہر اِن عظیم الشان بزرگون کی توہین نظر آتی ہے۔

جب معزالدین اپنے پرزور اقبال اور ذوالفقارخان کی حیلہ سازیون سے تینون بہادر بھائیون پر فتح پائی اور اون کو خاک کے برابر کردیا بے اندیشہ اور بے وسواس تخت پر بیٹھا۔

معزالدین ایک آرام طلب غافل مزاج بیخبر شخص تہا۔ اوسکو سلطنتی آئینون اور ملکی ضابطون سے آگاہی نہ تہی اور وہ بُرے اوصاف اسکی ذات مین پائے جاتے تہے جو اوسکے مدبّر اور بزرگ آبا ـــــ کے برخلاف تھی۔ ہندوستانکی

موروثی سلطنت مین ایک کسبی جسکا نام لال کنور تھا معزالدین کی شریک تھی جسکو
معزالدین بہت دوست رکھتا تھا - بادشاہی نمک خوار معزالدین کی ان بیہودگیون
سے سخت متنفر تھے -

لال کنور کے قرابتدارون کو ریاستی امور مین پوری مداخلت تھی - بڑے
بڑے خطاب اون بدمعاش پاجیون کو دیے گئے تھے - لال کنور کا سالانہ خرچ
دو کروڑ روپیہ تھا -

لال کنور اور معزالدین رتھہ مین سوار ہوکر اکثر بازار مین کدو اور ککڑی وغیرہ
خرید کرتے تھے - چنانچہ ایک رات معزالدین اور لال کنور رتھہ مین سوار تھے
اوسوقت اِن دونون عیش دوست کو خوب نشہ تھا - رتھہ بان نے بھی غالباً
شراب کے نشہ مین مخمور ہوگیا تھا اوس نے آدھی رات کے وقت نشہ کی حالت
مین معزالدین اور لال کنور کو گاوخانہ مین پہنچایا - اِن دونون شہوت پرستون
کو کیا معلوم کہ یہہ گاوخانہ ہے یا شاہی محلسرا ہے - جب تھوڑی دیر کے بعد لوگون
نے بادشاہ کو ڈھونڈا اپنے مقام پر نپایا بعد تفتیش گاوخانہ والون نے اِن
دونون شہوت پرستون کو شاہی محل سرا مین پہنچایا - معزالدین دہلی کے
چوک مین مع زنانہ تشریف فرماتے تھے اور اوس محلہ کی لڑکیون کو اپنے خواص

کے لئے منتخب فرماتے تھے۔

ہر ہفتہ مین معزالدین اور لال کنور ایک چادر لپیٹ کر اوس چشمہ مین نہایا کرتے تھے جو خواجہ نصیرالدین کے مبارک مزار سے بالکل قریب ہی۔

لال کنور نے زیب النسا بیگم کے ساتھ جو معزالدین کی بیوی اور جلیل القدر عورت تھی سخت بے تہذیبی سے پیش آئی تھی۔ زیب النسا بیگم کے ساتھ وہ برتاو کیا جو کسی ادنےٰ رزیل عورت کے ساتھ وہ برتاو نہین کیا جا سکتا۔

معزالدین ایک وقت زیب النسا بیگم کے پاس کہانے کے لئے آیا تھا لال کنور نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا مین تم کو یہان کہانے نہ دونگی معزالدین نے اوسکی تسلی کی۔ بیگم کو ان ناشایستہ حرکات سے سخت رنج ہوا مگر خاموش رہگئی۔

معزالدین کے معاملات اس قسم کے بیشمار ہین جنکی شرح نہین ہو سکیگی معزالدین ریاستی امور مین ایک ہیولا محض تھا اوسکو یہہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ ریاست مین کیا ہو رہا ہے امیرالامرا جو اون کا وزیر تھا خود بادشاہی حکومت کرتا تھا۔

بہتیرے عالی خاندان کو اس نے تاراج کر دیئے۔ جلیل القدر امیرون کو قتل کرتا اور بیڑی پہناتا اوس کے پاس ایک سہل کام تھا۔
امیر الامرا کو جب کسی امیر کے آئین سے اس امر کا علم ہوتا کہ یہ دولتمند شخص ہے اوس کی تباہی مین کوشش کرتا۔ سیکڑون بدعتین اوسنے نکالین امرا کے منصبون مین اُسنے کمی و زیادتی کی۔
امیر الامرا کی بدچلنیون نے ادنےٰ اعلےٰ کو امیر الامرا کا بدخواہ بنا دیا۔
یہہ تمام ریاست کی برہم زنی معز الدین کی غفلت کی وجہ سے ہتی۔
کوکلتاش خان بہادر جو بچپن سے بادشاہ کے پاس بزرگ ہوا تھا اوس سے وزارت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ امیر الامرا نے بادشاہ کے اس ارادہ کی برہم زنی کی۔ اور اسکو اضلاع پر روانہ کر دیا۔
اکثر امیر۔ امیر الامرا کی رعونت اور متکبرانہ برتاؤ سے سخت رنجیدہ تھے جب لوگون نے امیر الامرا کو ایسی حالت مین دیکھا کہ فرعونی تکبر اور شدّادی دماغ بتلا رہا ہے۔ فی الغور بادشاہ کے دلنشین کر دیا کہ امیر الامرا وزارت کے قابل نہین ہے اس نے اپنے مکارانہ مزاج سے ایسے

حیلہ سازیان کین جن سے الوالعزم بہادر شہزادے قتل کئے گئے۔
اُس کے آثار سے یہہ بات معلوم ہوتی تہی کہ چند روز کے بعد سلطنتی
امور مین پوری دست اندازی کرے گا اور آپ علحدہ ہو جائین گے
اور خود مختارانہ سلطنت کرے گا۔ معز الدین جو ایک ضعیف العقل
شخص تہا اس گفتگو سے بہت ہی خوفناک ہو گیا۔ مگر چونکہ بیوقوف
تہا اُس کے دفع مین مشغول نہوا اور نہ ان چہپے ہوے اسرار کی حفاظت
کی۔ کوکلتاش خان نے ہی بادشاہ کو یہہ راے دی تہی مگر بادشاہ نے
اپنی حماقت سے سبکو فاش کر دیا۔

اس کارروائی کی بدولت ایک عالم خراب ہوا۔ مخلص خان اور رستم ذوالقدر
اس وجہ سے قتل کئے گئے۔ اور اکثر امیر اُس کارروائی مین اکثر امیر قید ہو گئے اور
کسی کے لئے قتل کی تجویز کی گئی۔ مہابت خان جو جدۃ الملک کا بیٹا تہا
اور حمید الدین خان وغیرہ قید کئے گئے۔

امیر الامرا کے کینہ ور دل مین جب کسی کی طرف سے ادنیٰ غبار بہی آجاتا
اُسکی قید یا قتل کی کوشش کرتا۔

خان خانان کو خاک مین ملا دیا اور اُس کے بیٹون کو قید کیا تہا اور اُن کے

قتل کا وعدہ بھی ظاہر کیا تھا۔ مین محمد بید ار بخت کے زمانہ مین اس شخص کے ساتھ پورا مخالف تہا اور شاہ عالم کے عہد حکومت مین جملۃ الملک خانخانان کے ساتھ مجکو پورا اتفاق تہا امیر الامرا کی شکست کے باب مین اوسوقت اکثر تجویزین ہوی تہین۔ اور اوسکے بعد مجکو عظیم الشان اور جہان شاہ کے ساتھہ ربط و اتحاد تہا یہہ وہ بزرگ جلیل القدر سردار تھے جن کے ساتھ امیر الامرا کو پوری مخالفت تھی۔ جب مجکو ان بزرگون کے ساتھ ایک خاص ربط تہا تو مجکو یقین ہوگیا تہا کہ اس زمانہ مین مین زندہ نرہونگا۔ جب میرا نام معز الدین کے حضور مین لیا گیا اُس نے میرے قتل کا اشارہ کیا۔ خدا کی قدرت تہی کہ بادشاہ کی جانب سے قتل و قید کے حکم ہوتے تھے اور اونکی تعمیل مین خدا نے سستی ڈالدی تہی مین نے جہان شاہ کے قتل ہونے کے بعد لاہور چلا گیا تہا۔ لاہور سے امیر الامرا کو ایک رقعہ لکہا جس مین چند رباعیین تہین۔

رباعے

اجداد مرا بخاندان عالی	بود ست توسل زعرضہا خالی
من آل علی توذوالفقار حیدر	دریاب کہ جز تو کس ندارم والی

رباعے

شرمندہ ام از گنہ کہ کردم کم و بیش	بر درگہت آمدم سر افگندہ بہ پیش
امروز بجاے غم وجدم جوئی	شرمندہ مکن میان بیگانہ و خویش

ایضاً

من گردیدم از ہر چہ تو کوئی بدتر	از نست چو نام خاندانم بر سر
امروز تو سر کردہ آن نا موسی	بر من منگر سوے بزرگان بنگر

مین نے اِن رباعیون کو اپنے پوترے عنایت اللہ کے ذریعہ سے امیر الامرا کے پاس روانہ کیا۔ امیر الامرا نے اوس کی طرف توجہ نکی اور کچھہ جواب ندیا۔

پھر مین نے دوسری مرتبہ ایسے مضامین کے رباعیات کو نوازش خان جو امیر الامرا کا نسبتی بھائی تہا امیر الامرا کے پاس روانہ کیا جن مین محبت اور صداقت کی بو آتی تہی۔ امیر الامرا نے اِن رباعیات کو توجہ کے ساتہہ مطالعہ کیا اور نہایت مہربانی سے فرمایا کہ نوازش خان کے ساتھہ بلائے جائین۔ مین نے جب یہہ بات سنی نوازش خان کے ذریعہ سے کہلایا گو میری طلبی ہوئی ہے مگر یہہ نہین معلوم ہے کہ قتل منظور ہے یا بے عزتی

اگر یہی منظور ہے تو خود مین کفن پہنکر آپ کی عالی خدمت حاضر ہو جاتا ہون
جسمین میری پوری خفت دربار مین ملاحظہ ہو جاے گی اور اگر میرا
قتل گوارا ہو تو خود مین اپنا سر کاٹ کے روانہ کرتا ہون ۔
امیر الامرا نے تسلی دی اور قسم کھائی کہ مین بادشاہ سے جان بخشی کرا دونگا
پھر مین امیر الامرا کی ملاقات کے لئے اُس کمرے مین گیا جس مین وہ تنہا
بیٹھا ہوا تھا امیر الامرا نے میری بہت تعظیم کی اور اپنی مقررہ عادت کے
موافق آئین ملاقات ادا کئے ۔ دوستانہ شکایتین مجھہ سے کین مین نے
جواب دیا جس سے اوس کے دل پر اثر پڑا اور رخصت کے وقت
بھی انہین مدارات سے پیش آیا ۔
اُسی روز امیر الامرا بادشاہ سے عرض کر کے میری جان بخشی کرائی ۔
بادشاہ نے فرمایا کہ تمہاری خاطر سے مین نے اوسکی جان بخشی مگر
نوکر نہین رکھون گا ۔ مجکو نوکری کی آرزو ہی کب تھی مین جان بخشی کو
غنیمت جانتا تھا ۔ گو امیر الامرا نے میری جان بخشی مین پر اثر کوششین
کی اور میری اور بادشاہ کے درمیان صفائی کرا دی ۔ مگر اوسکے
ساتھہ ہی یہہ بھی فرمایا کہ تم بادشاہ سے عرض کرنے مین میرا توسط رکھنا

اور کوکلتاش خان اور مغنیہ کے ساتھ تکرار بڑھ نہ کہنا چاہیئے۔ امیر الامرا کو
میری جانب سے بہت وسواس تہا انہین وسواسون سے ایسے جزئی امور
مین مخالفت کرتا تہا اور میری صواب اندیش رائے سے بہت ڈرتا تہا۔
میری مدبر رایون کو اوس نے بیدار بخت اور شاہ عالم اور عظیم الشان
کے عہد مین دیکہا تہا۔ جو مین نے خان خانان اور مہابت خان کی طرفداری
مین ظاہر کیا تہا۔

مین نے امیر الامرا کے اس اقرار کی سخت پابندی کی تہی۔ کبہی کبہی رفع
ملالت کے لئے اس شخص کی ملاقات کرتا تہا جو اپنے کو فرعون و شداد
کا ہمسر کہتا تہا۔ مگر مین خانہ نشین تہا اور سلطنتی امور کے عمدہ عمدہ کامون
مین مجکو مداخلت نہین تہی۔

بعضے وقت جب مین بطور خانگی ملاقات کی امیر الامرا کے پاس جاتا تہا
تنہائی مین مجہسے سلطنتی امور مین رائے لیتا اور مین بہی موافق المستشار مؤتمن
کے صحیح رائے دیتا تہا۔ میری رائے سے امیر الامرا کو وسواس نہین تہا
چونکہ امیر الامرا ایک فطین اور عالی دماغ شخص تہا میری رائے سے مرہون منت
ہوتا تہا۔ غرض معز الدین نے نو مہینے مین ایسی شیطنت سے ریاست کی کہ

گویا جن ہو گیا تہا یا اس سے زیادہ ۔ کہ یکایک محمد فرخ سیر عظیم الشان کے بلند اقبال فرزند نے جو بہار کا صوبہ دار تہا اپنے باپ اور چچا کے قتل کی خبر سنی سخت غمگین ہوا۔ فرخ سیر اوسوقت صوبہ بنگالہ سے اس ارادہ سے نکلا تہا کہ باپ اور چچا کی ملازمت سے مشرف ہون چونکہ اس ارادہ سے اوس نے نکلا تہا فوج اوسکے ساتہہ نہین تہی۔

محمد فرخ سیر نے اپنے دل مین مصمم ارادہ کیا تہا کہ معز الدین سے ایک بار مقابلہ کرون اور دیکہہ لون کہ تقدیر سے کیا بات ظاہر ہوتی ہے جب یہہ خبر معز الدین نے سنی گو ایک متکبرانہ مزاج شخص تہا تاہم اس کے دل مین فرخ سیر کی دہشت چہا گئی۔

معز الدین کے جلیل القدر افسرون نے جب یہہ بات سنی کہ محمد فرخ سیر نے معز الدین کے مقابلہ کے ارادہ سے لشکر کشی کی ہے۔

بہت خوش ہوے اور خدا سے دعا کرنے لگے کہ فرخ سیر کو خدا فتح دی امیر الامرا کا اقبال جب یاور تہا جو کام کرتا درست ہوتا تہا۔ امیر الامرا نے جہاندار شاہ سے لاہور مین کہا تہا ۔ کہ شاہ جہان آباد مین ایک ہفتہ سے زیادہ ٹہرنا نہ چاہیئے اور ایک ہفتہ کے بعد اکبر آباد کے طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

اور اس امر پر بہت اصرار کیا تہا۔ امیر الامرا کی یہہ راے ایک پولیٹکل مصلحت کے موافق تہی۔ یعنے اسوقت سلطنت کے امور مین معزالدین کا رعب قایم نہین ہوا تہا۔ اور معزالدین ایک عیاش ریاستی امور سے غافل شخص تھا۔

پس معزالدین کی یہہ حالت رعایا کی بے رعبی کے لئے اور محکم دلیل ہو جاتی تھی۔

مگر معزالدین ایک فطری احمق شخص تہا اوس کی احمقانہ کارروائیون کا کیا کہنا۔ علیٰ اوس نے جب شاہ جہان آباد مین داخل ہوا طرح اقامت ڈالدی۔ اور عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا۔ کوکلتاش خان نے اوسوقت یہہ راے دی کہ امیر الامرا جو شاہ جہان آباد مین آپ کے ٹہرنے مین ناراضی ظاہر کر رہا ہے اوس کی یہہ وجہ ہے کہ اوس نے شاہ فرخ سیر سے سازش کر لی ہے اور غالباً آپ کو فرخ سیر کے تفویض کر دے گا۔ معزالدین نے اس تقریر سے سخت اندیشہ ناک ہوا۔ اور اسی اندیشہ سے معزالدین نے علے رؤس الاشہاد یہہ بات کہدیتا تہا کہ عظیم الشان کو مین نے قتل نہین کیا ہے امیر الامرا نے قتل کیا تہا اب امیر الامرا کو بہی فرخ سیر کے مقابلہ مین جانا ہوگا۔

انصاف مزاج دقیقہ رس آدمی صاف معلوم کرسکتا ہے کہ جب بادشاہ
اس قسم کے تلون سے موصوف ہو تو اوسکے انتظامی کارروایئون کو
اسی پر سے قیاس کرسکتے ہین -
امیر الامرا کی آنکھین جو غرور اور عیش کے نشہ سے بند تہین اصلا اس امر
کی طرف توجہ کرنے کی اجازت نہین دین -
سید عبد اللہ خان اور حسین علیخان جو بارہ کے رہنے والے تھے - اور انہون
نے شاہ عالم سے مقابلہ کیا تھا اور شاہ عالم کے سلطنت کے بعد معز الدین
کے ساتھہ بہی انہون سے عمدہ عمدہ کام ظاہر ہوے تھے -
عظیم الشان کے عہد مین عبد اللہ خان کو آلہ آباد کی صوبہ داری دی گئی تہی
اور حسین علیخان اوسوقت بہار کے صوبہ دار تہے - عظیم الشان انکو اپنے
اخلاص مندون مین شمار کرتا تہا - عبد اللہ خان نے فوجی انتظام اور ملکی حفاظت
کی ضرورت کی وجہ سے شاہی خزانہ سے رقم کثیر لی تہی - اوسوقت مین
راجے خان مانکپوری کو جسکا احوال سابق مین لکہہ چکا ہون بادشاہ سے قرابت
تہی اور عبد اللہ خان سے اوسکو ایک خاص وجہ سے ملالت تہی اوس نے
اس بہانہ سے عبد اللہ خان کو صوبہ آلہ آباد سے معزول کردیا اور اپنے قرابتمند

سے کسی ایک خاص شخص کو آلہ آباد کی صوبہ داری پر روانہ کر دیا۔
عبداللہ خان نے جب خبر سنی راجے خان مانکپور کی فوج سے مقابلہ کیا
جس سے راجے خان کو شکست ہو گئی۔ اور اسطرف سے خبر نہایت سرگرمی
کے ساتھ پہنچی کہ فرخ سیر جرار لشکر کے ساتھ معزالدین کے مقابلہ کے لئے اپنی
دلیرانہ آمادگی ظاہر کر رہا ہے۔

جب عبداللہ خان نے اپنے شیرانہ حملوں سے راجے خان کی فوج کو فاش
شکست دیدی راجے خان نے بادشاہ کے طرف سے ایک فرمان لکھا کہ تمہاری
صوبہ داری تمہارے نام پر قایم ہے تم برابر اپنے کام پر عامل رہو۔
عبداللہ خان جو ایک مستقیم المزاج اور کار آزمودہ فہیم شخص تھا۔ راجے خان کی
نامعقول حیلہ سازیوں کا اثر اوسکی مدبرانہ طبیعت پر کب پڑ سکتا تھا۔
اور راجے خان کی ان ظاہر فریبیوں کو وہ خوب سمجھتا تھا۔
حسین علیخان جو ایک شیر دل بہادر سپاہی تھا۔ نہایت خلوصیت اور سعادت
کے ساتھ فرخ سیر کے ہمراہ ہو گیا۔

اکثر جلیل القدر سردار جنپر معزالدین کا رعب قایم نہیں ہو سکتا تھا محمد فرخ سیر
کا ساتھ دینے لگے گویا یہ غیبی تائید اور آسمانی فتوح ہے جو کہ ہر مقام سے

کار آموزدہ تجربہ کار شخص فرخ سیر کے ساتھ ہو جاتے تھے۔

محمد فرخ سیر بھی شیرانہ صولت کے ساتھ معزالدین کے مقابلہ میں چلا آتا تھا امیرالامرا کو شاہ جہان آباد میں فرخ سیر کی آمادگی کی خبر پہونچ چکی تھی تاہم امیرالامرا کو اس امر کا یقین پورے طور سے نہیں ہوتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ عبداللہ خان جو ہمارا ملازم ہے فرخ سیر کے ساتھ ہرگز نہیں سازش کریگا۔ بلکہ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوگا۔

جب محمد فرخ سیر کی چڑھائی کی خبر متواتر معزالدین کو پہنچنے لگی معزالدین نے بھی اپنی کاغذی فوج اور پشمی شیروں کو جن پر اپنے فرزند اعزالدین کو سردار کیا تھا محمد فرخ سیر کے مقابلہ میں روانہ کیا کار آزمودہ سرداروں سے معزالدین کے پاس کون شخص موجود تھا جو محمد فرخ سیر کے مقابلہ میں اپنی سربراوردگی ظاہر کرسکتا۔

کوکلتاش خان کہتا تھا کہ میں بادشاہ کو تنہا چھوڑ کر محمد فرخ سیر کے مقابلہ میں نجاؤں گا کیونکہ امیرالامرا کی حیلہ سازیوں سے مجھکو اطمینان نہیں ہے۔ میں اگر محمد فرخ سیر کے مقابلہ میں چلا جاؤنگا۔ غالباً امیرالامرا بادشاہ کو قتل کرڈالیگا یا قید کردے گا۔

ایک روز کوکلتاش خان کی لڑکی نے جو معزالدین سے گستاخانہ گفتگو کرتی تہی معزالدین سے عرض کی کہ آپ نے میرے والد سے جو وزارت کا وعدہ کیا تہا۔ اوسکی تعمیل نہین ہوی معزالدین نے کہا کہ اب اس قسم کی گفتگو کا محل نہین ہے اگر امیرالامرا اس خبر کو سُن لیگا مجھکو اور تیرے باپ کو قید کر دیگا غرض اعزالدین خواجہ حسین کو جو کلتاش خان کے قرابت داروں سے تہا اپنے ہمراہ لئے ہوے محمد فرخ سیر کے مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا غالباً یہہ فوج پانچہزار سوار سے کم ہوگی۔

گو جلیل القدر امرا بہی جنکا شش ہزاری اور ہفت ہزاری منصب تہا اعزالدین کے ہمراہ ہو سکتے تھے مگر انتک یہہ گمان نہا کہ سید عبداللہ خان اور سید حسین علیخان جو مدبر اور کارآزمودہ شخص تھے غالباً وہ ہمارے ساتھ ہوجائینگے۔ اسی خیال نے خواجہ حسین کو اسقدر فرصت نہین دی جو اکبرآباد سے اون سرداروں کی امداد طلب کرتا جو جنگی امور مین تجربہ کار اور سربرآوردہ تھے یہ صرف خواجہ حسین کی غفلت اور ناتجربہ کاری کی وجہ تہی جو یہہ خیال کیا کہ حسین علیخان اور عبداللہ خان معزالدین کی اطاعت سے منہہ نہ موڑینگے محمد فرخ سیر اپنے شبرانہ شوکت کے ساتھہ چلا آرہا تھا

پہلے ہی سے محمد فرخ سیر کے ساتھ ایک جرار کار آزمودہ لشکر تھا اور جب
سید عبد اللہ خان اور سید حسین علیخان کا کار آزمودہ لشکر محمد فرخ سیر
کے لشکر مین شریک ہوگیا تو محمد فرخ سیر کے لشکر کی تعداد بڑھگئی اور
قریب ستر اسی ہزار کے لشکر کی تعداد ہوگی - محمد فرخ سیر اس جنگی لشکر کو
لئے ہوے بنارس کی راہ سے اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا - محمد فرخ سیر
کے ساتھ اسوقت روپیہ کی کافی تعداد موجود تھی جس سے تمام لشکر
آرام و آسایش کے ساتھ بسر کرسکتا تھا -
جب محمد فرخ سیر اس جرار لشکر کے ساتھہ اکبر آباد کی نواح مین پہنچ گیا -
اعزالدین کے لشکر اور اس لشکر کے درمیان غالباً ۱۲ کوس کا فاصلہ ہوگا
عبد اللہ خان صبح کے وقت بطور گشت کے اپنے لشکر کو لیا ہوا اعزالدین
کے لشکر کے قریب پہنچا اور توپخانہ کی لڑائی شروع کی - خواجہ حسین جو
ایک بزدل اور بودا شخص تھا یہہ خیال کیا کہ اعزالدین کو یکے بھاگ جانا مناسب ہے
جب رات ہوی خواجہ حسین نے فوجی سردارون کو اپنے فرار ہونے کی نہین
خبر کی اور شہزادہ کو لئے ہوے اکبر آباد کو روانہ ہوا - اسوقت اعزالدین
کے ساتھہ معدود آدمی تھے - خواجہ حسین چون کہ ایک نامرد اور بزدل شخص تھا

غنیم کے حملون کے خوف سے تین چار روز کے راستہ کو تھوڑی مدت مین
منقطع کیا رات کے وقت اکبر آباد مین پہنچا۔ وہ فوجی سردار جنکو اعزالدین
کے فرار کی خبر ہوگئی بعض اِن سے محمد فرخ سیر کی فوج مین مل گئے
اور بعضے بہاگ گئے۔

عبداللہ خان جو بڑا بہادر سپاہی تہا اوس نے کسی کی مزاحمت نکی اور
مال بھی نہین لوٹا۔ مگر اِس امر کا انکشاف بہی نہین ہوا کہ عبداللہ خان یا اور
فوجی سردارون نے اعزالدین کا تعاقب کس لئے نہین کیا۔ اور بعد فتح
اکبر آباد کا ارادہ بہی نہین کیا۔ بیدار مغز عقلا نے اِس امر مین فکر کیا ہم
(امور مملکت خویش خسروان دانند)

جب معزالدین اور امیر الامرا کو یہ خبر پہنچی کہ اعزالدین کو ہزیمت ہوئی۔
بادشاہ اور امیر الامرا کے خیمہ پر ہوائیان چھوٹ گئین سخت اندیشہ مند
ہوگئے۔ اِن کو فرخ سیر کی فتح و اقبال اور اپنے ادبار کا پورا یقین ہوگیا
محمد فرخ سیر کی خبر فتح نے تمام غریب اور امیر کے بڑے مہ لون کو خوش کردیا
معزالدین نے اسوقت اس امر کو مناسب سمجہا کہ خود جرار لشکر کے ساتھہ
محمد فرخ سیر کا مقابلہ کرے۔ معزالدین کو یہ اندیشہ تہا کہ اس وقت اکبر آباد

کی طرف جانا مناسب نہین ہے کیونکہ محمد فرخ سیر اغرالدین پر فتح پانے
کے بعد ضرور اکبرآباد مین گیا ہوگا جو میدان جنگ سے بالکل قریب
واقع ہے لہذا یہہ مناسب ہے کہ شاہ جہان آباد کے نزدیک جنگ گاہ
مقرر ہو۔

راجے جان مانکپوری جو میرآتش تہا اوس نے اس غرض سے معزالدین
سے رخصت حاصل کی کہ فریدآباد کے تالاب پر جنگی توپخانہ کی ترتیب دیوے
جب راجے جان فریدآباد مین پہنچا یہہ خبر معلوم ہوی کہ محمد فرخ سیر نے فتح
کے بعد میدان جنگ سے حرکت نہین کی اور نہ اکبرآباد کا ارادہ کیا۔ اس سے
کسیقدر معزالدین کے سردارون کے دل پھول گئے اور اونہون نے
اکبرآباد پہنچ جانے کو نہایت غنیمت سمجہا۔ اور جلدی کے ساتھہ اکبرآباد
کے طرف روانہ ہوا۔

امیرالامرا نے جب اس جانبازی کے وقت کو ملاحظہ کیا اون خزاین کو خالی
کردیا جو اکبرآباد اور شاہ جہان آباد مین مدفون تھے۔ قریب دو کرور روپیہ کے
رقم علی الحساب فوج پر تقسیم کردیگئی۔ اسوقت مین محمد معزالدین کے لشکر کی
تعداد ستر اسی ہزار سوار کی ہوگی۔

کو بہادر سپاہیون نے بے شمار مال و اسباب امیر الامرا کی زر بخشی سے حاصل کیا تہا مگر چونکہ امیر الامرا کی حیلہ سازیان انکے پیش نظر تھین اُس کی زر بخشی اور سخاوت بہی حیلہ سازی اور مکارانہ آئینون مین شمار کیجاتی تھین۔ تمام جرّی سردار بیدل تھے۔

غرض یہہ انبوہ لشکر اکبر آباد کے متصل باغ دہر کے پہنچا۔ اوس وقت یہہ خبر مشہور تہی کہ محمد فرخ سیر اعتماد پور مین ہین اور وہان سے دریا پار ہونے کا ارادہ رکہتے ہین۔ معز الدین نے اس خبر کے سننے کے بعد دریا کے کنارے خیمہ لگایا اور دریا پار ہونے کے قصد سے پُل باندہنا شروع کیا غالباً ۱۵ دن سے ایکہفتہ کا توقف ہوا ہوگا۔

جہاندیدہ تجربہ کار لوگ یہہ خیال کرتے تھے کہ جو شخص دریا سے عبور کرنے مین جلدی کرے گا غالباً اوسی کو فتح ہوگی۔

شام کو یہہ خبر پہونچی کہ عبد اللہ خان اور حسین علیخان جو محمد فرخ سیر کے لشکر کے جلیل القدر سردار ہین دس بارہ کوس کی مسافت طے کرنے کے بعد دریا سے بہی پار ہوگئے اور وہ جنگی توپخانہ جو اُنکی ہمراہی فوج کے ساتھ موجود تہا اُس کو بہی لے گئے۔

امیرالامرا نے جب یہہ خبر سُنی اسکی مضطربانہ صورت سے مایوسانہ حالت
معلوم ہوتی تہی اس مجلس کے اکثر بہادرون کے چہرون پر رعب و خوف
چہاگیا تہا۔ معزالدین کا مصمم ارادہ تہا کہ کل باغ دہر کی طرف کوچ ہوجاے
غرض علی الصباح معزالدین نے سکندرہ اور باغ دہر کی طرف کوچ فرمایا
اور اوسیوقت جس توپخانہ کا انتظار تہا وہہی پہنچ گیا۔

جب ہم سکندرہ کے پاس پہونچے محمد فرخ سیر کا بیشمار لشکر ابہی تک دریا سے
پورے طور سے عبور نہین کیا تہا۔ شام تک فرخ سیر کی فوج دریا پار ہوگئی
محمد فرخ سیر کے دلیر سردار اُسوقت شجاعت کے نشہ مین جہوم رہے تھے
جسوقت کہ محمد معزالدین اور محمد فرخ سیر کے لشکر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوے
اوسوقت ایک پہر دن باقی ہوگا۔ امیرالامرا نے مجہسے پوچہا کہ اسوقت جنگ
مین تمہاری کیا مصلحت ہے مین نے امیرالامرا کی طاہرداری حالت سے اسبات
کو پایا کہ اسوقت جنگ ہونی چاہیے۔ بلکہ علی الصباح لڑائی شروع کردینا چاہیے
اسلئے امیرالامرا سے مین نے یہہ راے ظاہر کی کہ مجکو مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ کل صبح لڑائی ہوجاے کیونکہ جنگ شبنہ مین اپنے پراے کی خبر نہین ہوسکتی
ہے لہذا ایسہ بات مناسب ہے کہ مجموعی حالت سے کل ہی مقابلہ کرنا چاہیے اور اگر

لڑائی کا ہی وانق ارادہ ہے تو تلوار سے لڑنے کی اجازت دیجئے۔
امیر الامرا نے میری رائے کے موافق ایک رات جنگ مین توقف کیا اور اُس
مقام مین اسنے اقامت کی جہان پانی بہی موجود تھا۔
دوسرے دن صبح کو ایک پہر تک بارش ہو رہی تہی جب بارش موقوف
ہوی مین نے امیر الامرا کی ملاقات کے لئے گیا۔ امیر الامرا نے مجکو ناشتہ کی
لئے فرمایا۔ جب مجکو ناشتہ کی خواہش نہین تہی مین نے اجازت لی اوسوقت
مجھکو یہہ معلوم ہوتا تہا کہ آج لڑائی نہوگی مگر یہہ بات معلوم نہوئی کہ لڑائی نہونے
کی کیا وجہ ہے۔ پہر امیر الامرا نے کچھہ کہا کر سوگیا۔ اور مین بہی اپنے خیمہ مین
آکر ارادہ سونے کا رکہتا تہا۔ غالباً اسوقت ظہر کا وقت ہوگا کہ یکایک نقارہ
کی دہشت ناک آواز میرے کان مین پہونچی اور امیر الامرا کو دیکہا کہ مضطربانہ
حالت سے ہاتہی پر سوار ہو رہا ہے اور ہاتہی پر چڑہ کر دستار سر پر رکہی
اور کمر ہی ہاتہی پر باندہی۔ مین بہی نہایت جلدی کے ساتہہ ہوشدار خان
اور انکے لڑکون کے ساتہہ ہاتی پر سوار ہوا اوسوقت میرے ساتہہ تیس
چالیس سوار ہون گے۔ مین نہایت جلدی کے ساتہہ امیر الامرا کے پاس
روانہ ہوا اور پوچہا کہ ایسی اضطرابی سے لڑائی شروع ہونے کی کیا وجہ ہوئی

امیرالامرا نے جواب دیا کہ غنیم نے جب مورچایون کی ترتیب دی اور مقابلہ
کے لئے آمادہ ہوا تو ہمکو بھی آمادگی کرنی پڑی ۔
امیرالامرا اسوقت فوج کا ہراول تھا۔ کوکلتاش خان جو خان جہان
کے خطاب سے پکارا جاتا تھا۔ امیرالامرا کی داہنی طرف اور جہان دار شاہ
معزالدین کے برابر تھا۔
راجے خان جو توپخانہ پر افسر تھا معزالدین کے آگے اور امیرالامرا سے بائین
طرف موڑا ہوا تھا۔ اور دوسرے فوجی افسر قابو کے مقامات پر کھڑے
ہوے تھے۔
مین نے امیرالامرا سے اجازت لیکر دست چپ پر کھڑا رہا اوسوقت مجھکو
صاف نظر آرہا تھا کہ محمد فرخ سیر نہایت متانت اور شوکت کے ساتھ بہادر
لشکر کو لئے ہوے دلیرانا بڑھتا چلا آتا ہے جس ٹیلے پر کہ مین اور امیرالامرا
کھڑے ہوئے تھے محمد فرخ سیر کا لشکر خوب دکھائی دینے لگا۔ راجے خان
جو توپ خانہ لئے ہوے آگے بڑھا ہوا تھا تو اپ اور بان چلانا شروع کیا۔
اسوقت دونون طرف ایک بیشمار لشکر دکھائی دیتا تھا۔ مین ایک ہی شخص تھا
جو ان دونون اولوالعزم بادشاہون کے شیرانہ حملون کو دیکھہ رہا ہون جب

اسقدر بے شمار لشکر کا مقابلہ ہو رہا تھا لہذا مین اس جنگ کے بعض ایسے واقعات لکھون گا جو مین اپنی آنکھون سے دیکھا ہون اور بعضے ایسے بہی واقعات بیان کئے جاتے ہین جو مین نے سچے مخبرون سے سنا ہی۔

جب توپخانجات کی جنگ شروع ہوئی۔ سبز نشان حسین علیخان کے لشکر کا دکھائی دے رہا تھا۔ اوسوقت مین نے امیر الامرا سے کہا کہ دست چپ کی طرف خالی میدان جو دکھائی دیرہا ہے غالبا غنیم کا لشکر اس مقام سے حملہ کریگا۔ فی الفور امیر الامرا نے اس بات کو اپنے ذاتی تجربہ کی وجہ سے سمجھہ گیا اور عبد اللہ خان کو کہلا بہیجا کہ مغلون کی فوج کو لیکر اس مقام مین کھڑا ہو جاے۔

جھپل رام کوکلتاش خان کے مقابلہ مین آگیا۔ اور حسین علیخان امیر الامرا کے روبرو آگیا۔

معز الدین کا توپخانہ جو مائل بدست چپ تہا اس انبوہ لشکر کی تاب نہ لاکر منھہ موڑ لیا اور تہوڑے سردار جو توپخانون پر تھے وہ معز الدین کے لشکر سے دور ہو گئے تہے اون کی پر زور کوشش اسوقت کچھہ کام نہین دیتی تہی۔

اسوقت معز الدین کے لشکر مین کھلبلی پڑ گئی تہی۔

سپاہیون کے جوق جوق فرار ہوتے چلے جاتے تھے ۔
گو امیر الامرا نے اوسوقت سخت کوشش کی اور متعدد لوگون کے ساتھ اپنی جاے پر کھڑا رہا ۔ مگر حسین علیخان کے لشکر کے شیرانہ حملون سے امیر الامرا کو بھی سخت زخم پہونچے تھے اور حسین علی خان بھی اوسوقت زخمی ہوگیا تھا ۔
امیر الامرا اوسوقت سخت بے طاقت ہوگیا تھا اور سکو حرکت کی بھی قوت نہین تھی ۔ چھبیل رام صرف کو کلتاش خان کے سامنے کھڑا ہی رہا ۔ اسوقت چار پانچ گھڑی دن باقی رہا ہوگا ۔ مین ایک جانب کھڑا ہوا تھا اوسوقت میرے مقابلہ مین کیسنے اپنی آمادگی ظاہر کی ورنہ مجکو بھی مقابلہ کرنا ہوتا ۔
امیر الامرا کے آثار سے اسوقت یہہ بات معلوم ہوتی تھی کہ انکا ستارہ اوج اقبال سے غروب ہو رہا ہے ۔ یک بیک ایک جرار فوج نے امیر الامرا پر حملہ کیا اوسوقت امیر الامرا جہان دار شاہ معزالدین کے برابر کھڑا ہوا تھا اور مین بھی ان دونون جری فوجون کے درمیان کھڑا ہوا تھا مین نے چونکہ بادشاہ کے جنگی فوج کے قریب تھا توقف کیا ۔ جب معزالدین پر اس بیشمار فوج نے سخت حملے کئے معزالدین اپنے مقام پر نہین ٹہر سکا ۔ اور اپنے زنانہ کو ساتھ لئے ہوے فرار ہوگیا ۔

چھپل رام کی فوج جو کوکلتاش خان کی فوج کے سامنے کھڑی ہوئی تھی فرخ سیر نے
اوسکی کمک کی جسکی سے چھپل رام کو بھی جرأت ہوگئی اور دلیرانہ کوکلتاش خان
پر حملہ کیا۔ اس حملہ مین جانی خان جو کوکلتاش خان کا ہراول تھا مارا گیا۔
کوکلتاش خان کی تمام فوج مین اوس وقت پوری برہمزنی ہوگئی اور اکثر
فرار ہوگئے۔

ابتک یہہ بات نہین معلوم ہوتی تھی کہ معزالدین کس جانب فرار ہوا ہے۔
امیر الامرا اوس اندھیری رات مین حیرت ناک گھوم رہا تھا اور جب امیرالامرا
کو یہہ بات معلوم ہوئی کہ جہاندارشاہ معزالدین نے فرار ہوگیا سخت پریشان ہوا
اور آخر شب تک اوسکی تلاش کی اور بالآخر معزالدین کی تلاش کے لئے ایک
جوق مقرر کی گئی مگر معزالدین کا پتا نہین ملا

جب مین نے دیکھا کہ میدان جنگ مین طرفین کی فوج سے کوئی شخص نہین ہے
ناچار مین نے اپنے دادا کے مقبرہ کے طرف روانہ ہوا جو مندوہہ مین تھا۔
اوس وقت کوتہ اندیش پاجیون نے عید منائی اور وہ جنگی آلات اور شاہی
خیمہ اور جواہر وغیرہ جو معزالدین کے فرار ہونے کے بعد پڑا ہوا
تھا لوٹ لیا۔

علی الصباح مینے عبداللہ خان کو ایک خط لکھا جس مین اون پچھلے دوستانہ روابط کا ذکر تھا
جو میرے اور عبداللہ خان کے درمیان تھے اس خط کے ذریعہ سے مین نے
عبداللہ خان سے ملاقات کی عبداللہ خان نہایت کشادہ پیشانی اور بزرگانہ عنایات
کے ساتھہ پیش آیا۔ جمعہ کے دن محمد فرخ سیر اکبر آباد کے مقبرہ کی طرف تشریف
لیجا رہے تھے عبداللہ خان نے فرخ سیر سے میری ملاقات کرائی اور محمد فرخ سیر
جب شاہ جہان آباد کو تشریف لے گئے مجھکو بھی اپنے ہمراہ لیگئے۔

ابتک یہہ بات معلوم نہین ہوتی تہی کہ جہاندار شاہ معزالدین اور امیر الامرا کسطرف
ہین۔ آصف الدولہ اسد خان جو ذوالفقار خان امیر الامرا کا باپ تہا شاہ جہان آباد
مین رہتا تہا اکثر عالمگیر کے پوترے اوسمقام مین رہتے تہے۔

لوگون کو اس امر کا خیال تہا کہ امیر الامرا ایک مدبر اور کار آمدہ شخص ہے
دکن کے طرف روانہ ہوگا۔ مگر امیر الامرا کو چونکہ معزالدین کی خبر نہین تھی کہ
وہ کہان کھڑا ہوا ہے دکن کو جانا مناسب نہین خیال کیا۔ اور چونکہ امیر الامرا کا باپ
آصف الدولہ اسد خان شاہ جہان آباد مین تہا شاہ جہان آباد کیطرف روانہ ہوا
درحقیقت امیر الامرا کا یہہ خیال اوسکی ادبار اور بدقسمتی کی وجہ سے تھا۔

امیر الامرا کو اس بات کا خیال تہا کہ اگر معزالدین ایک توپ خانی کے ساتھہ بھی مجکو ملیگا تو

ضرور ملتان اور دکن کی طرف توجہ کرون گا۔

انہین پیش بینیون سے امیر الامرا شاہ جہان آباد مین پہنچا اوسوقت شاہ جہان آباد مین ایک ہجوم اور غوغا مچا ہوا تہا۔

آصف الدولہ اسد خان ایک محتاط اور مدبر اور اولوالعزم بادشاہون کا فرمانبردار شخص تہا اوسکی فطرتی مدبرطبیعت مین ایک خاص اطاعت کا سلیقہ تہا۔ مگر امیر الامرا ان امور مین اپنے باپ کا پورا مخالف تہا یہہ شخص جرامرد اور حیلہ ساز اور شور انگیز تہا بادشاہون کے ساتہہ حیلہ سازی کرنا اسکا ایک جبلی امر تہا۔

امیر الامرا نے فرخ سیر کی ملازمت اور اطاعت مین گو مخالفانہ رائین ظاہر کین مگر آخر باپ کا کہا ماننا پڑا۔

امیر الامرا کو یہہ خیال بہی تہا کہ آصف الدولہ جو عالمگیر اور اوسکے فرزندون کے ساتہہ واجب القدر کوششین کین تہین اوسکی سفارش شاہ محمد فرخ سیر کے پاس کافی ہوگی۔ اور شاید اپنے قتل سے مجہکو نجات ملیگی۔ اس خیال سے اوس نے اپنے باپ کی پناہ لی تہی۔ اوس رات معزالدین بہی داڑہی اور مونچہہ مونڈہا یا ہوا اندہیری رات مین آصف الدولہ کے مکان پر پہنچا۔ شہر مین معزالدین کے آنیکا غل مچگیا۔

شاہ جہان آباد کے اکثر امرا اور عظیم الشان کے بیٹے روح اللہ خان اور امیر خان نے جب شاہ جہان آباد مین معزالدین کے آنے کی خبر پائی آصف الدولہ کے مکان پر مدعیانہ حیثیت سے معزالدین کی طلب شروع کی اب آصف الدولہ سوائے اسکے کیا کہہ سکتا تھا کہ معزالدین میرے مکان مین موجود ہے۔

آصف الدولہ نے محمد فرخ سیر کو لکھہ بھیجا کہ ہم نے محمد معزالدین کو گرفتار کیا ہے۔ محمد فرخ سیر نے حکم دیا کہ عبداللہ خان کے حوالہ کردیا جاے محمد فرخ سیر اس مدت مین امیرالامرا کو اکثر کہلایا کہ تمہارے جرم معاف کئے گئے اور تمہاری وزارت کا عہدہ قایم ہے تم ہماری ملازمت مین چلے آؤ۔

امیرالامرا کو ان حیلہ سازیون سے ایک اطمینان ہوگیا

جب شاہ جہان آباد مین محمد فرخ سیر پہنچا آصف الدولہ اور امیرالامرا کی طلبی کی۔ اکثر مدبرون نے اوسوقت یہہ راے قایم کی تہی کہ امیرالامرا جو ایک مدبر اور کارآزمودہ شخص ہے اور سلطنتون مین خلل اندازی اسکے پاس ایک ادنے درجہ کا کام ہے غالبا محمد فرخ سیر اس کو زندہ نچھوڑے گا۔

آصف الدولہ اور امیرالامرا محمد فرخ سیر کے دربار مین دست بستہ حاضر ہوے

محمد فرخ سیر نے آصف الدولہ کی تعظیم کی اور خلعت دیکر رخصت دی اور امیر الامرا کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اور قتل کر دیا۔ چونکہ امیر الامرا کی خفت منظور تھی لہذا امیر الامرا کی لاش کو باقی پر ڈالکر شہر کی اور چند روز سر راہ امیر الامرا کی لاش پڑی رہی۔ آصف الدولہ کے تمام جاگیر و منصب ضبط کئے گئے۔

فی الحقیقت امیر الامرا کی رسوائی ان حیلہ سازیوں کا نتیجہ تھی جو امیر الامرا شہزادوں کے قتل میں مکارانہ برتاو کیا تھا۔

امیر الامرا کا دیوان جسکا نام راجہ سبھا چند تھا ایک تقدر شخص تھا۔ جلیل القدر افسروں کے حق میں اوسکی زبان دراز زبان مشہور تھیں۔ محمد فرخ سیر نے اُسکی زبان کاٹنے کا حکم دیا۔

ان دلیرانہ کارروائیوں نے محمد فرخ سیر کے رعب کو حد سے زیادہ بڑھا دیا تھا مصاحب اور ہمنشینوں کو فرخ سیر کی پولٹیکل تدبیروں سے اپنی حیلہ سازیوں کا موقع نہیں ملتا تھا۔ غرض محمد فرخ سیر کا روز افزوں اقبال ہمیشہ ترقی پذیر تھا۔

تمت

۱۳ ۱۷

تقریظ

نواب صاحب والا جناب نواب محمد کمال خان بہادر جیسے کہ علم دوست ہونے مین فرد فرید ہین اوسکا اظہار ایسا نہین جو میرا محتاج بیان ہو بلکہ شہرہ آفاق ہے۔

بالخصوص علم تاریخ مین جیسا کہ ممدوح الشان کو ید طولےٰ مذاق ہے کسیکو کم ہوگا۔

ترجمہ سوانح عمری منشی ارادت خان دلفگار دد جسکو ابوالشریف مولوی سید اشرف صاحب شمسی نے کہ جو اچھوتی زبان مین ترجمہ کرکے ایک ہی گل مطلب کو دوسرے رنگ و بو مین ظاہر کیا ہے اور بوجھ اپنی بے نظیر ہونیکے قدر دان ہاتون مین جگہ پانے کا جایز متوقع ہے میرے اوس بیان مسبوق الذکر کی ایک ادنیٰ دلیل ہے۔

نواب صاحب محتشم الیہ کو بلحاظ اس شوق اتم کے تاریخی دنیا کا خدا بھی کہنا نا زیبا نہوگا یون تو حضرات تاریخ دوست کی انصاف پسند نظرون سے کئی ایک ترجمے گذرے ہونگے جو بہ حیثیت اپنے "لیس کمثلہ" کا دعوےٰ رکھتے ہون۔ مگر یہ بھی اوس ناظورۂ طنّاز سے کم نہین جسکے نظارہ کے لئے زمانہ کی شایق اور ارزو بھری نگاہین متلاشی رہتی ہین۔

مولوی صاحب نے جس لطافت سے کہ اسکی فارسی زبان کو اردو کا انوکھا لباس پہنایا ہے



وہ ایسا ہے کہ تاریخی تصاویر بے بھا مضامین سے مزین ہو کر زندہ تشکلین نظر آنے لگین۔
زبان کی شستگی بیان کا تسلسل محاورہ کی درستگی الفاظ کی بندش دل لبھانے والی
عبارت جس خوبی سے کہ ضبط تحریر کی گئی ہے اوسکی کما ینبغی تعریف کے لئے میری زبان
الفاظ نہین ہین۔ ہان سوا اسکے اور کیا کہہ سکتا ہون کہ مترجم صاحب نے اس شراب
کہنہ کو وہ آتشہ بنا کے علاوہ ہمارے ہمعصر جنٹلمنون کے اون آیندہ نسلون کو بھی
جو اسوقت ہماری نظرون سے چھپی ہوی ہین اسکی نشہ سے سرور رہنے کا پورا
موقع دیا ہے۔

میں اپنی محدود معلومات تک یہ کہنے کی جرات کرتا ہون کہ مولوی صاحب کی یہ محنت شاقہ
کہ تاریخی عمارتون میں تا معلوم زمانہ تک یادگار رہیگی ایسی نہین ہے جو قدر دان
طبعین بغیر قدر کئے رہ سکین۔

اور معزز حضرات جو تاریخ کو اپنا سچا دوست جاننے والے ہین ضرور اسکی ہمنشینی سے
مترجم صاحب کی داد دینگے فقط

اضعف الکلام
محمد ابوالحسن
منتظم

۱۱ فروری ۹۰ء